مجموعہ تالیفات حضرت تھانوی

اصلاحی نصاب

(جدید تخریج شدہ)

① حیات المسلمین
② تعلیم الدین
③ شوق وطن
④ آداب معاشرت
⑤ تسہیل قصد السبیل
⑥ جزاء الاعمال
⑦ فروع الایمان
⑧ حقوق الاسلام
⑨ اغلاط العوام
⑩ زاد السعید

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی

دارالاشاعت اردو بازار کراچی
فون ۲۱۳۷۶۰۰

مجموعہ تالیفات حضرت تھانویؒ

اصلاحی نصاب

(اضافوں کے ساتھ)

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

دار الاشاعت اردو بازار کراچی
فون ۲۱۳۷۶۸

طبع اوّل دارالاشاعت ۱۹۹۰ء
طباعت:

فون ۲۱۳۷۶۸

ملنے کے پتے:
دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱
مکتبہ دارالعلوم - کورنگی - کراچی ۱۴
ادارۃ المعارف کورنگی - کراچی ۱۴
ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی، لاہور ۲
ادارۃ القرآن 437/D گارڈن ایسٹ لسبیلہ کراچی ۵

دارالاشاعت متصل اردو بازار کراچی ۱

اصلاحی نصاب کے بارے میں

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ صاحب عارفیؒ کی رائے

"میرے خیال میں کتابوں کا بہت ضروری اور مفید انتخاب ہوگیا ہے انشاء اللہ بہت نافع ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا فرمادیں۔ آمین!"

محمد عبدالحیؒ عارفی

عرض ناشر

حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت میں مجدد اور حکیم الامت بنا کر بھیجا تھا۔ آپ نے اپنی تمام عمر امت مسلمہ کی اصلاح کے کاموں میں وقف فرمادی۔ دین و دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں آپ نے تحریر و تقریر سے رہنمائی نہیں فرمائی۔

حضرت کی بے شمار تصانیف جو اسلامی تہذیب و تمدن، عبادات و معاملات معاشرت و معیشت غرض ہر شعبۂ زندگی پر حاوی ہیں۔ آپ نے جہاں نہایت علمی کتب تصنیف فرمائی ہیں وہیں بالکل ہلکی پھلکی اور عام فہم کتب بھی آپ کی یادگار ہیں جن سے ایک عام اور کم تعلیم یافتہ شخص بھی پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

زیر نظر مجموعہ بھی ایسی ہی عام فہم کتب کا مجموعہ ہے جو انشاء اللہ مسلمانوں کے لئے مشعل ہدایت ثابت ہوگا۔ ضرورت ہے کہ ہر مسلمان گھرانے میں اس کو زیادہ سے زیادہ پہنچایا جائے تاکہ امت مسلمہ اس سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھا سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح اسلامی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ناکارہ :۔ خلیل اشرف عثمانی

فہرستِ مضامین

تسہیل قصد السبیل

زادالسعید

حَیٰوۃُ المُسلِمِین

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

مُقدمہ

الحمد للہ الذی انزل فی کتابہ "اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منہا" والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی شرفہ بخطابہ "وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا" ودعا امتہ الی جزیل ثوابہ فی قولہ یاایہا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم" وقادہم الی رفیع جنابہ فی قولہ اولٰئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ وبعد فقد قال تعالیٰ "من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ ولنجزینہم اجرہم باحسن ما کانوا یعملون" وقال تعالیٰ "ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ"

ان آیات کے ساتھ ایک اور آیت جو اہل جہنم کے حق میں ہے یعنی ثم لایموت فیہا ولا یحییٰ اگر بطور مقدمہ کے ملالی جاوے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس حیات میں راحت وحلاوت نہ ہو وہ حیات گو صورۃً غیر موت ہو مگر معنیً غیر حیوٰۃ بھی ہے) تو اس انضمام کے بعد مثل نصوص کثیرہ شہیرہ کے خطبے کی آیات میں حیوٰۃ باطنی و اُخروی کا اور مابعد الخطبہ کی آیات میں علیٰ تفسیر المحققین حیاۃ ظاہری و دنیوی کا بھی اختصاص صرف مطیعانِ حق کے ساتھ نہایت واضح اور مصرح ہے۔

مگر باوجود اس قدر وضاحت وصراحت کے ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلے سے اسقدر غافل ہیں کہ گویا اس مسئلے کے دلائل کو کبھی نہ ان کی آنکھوں نے دیکھا، نہ ان کے کانوں نے سُنا، اور نہ ان کے قلب پر ان کا گزر ہوا۔

اور حیوٰۃ کی ان دونوں قسموں میں سے بھی حیوٰۃ اخروی کا اختصاص مذکور اہل کے الایمان

سے اتنا بعید نہیں، جتنا حیوٰۃ دنیوی کا اختصاص بعید ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر عالم میں عموماً اور کشور ہند میں خصوصاً مصیبتوں پر مصیبتیں اور بلاؤں پر بلائیں نازل ہوتی چلی جاتی ہیں مگر نہ ان کے ذہن کو مطلق اس طرف التفات ہوتا ہے نہ ان کی زبان پر اس کا نام آتا ہے نہ اُن کے قلم سے یہ مضمون نکلتا ہے۔

اگر کسی کو علاج و تدبیر کی طرف توجہ ہوتی بھی ہے تو وہ نسخے استعمال کیے جاتے ہیں جن کی نسبت بے تکلف یہ کہنا یقیناً صحیح ہے کہ ؎

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند   آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بودند از حالِ دروں   استعیذ اللہ مما یفترون
رنجش از صفرا واز سودا نبود   بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

اور اس بے اصول علاج کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ؎

ہر چہ کردند از علاج و از دوا   رنج افزوں گشت و حاجت ناروا
از ہلیلہ قبض شد، اطلاق رفت   آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
سستی دل شد فزون و خواب کم   سوزشِ چشم و دلِ پُر درد و غم

مگر باوجود اس ناکامی پر ناکامی کے ان عطاتی اطباء کی حالت اس خطائی طبیب کی سی ہے جس نے کسی کو بے موقع مسہل دے دیا اور برابر زیادت اسہال کی خبر اس کو پہنچ رہی تھی مگر وہ ہر اطلاع کے جواب میں یہی کہتا تھا کہ مادہ فاسد ہے نکلنے دو، حتیٰ کہ وہ مر بھی گیا مگر یہ اس کا مرنا سن کر بھی اپنی اسی رائے کو صحیح سمجھا کیے اور یہ فرمایا کہ اللہ رے مادّے جس کے نکلنے سے مرگیا، نہ نکلتا تو نہ معلوم کیا ہو جاتا!

اس جہلِ عملی کی وجہ صرف یہی جہلِ علمی ہے کہ ان مصائب کے سر منشا کی تعیین میں ان کو نصوص الٰہیہ و نبویہ کی پوری تصدیق نہیں۔

اے صاحب جب اللہ و رسول پر ایمان ہے جس کے معنی ہیں ہر امر اور ہر خبر میں ان کی تصدیق کرنا اور ان کو سچا سمجھنا، پھر یہ کیسی تصدیق ہے کہ کسی میں تصدیق اور کسی میں عدمِ تصدیق؟

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض؟   کیا تم قرآن کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہو؟

اس لئے سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تجاہل یا تغافل پر از سرِ نو تنبیہ کی جائے تاکہ مرض کے سبب کا تعین پھر علاج صحیح کا تیقن ہو اور اس تعیّن و تیقن کے بعد اسباب کے ازالے اور علاج کی تحصیل کا اہتمام کریں۔

اور براہین عقلیہ و نقلیہ نیز مشاہدہ و تجربہ سے محقق و ثابت ہو چکا ہے کہ دورِ حاضر میں ان اسباب و معالجات کی تعلیم و تفہیم منحصر ہو گئی ہے حضورِ اقدس صلعم کی ذاتِ مبارک میں پس بلا خوفِ منازع حضور صلعم کی شانِ عالی میں یہ دعویٰ بالکل سچا دعویٰ ہے۔

ذاتِ پاکش کاملے پُر مایۂ — آفتابے درمیانِ سایۂ
حاذقش گو کو حکیمِ حاذقست — صادقش داں کو امین و صادقست
در علاجش سحرِ مطلق را ببیں — در مزاجش قدرتِ حق را ببیں

جو شخص آپ کی صحتِ تشخیص کا اعتقاد کر کے آپ کی تجویز پر عمل کرے گا وہ بیساختہ کہنے لگے گا ؎

مطلعِ نورِ حق و دفعِ حرج — معنیٔ الصبر مفتاح الفرج
اے لقائے تو جوابِ ہر سوال — مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمانِ ہر چہ مارا در دلست — دست گیرِ ہر کہ پایش در گلست
مرحبیٰ یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ — ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
انت مولی القوم مَن لّا یشتھی — قد ردی کلّا لئن لم ینتہ

اور اگر یہ شخص آپ کی کسی تجویز کی لِم بھی نہ سمجھے گا تب بھی جیسا کہ لوازمِ اعتقاد سے ہے یہ کہے گا ؎

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب — ہر چہ فرماید بود عین صواب
آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست — نائبست و دستِ او دستِ خداست
ہم چو اسمٰعیل پیشش سر بنہ — شاد و خنداں پیشِ تیغش جاں بدہ
تا بماند جانت خنداں تا ابد — ہم چو جانِ پاکِ احمد صلعم با احد
عاشقاں جامِ فرح آنگہ کشند — کہ بدستِ خویش خوباں شاں کشند
آں کسے راکش چنیں شاہے کشد — سُوئے تخت و بہتریں جاہے کشد

اور آپ نے نہایت شفقت و غایت رحمت سے اپنا پورا مطلب بیدریغ عام خلائق کے روبرو

پیش فرمایا آگے استعمال کرنے والوں یا استعمال نہ کرنے والوں کی سعادت و شقاوت جس نے جب کبھی بھی استعمال کیا صلاح و فلاح اُس کے پیش پیش رہی اور جس نے اس میں اہمال کیا اگر اس کو کچھ حصہ عقیدت و محبت کا حاصل ہے اس عقیدت و محبت کی برکت سے اس پر عنایت اس طرح متوجہ ہوتی ہے کہ صلاح و فلاح سے اس کو حرمان عاجل نصیب کیا جاتا ہے تاکہ اس فوری تنبیہ سے وہ اپنی اصلاح کر سکے۔

اور جو عقیدت و محبت سے خالی ہیں اس غلو کی شامت سے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ بطور استدراج کے ان کو صورتاً و عاجلاً کامیابی عطا کر دی جاتی ہے، اور حقیقتاً و آجلاً حرمان ہی ان کے نصیب حال ہوتا ہے۔ چنانچہ حرمان آجل تو ظاہر ہی ہے، اور حرمان حقیقی کا شاہد اُن کی اندرونی حالت ہے کہ خالص راحت و حلاوت کو وہ خود اپنے اندر مفقود پاتے ہیں۔

اسی فلاح عاجل و صوری اور حرمان آجل و حقیقی کا ذکر ان آیات میں ہے۔ قولہ تعالیٰ ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون۔ وقولہ تعالیٰ فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون۔ ترجمہ کیا یہ لوگ گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے، ان کے اموال و اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان مذکورہ چیزوں سے دنیوی زندگی میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جائے۔ (توبہ آیت ۵۵)

جب عیاناً و برہاناً صلاح و فلاح کا انحصار مطب نبوی صلعم کے نسخوں میں ثابت ہو چکا تو برادران اسلامی پر جن کو مرض کی خبر اور اس کے سبب اور نسخے سے بیخبری ہے واجب و لازم ہوا کہ اب اس علمی تغافل و تجاہل یا عملی تکاسل و تثاقل کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہیں اور ان حکیمی حتمی نسخوں کا استعمال کریں۔ اور عاجلاً و آجلاً و صورتاً و حقیقتاً صلاح و فلاح کا منزاً مدًا و منصاعداً مشاہدہ کریں۔ یہ تنبیہ کلی ہے جلب منافع و دفع مضار کے طریق صحیح پر اور تنبیہ جزئی و مبسوط تمام شریعت مطہرہ ہے لیکن تنبیہ کلی و اجمالی تو اس کے لیے کافی نہیں کہ عمل بدون تفصیل متعذر ہے اور تنبیہ جزئی و تفصیلی پر مختصر وقت میں مطلع ہونا متعسر ہے اس لیے ضرورت اس کی ہے کہ

اسلامی بھائیوں کی حالت حاضرہ غیر محتملۃ التاخیر فی المعالجہ کے اعتبار سے جو اجزاء اس تفصیل میں ایک بناء خاص پر مستحق تقدیم فی التعلیم ہیں سردست ان کی تعیین و تبیین بقدر ضرورت کردی جائے اور وہ بناء خاص یہ ہے کہ جس طرح ادویہ حسیہ میں بعض ادویہ ازالۂ مرض میں مؤثر بالخاصیت ہیں اور بعض مؤثر بالکیفیت، پھر ان میں بعض مؤثر بلا واسطہ ہیں مثلاً اس طرح کہ مرض حرارت ساذج سے تھا کسی جزو بارد سے اس کا علاج کیا گیا، اور بعض مؤثر بواسطہ مثلاً اس طرح کہ وہ حرارت کسی خلط سے تھی اس کا علاج ایسے جزو سے کیا گیا جو بالذات اس خلط کی منقیل یا معدل ہے اور بواسطہ اس تقلیل یا تعدیل کے مزیل حرارت۔

اسی طرح حکماء امت و اطباء ملت کو کہ مبصران آثار و ماہران اسرار ہیں اپنے ذوق نورانی و ادراک وجدانی سے مکشوف ہوا ہے کہ اعمال مؤثر بالخاصہ بھی ہیں اور یہ حکم تمام شرائع کو عام ہے اور ان میں سے بعض مؤثر بالکیفیۃ بھی ہیں، پھر ان میں سے بعض مؤثر قریب اور بعض مؤثر بالواسطہ یا بوسائط۔

اس وقت میں نے تعجیل حصول منفعت و تسہیل قبول دعوت کی مصلحت سے یہ تجویز کیا ہے کہ احکام میں سے قسم دوم کی بھی قسم دوم کے بعض ان اجزاء کی فہرست کو جو علماً و عملاً ہر طرح سہل ہیں اپنے بھائیوں کے روبرو پیش کروں، اور زیادت تسہیل کے لیے تدریجاً ایک ایک دو دو جزو پیش کروں، چند مدت میں وہ سب خود جمع بھی ہو جاویں گے۔

اور وہ اجزاء اس قسم کے ہوں گے، اسلام، علم دین، نماز، زکوٰۃ، قرآن، خوش اخلاقی، خوش معاملگی، کسب حلال، ترک اسراف، حکایات اولیاء و علماء و امثالہا، اور ان اجزاء کی خاصیت پر (کہ وہی موضوع ہے اس عجالہ کا جو کہ شروع تمہید میں مذکور ہے) نظر کر کے اس فہرست کا نام **حیوٰۃ المسلمین** قرار دیتا ہوں اور ان اجزاء کو ارواح سے ملقب کرتا ہوں جو اساس حیات ہیں اور ان ارواح کا تعدد ہر مسلم کے لئے تعدد آثار کے اعتبار سے ہر زندہ کے لئے ارواح طبیہ حیوانی و نفسانی و طبعی کا تعدد ہے۔ واللّٰہ ولی الہدایۃ وبیدہ الرعایۃ والحمایۃ۔

کتبہ اشرف علی لغرۃ جمادی الاخریٰ سنۃ ۱۳۴۶ھ

روح اول

اسلام و ایمان

دونوں لفظوں کا مطلب قریب ہی قریب ہے۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ (سچا) دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے۔ اور

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو تلاش (اور اختیار) کرے گا سو وہ (دین) اس شخص سے (خدائے تعالیٰ کے نزدیک) مقبول (اور منظور) نہ ہوگا۔ اور وہ شخص آخرت میں خراب ہوگا۔ اور

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف دنیا میں اعمال کا غارت ہونا یہ ہے کہ اسکی بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا۔ مرنے کے بعد جنازے کی نماز نہیں پڑھی جاتی اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر یہ شخص پھر مسلمان ہوجاوے تو بی بی سے پھر نکاح کرنا پڑے گا بشرطیکہ بی بی بھی راضی ہو اور اگر وہ راضی نہ ہو تو زبردستی نکاح نہیں ہوسکتا۔ اور

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم (ضروری عقیدوں کی تفصیل سن لو وہ یہ ہے کہ) اعتقاد رکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی (یعنی قرآن کے ساتھ) اور ان کتابوں کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہوچکی ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور (اسی طرح جو) اس کے فرشتوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کی کتابوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کے رسولوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) روز قیامت کے ساتھ (کفر کرے) تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا بلاشبہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پہ قائم نہ رہے) رنہ

پہلی بار کا اسلام سے پھر جانا معاف ہو جاتا بلکہ پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ کفر میں بڑھتے چلے گئے (یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے) اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو (بہشت کا) رستہ دکھلائیں گے۔

(۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے (یعنی ایمان اختیار نہ کیا) ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے (اور وہاں ان کی برابر یہ حالت رہے گی کہ) جب ایک دفعہ ان کی کھال (آگ سے) جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کردیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں۔ بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے بہت جلد ہم ان کو ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے (مکانوں کے) نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) اُن کے لئے اُن بہشتوں میں بیبیاں ہوں گی صاف ستھری اور ہم ان کو نہایت گنجان سائے میں داخل کریں گے۔

ف۔ ان آیتوں میں اسلام والوں کے لئے جنت کی نعمتیں اور اسلام سے ہٹنے والوں کے لئے دوزخ کی مصیبتیں تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں۔ دوسری آیتوں میں اور حدیثوں میں جنت کی طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ کی طرح طرح کی مصیبتیں بہت سی بیان ہوئی ہیں۔

اے مسلمانو! دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے اگر اسلام پر قائم رہ کر مان لیا کہ کچھ تھوڑی سی تکلیف بھی بھگت لی تب بھی مرنے کے ساتھ ہی ایسے عیش اور چین دیکھو گے کہ یہاں کی سب تکلیفیں بھول جاؤ گے اور اگر کسی لالچ سے یا کسی تکلیف سے بچنے کے لئے کوئی شخص خدانخواستہ اسلام سے پھر گیا تو مرنے کے ساتھ ہی ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا کہ دنیا کے سب عیش بھول جائے گا۔ پھر اس مصیبت سے کبھی بھی نجات نہ ہوگی تو جس کو تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ساری دنیا کی بادشاہی کے لالچ میں بھی اسلام کو نہ چھوڑے گا اے اللہ ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر اور ان کی عقلیں درست رکھ۔

رُوح دوم

تحصیل و تعلیم علم دین

یعنی دین کا سیکھنا اور سکھلانا

(۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے (ابن ماجہ)

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو شہری ہو یا دیہاتی ہو امیر ہو یا غریب ہو دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کتابیں پڑھ کر خواہ اردو کی کتابیں پڑھ کر خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھ کر خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہنچ سکیں وہ اپنے مردوں کے ذریعے سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں۔

(۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابوذرؓ! (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لیے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو یہ تمہارے لیے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے (ابن ماجہ)

اس حدیث سے علم دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوتی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہو سکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ یہ غلطی ہے۔ دیکھو اس میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو، دونوں حالت میں یہ فضیلت حاصل ہو گی۔ اس کی تین وجہ ہیں ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہو گئی تو گمراہی سے تو بچ گیا یہ بھی بڑی دولت ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہو جاوے گی۔ تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلا دے گا۔ یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔

(ع۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی علم (دین کی بات) سیکھے پھر اپنے بھائی مسلمان کو سکھلا دے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے بھائی مسلمانوں کو بھی بتلا دیا کرے اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے۔

سبحان اللہ! خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ ذراسی زبان ہلانے میں ہزاروں روپے خیرات کرنے سے بھی زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔

(ع۴) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ!

اس کی تفسیر میں حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین کی باتیں سکھلاؤ (حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے، نہیں تو انجام دوزخ ہے (یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب سے لی گئی ہیں)

(ع۵) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتی رہتی ہے ان میں یہ چیزیں بھی ہیں ایک علم (دین) جو سکھلایا گیا ہو (یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو)

اور اس (علم) کو پھیلایا ہوا مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جن سے علم دین پھیلے گا اور یہ بھی مدد دے کر اس پھیلانے میں ساجھی ہو گیا) اور دوسرے نیک اولاد جس کو چھوڑ کر مرا ہو۔ (اور بھی کئی چیزیں فرمائیں) (ابن ماجہ وبیہقی)

(ع۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم) سے بڑھ کر ہو۔ (ترمذی وبیہقی)

(ع۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے پھر ان کو ادب (علم) سکھلا دے اور ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بے فکر کر دے (یعنی ان کی شادی ہو جاوے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہو جاویں) اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت کو واجب کر دیگا ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا، آپ نے فرمایا دو میں بھی یہی فضیلت ہے ایک شخص نے

ایک کی نسبت پوچھا، آپ نے فرمایا ایک میں بھی یہی فضیلت ہے (شرح السنہ) یہ حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

ف ان حدیثوں میں، اور اسی طرح اور بہت سی حدیثوں میں علم دین اور تعلیم دین یعنی دین کے سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اس کا فرض ہونا مذکور ہے۔ اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بن جاوے مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت اور نہ اتنی فرصت۔ اس لیے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کے ایسے آسان طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں تفصیل ان طریقوں کی یہ ہے کہ:

(ط۱) جو لوگ اردو حرف پہچان سکتے اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں تو وہ ایسا کریں۔ کہ اردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اور تعلیم الدین اور قصد السبیل اور تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلے کے وعظ جتنے مل جاویں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آوے یا کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کر دے۔ پھر جب کوئی اچھا جاننے والا مل جائے اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے اور اس طرح جو حاصل ہو وہ مسجد یا بیٹھک میں بیٹھ کر دوسروں کو بھی پڑھ کر سنایا کرے اور گھر میں آ کر اپنی عورتوں اور بچوں کو سنا دیا کرے اسی طرح جنہوں نے مسجد یا بیٹھک میں سنا ہے وہ بھی اس کو اپنے دھیان میں چڑھا کر جتنا یاد رہے اپنے گھروں میں آ کر گھر والوں کو سنا دیا کریں۔

(ط۲) اور جو لوگ اردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے لکھے پڑھے سمجھدار آدمی کو اپنے یہاں بلا کر اس سے اسی طرح وہی کتابیں سن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں۔ اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لیے تجویز ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہے اگر اس کو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا چندہ کے طور پر جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دے دیا کریں دنیا کے لیے بے ضرورت کاموں میں سینکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہو۔ اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا خرچ کر دو تو کوئی بڑی بات نہیں مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلاوے اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لے کر تجویز کرنا۔

(۳) ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرنا ہو جس کا اچھا یا بُرا ہونا شرع سے نہ معلوم ہو اس کو دھیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لیا کریں اور وہ جو بتلادے اس کو خوب یاد رکھیں اور دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی بتلا دیا کریں اور اگر ایسے عالم کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو تو اس کے پاس خط بھیج کر پوچھ لیا کریں اور جواب کے واسطے ایک لفافے پر اپنا پتہ لکھ کر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں کہ اس طرح سے جواب دینا اس عالم کو آسان ہو گا اور جلدی آوے گا۔

(۴) ایک اس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے ملتے رہیں، اگر ارادہ کر کے جاویں تو بہت ہی اچھی بات ہے اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم بھی پاس نہ ہو جیسے گاؤں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اس کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں۔

(۵) ایک کام ضروری سمجھ کر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی مہینہ دو مہینے میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں یا اپنے محلے میں بُلا کر اس کا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

یہ مختصر بیان ہے دین کے سیکھنے کے طریقوں کا، اور طریقے بھی کیسے بہت آسان، اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہو جاویں گی اور اس کے ساتھ دو باتوں کا اور خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہیں، ایک کافروں کے اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جاویں، اول تو کفر کی اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے، دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے، پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے، بعض دفعہ اس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے جس میں وقت بھی خرچ ہو جاتا ہے اور روپیہ بھی، یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں اور اگر غصہ ظاہر نہ کر سکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے غم خریدنا کیا فائدہ، دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کریں کہ اس میں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں ہو جاتی ہیں، جن کا ابھی بیان ہوا۔ اور ایک بڑی خرابی ان دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھ

کر ہے دُوہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کُفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑ جاتی ہے جس سے خود بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں جو اُس شبہ کو دل سے دُور کر سکے، تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہو اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہہ دو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ! اگر ان سب باتوں کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ دین کے تندرست رہو گے کبھی دین کی بیماری نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

رُوحِ سوم

قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا

(عـ۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سب میں اچھا وُہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے (بخاری)

(عـ۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جا کر کلام اللہ شریف کی دو آیتیں کیوں نہ سیکھ لے، یہ اس کے لیے دو اُونٹنیوں (کے ملنے) سے زیادہ بہتر ہے، اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے، اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں اور ان کی گنتی کے جتنے اونٹ ہوں ان سب سے وہ آیتیں بہتر ہیں (مسلم)

ف اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اونٹ تو دنیا ہی میں کام آتے ہیں اور آیتیں دونوں جہان میں کام آتی ہیں، اور اُونٹ کا نام مثال کے طور پر لیا گیا کیونکہ عرب اونٹوں کو بہت چاہتے تھے ورنہ ایک آیت کے مقابلے میں ساری دنیا کی بھی کوئی حقیقت نہیں (مرقاۃ) اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پورا قرآن بھی نہ پڑھا ہو تھوڑا ہی پڑھا ہو، اس کو بھی بڑی نعمت حاصل ہو گئی۔

(عـ۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا قرآن خوب صاف ہو وُہ (درجے میں) ان فرشتوں کے ساتھ ہو گا جو بندوں کے اعمال نامے لکھنے والے اور عزت والے اور پاکی والے ہیں اور جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وُہ اس کو مشکل لگتا ہو، اُس کو دو ثواب ملیں گے۔ (بخاری و مسلم)

ف دو ثواب اس طرح سے کہ ایک ثواب پڑھنے کا اور ایک ثواب اس محنت کا کہ اچھی طرح چلتا نہیں مگر تکلیف اُٹھا کر پڑھتا ہے۔ اس حدیث میں کتنی بڑی تسلی ہے اُس شخص کے لیے جس کو قرآن اچھی طرح یاد نہیں ہوتا کہ وہ تنگ ہو کر اور ناامید ہو کر یہ سمجھ کر چھوڑ نہ دے کہ جب یاد ہی نہیں ہوتا، تو پڑھنے ہی سے کیا فائدہ، آپ نے خوشخبری دے دی کہ ایسے شخص کو دو ثواب ملیں گے۔

(۴) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اُجاڑ گھر۔ (ترمذی و دارمی)

ف اس میں تاکید ہے کہ کوئی مسلمان قرآن سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔

(۵) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس شخص نے کلام اللہ کا ایک حرف پڑھا، اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے (تو اس حساب سے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور میں یوں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ اس میں الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے (ترمذی، دارمی)

ف۔ یہ ایک مثال ہے۔ اسی طرح جب پڑھنے والے نے الحمد کہا تو اس میں پانچ حرف ہیں لہٰذا اس پر پچاس نیکیاں ملیں گی۔ اللہ اکبر! کتنی بڑی فضیلت ہے۔ پس ایسے شخص کی حالت پر افسوس ہے کہ ذرا سی کم ہمتی کر کے اتنی بڑی دولت حاصل نہ کرے۔

(۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے قرآن پڑھا اور اس کے حکموں پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگی جو دُنیا کے گھروں میں اس حالت میں ہو کہ آفتاب تم لوگوں میں آجاوے (یعنی اگر آفتاب تمہارے پاس آجاوے تو اس وقت گھروں میں کتنی روشنی ہو جاوے؟ اس روشنی سے بھی زیادہ روشنی اس تاج کی ہوگی) سو اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہوگا جس نے خود یہ کام کیا ہے؟ (یعنی قرآن پڑھا ہے اور اس پر عمل کیا ہے اس کا کیا کچھ مرتبہ ہوگا؟) (احمد و ابوداؤد)

ف اس حدیث میں اولاد کے قرآن پڑھنے کی کتنی بڑی فضیلت ہے؟ سو سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ اولاد کو ضرور قرآن پڑھائیں۔ لڑکوں کو بھی لڑکیوں کو بھی، اگر کاروبار میں پورا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا پڑھا سکو پڑھاؤ، جیسا حدیث ۲ میں معلوم ہوا اور اگر حفظ نہ کرا سکو تو ناظرہ ہی پڑھاؤ، اور اگر حفظ کرانے کی توفیق ہو تو سبحان اللہ اس کی اور بھی فضیلت ہے جیسا کہ ابھی اس کی حدیث لکھتا ہوں۔

(۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام جانے (یعنی عقیدہ اس کے خلاف نہ رکھے جیسے اوپر والی حدیث پر عمل کرنے کو فرمایا تھا، اس پر عقیدہ رکھنے کو فرمایا) تو اللہ

تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور اس کی سفارش (بخشش کے لیے) اس کے گھر والوں میں ایسے دس شخصوں کے حق میں قبول فرماوے گا کہ ان سب کے لیے دوزخ لازم ہو چکی تھی۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)

ف اس حدیث میں حفظ کرنے کی فضیلت پہلے سے بھی زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ گھر والوں میں سب سے زیادہ قریب کے علاقے والے ماں باپ ہیں، تو یہ سفارش بخشش کی ماں باپ کے لیے یقینی ہے تو اس سے اپنی اولاد کو حافظ بنانے کی فضیلت کس درجے کی ثابت ہے۔

(۸) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کو بھی (کبھی) زنگ لگ جاتا ہے جیسے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اس کو پانی پہنچ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ کون چیز ہے جس سے دلوں کی صفائی ہو جاوے، آپ نے فرمایا موت کا زیادہ دھیان رکھنا اور قرآن مجید کا پڑھنا۔ (بیہقی شعب الایمان)

(۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ بھی تھے، اور ایسے بھی تھے جو عرب نہ تھے (مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے اور جو عرب نہیں ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی) آپ نے فرمایا پڑھتے رہو سب خاصے ہیں (ابوداؤد، بیہقی) (یعنی اگر بہت اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو اور اچھا پڑھنے والے ان کو حقیر نہ سمجھیں اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے۔

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خیال نہ کرے کہ ہماری زبان صاف نہیں یا ہماری عمر زیادہ ہو گئی۔ اب اچھا نہ پڑھا جائے گا تو ہم کو ثواب کیا ملے گا۔ یا شاید گناہ ہو۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی کیسی تسلی فرما دی اور سب کو پڑھنے کا حکم دیا۔ (یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

(۱۰) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لیے بھی کان لگا دے اس کے لیے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی، خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی، بے انتہا بڑھتی

چلی جاوے گی) اور جو شخص اس آیت کو پڑھے، وہ آیت اس شخص کے لیے قیامت کے دن ایک نور ہو گی جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے) (احمد)

ف اللہ اکبر! قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آوے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے، وہ بھی ثواب سے مالامال ہو جاوے گا۔ خدا کے بندو! یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں۔

(ع۱۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارشی بن کر آوے گا (اور ان کو بخشوادے گا) (مسلم)

(ع۱۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا پڑھنے والا قیامت کے روز آوے گا، قرآن یوں کہے گا کہ اے پروردگار! اس کو جوڑا پہنا دیجیے پس اس کو عزت کا تاج پہنا دیا جاوے گا، پھر کہے گا اے پروردگار! اور زیادہ پہنا دیجیے، پس اس کو عزت کا جوڑا پہنا دیا جاوے گا، پھر کہے گا اے پروردگار! اس سے خوش ہو جائیے، پس اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے گا۔ پھر اس سے کہا جاوے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (درجوں پر) چڑھتا جا، اور ہر آیت کے بدلے ایک ایک نیکی بڑھتی جاوے گی۔ (ترمذی وابنِ خزیمہ وحاکم)

ف اس پڑھنے اور چڑھنے کی تفصیل ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ جس طرح سنبھال سنبھال کر دنیا میں پڑھتا تھا اسی طرح پڑھتا ہوا اور چڑھتا ہوا چلا جا، جو آیت پڑھنے میں اخیر ہو گی وہاں ہی تیرے رہنے کا گھر ہے۔ (ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ وابن حبان) یہ حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں۔

ف مسلمانو! ان حدیثوں میں غور کرو اور قرآن مجید حاصل کرنے میں اور اولاد کو پڑھانے میں کوشش کرو۔ اگر پورا قرآن پڑھنے یا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا ہو سکے اسی کی ہمت کرو اگر اچھی طرح یاد نہ ہوتا ہو یا صاف اور صحیح نہ ہوتا ہو تو گھبراؤ مت اس میں لگے رہو، اس طرح پڑھنے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ اگر حفظ نہ کر سکو ناظرہ ہی پڑھو پڑھاؤ اس کی بھی بڑی فضیلت ہے اگر پورا قرآن حاصل کرنے کی فرصت نہیں، یا ہمت نہیں کسی پورا قرآن پڑھنے والے کے پاس بیٹھ کر سن ہی لیا کرو (یعنی اس سے اجازت لے کر)

ان سب باتوں کا ثواب اوپر حدیثوں میں پڑھ چکے ہو، اور یہ موٹی بات ہے کہ جو

کام ضروری ہوتا ہے، اور ثواب کا ہوتا ہے، اس کا سامان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس میں ثواب بھی ملتا ہے پس اس قاعدے سے قرآن کے پڑھنے پڑھانے کا سامان کرنا بھی ضروری ہوگا اور اس میں ثواب بھی ملے گا۔ اور سامان اس کا یہی ہے کہ ہر ہر جگہ کے مسلمان مل کر قرآن کے مکتب قائم کریں اور بچوں کو قرآن پڑھوائیں، اور بڑی عمر کے آدمی بھی اپنے کاموں میں سے تھوڑا وقت نکال کر تھوڑا تھوڑا قرآن سیکھا کریں۔ اور جو پڑھانے والا مفت نہ ملے سب مل کر اس کو گذارا کے موافق کچھ تنخواہ دیا کریں۔ اسی طرح جو بچے اپنے گھر سے غریب ہوں اور اس لیے زیادہ قرآن نہ پڑھ سکیں، اُن کے کھانے کپڑے کا بندوبست کر دیا کریں کہ وہ اطمینان سے قرآن مجید ختم کر سکیں اور جو لڑکے جتنا قرآن پڑھتے جائیں اپنے گھر جا کر عورتوں اور لڑکیوں کو بھی پڑھا دیا کریں۔ اس طرح سے گھر کے سب مرد اور عورتیں قرآن پڑھ لیں گے۔ اگر کوئی سیپارے میں نہ پڑھ سکے وُہ زبانی ہی کچھ سورتیں یاد کر لے۔

اور قرآن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص جتنا پڑھ لے خواہ پورا ہو خواہ تھوڑا، وُہ اس کو ہمیشہ پڑھتا رہا کرے تاکہ یاد رہے۔ اگر یاد نہ رکھا تو پڑھا بے پڑھا سب یکساں ہو گیا۔ دوسرا یہ کہ اگر کسی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا بھی شوق ہو تو بطور خود ترجمہ نہ دیکھے کہ اس میں غلط سمجھ جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور تیسرا یہ کہ قرآن مجید کا بہت ادب کرنا چاہیئے اس کی طرف پاؤں نہ کرو، ادھر پیٹھ نہ کرو اس سے اُونچی جگہ پر مت بیٹھو، اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو بلکہ رحل یا تکیہ پر رکھو چوتھا یہ کہ اگر وُہ پھٹ جائے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑے دفن کر دو، پانچواں یہ کہ جب قرآن پڑھا کرو یہ دھیان رکھا کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں، پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے۔

روحِ چہارم

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا

(ح ۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہونگی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو گی، ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں (یعنی جتنی محبت اس کو اللہ سے اور رسول سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو) اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندہ سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لیئے ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے) اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچا لیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچاتے رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کرلی اور بچ گیا) اور اس (بچا لینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

(ح ۲) نیز حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں کوئی شخص پورا ایماندار نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ اپنے والد سے بھی زیادہ، اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

(ح ۳) حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ ایماندار نہیں ہوتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ تمام اہل و عیال سے زیادہ اور تمام آدمیوں سے بھی زیادہ، روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور بخاری میں عبداللہ بن ہشام کی روایت سے یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک مجھ کو آپ کے ساتھ تمام چیزوں سے زیادہ محبت ہے بجز اپنی جان کے (یعنی اپنی جان کے برابر آپ کی محبت معلوم نہیں ہوتی) آپ نے

فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایماندار نہ ہو گے جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ رکھو گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اب تو آپ کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا اب پورے ایماندار ہوا سے عمرؓ!

ف اس بات کو آسانی کے ساتھ یوں سمجھو کہ حضرت عمرؓ نے اوّل غور نہیں کیا تھا یہ خیال کیا کہ اپنی تکلیف سے جتنا اثر ہوتا ہے دوسرے کی تکلیف سے اتنا اثر نہیں ہوتا اس لیے۔ اپنی جان زیادہ پیاری معلوم ہوتی، پھر سوچنے سے معلوم ہوا کہ اگر جان دینے کا موقع آجائے تو یقینی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لیے ہر مسلمان اپنی جان دینے کو تیار ہو جاتے۔ اسی طرح آپ کے دین پر بھی جان دینے سے کبھی منہ نہ موڑتے تو اس طرح سے آپؐ جان سے بھی زیادہ پیارے ہوئے۔

(۱۵) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس وجہ سے کہ وہ تم کو غذا میں اپنی نعمتیں دیتا ہے۔ اور مجھ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ف اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف غذا دینے ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات جو بیشمار ہیں اگر کسی کی سمجھ میں نہ آویں تو یہ احسان تو بہت ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، یہی سمجھ کر اس سے محبت کرو۔

(۱۶) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہو گی؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کے لیے کیا سامان کر رکھا ہے؟ (جو اس کے آنے کا شوق ہے!) اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے کچھ بہت نماز روزے کا سامان تو کیا نہیں، مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ سے اور رسول سے محبت رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت میں) ہر شخص اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت رکھتا ہو گا، سو تجھ کو میرا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) ساتھ نصیب ہو گا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے

ساتھ بھی ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام (لانے) کی خوشی کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتا نہیں دیکھا جتنا اس پر خوش ہوئے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے کہ اگر زیادہ عبادت کا بھی ذخیرہ نہ ہو تو اللہ کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اتنی بڑی دولت مل جاوے گی۔

(یہ حدیثیں تخریج احادیث الاحیاء للعراقی میں ہیں)

(ع۶) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز تہجد میں) ایک آیت میں تمام رات گذار کر صبح کر دی اور وہ آیت یہ ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی (اے پروردگار!) اگر آپ ان کو (یعنی میری امت کو) عذاب دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں (آپ کو ان پر ہر طرح کا اختیار ہے) اور اگر آپ ان کی مغفرت فرما دیں تو آپ کے نزدیک کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ آپ زبردست ہیں (بڑے سے بڑا کام کر سکتے ہیں) اور حکمت والے ہیں (گنہگاروں کو بخش دینا بھی حکمت سے ہوگا۔ روایت کیا اس کو نسائی و ابن ماجہ نے۔

ف شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کے حاشیے میں کہا ہے کہ اس آیت کا مضمون حضرت عیسٰی علیہ السلام کا قول ہے اپنی قوم کے معاملے میں اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی امت کی حالت حضور حق میں پیش کر کے ان کے لئے مغفرت کی درخواست کی۔ لفظ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لفظ غالباً احتیاط کے لیے فرما دیا ورنہ دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا، تو دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ کتنی بڑی شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام اپنی امت پر قربان کر دیا اور اس کے لیے دعا مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے۔ کون ایسا بے حس ہوگا کہ اتنی بڑی شفقت سن کر بھی عاشق نہ ہو جاوے گا۔

(ع۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری (اور تمہاری) حالت اس شخص کی سی ہے کہ جیسے کسی نے آگ روشن کی اس میں پروانے گرنے لگے اور وہ ان کو ہٹاتا ہے مگر وہ اس کی نہیں مانتے اور آگ میں دھنسے جاتے ہیں، اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہوں (کہ دوزخ میں لے جانے والی چیزوں سے

روکتا ہوں) اور تم اس میں گھسے جاتے ہو، روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ف دیکھئے اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ سے اپنی امت کو بچانے کا کتنا اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ یہ محبت نہیں تو کیا ہے؟ اگر ہم کو ایسی محبت والے سے محبت نہ ہو تو افسوس ہے۔

(۸) حضرت عباس بن مرداس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا فرمائی، آپ کو جواب دیا گیا کہ میں نے ان کی مغفرت کردی بجز حقوق العباد کے (اس میں) ظالم کا بدلہ مظلوم سے ضرور لوں گا، (اور بدونِ عذاب مغفرت نہ ہوگی) آپ نے عرض کیا اے پروردگار! اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو (اس کے حق کا عوض) جنت سے دے کر ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں، مگر اس شام کو یہ دعا قبول نہیں ہوئی، پھر جب مزدلفہ میں آپ کو صبح ہوئی، آپ نے پھر وہی دعا کی اور آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ پس آپ ہنسے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کی مغفرت کر دی خاک لے کر اپنے سر پر ڈالتا تھا اور ہائے واتے کرتا تھا، مجھ کو اس کا اضطراب دیکھ کر ہنسی آگئی۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے، اور اسی کے قریب بیہقی نے

ف اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق العباد علی الاطلاق بدون سزا معاف ہو جاویں گے، اور نہ یہ مطلب ہے کہ خاص حج کرنے سے بدون سزا معاف ہو جاویں گے، بلکہ قبل اس دعا کے قبول ہونے کے دو احتمال تھے۔ ایک یہ کہ حقوق العباد کی سزا میں جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے۔ دوسرا یہ کہ گو جہنم میں ہمیشہ رہنا نہ ہو لیکن سزا ضرور ہو۔ اب اس دعا کے قبول ہونے کے بعد دو وعدے ہوگئے، ایک یہ کہ بعد سزا کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہو جاویگی دوسرا یہ کہ بعض دفعہ بدون سزا بھی اس طور پر نجات ہو جاویگی کہ مظلوم کو نعمتیں دے کر اس سے راضی نامہ دلوا دیا جاوے گا۔

ف غور کرکے دیکھو آپ کو اس قانون کی منظوری لینے میں کس قدر فکر اور تکلیف ہوئی ہے کیا اب بھی قلب میں آپ کی محبت کا جوش نہیں اٹھتا۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیتیں پڑھیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی دعائیں اپنی اپنی امت کے لیے مذکور ہیں اور زدعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ اے اللہ میری امت! میری امت! حق تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور یوں تو تمہارا پروردگار جانتا ہی ہے اور ان سے پوچھو آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے آپ سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا تھا، ان کو بتلایا، حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو ہم آپ کو آپ کی امت کے معاملے میں خوش کر دیں گے اور رنج نہ دیں گے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف۔ ابن عباس رض کا قول ہے کہ آپ تو کبھی بھی خوش نہ ہوں گے اگر آپ کی امت میں سے ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے۔ (در منثور عن الخطیب)

اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے آپ کے خوش کرنے کا، تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ رہے گا اے مسلمانو! یہ سب دولتیں اور نعمتیں جس ذات کی برکت سے نصیب ہوئیں، اگر ان سے بھی محبت نہ کرو گے تو کس سے کرو گے؟

(عنا) حضرت عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب نوشی میں سزا بھی دی تھی، ایک دفعہ پھر لایا گیا اور سزا کا حکم ہو کر سزا دی گئی ایک شخص نے کہا اے اللہ اس پر لعنت کر کس کثرت سے اس کو لایا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو، واللہ میرا علم یہ ہے کہ یہ خدا سے اور رسول سے محبت رکھتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔

ف۔ خدا اور رسول سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی اس پر لعنت کی اجازت نہیں دی گئی۔

اے مسلمانو! ایسی مفت کی دولت جس میں نہ محنت نہ مشقت کہاں نصیب ہوتی ہے اس کو ہاتھ سے مت دینا، اپنی رگ رگ میں اللہ کی و رسول کی محبت اور عشق سما لینا، اور رچا لینا (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں اور ایک در منثور کی جس میں اس کا نام لکھ دیا ہے)

روحِ پنجم

اعتقادِ تقدیر و عملِ توکّل

(یعنی تقدیر پر یقین لانا اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا)

اس اعتقاد و عمل میں یہ فائدے ہیں:

(الف) کیسی ہی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ ہو اُس سے دل مضبوط رہے گا یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، اس کے خلاف ہو نہیں سکتا تھا اور وُہ جب چاہے گا، اس کو دفع کر دے گا۔

(ب) جب یہ سمجھ گیا تو اگر اس مصیبت کے دُور ہونے میں دیر بھی لگے گی تو پریشان، اور مایوس اور دل کمزور نہ ہو گا۔

(ج) نیز جب یہ سمجھ گیا تو کوئی تدبیر اس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی نہ کرے گا جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو، یوں سمجھے گا کہ مصیبت تو بدون خدا تعالیٰ کے چاہے ہُوئے دفع ہو گی نہیں پھر خدا تعالیٰ کو کیوں ناراض کیا جائے۔

(د) نیز اس سمجھنے کے بعد سب تدبیروں کے ساتھ یہ شخص دُعا میں بھی مشغول ہو گا کیونکہ یہ سمجھے گا کہ جب اسی کے چاہنے سے یہ مصیبت ٹل سکتی ہے تو اسی سے عرض کرنے میں نفع کی زیادہ اُمید ہے پھر دُعا میں لگ جانے سے اللہ تعالیٰ سے علاقہ بڑھ جاوے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے۔

(ہ) نیز جب ہر کام میں یہ یقین ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر اس کو ناز اور فخر اور دعویٰ نہ ہو گا۔

حاصل ان سب فائدوں کا یہ ہوا کہ یہ شخص کامیابی میں شکر کرے گا اور ناکامی میں صبر کرے گا اور یہی فائدے اس مسئلے کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور خلاصہ تبلائے ہیں،

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ط (الآیۃ۔ سورۃ حدید) اور اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر کا بہانہ کر کے شریعت کے موافق ضروری تدبیر کو بھی چھوڑ دے، بلکہ یہ شخص کمزور تدبیر کو بھی نہ چھوڑے گا، اور اس میں بھی امید رکھے گا کہ خدا تعالیٰ اس میں

بھی اثر دے سکتا ہے، اس لیے کبھی ہمت نہ ہارے گا۔ جیسے بعض لوگوں کو یہ غلطی ہوجاتی ہے، اور دین تو بڑی چیز ہے، دنیا کے ضروری کاموں میں بھی ایسی کم ہمتی کی برائی حدیث میں آئی ہے۔ چنانچہ عوف بن مالک نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا تو ہارنے والا کہنے لگا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (مطلب یہ کہ خدا کی مرضی میری قسمت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے۔ لیکن ہوشیاری سے کام لو (یعنی کوشش و تدبیر میں کمی مت کرو) پھر جب کوئی کام تمہارے قابو سے باہر ہوجائے تب کہو حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (یعنی خدا کی مرضی میری قسمت) ابوداؤد

یہ مضمون توضیح میں اس مسئلہ کے فائدے بتلانے اور غلطیوں سے بچانے کے لیے آگیا تھا اب وہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں جن میں اس مسئلہ کا ذکر ہے۔

(ع۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لاتے۔ اس کی بھلائی پر بھی اور برائی پر بھی یہاں تک کہ یقین کرلے کہ جو بات واقع ہونے والی تھی وہ اس سے ہٹنے والی نہ تھی اور جو بات اس سے ہٹنے والی تھی وہ اس پر واقع ہونے والی نہ تھی۔ (ترمذی)

(ع۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کا خیال رکھو وہ تیری حفاظت فرمادے گا، اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاوے گا جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، اور جب تجھ کو مدد چاہنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ اور یہ یقین کرلے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہوجاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچادیں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہوجاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچادیں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی (ترمذی)

(ع۳) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی پانچ چیزوں سے فراغت فرمادی ہے اس کی عمر سے اور اس کے رزق سے اور اس کے عمل سے اور اس کے دفن ہونے کی جگہ سے اور یہ کہ انجام میں سعید ہے یا شقی ہے (احمد و بزار و کبیر و اوسط)

(ع۴) حضرت معاویہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایسی چیز پر آگے مت بڑھ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ میں آگے بڑھ کر اس کو حاصل کر لوں گا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر نہ کیا ہو اور کسی ایسی چیز سے پیچھے مت ہٹ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ وُہ میرے پیچھے ہٹنے سے ٹل جاوے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر کر دیا ہو۔

(کبیر و اوسط)

ف یعنی یہ دونوں گمان غلط ہیں بلکہ جو چیز مقدر نہیں وُہ آگے بڑھنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی، اس لیے اس گمان سے آگے بڑھنا بیکار اور اسی طرح جو چیز مقدر ہے وہ ہٹنے اور بچنے سے ٹل نہیں سکتی اس لیے اس گمان سے بچنا بیکار۔

(ع۵) حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کرو، اور اللہ سے مدد چاہو اور ہمت مت ہارو، اور اگر تجھ پر کوئی واقعہ پڑ جائے تو یوں مت کہو کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا (لیکن ایسے وقت میں) یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا، اور جو اس کو منظور ہُوا، اس نے وہی کیا۔ (مسلم)

یہاں تک کی حدیثیں "جمع الفوائد" سے نقل کی گئی ہیں ان حدیثوں میں زیادہ تقدیر کا بیان تھا، آگے وُہ آیتیں اور حدیثیں ہیں جن میں زیادہ توکل کا اور کچھ کچھ تقدیر کا بیان ہے۔

(ع۶) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے "پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کر لیں، سو خدائے تعالیٰ پر اعتماد کر کے (اس کام کو کر ڈالا) کیجیے بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدائے تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں (آل عمران)

ف اس سے بڑھ کر کیا دولت ہو گی کہ خدا پر بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے۔ جس شخص سے خدا تعالیٰ کو محبت ہو اس کی فلاح میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے؟

اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ تدبیر کا بھی حکم ہے۔ کیونکہ مشورہ تو تدبیر ہی کے لیے ہوتا ہے، البتہ تدبیر پر بھروسہ کرنا نہ چاہیئے بلکہ تدبیر کر کے بھی بھروسہ خدا ہی پر ہونا چاہیئے۔

(ع۷) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے "کہ یہ ایسے (مخلص) لوگ ہیں کہ (بعض) لوگوں نے (جو) اُن سے (آ کر) کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی کفار مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لیے (بڑا) سامان

جمع کیا ہے۔ سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے، تو اس (خبر) نے اُن کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا، اور (نہایت استقلال سے یہ) کہہ (کر بات کو ختم کر) دیا، کہ ہم کو حق تعالیٰ (سب مہمات میں) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لیے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدا تعالیٰ کے نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت سے) بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعے میں) رضائے حق کے تابع رہے (اسی کی بدولت ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ (آل عمران)

ف ان آیتوں میں ایک قصّے کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں صحابہؓ کو دنیا اور دین، دونوں کا فائدہ ہوا، اللہ تعالیٰ یہ بتلاتا ہے کہ یہ دونوں دولتیں توکل کی بدولت ملیں۔

(۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے "آپ فرما دیجیے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر فرمایا ہے، وہ ہمارا مالک ہے (پس مالک حقیقی جو تجویز کرے بندے کو اس پر راضی رہنا واجب ہے) اور (ہماری کیا تخصیص ہے) سب مسلمانوں کو اپنے سب کام اللہ کے سپرد رکھنے چاہیئے (دوسری بات یہ فرما دیجیئے) کہ (ہمارے لیے جیسی اچھی حالت بہتر ہے ایسی ہی سختی کی حالت بھی باعتبار انجام کے بہتر ہے کہ اس میں درجات بڑھتے ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں پس) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو (سورہ توبہ)

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ توکل کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی ناگواری بھی پیش آوے تو اس سے بھی پریشانی نہیں ہوتی، بلکہ اس کو بھی بہتر ہی سمجھتے ہیں اگر دنیا میں بھی اس کا ظہور نہ ہو تو آخرت میں ضرور ہوگا، جو ہمارا اصلی گھر ہے اور وہی بھلائی ہمیشہ کام آنے والی ہے۔

(۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے خوف میں دیکھا تو ان سے) فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اس پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنے والے ہو، اُنھوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا (بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ) اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان

کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جب تک ہم پر ان کی حکومت مقدر ہے ظلم نہ کرنے پاویں اور پھر ان کی حکومت ہی کے دائرہ سے نکال دیجیے)۔ (سورۂ یونس)
ف اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ دُعا زیادہ مُفید ہوتی ہے۔
(۱۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے "جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بنانے کیلئے کافی ہے (اور یہ کام بنانا عام ہے، ظاہراً بھی ہو یا صرف باطناً۔ (الطلاق)
ف۔ دیکھیے توکل پر کیسا عجیب وعدہ فرمایا ہے اور اصلاح باطناً اس وقت تو معلوم نہیں ہوتی مگر بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔
(۱۱) حضرت سعد رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو اس کے لئے مقدّر فرمایا اس پر راضی رہے اور آدمی کی محرومی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ سے خیر مانگنا چھوڑ دے اور یہ بھی آدمی کی محرومی ہے کہ خدا تعالےٰ نے جو اس کے لیے مقدّر فرمایا ہے اس سے ناراض ہو۔ (احمد و ترمذی)
(۱۲) حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا دل (تعلقات کے) ہر میدان میں شاخ شاخ رہتا ہے سو جس نے اپنے دل کو ہر شاخ کے پیچھے ڈال دیا، اللہ تعالیٰ پرواہ بھی نہیں کرتا خواہ وہ کسی میدان میں ہلاک ہو جاوے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سب شاخوں میں اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے (ابن ماجہ)
ف یعنی اس کو پریشانی اور مشکلیں نہیں ہوتیں، یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں۔
(۱۳) حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کی سب ذمے داریوں کی کفایت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو شخص دنیا کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کو اس دنیا ہی کے حوالے کر دیتا ہے (ابو الشیخ) یہ حدیث ترغیب ترہیب میں ہے۔
(۱۴) حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ اونٹ کو باندھ کر توکل کر (ترمذی)
ف یعنی توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں ہاتھ سے تدبیر کرے دل سے اللہ پر توکل کرے اور اس تدبیر پر بھروسہ نہ کرے۔
(۱۵) حضرت ابو خزامہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دُوا اور جھاڑ پھونک کیا تقدیر کو ٹال دیتی ہے؟ فرمایا یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے (ترمذی وابنِ ماجہ)

ف یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع ہو جاوے گا۔ یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے۔

نتیجہ: مسلمانو! ان آیتوں اور حدیثوں سے سبق لو، کیسی ہی دشواری پیش آوے دل تھوڑا مت کرو اور دین میں کچے مت بنو، خدائے تعالیٰ مدد کرے گا۔ فقط۔

رُوحِ ششم

دُعا مانگنا

یعنی جس چیز کی ضرورت ہو خواہ وُہ دنیا کا کام ہو یا دین کا اور خواہ اس میں اپنی بھی کوشش کرنا پڑے اور خواہ اپنی کوشش اور قابُو سے باہر ہو، سب خدا تعالیٰ سے مانگا کرے لیکن اتنا خیال ضروری ہے کہ وُہ گناہ کی بات نہ ہو اس میں سب باتیں آگئیں جیسے کوئی کھیتی یا سوداگری کرتا ہے تو محنت اور سامان بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالیٰ سے دُعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ! اس میں برکت فرما اور نقصان سے بچا، یا کوئی دشمن ستا دے خواہ دنیا کا دشمن، خواہ دین کا دشمن، تو اس سے بچنے کی تدبیر بھی کرنی چاہیئے، خواہ وُہ تدبیر اپنے قابو کی ہو خواہ حاکم سے مدد لینا پڑے مگر اس تدبیر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دُعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس دشمن کو زیر کر دے یا مثلاً کوئی بیمار ہو تو دوا دارو بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالیٰ سے بھی دعا مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس بیماری کو کھو دے یا اپنے پاس کچھ مال ہے تو اس کی حفاظت کا سامان بھی کرنا چاہیئے جیسے مضبوط مکان میں مضبوط مضبوط قفل لگا کر رکھنا یا گھر والوں یا نوکروں کے ذریعے سے اس کا پہرہ دینا، دیکھ بھال رکھنا مگر اس کے ساتھ خدائے تعالیٰ سے بھی دُعا مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کو چوروں سے محفوظ رکھ! یا مثلاً کوئی مقدمہ کر رکھا ہے یا اس پر کسی نے کر رکھا ہے، تو اس کی پیروی بھی کرنا چاہیئے۔ وکیل اور گواہوں کا انتظام بھی کرنا چاہیئے مگر اس کے ساتھ خدائے تعالیٰ سے دُعا بھی کرنا چاہیئے کہ اے اللہ! اس مقدمے میں مجھ کو فتح دے اور ظالم کے شر سے مجھ کو بچا۔ یا قرآن اور علمِ دین حاصل کر رہا ہے تو اس میں بھی جی لگا کر پابندی سے محنت بھی کرنا چاہیئے، مگر اس کے ساتھ دُعا بھی کرنا چاہیئے کہ اے اللہ! اس کو آسان کر دے اور میرے ذہن میں اس کو جما دے یا نماز و روزہ وغیرہ شروع کیا ہے یا بزرگوں کے بتلانے سے اور عبادتوں میں لگ گیا ہے تو سستی اور نفس کے حیلے بہانے کا مقابلہ کر کے ہمت کے ساتھ اس کو نباہنا چاہیئے۔ مگر دُعا بھی کرنا چاہیئے کہ اے اللہ! میری مدد کر اور مجھ کو اس کی ہمیشہ توفیق دے اور اس کو قبول فرما۔

یہ نمونے کے طور پر چند مثالیں لکھ دی ہیں، ہر کام اور ہر مصیبت میں اسی طرح جو اپنے کرنے کی تدبیر ہے وُہ بھی کرے اور سب تدبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی اور توجہ کے ساتھ عرض بھی کرتا رہے اور جس کام میں تدبیر کا کچھ دخل نہیں، اس میں تو تمام کوشش دعا ہی میں خرچ کرنا ضرور ہے۔ جیسے بارش کا ہونا، یا اولاد کا زندہ رہنا یا کسی بیمار کا لاعلاج بیماری سے اچھا ہو جانا، یا نفس و شیطان کا نہ بہکانا، یا وَبا اور طاعون سے محفوظ رہنا، یا قابو یا فتہ ظالموں کے شر سے بچنا، ان کاموں کا بنانے والا تو بجز خدائے تعالیٰ کے کوئی برائے نام بھی نہیں، اس لیے تدبیر کے کاموں میں جتنا حصّہ تدبیر کا ہے ان بے تدبیر کے کاموں میں وُہ حصّہ تدبیر کا بھی دُعا ہی میں خرچ کرنا چاہیئے۔ غرض تدبیر کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دُعا ہے، اور بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کی جگہ بھی دُعا ہی ہے، تو اس میں زیادہ دُعا ہوئی، اور دُعا فقط اس کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کر لیں اور نمازوں کے بعد اس کو صرف زبان سے آموختہ کی طرح پڑھ دیا، سو یہ دُعا نہیں ہے محض دُعا کی نقل ہے، دُعا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے۔ سو جس طرح حاکم کے یہاں درخواست دیتے ہیں کم سے کم دُعا اس طرح تو کرنا چاہیئے کہ درخواست دینے کے وقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوتی ہیں، دل بھی ہمہ تن ادھر ہی ہوتا ہے۔ صورت بھی عاجزوں کی سی بناتے ہیں، اگر زبانی کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے ادب سے گفتگو کرتے ہیں اور اپنی عرضی منظور ہونے کے لیے پورا زور لگاتے ہیں، اور اس کا یقین دلانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم کو آپ سے پوری اُمید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جاوے گی۔ پھر بھی اگر عرضی کے موافق حکم نہ ہُوا، اور حاکم عرضی دینے والے کے سامنے افسوس ظاہر کرے کہ تمہاری مرضی کے مطابق تمہارا کام نہ ہوا تو یہ شخص فوراً جواب دیتا ہے کہ حضور مجھ کو کوئی رنج یا شکایت نہیں ہے، اس معاملہ میں قانون ہی سے جان نہ تھی یا میری پیروی میں کمی رہ گئی تھی حضور نے کچھ کمی نہیں فرمائی۔ اور اگر اس حاجت کی آئندہ بھی ضرورت ہو تو کہتا ہے کہ مجھ کو نا امیدی نہیں، پھر عرض کرتا رہوں گا۔ اور اصلی بات تو یہ ہے کہ مجھ کو حضور کی مہربانی کام ہونے سے زیادہ پیاری چیز ہے، کام تو خاص وقت یا محدود درجے کی چیز ہے حضور کی مہربانی تو عمر بھر کی اور غیر محدود درجے کی دولت اور نعمت ہے۔ تو اے مسلمانو! دل میں سوچو کیا تم

دعا مانگنے کے وقت اور دعا مانگنے کے بعد جب اس کا کوئی ظہور نہ ہو، خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو؟ سوچو اور شرماؤ! جب یہ برتاؤ نہیں کرتے تو اپنی دعا کو دعا یعنی درخواست کس منہ سے کہتے ہو؟ تو واقع میں کمی تمہاری ہی طرف سے ہے جس سے وہ دعا درخواست نہ رہی، اور اس طرف سے تو اتنی رعایت ہے کہ درخواست دینے کا وقت بھی معین نہیں فرمایا، وقت بے وقت جب چاہو عرض معروض کر لو۔ نمازوں کے بعد کا وقت بھی تم ہی نے ٹھہرا رکھا ہے۔ البتہ وہ وقت دوسرے وقتوں سے زیادہ برکت کا ہے سو اس وقت زیادہ دعا کرو، باقی اور وقتوں میں بھی اس کا سلسلہ جاری رکھو، جس وقت جو حاجت یاد آگئی فوراً ہی دل سے یا زبان سے بھی مانگنا شروع کر دیا کرو۔ جب دعا کی حقیقت معلوم ہو گئی تو اس حقیقت کے موافق دعا مانگو! پھر دیکھو کیسی برکت ہوتی ہے اور برکت کا یہ مطلب نہیں کہ جو مانگو گے وہی مل جاوے گا۔ کبھی تو وہی چیز مل جاتی ہے جیسے کوئی آخرت کی چیزیں مانگے، کیونکہ وہ بندے کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے البتہ اس میں ایمان اور اطاعت شرط ہے۔ کیونکہ وہاں کی چیزیں قانوناً اس شخص کو مل سکتی ہیں۔ اور کبھی وہ چیز مانگی ہوئی نہیں ملتی جیسے کوئی دنیا کی چیزیں مانگے کیونکہ وہ بندے کے جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی ہوتی ہے اس کو مل جاتی ہے اور جب برائی ہوتی ہے تو نہیں ملتی۔ جیسے باپ بچے کو پیسہ مانگنے پر کبھی دے دیتا ہے اور کبھی نہیں دیتا۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ اس سے ایسی چیز خرید کر کھاوے گا جس سے حکیم نے منع کر رکھا ہے، تو برکت کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مانگی ہوئی چیز مل جاوے بلکہ برکت کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے سے حق تعالیٰ کی توجہ بندے کی طرف ہو جاتی ہے۔ اگر وہ چیز بھی کسی مصلحت سے نہ ملے تو دعا کی برکت سے بندہ کے دل میں تسلی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے، اور پریشانی اور کمزوری جاتی رہتی ہے اور یہ اثر حق تعالیٰ کی اس خاص توجہ کا ہوتا ہے جو دعا کرنے سے بندے کی طرف حق تعالیٰ کو ہو جاتی ہے۔ اور یہی توجہ خاص اجابت کا وہ یقینی درجہ ہے جس کا وعدہ حق تعالیٰ کی طرف سے دعا کرنے والے کے لیے ہوا ہے، اور اس حاجت کا عطا فرما دینا یہ اجابت کا دوسرا درجہ ہے جس کا وعدہ بلا شرط نہیں، بلکہ اس شرط سے ہے کہ بندے

(حاشیہ: کے لیے بھلائی نہیں ہوتی۔)

ع جیسے طبیب سے کوئی درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل سے کر دیجیے تو اصل منظوری تو علاج شروع کر دینا ہے کہ مسہل دے یا نہ دے۔ دوسری منظوری مسہل دینا ہے اس میں یہ شرط ہے کہ مصلحت بھی سمجھے۔

کی مصلحت کے خلاف نہ ہو، اور یہی توجہ خاص ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی حاجت اور دولت کوئی چیز نہیں، اور یہی توجہ خاص بندہ کی اصل پونجی ہے، جس سے دنیا میں بھی اس کو حقیقی اور دائمی راحت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی غیر محدود اور ابدی نعمت وحلاوت نصیب ہوگی تو دعا میں اس برکت کے ہوتے ہوتے دعا کرنے والے کو خسارہ اور محرومی کا اندیشہ کرنے کی کب گنجائش ہے؟

اب دو چار حدیثیں دعا کی فضیلت اور آداب میں لکھتا ہوں:

(۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کی دعا قبول ہوتی ہے تاوقتیکہ کسی گناہ یا رشتے داروں کے ساتھ بدسلوکی کی دعا نہ کرے جب تک کہ جلدی نہ مچاوے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا جلدی مچانا یہ ہے کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر قبول ہوتی ہوئی نہیں دیکھتا، سو دعا کرنے سے تھک جاوے اور دعا کرنا چھوڑ دے (مسلم)

ف اس میں تاکید ہے اس بات کی کہ گو قبول نہ ہو مگر برابر کیے جاوے اس کے متعلق اوپر بیان آچکا ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں (ترمذی وابن ماجہ)

(۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا ہر چیز سے کام دیتی ہے ایسی بلا سے بھی جو نازل ہو چکی ہو، اور ایسی بلا سے بھی جو کہ ابھی نازل نہیں ہوئی۔ سوائے بندگانِ خدا دعا کو پلّہ باندھو۔ (ترمذی واحمد)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔ (ترمذی)

ف البتہ جس کو اس کی دھن اور دھیان سے فرصت نہ ہو وہ اس میں داخل نہیں!

(۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت بھرے دل سے دعا قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی)

ف تو دُعا خوب توجہ سے کرنا چاہیے اور اجابت کے جو دو درجے[عہ] اوپر بیان کیے ہیں وہی قبولیت کے بھی ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اور ایک درجہ اس کا عام ہے جو اگلی حدیث میں آتا ہے۔

(۵۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں جو دُعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحم نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس دُعا کے سبب اس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے یا تو فی الحال وہی مانگی ہوئی چیز دیدیتا ہے اور یا اس کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیتا ہے اور یا کوئی ایسی ہی بُرائی اس سے ہٹا دیتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا اس حالت میں تو ہم خوب کثرت سے دعا کیا کریں گے! آپ نے فرمایا خدا کے یہاں اس سے بھی زیادہ (عطا کی) کثرت ہے! (احمد)

ف۔ خلاصہ یہ کہ کوئی دُعا خالی نہیں جاتی۔

(۵۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے حاجتیں مانگنا چاہیئیں (اور ثابت کی روایت میں ہے کہ) یہاں تک کہ اس سے نمک بھی مانگے اور جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے وہ بھی اس سے مانگے (ترمذی)

ف یعنی یہ خیال نہ کرے کہ ایسی حقیر چیز اتنے بڑے سے کیا مانگیں؟ اس کے نزدیک تو بڑی چیز بھی چھوٹی ہی ہے۔

عہ یعنی توجہ خاص جو موعود ہے اور خاص وہی چیز مل جانا ہے جو غیر موعود ہے ۱۲

رُوحِ ھفتم

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

تاکہ ان سے اچھی باتیں سُنیں، اُن سے اچھی خصلتیں سیکھیں اور جو نیک لوگ گذر گئے ہیں اُن کے اچھے حالات کی کتابیں پڑھ کر یا پڑھوا کر ان کے حالات معلوم کریں کہ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے گویا اُن کے پاس ہی بیٹھ کر اُن سے باتیں سُن لیں اور اُن سے اچھی خصلتیں سیکھ لیں۔

ف۔ چونکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیّت رکھی ہے کہ وُہ دوسرے انسان کے خیالات اور حالات سے بہت جلد، اور بہت قوت کے ساتھ اور بدون کسی خاص کوشش کے اثر قبول کر لیتا ہے، اچھا اثر بھی اور بُرا اثر بھی۔ اس لیے اچھی صحبت بہت ہی بڑے فائدے کی چیز ہے اور اسی طرح بُری صحبت بڑے نقصان کی چیز ہے۔ اور اچھی صحبت ایسے شخص کی صحبت ہے جس کو ضرورت کے موافق دین کی باتوں کی واقفیّت بھی ہو، اور جس کے عقیدے بھی اچھے ہوں، شرک و بدعت اور دنیا کی رسموں سے بچتا ہو، اعمال بھی اچھے ہوں، نماز روزہ اور ضروری عبادتوں کا پابند ہو۔ معاملات بھی اچھے ہوں لین دین صاف ہو، حلال و حرام کی احتیاط ہو، اخلاق ظاہری بھی اچھے ہوں۔ مزاج میں عاجزی ہو، کسی کو بے وجہ تکلیف نہ دیتا ہو، غریبوں حاجتمندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو، اخلاق باطنی بھی اچھے ہوں، خدائے تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف دل میں رکھتا ہو، دنیا کا لالچ دل میں نہ رکھتا ہو، دین کے مقابلے میں مال اور راحت اور آبرو کی پرواہ نہ رکھتا ہو، آخرت کی زندگی کے سامنے دنیا کی زندگی کو عزیز نہ رکھتا ہو۔ ہر حال میں صبر و شکر کرتا ہو، جس شخص میں یہ باتیں پائی جاویں، اس کی صحبت اکسیر ہے، اور جس شخص کو ان باتوں کی پوری پہچان نہ ہو سکے، اس کے لیے یہ پہچان ہے کہ اپنے زمانے کے نیک لوگ (جن کو اکثر مسلمان عام طور پر نیک سمجھتے ہوں) ایسے نیک لوگ (جس شخص کو اچھا کہتے ہوں، اور دس پانچ بار اس کے پاس بیٹھنے سے بُری باتوں سے دل ہٹنے لگے، اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے پس تم اس کو اچھا سمجھو، اور اس کی صحبت اختیار کرو، اور جس شخص میں بُری باتیں دیکھی جاویں، بدون کسی سخت مجبوری کے اس سے میل جول

مت کرو کہ اس سے دین تو بالکل تباہ ہو جاتا ہے، اور بعض دفعہ دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، کبھی تو جان کا، کہ کسی تکلیف یا پریشانی کا سامنا ہو جاتا ہے، اور کبھی مال کا، کہ بُری جگہ خرچ ہو گیا یا دھوکے میں آ کر کسی کو دے دیا، خواہ محبت کے جوش میں آ کر مُفت دیدیا، خواہ قرض کے طور پر دے دیا تھا، پھر وصول نہ ہوا، اور کبھی آبرو کا کہ بُروں کے ساتھ یہ بھی رسوا و بدنام ہوا، اور جس شخص میں نہ اچھی علامتیں معلوم ہوں اور نہ بُری علامتیں، اس پر گمان تو نیک رکھو مگر اس کی صحبت مت اختیار کرو، غرض تجربے سے نیک صحبت کو دین کے سنورنے میں اور دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے۔ اور اسی طرح صحبت بد کو دین کے بگڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں۔ اب چند آیتیں اور حدیثیں صحبتِ نیک کی ترغیب میں اور صحبتِ بد کی مذمت میں لکھی جاتی ہیں۔

(ع۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو لوگ (دین کے پکے اور) سچے ہیں، اُن کے ساتھ رہو! (سورۃ توبہ)

ف۔ ساتھ رہنے میں ظاہری صحبت بھی آ گئی اور ان کی راہ پر چلنا بھی آ گیا۔

(ع۲) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (اے مخاطب) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات (اور احکام) میں عیب جوئی کر رہے ہیں، تو ان لوگوں (کے پاس بیٹھنے) سے کنارہ کش ہو جا۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے (یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے) تو جب یاد آ جاوے) یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (بلکہ فوراً اُٹھ کھڑا ہو، اور اس سے ایک آیت بعد ارشاد ہے) اور (کچھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ) ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے (اس) دین کو (جس کا ماننا ان کے ذمے فرض تھا، یعنی اسلام کو) لہو و لعب بنا رکھا ہے (از سورۃ انعام)

(ع۳) حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں، ان میں سب سے اچھا کون شخص ہے؟ (کہ اسی کے پاس بیٹھا کریں!) آپ نے ارشاد فرمایا ایسا شخص (پاس بیٹھنے کے لیے سب سے اچھا ہے) کہ جس کا دیکھنا تم کو اللہ کی یاد دلاوے اور اس کا بولنا تمہارے علم (دین) میں ترقی دے اور اس کا عمل تم کو آخرت کی یاد دلاوے۔ (ابو یعلیٰ)

ف۔ میں نے جو اوپر نیک شخص کی علامتیں بیان کی ہیں اس حدیث شریف میں ان میں سے

بعض بڑی علامتیں مذکور ہیں۔

(۴) حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید ابو امامہ رضؓ کا قول ہو، تب بھی حدیث ہی ہے) کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹا تو علماء کے پاس بیٹھنے کو اپنے ذمے لازم رکھنا اور اہلِ حکمت کی باتوں کو سننے پر بیٹا! (حکمت دین کی باریک باتوں کو کہتے ہیں جیسے سچے درویش کیا کرتے ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نورِ حکمت سے اس طرح زندہ کر دیتے ہیں جیسے مُردہ زمین کو موسلا دھار پانی سے زندہ کر دیتے ہیں۔ (طبرانی فی الکبیر)

(۵) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت ایسے لوگوں کے لیے واجب (یعنی ضروری الثبوت) ہوگئی جو میرے ہی علاقے سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، اور جو میرے ہی علاقے سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں الخ (مالک وابن حبان)

ف۔ یہ جو فرمایا میرے علاقے سے، مطلب یہ کہ محض دین کے واسطے۔

(۶) حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیک ہم نشین اور بد ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مشک لیے ہوتے ہو، (یہ مثال ہے نیک صحبت کی) اور ایک شخص بھٹی کو دھونک رہا ہو (یہ مثال ہے بدصحبت کی) سو وہ مشک والا یا تو تجھ کو دیدے گا اور یا (اگر نہ بھی دیا تو) اس سے تجھ کو خوشبو ہی پہنچ جاوے گی، اور بھٹی کا دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا (اگر کوئی چنگاری آپڑی، اور یا (اگر اس سے بچ بھی گیا تو اس کی گندی بو ہی تجھ کو پہنچ جاوے گی (بخاری ومسلم)

ف۔ یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہو تب بھی کچھ تو ضرور ہو جاوے گا اور بدصحبت سے اگر کامل ضرر نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرور ہو جاوے گا۔ (یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں)

(۷) حضرت ابو سعید رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کسی کی صحبت اختیار مت کرو بجز ایمان والے کے (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

ف اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ کافر کی صحبت میں مت بیٹھو، دوسرا یہ کہ جس کا ایمان کامل نہ ہو اس کے پاس مت بیٹھو، پس پورا قابلِ صحبت وہ ہے جو مومن ہو خصوص جو مومن کامل ہو یعنی دین کا پورا پابند ہو۔

(ع۸) حضرت ابو رزین رضؓ سے روایت ہے، ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو، ایک تو اہلِ ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑلو (اور دوسرے) جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ ہی کے لیے محبت رکھو اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھو الخ (بیہقی فی شعب الایمان)

ف۔ یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ صحبتِ نیک جڑ ہے تمام دین کی، دین کی حقیقت دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبتِ نیک ہے۔

(ع۹) حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالاخانے قائم ہیں ان میں کھلے ہوتے دروازے ہیں جو تیز چمکدار ستارہ کی طرح چمکتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان بالاخانوں میں کون رہے گا آپ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے لیے (یعنی دین کے لیے) آپس میں محبت رکھتے ہیں، اور جو لوگ اللہ کے لیے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے لیے آپس میں ملاقات کرتے ہیں (بیہقی فی شعب الایمان) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

(ع۱۰) حضرت سمرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے ساتھ نہ سکونت کرو اور نہ ان کے ساتھ یکجائی کرو (یعنی ان کی مجلس میں مت بیٹھو!) جو شخص ان کے ساتھ سکونت کرے گا یا یکجائی کرے گا وہ اُن ہی میں سے ہے (ترمذی)

یہ حدیث جمع الفوائد سے لی گئی ہے۔ ان سب آیتوں و حدیثوں سے مدعا کے ایک جزو کا ثابت ہونا ظاہر ہے۔ یعنی نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا تاکہ اُن سے اچھی باتیں سُنیں۔ اور ان سے اچھی خصلتیں سیکھیں۔ اب مدعا کا دُوسرا جزو رہ گیا، یعنی جو نیک لوگ گذر گئے ہیں، کتابوں سے اُن کے اچھے حالات معلوم کرنا کہ اس سے بھی ویسے ہی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے اُن کے پاس بیٹھنے سے، آگے اس دوسرے جزو کا بیان کرتے ہیں۔

(ع۱۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے " اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور حضرت ہود علیہ السلام کا اور حضرت صالح علیہ السلام

کا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور حضرت لوط علیہ السلام کا اور حضرت شعیب علیہ السلام کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا۔ یہ سب قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں۔ (سورۃ ہود)

ف۔ یہ ایک فائدہ ہے نیکوں کے قصوں کے بیان کرنے کا کہ ان سے دل کو مضبوطی اور تسلی ہوتی ہے کہ جیسے وہ حق پر مضبوط رہے ہم کو بھی مضبوط رہنا چاہیئے اور جس طرح اس مضبوطی کی برکت سے خدائے تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ اسی طرح اس مضبوطی پر ہماری بھی مدد ہوگی، جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی (یہاں) دنیاوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور (وہاں) اس روز بھی (مدد کریں گے) جس میں گواہی دینے والے (فرشتے) کھڑے ہوں گے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔ (سورۃ مومن) اور وہاں کی مدد تو ظاہر ہے کہ حکم ماننے والے ظاہر میں کامیاب ہوں گے اور بے حکمی کرنے والے ناکامیاب ہوں گے اور یہاں کی مدد کبھی تو اسی طرح کی ہوتی ہے اور کبھی دوسری طرح ہوتی ہے، وہ اسطرح کہ توڑنے والے حکموں کو حکم ماننے والوں پر غلبہ ہوگیا۔ مگر منجانب اللہ کسی وقت ان سے بدلہ ضرور لیا گیا، چنانچہ تاریخ بھی اس کی گواہ ہے (تفسیر ابن کثیر) اور ان قصوں سے یوں بھی تسلی ہوتی ہے کہ جیسے دین پر مضبوط رہنے پر آخرت میں وہ بڑھے رہیں گے جس کی خبر کئی قصوں کے بعد اس ارشاد میں دی گئی ہے، یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کیلئے ہے (سورۃ ہودؑ) اسی طرح ہم بھی اس بڑھے رہنے کا وعدہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ جو لوگ متقی ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ (کی حالت) میں ہوں گے (سورۃ بقرہ)

(۱۲) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص (ہمیشہ کے لیے) کوئی طریقہ اختیار کرنے والا ہو اس کو چاہیئے کہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو گذر چکے ہیں۔ کیونکہ زندہ آدمی پر تو بچل جانے کا بھی شبہ ہے (اس لیے زندہ آدمی کا طریقہ اسی وقت اختیار کیا جا سکتا ہے جب تک وہ راہ پر رہے) یہ لوگ جن کا ہمیشہ کے لیے طریقہ لیا جا سکتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں (اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ) جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق وعادات کو مد نباؤ۔ (رزین) (جمع الفوائد)

ف اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہؓ کے اخلاق وعادات کا اختیار کرنا تب ہی ممکن ہے جب ان کے واقعات معلوم ہوں، تو ایسی کتابوں کا پڑھنا سننا ضروری ٹھہرا۔

(۱۳) جس طرح قرآن مجید میں حضرات انبیاء، و علماء، و اولیاء، کے قصے بمصلحت ان کی پیروی کرنے کے مذکور ہیں (جو اس ارشاد میں مذکور ہے فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ) اسی طرح حدیثوں میں بھی ان مقبولین کے قصّے بکثرت مذکور ہیں۔ چنانچہ حدیث کی اکثر کتابوں میں کتاب "القصص" ایک مستقل حصّہ قرار دیا گیا ہے، اس سے بھی ایسے قصّوں کا مفید اور قابل اشتغال ہونا ثابت ہوتا ہے، اسی وجہ سے بزرگوں نے ہمیشہ ایسے قصّوں کی کتابیں لکھنے کا اہتمام رکھا ہے اب میں ایسی چند کتابوں کے نام بتلاتا ہوں کہ ان کو پڑھا کریں یا سُنا کریں اگر سُنانے والا عالم مِل جاوے تو سبحان اللہ! ورنہ جو مِل جاوے۔

(۱) تاریخ حبیبُ اللہ (۲) نشر الطیب (۳) مغازی الرسول (۴) قصص الانبیاء، (۵) مجموعۂ فتوح الشام والمصر والعجم (۶) فتوح العراق (۷) فتوحات بھنسا۔ (۸) فردوس آسیہ (۹) حکایات الصالحین (۱۰) تذکرۃ الاولیاء (۱۱) انوار المحسنین (۱۲) نزہۃ البساتین (۱۳) امداد المشتاق (۱۴) نیک بیبیاں۔

نوٹ: ان میں ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ میں بعض مضامین اور ۱۴ کا حصّہ ملفوظات عام لوگوں کی سمجھ میں شاید نہ آویں وہ ان سے اپنا ذہن خالی رکھیں۔

(اشرف علی عفی عنہ، تھانوی)

رُوحِ ہشتم

سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جو شعر ہٰذا کا مصداق ہے ؎

فتوح فی فتوح فی فتوح	دروح فوق رُوح فوق روح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کو اپنے دل میں جمانا جس سے آپ کی محبت بھی بڑھے اور جس سے ان عادات کو اختیار کرنے کا بھی شوق ہو۔ اب چند آیتیں اور حدیثیں اس باب کی لکھتا ہوں۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں (سورۃ نون)

(۲) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری (سب کی) مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں (بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔ (سورۃ توبہ)

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے، سو وُہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اُٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتے۔ (سورۃ احزاب)

ف کیا انتہا ہے آپ کی مروّت کی کہ اپنے غلاموں کو بھی یہ فرماتے ہوئے شرماتے تھے کہ اب اپنے کاموں میں لگو اور یہ لحاظ اپنے ذاتی معاملات میں تھا۔ اور احکام الٰہی کی تبلیغ میں نہ تھا۔ یہ آیتیں تھیں آگے حدیثیں ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس

عـہ اور یہ مضمون اگرچہ رُوحِ ہفتم کے دوسرے حصے کا تتمہ ہے مگر ایک تو وُہ حصہ خود ہی مستقل تھا دوسرے یہ تتمہ بوجہ شاندار ہونے کے مثل مستقل کے ہے اس لیے اس کو جداگانہ نمبر بنایا گیا ۱۲

خدمت کی آپ نے کبھی مجھ کو اُف بھی نہ کہا، اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ فلانا کام کیوں کیا اور فلانا کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

ف ۔ ہر وقت کے خادم کو دس برس کے عرصے تک ہوں سے ہاں نہ فرمانا یہ معمولی بات نہیں کیا اتنے عرصہ تک کوئی بات بھی خلاف مزاج لطیف نہ ہوئی ہوگی۔

(ع۲) ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر خوش خلق تھے آپ نے مجھ کو ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا، میں نے کہا میں تو نہیں جاتا، اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا ہے وہاں جاؤں گا (یہ بچپن کا اثر تھا) میں وہاں سے چلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گذرا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے (آکر) میری گردن پکڑ لی، میں نے آپ کو دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم تو جہاں میں نے کہا تھا جا رہے ہو، میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جا رہا ہوں (مسلم)

(ع۳) ان ہی سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ کے بدن پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا آپ کو ایک بدوی ملا اور اس نے آپ کو چادرہ پکڑ کر بڑی زور سے کھینچا اور آپ اس کے سینے کے قریب جا پہنچے پھر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لیے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے، آپ نے اس کی طرف التفات فرمایا، پھر ہنسے پھر اس کے لیے عطا فرمانے کا حکم دیا۔ (بخاری ومسلم)

(ع۴) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ نے یہ فرمایا ہو کہ نہیں دیتا، (اگر ہوا دے دیا ورنہ اس وقت معذرت اور دوسرے وقت کے لیے وعدہ فرما لیا) (بخاری ومسلم)

(ع۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریاں مانگیں جو (آپ ہی کی تھیں، اور) دو پہاڑوں کے درمیان پھر رہی تھیں، آپ نے اس کو سب دے دیں، وہ اپنی قوم میں آیا، اور کہنے لگا اے قوم! مسلمان ہو جاؤ! واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب دیتے ہیں کہ خالی ہاتھ رہ جانے سے بھی اندیشہ نہیں کرتے۔ (مسلم)

(ع۶) حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے، جب آپ مقام حنین سے واپس ہو رہے تھے آپ کو بدوی لوگ لپٹ گئے

اور آپ سے مانگ رہے تھے یہاں تک کہ آپ کو ایک ببول کے درخت سے الجھا دیا اور آپ کا چادرہ بھی چھین لیا آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا میرا چادرہ تو دے دو! اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا، پھر تم مجھ کو نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا، نہ تھوڑے دل کا۔ (بخاری)

(ع ۷) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے، مدینے (والوں) کے غلام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تھا، سو جو برتن بھی پیش کرتے آپ (برکت کے لیے) اس میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیتے، بعض اوقات سردی کی صبح ہوتی، جب بھی اپنا دستِ مبارک اس میں ڈال دیتے۔ (مسلم)

(ع ۸) ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ کوسنا دینے والے تھے کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے فلانے شخص کو کیا ہو گیا اس کی پیشانی کو خاک لگ جاوے (جس سے کوئی تکلیف ہی نہیں، خصوص اگر سجدے میں لگ جاوے تب تو یہ دعا ہے نمازی ہونے کی۔ اور نماز میں خاصیت ہے بری باتوں سے روکنے کی تو یہ اصلاح کی دعا ہوئی) (بخاری)

(ع ۹) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر شرمگین تھے کہ کنواری لڑکی جیسے اپنے پردے میں ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ۔ سو جب کوئی بات ناگوار دیکھتے تو شرم کے سبب زبان سے نہ فرماتے مگر (ہم لوگ اس کا اثر آپ کے چہرۂ مبارک میں دیکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(ع ۱۰) حضرت اسود رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے (جس کی مثالیں اگلی حدیث میں آتی ہیں۔ (بخاری)

(ع ۱۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کر لیتے تھے جس طرح تم میں معمولی آدمی اپنے گھر میں کام کر لیتا ہے اور حضرت عائشہ رضؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ منجملہ بشر کے ایک بشر تھے (گھر کے اندر مخدوم اور ممتاز ہو کر نہ رہتے تھے) اپنے کپڑے میں جوئیں دیکھ لیتے تھے (کہ شاید کسی کی چڑھ

گئی ہو، کیونکہ آپ اس سے پاک تھے) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے۔ (یہ مثالیں ہیں گھر کے کام کی، کیونکہ رواج میں یہ کام گھر والوں کے کرنے کے ہوتے ہیں) اور اپنا ذاتی کام بھی کر لیتے تھے۔ (ترمذی)

(۱۲) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا اور نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو، ہاں راہِ خدا میں جہاد اس سے مستثنیٰ ہے (مراد وہ مارنا ہے جیسے غصے کے جوش میں عادت ہے) اور آپ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی جس میں آپ نے اس تکلیف پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو، البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرتا تو اس وقت آپ اللہ کے لیے اس سے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

(۱۳) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کا تھا، اس وقت آپ کی خدمت میں آگیا تھا، اور دس برس تک میں نے آپ کی خدمت کی۔ میرے ہاتھوں کوئی نقصان بھی ہو گیا تو آپ نے کبھی ملامت نہیں کی۔ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپ فرماتے جانے دو، اگر کوئی دوسری بات مقدر ہوتی تو وہی ہوتی (مصابیح بلفظہ وبیہقی مع تغیر یسیر)

(۱۴) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے تھے کہ آپ مریض کی بیمار پرسی فرماتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے الخ (ابن ماجہ وبیہقی)

(۱۵) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے خود نہ نکالتے تھے، یہاں تک کہ وہی اپنا ہاتھ نکال لیتا تھا اور نہ اپنا منہ اس کے منہ کی طرف سے پھیرتے تھے یہاں تک کہ وہ ہی اپنا منہ آپ کی طرف سے پھیر لیتا تھا، اور آپ کبھی اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے اپنے زانو کو بڑھاتے ہوئے نہیں دیکھے گئے (بلکہ صف میں سب کے برابر بیٹھتے تھے۔ ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ زانو سے مراد پاؤں ہو یعنی آپ کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے (ترمذی)

(۱۶ و ۱۷) شمائل ترمذی باب تواضع و باب خلق میں دو لمبی حدیثیں ہیں ان میں سے بعضے جملے نقل کرتا ہوں، حضرت حسین رضؓ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان میں تشریف لے جاتے تو مکان میں رہنے کے وقت کو تین

حصّوں پر تقسیم فرماتے، ایک حصّہ اللہ عزوجل کی عبادت کیلیے اور ایک حصّہ اپنے گھروالوں کے حقوق ادا کرنے کے لیے اور ایک حصّہ اپنی ذات خاص کے لیے، پھر اپنے خاص حصّہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اس طرح پر تقسیم فرماتے کہ اس حصّہ کے برکات) کو اپنے خاص اصحاب کے ذریعے سے عام لوگوں تک پہنچاتے (یعنی اس حصّہ میں خاص حضرات کو استفادہ کے لیے اجازت تھی۔ پھر وہ عام لوگوں تک ان علوم کو پہنچاتے) اور اس مذکورہ حصّہ امت میں آپ کی عادت یہ تھی کہ اہل فضل (یعنی اہل علم وعمل) کو (حاضری) کی اجازت دینے میں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے اور اس وقت کو ان پر بقدر اُن کی دینی فضیلت کے تقسیم کرتے تھے۔ کیونکہ کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوئیں کسی کو کئی ضرورتیں ہوئیں۔ آپ (اسی نسبت سے ان کے ساتھ مشغول ہوتے اور ان کو بھی ایسے کام میں مشغول رکھتے جس میں اُن کی اور امت کی مصلحت ہو۔ جیسے مسئلہ پوچھنا اور مناسب حالات کی اطلاع دینا اور آپ کے سب طالب ہو کر آتے، اور (علاوہ علمی فوائد کے کچھ کھا پی کر واپس جاتے اور دین کے ہادی بن کر نکلتے (یہ رنگ تھا مجلس خاص کا) پھر میں نے اپنے باپ سے آپ کے باہر تشریف لانے کی بابت پوچھا (انہوں نے اس کی تفصیل بیان کی جس کو میں ان ہی کی دوسری حدیث سے نقل کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کشادہ رو، نرم خو، نرم مزاج تھے۔ آپ کے سامنے لوگ آپس میں جھگڑتے نہ تھے اور جب آپ کے رُو برو کوئی بات کرتا، اس کے فارغ ہونے تک آپ خاموش رہتے اور آپ پردیسی آدمی کی گفتگو اور سوال میں بے تمیزی کرنے پر تحمل فرماتے تھے، اور کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے، یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا تب اس کو کاٹ دیتے، خواہ منع فرما کر یا اُٹھ کر چلے جانے سے (یہ رنگ تھا مجلس عام کا) یہ برتاؤ تو اپنے تعلق والوں سے تھا، اور مخالفین کے ساتھ جو برتاؤ تھا اس کا بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔

(۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ کسی موقع پر آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین پر بددعا کیجیے! آپ نے فرمایا میں کوسنے والا کرکے نہیں بھیجا گیا، میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

ف اس لیے آپ کی عادت دشمنوں کے لیے بھی دعائے خیر ہی کرنے کی تھی اور کبھی کبھار

اپنے مالک حقیقی سے فریاد کے طور پر کچھ کہہ دینا کہ ان کی شرارت سے آپ کی حفاظت فرمائیے حیا اور بات ہے

(۱۹) حضرت عائشہؓ سے ایک لمبا قصہ طائف کا منقول ہے جس میں آپ کو کفار کے ہاتھ سے اس قدر اذیت پہنچی جس کو آپ نے جنگ اُحد کی تکلیف سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے، اس وقت جبرئیلؑ نے آپ کو پہاڑوں کے فرشتہ سے ملایا اور اس نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ مجھ کو حکم دیں، اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو ان لوگوں پر لا ملاؤں (جس میں یہ سب پس جاویں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ (شاید) اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کردے جو صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ دیکھیے اگر اس وقت ہاتھ سے بدلہ لینے کا موقع نہ تھا تو زبان سے کہنا تو آسان تھا خصوص جب آپ کو یہ یقین بھی دلا دیا گیا کہ زبان ہلاتے ہی سب تہس نہس کردیئے جائیں گے۔ مگر آپ نے پھر بھی شفقت ہی سے کام لیا۔ یہ برتاؤ ان مخالفین سے تھا جو آپ کے مدمقابل تھے، بعضے مخالفین آپ کے رعایا تھے جن پر باضابطہ بھی قدرت تھی، ان کے ساتھ بھی برتاؤ سُنیے۔

(۲۰) حضرت علی رضؓ سے ایک لمبا قصہ منقول ہے جس میں کسی یہودی کا جو کہ مسلمانوں کی رعیت ہو کر مدینے میں آباد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کچھ قرض تھا اور اس نے ایک بار آپ کو اسقدر تنگ کیا کہ ظہر سے اگلے دن صبح تک آپ کو مسجد سے گھر بھی نہیں جانے دیا، لوگوں کے دھمکانے پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی قصے میں ہے کہ جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی کہا کہ میں نے یہ سب اس لیے کیا تھا کہ آپ کی صفت جو توراۃ میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ کے بیٹے ہیں، آپ کی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے اور سلطنت شام میں ہوگی (چنانچہ بعد میں ہوئی) اور آپ نہ سخت خو ہیں نہ درشت مزاج، نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہیں اور نہ بیحیائی کا کام نہ بے حیائی کی بات آپ کی وضع ہے مجھ کو اس کا دیکھنا تھا کہ دیکھوں آپ ویسے ہیں یا نہیں؟ سو دیکھ لیا، آپ وہی ہیں! اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الخ (بیہقی) بجز دو حدیثوں کے جن میں شمائل کا نام ہے باقی سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

مشورہ: اگر ان ہی تھوڑی سی حدیثوں کو روزمرہ ایک ہی بار پڑھ لیا کرو یا سُن لیا کرو تو پھر دیکھو گے تم کیسی جلدی

رُوحِ نہم

مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھ کر ادا کرنا

آیت ۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایمان والے رسب آپس میں ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہیں۔ رآگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے۔ رآگے ارشاد ہے) اور عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے، ریعنی جس سے دوسرے کی تحقیر ہو، آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو! کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں، اور رکسی کے عیب کا) سُراغ مت لگایا کرو! اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔

حدیث ۱ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کو ربلا وجہ) بُرا بھلا کہنا، بڑا گناہ ہے، اور ان سے ربلا وجہ) لڑنا زقریب) کفر کے ہے۔ ربخاری ومسلم)

رح ۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص رلوگوں کے عیوب پر نظر کر کے اور اپنے کو عیوب سے بری سمجھ کر بطور شکایت کے) یوں کہے کہ لوگ برباد ہو گئے، تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے رکہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے) رمسلم)

رح ۳) حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے چغل خور رقانوناً بدون سزا) جنت میں نہ جاوے گا۔ ربخاری ومسلم)

رح ۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے بدتر رحالت میں) اس شخص کو پاؤ گے جو دو رُویہ ہو، یعنی جو ایسا ہو کہ ان کے منہ پر ان جیسا، اُن کے منہ پر اُن جیسا۔ ربخاری ومسلم)

رح ۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلعم خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا رغیبت یہ ہے کہ) اپنے بھائی رمسلمان) کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ اگر اس کو خبر

ہو تو) اس کو ناگوار ہو، عرض کیا گیا کہ یہ تبلایئے کہ اگر میرے (اس) بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں (یعنی اگر میں سچی بُرائی کرتا ہوں) آپؐ نے فرمایا، اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے، تب تو تو نے اس کی غیبت کی، اور اگر وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو تُو نے اس پر بہتان باندھا۔ (مسلم)

(ع۶) حضرت سفیان بن اسد حضرمی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اس میں جھوٹ کہہ رہا ہے (ابوداؤد)

(ع۷) حضرت معاذ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ سے عار دلاوے اس کو موت نہ آوے گی جب تک کہ وہ خود اس گناہ کو نہ کرے گا (یعنی عار دلانے کا یہ وبال ہے، اگر کسی خاص وجہ سے ظہور نہ ہو اور بات ہے۔ اور خیر خواہی سے نصیحت کرنے کا کچھ ڈر نہیں۔ (ترمذی)

(ع۸) حضرت واثلہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی (کسی دُنیوی یا دینی بُری) حالت پر خوشی مت ظاہر کر کہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمادے اور تجھ کو مبتلا کردے۔ (ترمذی)

(ع۹) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضؓ اور حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگانِ خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں پہنچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوا دیتے ہیں الخ (احمد و بیہقی)

(ع۱۰) حضرت ابن عباس رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے نہ (خواہ مخواہ) بحث کیا کر! اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کر (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو تو نہ پورا کرے (ترمذی)

ف۔ البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے۔ چنانچہ زید بن ارقم رضؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت تھی مگر وعدہ پورا نہیں کر سکا۔ اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوگیا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا (ابوداؤد و ترمذی)

(ع۱۱) عیاض مجاشعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے، اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ (کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے ہوتا ہے) (مسلم)

(ع۱۲) حضرت جریر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

(ع۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیوہ اور غریبوں کے کاموں میں سعی کرے وہ (ثواب میں) اس شخص کے مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے۔ (بخاری ومسلم)

(ع۱۴) حضرت سہل بن سعد رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمے رکھے، خواہ وہ یتیم اس کا (کچھ لگتا) ہو اور خواہ غیر کا ہو، ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے، اور آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا، اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کر دیا (کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق تو ضروری ہے۔ مگر حضورؐ کے ساتھ جنت میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے) (بخاری)

(ع۱۵) حضرت نعمان بن بشیر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے (جاندار) بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(ع۱۶) حضرت ابو موسیٰ رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل یا کوئی صاحب حاجت آتا تو آپ (صحابہؓ سے) فرماتے کہ تم سفارش کر دیا کرو تم کو ثواب ملے گا! اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے حکم دیدے (یعنی میری زبان سے وہی نکلے گا جو اللہ تعالیٰ کو دلوانا ہوگا۔ مگر تم کو مفت کا ثواب مل جاوے گا۔ (اور یہ اس وقت ہے جب جس سے سفارش کی جاوے اس کو گرانی نہ ہو، جیسا یہاں حضور صلعم نے خود فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

(ع۱۷) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو خواہ

وُہ مظلوم ہو، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کردوں مگر ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روک دے۔ یہی تمہاری مدد کرنا ہے اس ظالم کی۔ (بخاری ومسلم)

(۱۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ کسی مصیبت میں اس کا ساتھ چھوڑ دے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی سختی دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دُور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

(۱۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ فرمایا: آدمی کے لیے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز اور نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا، مثلاً اس کا عیب کھولنا، اس کی غیبت کرنا وغیرہ) (مسلم)

(۲۰) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ (پورا) ایماندار نہیں بنتا یہاں تک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے (بخاری ومسلم)

(۲۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہ جاوے گا جس کا پڑوسی اس کے خطرات سے مطمئن نہ ہو (یعنی اس سے اندیشہ ضرر کا لگا رہے) (مسلم)

(۲۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ بھی مسلمان کا حق ہے کہ موقع پر

اس کو دین کی باتیں تبلا دیا کرے، مگر نرمی اور تہذیب سے (ترمذی)

(۲۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قادر ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرمائے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی، حالانکہ اس کی حمایت پر قادر تھا، تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرماوے گا۔ (شرح السنہ)

(۲۴) حضرت عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کا) کوئی عیب دیکھے، پھر اس کو چھپالے (یعنی دوسروں سے ظاہر نہ کرے وہ (ثواب میں) ایسا ہو گا جیسے کسی نے زندہ درگور لڑکی کی جان بچالی (کہ قبر سے اس کو زندہ نکال لیا (احمد و ترمذی)

(۲۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے، پس اگر اس (اپنے بھائی) میں کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اس طرح) دُور کردے (جیسے آئینہ داغ دھبّہ چہرے کا اس طرح صاف کردیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کردیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا، اسی طرح اس شخص کو چاہیئے کہ اس کے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کردے فضیحت نہ کرنے (ترمذی)

(۲۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو اُن کے مرتبے پر رکھو! (یعنی ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کرو۔ سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو۔ (ابوداؤد)

(۲۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے، وہ شخص (پورا) ایماندار نہیں جو خود اپنا پیٹ بھر لے اور اس کا پڑوسی اُس کے برابر میں بھوکا رہے (بیہقی)

(۲۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن الفت (اور لگاؤ) کا محل اور خانہ ہے، اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود الفت رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے (یعنی سب سے رُوکھا اور الگ رہے، کسی سے میل ہی نہ ہو، باقی دین کی حفاظت کے لیے کسی سے تعلق نہ رکھنا، یا کم رکھنا، وہ اس سے مستثنٰی ہے۔ (احمد بیہقی)

(۲۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری امت

میں سے کسی کی حاجت پوری کرے صرف اس نیت سے کہ اس کو مسرور (اور خوش) کرے سو اس شخص نے مجھ کو مسرور کیا اور جس نے مجھ کو مسرور کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ (بیہقی)

(۳۰) نیز حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی پریشان حال آدمی کی امداد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر مغفرت لکھے گا جن میں ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لیے کافی ہے اور بہتر مغفرت قیامت کے دن اس کے لیے درجات ہو جاویں گے۔ (بیہقی)

(۳۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے، تو نے جنت میں اپنا مقام بنا لیا ہے (ترمذی)

(۳۲) حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے یہ بات حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کر دے، اس طرح سے کہ دونوں ملیں اور یہ ادھر کو منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو منہ پھیر لے اور ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پہلے سلام کر لے۔ (بخاری و مسلم)

(۳۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور کسی کی مخفی حالت کی کرید مت کرو۔ نہ اچھی حالت کی نہ بُری حالت کی اور نہ دھوکہ دینے کو کسی چیز کے دام بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو نہ بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو، اور اے اللہ کے بندو سب بھائی بھائی ہو کر رہو۔ اور ایک روایت میں ہے نہ ایک دوسرے پر رشک کرو۔ (بخاری و مسلم)

(۳۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں (اس وقت ان ہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلعم وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا (۱) جب اس سے ملا کر اس کو سلام کر

(۲) اور جب وہ تجھ کو بُلا دے تو قبول کر۔

(۳) اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی چاہے اس کی خیر خواہی کر۔

(۴) اور جب چھینک لے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ۔
(۵) اور جب بیمار ہو جاوے اس کی عیادت کر۔
(۶) اور جب مر جاوے اس کے جنازہ کے ساتھ جا۔ (مسلم)

(۳۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچاوے اس کے ساتھ فریب کرے (ترمذی) یہ سب حدیثیں مشکوۃ میں ہیں) یہ تو عام مسلمانوں کے کثیرالوقوع حقوق ہیں اور خاص اسباب سے اور خاص حالات سے خاص حقوق بھی ہیں جن کو میں نے بقدر ضرورت رسالہ حقوق الاسلام میں لکھ دیا ہے۔ سب کے ادا کی خوب کوشش رکھو کیونکہ اس میں بہت بے پروائی ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق بخشے (آمین)

رُوحِ دہم

اپنی جان کے حُقوق اَدا کرنا

جس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی مِلک ہے جو ہم کو بطور امانت دے رکھی ہے اس لیے اس کے حکم کے موافق اُس کی حفاظت ہمارے ذمّے ہے اور اس کی حفاظت ایک یہ ہے کہ اس کی صحت کی حفاظت کرے۔ دوسرے اس کی قوت کی حفاظت کرے تیسرے اس کی جمعیت کی حفاظت کرے۔ یعنی اپنے اختیار سے کوئی ایسا کام نہ کرے جس میں جان میں پریشانی پیدا ہو جاوے، کیونکہ ان چیزوں میں خلل آجانے سے دین کے کاموں کی ہمّت نہیں رہتی۔ نیز دوسرے حاجتمندوں کی خدمت اور امداد نہیں کرسکتا۔ نیز کبھی کبھی ناشکری اور بے صبری سے ایمان کھو بیٹھتا ہے۔ اس بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

آیت۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نعمتوں کے شمار میں ارشاد فرمایا: جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے (شعراء)

ف اس سے صحت کا مطلوب ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (دشمنوں) کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے قوت تیار رکھو۔ (انفال)

ف۔ اس میں قوت کی حفاظت کا حکم ہے۔ مسلم بن عقبہ بن عامر کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر تیر اندازی کے ساتھ منقول ہے، اور اس کو قوت اس لیے فرمایا کہ اس سے دین اور دل میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور اس میں دوڑنا بھاگنا پڑتا ہے تو بدن میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور یہ اس زمانے کا ہتھیار تھا، اس زمانہ میں جو ہتھیار ہیں وہ تیر کے حکم میں ہیں اور اس مضمون کا بقیہ حدیث ۱۳ کے ذیل میں آئے گا۔

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا۔ (بنی اسرائیل: ۱۶)

ف مال کی تنگی سے جان میں پریشانی ہوتی ہے، اس پریشانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جن امور سے اس سے بھی زیادہ پریشانی ہو جاوے ان سے بچنے کا تو اور زیادہ حکم ہو گا۔

اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔ آگے حدیثیں ہیں۔

(حدیث ۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب بیداری اور نفل روزے میں زیادتی کی ممانعت میں فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے، اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی۔

(ح ۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے بارے میں کثرت سے لوگ ٹوٹے میں رہتے ہیں (یعنی ان سے کام نہیں لیتے جس سے دینی نفع ہو) ایک صحت دوسرے بے فکری۔ (بخاری)

ف اس سے صحت اور بے فکری کا ایسی نعمت ہونا معلوم ہوا کہ ان سے دین میں مدد ملتی ہے اور بے فکری اس وقت ہوتی ہے کہ کافی مال پاس ہو اور کوئی پریشانی بھی نہ ہو، تو اس سے افلاس اور پریشانی سے بچے رہنے کی کوشش کرنے کا مطلوب ہونا بھی معلوم ہوا۔

(ح ۳) حضرت عمرو بن میمون ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنا لو) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (غنیمت سمجھو) اور صحت کو بیماری سے پہلے اور مالداری کو افلاس سے پہلے اور بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے (ترمذی)

ف معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت و قوت ہوتی ہے، وہ اور بے فکری اور مالی گنجائش بڑی نعمتیں ہیں۔

(ح ۴) حضرت عبید اللہ بن محصن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں (پریشانی سے) امن میں ہو اور اپنے بدن میں (بیماری سے) عافیت میں ہو اور اس کے پاس اس دن کے کھانے کو ہو (جس سے بھوکا رہنے کا اندیشہ نہ ہو) تو یوں سمجھو کہ اس کے لیے ساری دنیا سمیٹ کر دیدی گئی۔ (ترمذی)

ف اس سے بھی صحت اور امن و عافیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

(۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حلال دنیا کو اس لیے طلب کرے کہ مانگنے سے بچا رہے، اور اپنے اہل و عیال کے (ادائے حقوق کے لیے) کمایا کرے اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہوگا، الخ (بیہقی و ابونعیم)

ف معلوم ہوا کہ کسب مال کی بقدر ضرورت دین بچانے کے لیے اور ادائے حقوق کے لیے بڑی فضیلت ہے، اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

(۶) حضرت ابوذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دنیا کی بے رغبتی (جس کا کہ حکم ہے) نہ حلال کو حرام کرنے سے ہے اور نہ مال کے ضائع کرنے سے الخ (ترمذی و ابن ماجہ)

ف اس حدیث میں صاف بُرائی ہے مال کے برباد کرنے کی کیونکہ اس سے جمعیت جاتی رہتی ہے۔

(۷) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کے لیے دوا بھی بنائی سو تم دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو! (ابوداؤد)

ف۔ اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا۔

(۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معدہ بدن کا حوض ہے، اور رگیں اس کے پاس (غذا حاصل کرنے کو) آتی ہیں، سو اگر معدہ درست ہوا تو وہ رگیں صحت لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہوا تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں۔ (شعب الایمان و بیہقی)

ف اس میں معدے کی خاص رعایت کا ارشاد ہے۔

(۹) حضرت ام منذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک موقع پر) حضرت علیؓ سے فرمایا یہ (کھجور) مت کھاؤ! تم کو نقاہت ہے! پھر میں نے چقندر اور جو تیار کیا۔ آپ نے فرمایا اے علیؓ اس میں سے لو وہ تمہارے موافق ہے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

ف اس حدیث سے بد پرہیزی کی ممانعت معلوم ہوئی کہ مضر صحت ہے۔

(۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے، وہ بھوک بُری ہم خواب ہے الخ (ابو داؤد ونسائی و ابن ماجہ)

ف۔ مرقاۃ میں طیبی سے پناہ مانگنے کا سبب نقل کیا ہے کہ اُس سے قویٰ ضعیف ہوجاتے ہیں، اور دماغ پریشان ہوجاتا ہے، اس سے صحت و قوت وجمعیت کا مطلوب ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ زیادہ بھوک سے یہ سب فوت ہوجاتے ہیں اور بھوک کی جو فضیلت آتی ہے اُس سے بھوک اور بیماری کا مطلوب التحصیل ہونا لازم نہیں آتا۔

(۱۱) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ تیر اندازی بھی کیا کرو اور سواری بھی کیا کرو (ترمذی و ابن ماجہ و ابو داؤد و دارمی)

ف۔ سواری سیکھنا بھی ایک ورزش ہے جس سے قوت بڑھتی ہے۔

(۱۲) ان ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی، وُہ ہم میں سے نہیں، یا یوں فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

ف۔ اس سے کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے قوت کی حفاظت کی، اور اس کے فوت ہونے کا بیان آیت ۳ کے ذیل میں گذر چکا ہے، اور ان دو حدیثوں کے اس مضمون کا بقیہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے۔

(۱۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے اور یوں سب میں خوبی ہے الخ (مسلم)

ف۔ جب قوت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی پیاری چیز ہے تو اس کو باقی رکھنا اور بڑھانا اور جو چیزیں قوت کم کرنے والی ہیں ان سے احتیاط رکھنا یہ سب مطلوب ہوگا۔ اس میں غذا کا بہت کم کر دینا، نیند کا بہت کم کر دینا، ہم بستری میں حدِ قوت سے آگے زیادتی کرنا، ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہو جاوے، یا بد پرہیزی کرنا جس سے بیماری بڑھ جاوے، یا جلدی نہ جاوے، یہ سب داخل ہوگئے۔ ان سب سے بچنا چاہیئے۔ اسی طرح قوت بڑھانے میں

ورزش کرنا، دوڑنا، پیادہ چلنے کی عادت کرنا جن اسلحہ کی قانون سے اجازت ہے یا اجازت حاصل ہو سکتی ہے، ان کی مشق کرنا، یہ سب داخل ہے۔ مگر حدِ شرع وحدِ قانون سے باہر نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے جمعیت وراحت جو کہ شرعاً مطلوب ہے، برباد ہوتی ہے۔

(۱۴) حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے، وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں، اور تین سوار قافلہ ہے۔ (مالک وترمذی وابوداؤد ونسائی)

ف۔ یہ اس وقت تھا جب کہ اکیلے دُکیلے کو دُشمن کا خطرہ تھا۔ اس سے ثابت ہے کہ اپنی حفاظت کا سامان ضروری ہے۔

(۱۵) حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضؓ سے روایت ہے کہ لوگ جب کسی منزل میں اُترتے تو گھاٹیوں میں اور نشیبی میدانوں میں متفرق ہو جاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا گھاٹیوں اور نشیبی میدانوں میں متفرق ہو جانا، یہ شیطان کی طرف سے ہے) اس لیے کہ اگر کسی پر آفت آوے تو دوسروں کو خبر بھی نہ ہو) سو اس کے بعد جس منزل پر اُترتے ایک دوسرے سے اس طرح مل جاتے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ اگر ان سب پر ایک کپڑا بچھا دیا جائے تو سب پر آجاوے۔ (ابوداؤد)

ف اس سے بھی اپنی احتیاط اور حفاظت کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔

(۱۶) حضرت ابوالسائبؓ حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک اجازت لینے والے سے) فرمایا کہ اپنا ہتھیار ساتھ لے لو! مجھ کو بنی قریظہ سے (جو کہ یہودی اور دشمن تھے) اندیشہ ہے۔ چنانچہ اس شخص نے ہتھیار لے لیا، اور گھر کو چلا۔ لمبی حدیث ہے۔ (مسلم)

ف۔ جس موقع پر دشمنوں سے ایسا اندیشہ ہو اپنی حفاظت کے لیے جائز ہتھیار اپنے ساتھ رکھنے کا اس سے ثبوت ہوتا ہے۔

(۱۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور حضرت ابو لبابہؓ اور حضرت علی رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سواری تھے۔ جب حضورِ اقدسؐ کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپؐ کی

طرف سے پیادہ چلیں گے۔ آپ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں، (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے۔ (شرح السنہ)

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ پیادہ چلنے کی بھی عادت رکھے زیادہ آرام طلب نہ ہو۔

(عـ۱۸) حضرت فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں (ابوداؤد)۔

ف۔ اس میں بھی وہی بات ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور ننگے پاؤں چلنا اس سے زیادہ۔

(عـ۱۹) حضرت ابن ابی حدرد رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنگی سے گذر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔ (جمع الفوائد از کبیر و اوسط)

ف۔ اس میں کئی مصلحتیں ہیں مضبوطی و جفاکشی و آزادی۔

(عـ۲۰) حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا مراد ہے فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے (تیسیر از ترمذی)

ف۔ وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے پریشانی بڑھتی ہے اس میں تمام وہ کام آگئے جو اپنے قابو کے نہ ہوں بلکہ اگر کسی مخالف کی طرف سے بھی کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعے سے اس کی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتقام کی اجازت دے دیں۔ اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو اور پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو۔ یہ تین آیتیں ہیں اور بیس حدیثیں جن میں بجز دو اخیر کے کہ ان کے ساتھ کتاب کا نام لکھا

(عہ یہ سب حدیثیں تیسیر سے لی گئی ہیں)

(نوٹ الف) ان آیات و احادیث سے صحت و قوت و جمعیت یعنی امن و عافیت و راحت کا مطلوب ہونا صاف ظاہر ہے جس کی تقریر جا بجا کر دی گئی ہے۔

(نوٹ ب) جو افعال ان مقاصد مذکورہ میں خلل انداز ہوں اگر وہ مقاصد واجب ہوں اور خلل یقینی اور شدید ہے تو وہ افعال حرام ہیں ورنہ مکروہ۔

(نوٹ ج) اگر بدون بندہ کے اختیار کے محض منجانب اللہ ایسے واقعات پیش آجاویں جن سے یہ مقاصد صحت و قوت و طمانینت وغیرہا برباد ہو جاویں تو پھر ان مصائب پر ثواب ملتا ہے اور مدد غیبی بھی ہوتی ہے پریشانی نہیں ہوتی اسلئے ان پر صبر کرے اور خوش رہے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سب کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے جس سے قرآن اور حدیث بھرے ہوئے ہیں۔

رُوحِ یازدہم

نماز کی پابندی کرنا

کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اس بارے میں نقل کرتا ہوں!

(آیت ۱) خدا تعالیٰ نے ڈرنے والے کی صفات میں فرمایا۔

اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں (شروع سُورۃ بقرہ)

ف اس میں اچھی طرح پڑھنا اور وقت پر پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا سب آگیا۔

(ع ۲) اور نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو! (ربع الٓمٓ)

ف ایسے الفاظ سے نماز کا حکم قرآن مجید میں بہت ہی کثرت سے جا بجا آیا ہے۔

(ع ۳) اے ایمان والو! (طبیعتوں میں سے غم ہلکا کرنے کے بارے میں صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) لو! (شروع سیقول)

ف اس میں نماز کی ایک خاصیت مذکور ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے۔

(ع ۴) محافظت کرو سب نمازوں کی (اور اسی کے اخیر میں فرمایا) پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے، خواہ قبلے کی طرف منہ نہ ہو اور گو رکوع اور سجدہ صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو! (اس حالت میں بھی اس پر محافظت رکھو، اس کو ترک مت کرو (قریب ختم سیقول)

ف غور کرو کس قدر تاکید ہے نماز کی، کہ ایسی سخت حالت میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

(ع ۵) اگر دشمن کے مقابلہ کے موقع پر اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاویں گے تو دشمن موقع پا کر حملہ کر بیٹھے گا) تو ایسی (حالت میں) یوں چاہیئے کہ (جماعت کے) دو گروہ ہو جاویں پھر) ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ (جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپ کے بعد جو امام ہو اس کے ساتھ نماز میں) کھڑا ہو جاوے (اور دوسرا گروہ نگہبانی کے لیے دشمن کے مقابل کھڑا ہو جاتے تاکہ دشمن کو دیکھتا رہے۔ آگے ارشاد ہے کہ) پھر جب یہ لوگ (آپ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک ہی رکعت پوری کر لیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کیلیے)

آپ کے پیچھے ہو جائیں تو دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی، وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب آجاوے) اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو) پڑھ لے (یہ تو ایک ایک رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اس طرح پڑھیں گے کہ جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو دونوں گروہ اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں۔ اور اگر امام چار رکعت پڑھے، تو ہر گروہ کو دو رکعت پڑھا دے اور دو دو اپنے طور پر پڑھ لیں۔ اور مغرب میں ایک گروہ کو دو رکعت پڑھا دے، اور ایک گروہ کو ایک رکعت)

ف عور کرو نماز کس درجہ ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکشی میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ مگر ہماری مصلحت کے لیے اس کی صورت بدل دی۔

(۶) اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو (آگے وضو اور غسل کا حکم ہے پھر ارشاد ہے کہ) اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو، آگے اور عذروں کا بیان ہے، جن میں پانی نہ ملنے کی بھی ایک صورت ہے) تو (ان سب میں) تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو (شروع سورۃ مائدہ)

ف۔ دیکھو اگر بیماری میں پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ ملتا ہو تب تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہو گیا، ایسے ہی نماز میں آسانی ہو گئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہو گیا، اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہو گیا، لیکن نماز معاف نہیں ہوئی۔

(۷) (شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا) اور (شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تم کو باز رکھے۔ (شروع وَاِذَا سَمِعُوا)

ف۔ دیکھو نماز کی کس قدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی، اس کو حرام کر دیا تاکہ نماز میں خلل نہ ہو۔

(۸) ایک ایسی جماعت کے بارہ میں جنہوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہل اسلام کو اذیت پہنچائی تھی ارشاد ہے کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کر لیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) اور اس اسلام کو ظاہر بھی کر دیں مثلاً نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں، وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جائے گا۔ (شروع سورۃ برأۃ)

ف۔ اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ

پڑھتے نہ سُنا ہو۔ مگر نماز پڑھتے دیکھے تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں۔ اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں، اس لیے وُہ اس درجے کی علامت نہیں۔

(ع۹) (ایک جماعت انبیا کا ذکر فرما کر ان کے بعد کے ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ) ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا۔ (اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (مراد عذاب ہے) (قریب ختم سورۂ مریم)

ف۔ دیکھو نماز کے ضائع کرنے والوں کے لیے عذاب کی کیسی وعید سُنائی؟

(ع۱۰) اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے (آخر سورۂ طٰہٰ)

ف۔ یہ حکم ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو تو کیسے معاف ہو سکتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے۔ اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے اور بہت آیتیں ہیں اس وقت ان ہی پر کفایت کی گئی۔

(احادیث) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو اور اس میں وُہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کیا کرے تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل کچیل نہ رہے گا آپ نے فرمایا کہ یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے (بخاری و مسلم)

ف۔ اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہے اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہے۔ مگر یہ کیا تھوڑی دولت ہے؟

(ع۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے، جب ترک نماز کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آ گیا، چاہے بندہ کے اندر نہ آوے، پاس ہی آ جاوے مگر دوری تو نہ رہی (مسلم)

ف دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

(ع۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس پر محافظت رکھے، وہ قیامت کے روز اس کے لیے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اس پر محافظت نہ کرے وُہ

اس کے لیے نہ روشنی ہوگی اور نہ دستاویز اور نہ نجات، اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (یعنی دوزخ میں اگرچہ اُن کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نہ رہے مگران کے ساتھ ہونا ہی بڑی سخت بات ہے (احمد و دارمی و بیہقی شعب الایمان)

(۴) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی چیز (یعنی عہد کا سبب) ہے وہ نماز ہے۔ پس جس شخص نے اس کو ترک کردیا وہ (برتاؤ کے حق میں) کافر ہوگیا (یعنی ہم اس کے ساتھ کافروں کا برتاؤ کریں گے کیونکہ اور کوئی علامت اس میں اسلام کی نہیں پائی جاتی، کیونکہ وضع، لباس وگفتگو سب مشترک تھے۔ تو ہم کافر ہی سمجھیں گے) (احمد و ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

ف اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ ترک نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترک نماز سے کافر نہ سمجھیں، مگر کفر کی کسی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے؟

(۵) حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے، اور ان کے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں، اور اس پر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہوں۔ (ابوداؤد) یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

(۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ دو شخص قبیلہ خزاعہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہوتے ان میں ایک شہید ہوگیا اور دوسرا برس روز پیچھے (موت طبعی سے مرا۔ حضرت طلحہ بن عبداللہؓ کہتے ہیں میں نے پیچھے مرنے والے کو (خواب میں) دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا، مجھ کو بہت تعجب ہوا۔ صبح کو میں نے اس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس (مرنے والے) نے اس (شہید) کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور برس روز تک ہزاروں رکعتیں پڑھیں (اگر صرف فرض وواجب وسنت مؤکدہ ہی لی جاویں تو دس ہزار رکعت کے قریب ہوتی ہیں یعنی اس لیے وہ شہید سے بڑھ گیا۔ (احمد وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی)

ف۔ ابن ماجہ وابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان وزمین کے فاصلے سے بھی زیادہ۔ فقط اور

ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اس فضیلت میں نماز ہی کو ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا تو نماز ایسی چیز ٹھہری کہ اس کی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ مل جاتا ہے۔

(ح۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے وُہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے۔ (دارمی)

ف نماز کو کنجی کا نام لینا صاف بتلا رہا ہے کہ وُہ سب عبادات سے بڑھ کر جنت میں لے جانے والی ہے۔

(ح۸) حضرت عبداللہ بن قرط رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اوّل جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہو گا وُہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے، اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے عمل خراب نکلیں گے (طبرانی اوسط)

ف۔ معلوم ہوتا ہے نماز کی برکت سب عبادات میں اثر کرتی ہے، اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونے کی۔

(ح۹) حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں یہ بھی) فرمایا کہ جس کے پاس نماز نہیں (یعنی نماز نہ پڑھتا ہو) اس کے پاس دین نہیں۔ نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے (کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے اسی طرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بے جان ہیں (طبرانی اوسط وصغیر)

ف جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارومدار ہو اس کو چھوڑ کر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے۔

(ح۱۰) حضرت حنظلہ رضؓ کاتب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جو شخص پانچ نمازوں کی محافظت کرے یعنی ان کے رکوع کی بھی ان کے سجدہ کی بھی اور ان کے وقتوں کی بھی (یعنی ان میں کوئی کوتاہی نہ کرے) اور اس کا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وُہ جنت میں داخل ہو گا۔ یا فرمایا کہ جنت اس کے لیے واجب ہو گی یا یہ فرمایا کہ وُہ دوزخ پر حرام ہو جاوے گا۔ (ان سب کا ایک ہی مطلب ہے (احمد)

یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں، یہ دس آیتیں اور دس حدیثیں سب مل کر بیس ہوئیں۔

اے مسلمانو! اتنی آیتیں حدیثیں سُن کر بھی نماز کی پابندی نہ کرو گے؟

دُورِ دوازدہم

مسجد بنانا

(اس میں اس کے بنانے میں مدد مال سے یا جان سے اور اس کے لیے زمین دینا، اس کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرنا سب آگیا) اور اس کے حقوق ادا کرنا (ان حقوق میں یہ سب باتیں آگئیں)، یعنی ۱ اس میں نماز پڑھنا، خاص کر جماعت کے ساتھ ۲ اس کو صاف رکھنا ۳ ادب کرنا ۴ اسکی خدمت کرنا ۵ وہاں کثرت سے حاضر رہنا (اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں)۔

(آیات ۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا، جو خدائے تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر (اور عبادت) کیے جانے سے بندش کرے، اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے (۲) ہاں اللہ کی مسجدوں کو (حقیقۃً) آباد کرنا، ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے ہوں، سو ایسے لوگوں کے لیے توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت و نجات تک پہنچ جاویں (توبہ)

ف اس آیت میں مسجد کے آباد کرنے والے کے لیے خوش خبری ہے ایمان اور جنت کی چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اس میں اس کی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آگیا) تو تم لوگ اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ الآیۃ (یہ وہی آیت ہے جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا (مشکوٰۃ ترمذی وابن ماجہ ودارمی)

(۳) وہ (اہل ہدایت) ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جاتے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے (نور)

ف مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں اور ان کا ادب یہ ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے۔

(احادیث ۱) حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کو خوش کرتا ہو (اور کوئی بُری غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسی کی مثل (اس کا گھر جنت میں بنادے گا (بخاری ومسلم)

ف۔ اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بنادے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کر دے اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ نے مسجدِ نبوی کی مرمت کر کے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بنادے (بنانے میں مال خرچ کرنا، یا جان خرچ کرنا دونوں آگئے۔) چنانچہ جمع الفوائد میں رزین سے حضرت ابو سعیدؓ کی روایت آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے کے وقت خود بھی اینٹیں اُٹھا رہے تھے) خواہ وُہ قطاۃ پرندہ کے گھونسلے کی برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنادیگا۔ (ابن خزیمہ وابن حبان)

ف۔ اس حدیث میں بنتی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ کیونکہ گھونسلے کی برابر بنانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پوری مسجد نہیں بنا سکا اس کے بننے میں تھوڑی سی شرکت کرلی جس سے اس کی رقم کے مقابلہ میں اس مسجد کا اتنا ذرا سا حصہ آگیا۔ اور ساوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اس کی مثل جنت میں گھر بنے گا، اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ اس صورت میں گھونسلہ کے برابر گھر بن جاوے گا کیونکہ مثل کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں اس کی مثل ہوگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا اخلاص ہوگا، اس کی مثل گھر بنے گا لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا ہوگا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنادے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں) ایک گھر بنادے گا جو اس سے بہت لمبا چوڑا ہوگا۔ (احمد)

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عبادت کے لیے حلال مال سے کوئی عمارت (یعنی مسجد) بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بنادے گا (طبرانی اوسط)

ف۔ یہ بھی مسجد کا ادب ہے کہ اس میں حرام مال نہ لگادے۔ خواہ وُہ حرام روپیہ پیسہ ہو خواہ ملبہ

خواہ زمین ہو، جیسا بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ دوسرے زمیندار کی زمین میں بدون اس کی اجازت کے مسجد بنا لیتے ہیں پھر اس کے روک ٹوک کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس کو اسلام کی بڑی طرف داری و خدمت سمجھتے ہیں، خاص کر اگر زمیندار غیر مسلم ہو تب تو اس کو کفر و اسلام کا مقابلہ سمجھتے ہیں، سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جاوے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے۔ البتہ زمیندار کی خوشی سے اپنی مِلک کرا کر پھر اس میں مسجد بنا لے۔

(۳) حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت تھی (شاید حبشن ہو) جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، ایک رات وہ مر گئی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ آپؐ نے فرمایا تم نے مجھ کو اس کی خبر کیوں نہ کی؟ پھر آپ صحابہؓ کو لے کر باہر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس پر تکبیر فرمائی (مراد نماز جنازہ ہے) اور اس کے لیے دعا فرمائی پھر واپس تشریف لے آئے (ابن ماجہ و ابن خزیمہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے پوچھا تو نے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا؟ اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو (ابو الشیخ اصبہانی)

ف۔ دیکھیئے مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن جس کی مسکنت و گمنامی کے سبب اس کی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدس صلعم کو نہیں کی گئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اس کی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی پھر قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھی، اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اور اس کے لیے دعا فرمائی، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر خود اس نے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی، افسوس اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں

(۴) حضرت ابو قرصافہ رضؓ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے (طبرانی کبیر)

(۵) حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کر دی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کباڑ کانٹا اصلی فرش سے الگ کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (ابن ماجہ)

(۶) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ محلہ میں مسجدیں

بنانے کا اور ان کو پاک صاف رکھنے کا حکم فرمایا (احمد و ترمذی و ابوداؤد، ابن ماجہ و ابن خزیمہ)
ف پاک رکھنا یہ کہ اس میں کوئی ناپاک آدمی یا ناپاک کپڑا یا ناپاک تیل وغیرہ نہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اس میں سے کوڑا کباڑ نکالتے رہیں۔

(۷) حضرت واثلہ بن الاسقع سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدوں کو جمعہ جمعہ (خوشبو کی) دھونی دیا کرو! (ابن ماجہ و کبیر طبرانی)
ف۔ جمعہ کی قید نہیں، صرف یہ مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جن میں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں کبھی کبھی دھونی دیدینا یا اور کسی طرح خوشبو لگا دینا، چھڑک دینا سب برابر ہے۔

(۸) حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو یوں کہدیا کرو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے! اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی ہوئی چیز کو مسجد میں پکار پکار کر تلاش کر رہا ہے تو یوں کہہ دو کہ خدائے تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہنچاوے! (ترمذی ونسائی و ابن خزیمہ وحاکم)

اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔
(مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ)

ف۔ مراد اس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھو گئی، اور مسجد میں اسلیے پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دیدے، اور یہ بددعا دینا تنبیہ کے لیے ہے، لیکن اگر لڑائی دنگے کا ڈر ہو تو دل میں کہہ لے، اس حدیث میں باطنی ادب مسجد کا مذکور ہے کہ وہاں دنیا کے کام نہ کرے۔

(۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چند امور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں، اس کو رستہ نہ بنایا جائے (جیسا بعض لوگ چکر سے بچنے کے لیے مسجد کے اندر سے ہو کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں، اور اس میں ہتھیار نہ سونتے جائیں اور نہ اس میں کمان کھینچی جاوے، اور نہ اس میں تیروں کو بکھیرا جاوے (تاکہ کسی کو چبھ نہ جاویں) اور نہ کچا گوشت لے کر اس میں سے گذرے اور نہ اس میں کسی کو سزا دی جاوے اور نہ اس

میں کسی سے بدلہ لیا جاوے (جس کو شرع میں حدود قصاص کہتے ہیں اور نہ اس کو بازار بنایا جاوے (ابن ماجہ)

ف یہ سب باتیں مسجد کے آداب کے خلاف ہیں۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی، اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ پرواہ نہ ہوگی (یعنی اُن سے خوش نہ ہوگا) (ابن حبان)

ف دنیا کی باتیں کرنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے۔

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت کے لیے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لیے نیکی لکھتا ہے۔ جاتے میں بھی لوٹتے میں بھی۔ (احمد وطبرانی وابن حبان)

ف کیا ٹھکانا ہے رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا ہے، لوٹتے میں بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے

(۱۲) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے، وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کی طرف چلے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔ (طبرانی)

(۱۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس روز سوائے اس کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہو (بخاری ومسلم وغیرہما)

(۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم ان بدبودار ترکاریوں سے (یعنی پیاز لہسن سے جیسا اور حدیثوں میں آیا ہے) بچو کہ ان کو کھا کر ہماری مسجدوں میں آؤ۔ اگر تم کو اُن کے کھانے کی ضرورت ہے تو اُن کی بدبو) کو آگ سے مارو (یعنی پکا کر کھاؤ، کچی کھا کر مسجد میں نہ آؤ (طبرانی)

(۱۵) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے، وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص مسجد کی طرف جائے اور اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ کوئی اچھی بات (یعنی دین کی بات) سیکھے یا سکھائے اس کو حج کرنے والے کے برابر پورا ثواب ملے گا (طبرانی)

ف اس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کے لیے ہے ایسے ہی علم دین سیکھنے سکھانے کے لیے بھی ہے سو مسجد میں ایسے شخص کو رہنا چاہیئے، جو دین کی باتیں تبلایا کرے۔ یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں۔ بجز دو حدیثوں کے کہ اس میں مشکوٰۃ و جمع الفوائد کا نام لکھ دیا ہے۔

دستور العمل جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا یہ ہے:

(۱) کہ ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں کی ضرورت کے موافق مسجد بنانا چاہیئے۔

(ب) مگر وہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو

(ج) مسجد کا ادب کرے یعنی اس کو پاک صاف رکھے، اس میں جھاڑو دیا کرے اُس کی ضروری خدمت کا خیال رکھے، بدبودار چیز جیسے تمباکو وغیرہ کھا کر یا لے کر اس میں نہ جائے وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کرے۔

(د) مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنا چاہیئے اور بدون عذر شدید کے جماعت نہ چھوڑنا چاہیئے مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ آپس میں تعلق بڑھے ایک کو دوسرے کا حال معلوم رہے۔ مالک کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی خیثمہ کو صبح کی نماز میں نہیں پایا حضرت عمر بازار تشریف لیگئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا، تو سلیمان کی ماں سے پوچھا۔ میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا الخ اس حدیث کے ذیل میں علماء نے یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہے:

(ہ) مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے۔

(و) جب فرصت ملا کرے مسجد میں جا کر بیٹھ جایا کرے مگر وہاں جا کر دین کے کاموں میں۔ یا دین کی باتوں میں لگا رہے، اگر سب آدمی اس کی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہنچے۔ فقط۔

تنبیہ:۔ حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ عورتوں کے لیے گھروں میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجدوں میں نماز پڑھنے سے زیادہ ہے۔

رُوح سیزدھم

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

یعنی جس قدر ہو سکے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن و حدیث میں اس کا حکم بھی آیا ہے اور فضیلت اور ثواب بھی، اور کچھ مشکل کام بھی نہیں، تو ایسے آسان کام میں بے پرواہی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا، اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بیجا اور بُری بات ہے۔ پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی، اور نہ تسبیح رکھنے کی، نہ پکار کر پڑھنے کی، نہ وضو کی نہ قبلہ کی طرف منہ کرنے کی نہ کسی خاص جگہ کی، نہ ایک جگہ بیٹھنے کی، ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے پھر کیا مشکل ہے؟ البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہیئے خواہ گنتی یاد رکھنے کے لیے یا اس لیے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے خالی ہاتھ یاد نہیں رہتا تو اس مصلحت کیلئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور اس کا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائے گا، دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھ کو بزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو وہ دکھلاوا نہیں، اس کو دکھلاوا سمجھنا اور ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا، یہ شیطان کا دھوکا ہے۔ وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے، اور وہ ایک دھوکا یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ؟ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے۔ جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کر لی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں، اس کے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جاوے مگر نیت نہ بدلے، برابر ثواب ملتا رہے گا، البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے۔ فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جاوے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔ اب ذکر کے بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(آیات ۱) پس تم مجھ کو یاد کرو میں (عنایت سے) تم کو یاد رکھوں گا۔ (بقرہ)

(۲) ایسے لوگ جو ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی (آل عمران)
(۳) اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر (خواہ) اپنے دل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں سے مت ہونا (اعراف)
ف اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر تبلادیں تو جائز ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے۔ نہیں تو گناہ ہوگا۔

(۴) (جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے (اس طرح سے کہ اس سے حق تعالیٰ میں اور بندہ میں تعلق بڑھ جاتا ہے اور ایمان کی جڑ یہی تعلق ہے) (رعد)
(۵) (مسجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ) ان کو نہ (کسی چیز کا) خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے اور نہ (کسی چیز کا) بیچنا، اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے) (نور)
(۶) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اس میں بہت بڑی فضیلت ہے)۔
(عنکبوت)

(۷) اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو (احزاب)
(۸) اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں (منافقون)
(۹) اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو جاؤ۔ الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا علاقہ سب علاقوں پر غالب رہے۔ (مزمل)
(۱۰) مراد کو پہنچا جو شخص (برے عقیدوں اور برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ (اعلیٰ)
(احادیث) (۱) حضرت ابو ہریرہؓ و ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھیں، ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کی رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر چین کی کیفیت اُترتی ہے۔ (مسلم)

(ع ۱۲) حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو، اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو ان کی حالت زندہ اور مُردہ کی سی حالت ہے۔ (یعنی پہلا شخص مثل زندہ کے ہے، اور دوسرا مثل مُردہ کے کیونکہ رُوح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہے، یہ نہ ہو تو رُوح مُردہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

(ع ۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیں اس کے (یعنی اپنے بندہ کے) ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، پھر اگر وہ اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں، اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہے (یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں (بخاری و مسلم)

ف۔ اللہ تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں جیسا ہمارا جی ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس یاد کی کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہو گئی اور وہاں کے مجمع کا یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مجمع کے زیادہ شخص اس مجمع کے زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ہیں یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص ہر شخص سے اچھا ہو۔ سو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر کا ایسا ہو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہوں، جیسا آپ کے زمانے میں تھا، تو کسی فرشتہ یا پیغمبر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہ آئے گا۔

(ع ۱۴) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں گزرا کرو تو اس سے میوے منہ چھوٹ کھایا کرو! لوگوں نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا ذکر کے حلقے اور مجمعے۔ (ترمذی)

(ع ۱۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے، جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہو گا۔ اور جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہو گا۔ (ابو داؤد)

ف۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی موقع اور کوئی حالت ذکر سے خالی نہ ہونا چاہیے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت سے ہو گئے (مراد نفلی اعمال ہیں کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں مطلب یہ کہ ثواب کے اتنے کام ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا مشکل ہے) اس لیے آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ اس کا پابند ہو جاؤں (اور وہ سب کے بدلے میں کافی ہو جائے) آپ نے فرمایا (اس کی پابندی کر لو کہ) تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے) (ترمذی وابن ماجہ)

(۱۷) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں، اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے (کیا یہ) اس سے بھی (افضل ہے؟) آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اس قدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں (اپنے زخموں سے) رنگین ہو جائے، اللہ کا ذکر کرنے والا درجے میں اس سے بھی افضل ہے (احمد وترمذی)

ف۔ وجہ ظاہر ہے کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کے لیے مقرر ہوا ہے، جیسے وضو نماز کے لیے مقرر ہوا ہے (سورۂ حج) آیت الذین ان مکنّاھم فی الارض میں اس کا صاف ذکر ہے تو یاد اصل ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے۔

(۱۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ ہر شے کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے (بیہقی)

(۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے قلب پر چپٹا بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہے، وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔ (بخاری)

(۲۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے، اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ قلب ہے جس میں سختی ہو (ترمذی)

ف۔ اخیر کی تین حدیثوں کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہے اور اصل سختی بُرے عملوں سے اور دونوں عملوں کی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال ہے پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے شیطان بُرے بُرے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے بُرے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی پس نیک کام نہیں ہوتے اور بُرے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو بُرے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے۔ پس بُرا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح سے صفائی اور نزہت قلب میں پیدا ہو جاتی ہیں مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں، کرنے سے ہوتی ہیں سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے کرنے اور بُرے کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نہ کرے۔ وہ دھوکے میں ہے، یہاں تک کی حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

(۲۱) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اونچے اونچے درجوں میں داخل فرمائے گا۔ (ابن حبان)

ف۔ یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا۔

(۲۲) ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں (لاحمد وابو یعلیٰ وابن حبان)

(۲۳) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتنا ذکر کرو کہ منافق (یعنی بددین لوگ تم کو ریاکار (مکار) کہنے لگیں۔ (طبرانی)

(۲۴) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی۔ مگر جو گھڑی ان پر ایسی گذری ہوگی جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا، اس گھڑی پر ان کو حسرت ہوگی (طبرانی وبیہقی)

ف مگر اس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی پس یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی۔

(۲۵) حضرت عائشہؓ بنت ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی کے ہاں گئے، اور اس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں

تھیں جن پر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں الخ اور آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔

(ابو داؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح)

ف۔ یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی (کما قوراالشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں۔
یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا۔ بعضے خاص خاص ذکروں کا بھی ثواب آتا ہے ان میں سے بعضے آسان اور مختصر بطور نمونہ بتلاتا ہوں جیسے (۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا مع مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ب) سُبْحَانَ اللّٰہِ (ج) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (د) اَللّٰہُ اَکْبَرُ

(ہ) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ　(و) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ (ز)
درود شریف جو کسی طرح سے ہے ایک ہلکا سا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

(نسائی عن زید بن خارجہ)

خلاصہ یہ کہ ذکر سے غافل مت ہو، خواہ کوئی خاص ذکر کر دیا عام پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی کسی وقت کوئی، پھر خواہ بے گنتی خواہ انگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے اور بعض دعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں اگر شوق ہو تو کسی دین دار عالم سے پوچھ لو، ورنہ نمونہ کے طور پر جو ابھی لکھ دی ہیں یہ بھی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے

(کتبہ اشرف علی عفی عنہ)

رُوح چہاردہم

مالداروں کو زکوٰۃ کی پابندی کرنا

یہ بھی مثل نماز کے اسلام کا ایک رُکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے۔ بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور اس کے دینے کا ثواب اور اس کے نہ دینے کا عذاب مذکور ہے اور زیادہ آیتیں ایسی ہیں جن میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے۔ یہ سب آیتیں قرآن مجید میں آسانی سے مل سکتی ہیں اور جو شخص عربی نہ جانتا ہو اس کو ترجمہ والے قرآن میں مل سکتی ہیں اس لئے اس جگہ صرف حدیثیں لکھتا ہوں۔

(ع۱) حضرت ابودرداؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا زکوٰۃ اسلام کا پل ہے یا بلند عمارت ہے (کہ اگر زکوٰۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا۔ یا اسلام کے نیچے کے درجہ میں رہا۔ (طبرانی اوسط و کبیر)

ف اس سے زکوٰۃ کا کتنا بڑا درجہ ثابت ہوا، اور اس کے نہ دینے سے مسلمانی میں کتنا بڑا نقصان معلوم ہوا۔

(ع۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اس سے اس کی بُرائی جاتی رہی (یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے جو اس مال میں نحوست اور گندگی آجاتی وُہ نہیں رہی (طبرانی اوسط و ابن خزیمہ صحیح)

ف۔ معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جاوے اس میں برکت نہیں رہتی اس کی کچھ تفصیل ۱۳ و ۱۴ میں آتی ہے۔

(ع۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ فرماتے تھے جو شخص تم میں اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے (طبرانی کبیر)

ف اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے ایمان میں کمی رہتی ہے۔

(ع۴) حضرت عبداللہ بن معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا وُہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا، صرف اللہ کی عبادت

کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)

ف۔ زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص سونے کا رکھنے والا اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دیتا ہو مگر (اس کا حال یہ ہوگا) جب قیامت کا دن ہوگا اس شخص کے (عذاب کے لیے) اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان (تختیوں) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر ان سے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائے گا۔ جب وہ (تختیاں) ٹھنڈی ہونے لگیں گی پھر دوبارہ ان کو تپا لیا جائے گا۔ (اور) یہ اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی (یعنی قیامت کے دن کی الخ (بخاری ومسلم واللفظ لمسلم)

(۶) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں اتنا حق (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہو جائے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی جب کبھی تکلیف ہوتی ہے مالداروں ہی کی اس (کرتوت) کی بدولت ہوتی ہے کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے (اس پر) سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے (طبرانی اوسط وصغیر)

ف ایک حدیث میں اس کی تفصیل میں یہ بھی ارشاد ہے کہ محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مالداروں کی یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے حقوق جو آپ نے ان پر فرض کیے تھے، انہوں نے ہم کو نہیں پہنچائے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، اپنی عزت وجلال کی قسم میں تم کو مقرب بناؤں گا اور ان کو دور کر دوں گا۔ (طبرانی صغیر واوسط وابوالشیخ کتاب الثواب)

عہ ۵ ورُدی موقوفاً علی علیؓ وھو اشبہ لکنہ مرفوع حکماً ۱۲

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی (مقبول) نہیں ہوتی (طبرانی واصبہانی) اور ایک روایت میں ان کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے، اور زکوٰۃ نہ دے وہ (پورا) مسلمان نہیں کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے) (اصبہانی)

ف۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ نماز بھی چھوڑ دیں، اگر ایسا کریں گے تو اس کا عذاب الگ ہوگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ بھی دینے لگیں۔

(۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اس کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا، اور اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیری جمع ہوں۔ پھر آپؐ نے (اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ (الآیۃ) اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے (بخاری ونسائی)

(۹) حضرت عمارہ بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (علاوہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان لانے کے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو (پورا) کام نہ دیں گی۔ جب تک سب کو ادا نہ کرے نماز زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ شریف کا حج (احمد)

ف۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز، روزہ و حج سب کرتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ سب بھی اس کی نجات کے لیے کافی نہیں۔

(۱۰) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔ (طبرانی صغیر)

(۱۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونے والی چیز ہے اس کو تو قبول کر لیا اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اس کو خود کھالیا (حقداروں کو نہ دیا) ایسے لوگ منافق ہیں (بزار)

ف یعنی بعضے لوگ نماز اسی لیے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سب کو خبر ہوگی اور زکوٰۃ اس لیے نہیں دیتے کہ اس کی خبر کسی کو نہیں ہوتی اور منافق ایسا ہی کرتے تھے، ورنہ خدا کے حکم تو دونوں ہیں۔

(۱۲) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کر لیا اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کرتا ہے۔ اور ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتا ہے۔ (طبرانی و حاکم و بیہقی)

(۱۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مال میں زکوٰۃ ملی ہوئی رہی وہ اس کو برباد کر دیتی ہے۔ (بزار و بیہقی)

ف۔ زکوٰۃ ملنا یہ کہ اس میں زکوٰۃ فرض ہو جائے اور نکالی نہ جاوے اور برباد ہونا یہ کہ وہ مال جاتا رہے یا اس کی برکت جاتی رہے جیسا اگلی حدیث میں مذکور ہے۔

(۱۴) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مال خشکی یا دریا میں تلف ہوتا ہے، زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے۔ (طبرانی اوسط)

ف۔ اور باوجود زکوٰۃ دینے کے شاذ و نادر تلف ہو جائے تو وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے کیونکہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا۔ اور زکوٰۃ نہ دینے سے جو تلف ہوا وہ سزا ہے اس پر اجر کا وعدہ نہیں۔

(۱۵) حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے آپ نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں! آپ نے فرمایا کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنا دے؟ اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو! (احمد بسند حسن) یہ سب روایتیں ترغیب و ترہیب میں ہیں۔

ف۔ ان حدیثوں سے یہ امور ثابت ہوئے (ا) زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت (ب) زکوٰۃ نہ دینے کا وبال اور عذاب دنیا میں تو مال کی بربادی یا بے برکتی اور آخرت میں دوزخ (ج) زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز و روزہ وغیرہ بھی مقبول نہ ہونا (د) زکوٰۃ نہ دینے والے کی حالت کا منافق کے مشابہ ہونا، جس کا بیان (۱۱) کے ذیل میں گزرا (ہ) زکوٰۃ کا حقوق العباد کے مشابہ ہونا جیسا کہ (۶) کے ذیل میں گزرا۔ اس سے اس کی تاکید دوسری عبادتوں

سے اور زیادہ بڑھ گئی۔ اب چند ضروری مضامین زکوٰۃ کے متعلق لکھتا ہوں۔

(پہلا مضمون) جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے وُہ کئی چیزیں ہیں۔ ایک چاندی سونا خواہ وُہ روپیہ اشرفی ہو خواہ نوٹ کی شکل میں، پھر خواہ اپنے قبضے میں ہو خواہ کسی کے ذمے ادھار ہو، جس کا اپنے پاس ثبوت ہو، یا ادھار لینے والا اقراری ہو خواہ سونے چاندی کے برتن یا زیور یا گوٹہ ٹھپہ ہو اگر صرف چاندی کی چیزیں ہوں اور وزن میں ساڑھے چوّن روپے کی برابر ہو جاوے اور اگر چاندی کے ساتھ کچھ سونے کی بھی چیزیں ہوں اور سونے کے دام چاندی کے وزن کے ساتھ مل کر وہی ساڑھے چوّن روپے کے برابر ہو جاوے تو جس دن سے ان چیزوں کا مالک ہوا ہے اس دن سے اسلامی سال گذرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہو گی اور احتیاط یہ ہے کہ اگر پچاس روپے کے برابر بھی مالیت ہو تب بھی سوا روپیہ زکوٰۃ کا دیدے

اور دوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے سوداگری کا مال ہے۔ جب وہ قیمت میں اتنے کا ہو جس کا ابھی بیان ہوا ہے اور اس کی قیمت کے مقدار سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اتنے زیور سے یا سوداگری کی اتنی مالیت سے بہت کم گھر خالی ہوں گے مگر وہ اس سے غافل ہیں سو اس کا ضرور خیال کرنا چاہیئے تیسری چیز ایسے اونٹ یا گائے یا بھینس یا بھیڑ بکریاں ہیں جن کو صرف دودھ اور بچے حاصل کرنے کے لئے پالا ہو اور وہ جنگل میں چرتے ہوں چونکہ اس ملک میں اس کا رواج کم ہے لہذا ان کی تعداد جس میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے نہیں لکھی گئی جس کو ضرورت ہو عالموں سے پوچھ لے۔ چوتھی چیز عشری زمین کی پیداوار ہے اس کے مسائل بھی عالموں سے پوچھ لئے جاویں۔ پانچویں چیز صدقہ فطر ہے جو عید کے دن زکوٰۃ والوں پر تو سب پر واجب ہے اور بعضے ایسے شخصوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں اس کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیں۔ یہ اپنی طرف سے! رباپ نابالغ بچوں کی طرف سے بھی دینا چاہیئے۔

سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ ان کے بعد اپنی بستی کے دوسرے غریب لیکن اگر دوسری بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر ان ہی کا حق زیادہ ہے، مگر جن کو زکوٰۃ دینا ہو وہ نہ بنی ہاشم ہوں یعنی سید وغیرہ اور نہ زکوٰۃ دینے والے کے ماں باپ یا دادا دادی یا نانا نانی یا اولاد یا میاں بی بی لگتے ہوں، اور کفن یا مسجد میں لگانا بھی درست نہیں البتہ میت والے کو اگر دیدے تو درست ہے مگر پھر اس کو کفن میں لگانے نہ لگانے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ہر انجمن یا ہر مدرسے میں دینا

درست نہیں۔ جب تک مدرسے والوں یا انجمن والوں سے پوچھ نہ لے کہ تم زکوٰۃ کو کس طریقے سے خرچ کرتے ہو اور پھر کسی عالم سے پوچھ لے کہ اس طریقے سے خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

مسلمانوں کی زیادہ پریشانی ظاہری و باطنی کا سبب افلاس ہے اور زکوٰۃ اس کا کافی علاج ہے۔ اگر مالدار فضول خرچی نہ کریں اور ہٹے کٹے مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے۔

حدیث ۶ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں یہ مضمون صاف صاف مذکور ہے۔ فقط۔

رُوح پانزدھم

علاوہ زکوٰۃ کے اور نیک کاموں میں خرچ کرنا

اور ھمدردی کرنا

(یعنی زکوٰۃ دے کر بے فکر اور بے رحم نہ ہو جاوے کہ اب میرے ذمّے کسی کی کوئی ہمدردی لازم نہیں رہی۔ زکوٰۃ تو ایک بندھا ہوا حق ہے باقی بہت سے متفرق کام ایسے بھی ہیں کہ موقع پر ان میں مال خرچ کرنا، اور جس کے پاس مال نہ ہو یا اس میں مال کا کام نہ ہو تو جان سے مدد کرنا بھی ضروری ہے یا فی ضرورت کا درجہ، اس کی تحقیق علماء سے ہو سکتی ہے، اس کی اجمالی دلیل ایک آیت اور حدیث لکھ کر پھر کچھ تفصیل لکھی جاوے گی۔

اجمالی دلیل

(۱) حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کچھ حقوق ہیں پھر (اس کی تائید میں) آپؐ نے یہ آیت پڑھی ا۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا الآیۃ (تا بعد اس طرح ہوئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اور خاص خاص موقع پر مال دینے کا بھی ذکر فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ یہ مواقع مال دینے کے زکوٰۃ کے علاوہ ہیں) (ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)

ف۔ یہ دعویٰ آیت اور حدیث دونوں سے ثابت ہو گیا۔ حاشیہ میں طیبی و مرقاۃ سے اس کی تفصیل کی کچھ مثالیں لکھی ہیں۔ یعنی یہ کہ سائل کو اور قرض مانگنے والے کو محروم نہ کرے۔ برتنے کی چیز مانگی دینے سے انکار نہ کرے، پانی، نمک، آگ وغیرہ خفیف چیزیں ویسے ہی دیدے، آگے آیتوں اور حدیثوں سے زیادہ تفصیل معلوم ہو گی۔

تفصیلی دلیلیں

(آیاتؔ) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں (سیقول قریب نصف)

(۳) کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا (یعنی اچھے اخلاص کے ساتھ الخ (سیقول قریب ختم)

(۴) تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے، اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔ (لن تنالوا شروع)

(۵) وہ جنت) تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لیے، ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں (لن تنالوا بعد ربع)

(۶) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور اُن کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی (یعتذرون ربع اوّل)

(۷) اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان (اللہ کی راہ میں) ان کو طے کرنے پڑے، یہ سب ان کے نام لکھا گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اُن کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔ (یعتذرون ربع اوّل)

(۸) اور قرابتدار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی (پارہ پندرہ ربع اوّل)

(۹) اور جو چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اس کا عوض دے گا۔ (ومن یقنت بعد نصف)

(۱۰) اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (پارہ ۲۹ سورہ دہر)

ف اور بھی بہت آیتیں ہیں جن میں زکوٰۃ کی قید نہیں، دوسرے نیک کاموں میں خرچ کرنے کا مضمون مذکور ہے، آگے احادیث ہیں۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدمؑ کے تو (نیک کام میں) خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا (بخاری و مسلم)

(۱۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ حرص (حب مال) سے بچو! اس حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا (مسلم)

(۱۳) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم کے خیرات کرنے سے بہتر ہے (ابوداؤد)

(۱۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات

کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو! کیونکہ بلا اس سے آگے نہیں بڑھنے پاتی۔ بلکہ رُک جاتی ہے۔ (رزین)

ف۔ ثواب کے علاوہ یہ دنیا کا بھی فائدہ ہے۔

(۱۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے خیرات کرے گا، اور اللہ تعالیٰ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے (داہنے ہاتھ کا مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے) پھر اس کو بڑھاتا ہے جیسا تم میں کوئی اپنے بچھیڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے (بخاری و مسلم)

(۱۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے دیتا، (خواہ آمدنی بڑھ جائے یا برکت بڑھ جائے، خواہ ثواب بڑھتا رہے (مسلم)

(۱۷) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قسم کی بھلائی کو حقیر نہ سمجھنا، گو اتنی سہی کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے خندہ پیشانی سے مل لو۔ (مسلم)

(۱۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے ذمے کچھ نہ کچھ صدقہ کرنا ضروری ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس (مال) موجود نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ محنت کرے (اور مال حاصل کرے) اپنے بھی کام میں لاوے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر (معذوری کی وجہ سے) یہ بھی نہ کر سکے، یا (اتفاق سے) ایسا نہ کرے؟ آپؐ نے فرمایا تو کسی حاجت مند کی مدد کرے (یہ بھی صدقہ ہے) لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے آپ نے فرمایا کسی کو کوئی نیک بات بتلادے! لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے آپ نے فرمایا کسی کو شر نہ پہنچاوے، یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے (بخاری و مسلم)

ف۔ ان سب کو صدقہ اس وجہ سے فرمایا جیسا صدقہ سے خلق کو نفع پہنچتا ہے ان کاموں سے بھی نفع پہنچتا ہے ورنہ صدقہ کے اصلی معنی تو اللہ کی راہ میں کچھ مال دینے کے ہیں، اور نقصان نہ پہنچانے کو نفع پہنچانے میں داخل فرمانا کتنی بڑی رحمت ہے؟

(ع۱۹ و ع۲۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ (لازم) ہے، دو شخصوں کے درمیان انصاف کر دے، یہ بھی صدقہ ہے کسی شخص کو جانور پر سوار کرنے میں یا اس کا اسباب لادنے میں مدد کر دے یہ بھی صدقہ ہے، کوئی اچھی بات (جس سے کسی کا بھلا ہو جاوے) یہ بھی صدقہ ہے، جو قدم نماز کی طرف اٹھاوے وہ بھی صدقہ ہے۔ کوئی تکلیف کی چیز راستے سے ہٹا دے یہ بھی صدقہ ہے (بخاری ومسلم)

ف۔ مسلم کی ایک دوسری حدیث میں اس کی شرح آئی ہے کہ (گنتی کے قابل) انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں جس شخص نے روزمرہ اتنی نیکیاں کر لیں اس نے اپنے کو دوزخ سے بچا لیا۔

(ع۲۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا صدقہ یہ ہے کہ کوئی اونٹنی دودھ والی کسی کو مانگی دے دی جاوے اور اسی طرح بکری دودھ والی کسی کو مانگی دے دی جاوے (اس طرح کہ وہ اس کا دودھ پیتا رہے۔ جب دودھ نہ رہے لوٹا دے) جو ایک برتن صبح کو بھر دیوے۔ ایک برتن شام کو بھر دیوے۔ (بخاری ومسلم)

(ع۲۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگا دے یا کوئی کھیتی بو دے، پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا چرندہ یا جانور کھاوے وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے ہے، کہ جو اس میں سے چوری ہو جاوے وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

ف۔ حالانکہ مالک نے چور کو نفع پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا پھر بھی صدقے کا ثواب ملتا یہ کتنی بڑی رحمت ہے؟

(ع۲۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی اس پر بخشش ہو گئی کہ اس کا ایک کتے پر گذر ہوا جو ایک کنویں کے کنارے زبان لٹکاتے ہوتے تھا، پیاس سے ہلاک ہونے کو تھا، اس عورت نے اپنا چمڑہ کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھا اور اس کے لیے پانی نکالا اور اس کو پلایا) اس سے اسکی بخشش ہو گئی عرض کیا گیا کہ کیا ہم کو جانوروں (کی خدمت کرنے) میں بھی ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا جتنے تر کلیجے والے ہیں (یعنی جاندار ہیں) ان سب میں ثواب ہے۔ (بخاری ومسلم)

ف۔ مگر جو موذی جانور ہیں جیسے سانپ، بچھو، ان کا حکم بخاری و مسلم کی دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ ان کو قتل کر دو! (باب المحرم یجتنب الصید)

(۲۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو (یعنی ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ اُس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

(۲۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اپنے بھائی (مسلمان) کا سامنا (یعنی ملاقات) ہو، اس وقت مسکرانا (جس سے وُہ سمجھے کہ مجھ سے مل کر اس کو خوشی ہوئی ہے) یہ بھی صدقہ ہے، اور کسی کو اچھی بات کا حکم کر دینا اور بُری بات سے منع کر دینا یہ بھی صدقہ ہے، اور راستہ بھول جانے کے مقام میں کسی کو راستہ تبلا دینا، یہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے، اور کوئی پتھر، کانٹا، ہڈی راستے سے ہٹا دینا یہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے۔ اور اپنے ڈول سے اپنی بھائی کے ڈول میں (پانی) انڈیل دینا، یہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے (ترمذی)

(۲۶) حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا کہ ام سعدؓ (یعنی میری والدہ) مر گئیں، سو کون سا صدقہ زیادہ فضیلت کا ہے (جس کا ثواب ان کو بخشوں) آپؐ نے فرمایا پانی، انھوں نے ایک کنواں کھدوا دیا اور یہ کہہ دیا کہ یہ (یعنی اس کا ثواب) امّ سعدؓ کے لیے ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

(۲۷) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو اس کے ننگے ہونے (یعنی کپڑا نہ ہونے) کی حالت میں کپڑا دے، اللہ تعالیٰ اُس کو جنت کے سبز کپڑے دے گا، اور جو مسلمان کسی مسلمان کو (اُس کے) بھوکے ہونے (یعنی کھانا نہ ہونے) کی حالت میں کھانا دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل دے گا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کے وقت پانی پلا دے، اللہ اس کو (جنت کی) مہر لگی ہوئی (یعنی نفیس) شراب سے پلا دے گا۔ (ابوداؤد ترمذی)

(۲۸) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا رہتا ہے۔ جس نے

علم دین سکھلایا، یا کوئی نہر کھودی یا کوئی کنواں کھدوایا، یا کوئی درخت لگایا، یا کوئی مسجد بنائی، یا کوئی قرآن چھوڑ گیا یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے (ترغیب از بزار و ابو نعیم) اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کے صدقہ کا اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہِ عام کے کاموں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۲۹) حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ (مال) تقسیم فرمایا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلانے کو بھی دیدیجئے (حدیث کے اخیر میں ہے کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (بعض اوقات) کسی شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے، (مگر) اس اندیشہ سے (دیتا ہوں) کہ اس کو اگر نہ ملے تو وہ اسلام پر قائم نہ رہے، اور (اس وجہ سے) اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دے (کیونکہ بعضے نومسلم اوّل میں مضبوط نہیں ہوتے اور تکلیف کی سہار نہیں کرسکتے۔ ان کے اسلام سے پھر جانے کا شبہ رہتا ہے، تو ان کو آرام دینا ضروری ہے (عین مسلم)

ف۔ اس حدیث سے نومسلموں کی امداد کرنے کی اور ان کو آرام پہنچانے کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو سچا دین دے کر بھیجا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دے گا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرمی کے ساتھ بات کی اور اس کی یتیمی اور بیچارگی پر ترس کھایا۔ (ترغیب از طبرانی)

ف اس حدیث سے یتیم خانوں کی امداد کی بھی فضیلت ہوئی۔

خلاصہ۔ یہ دس آیتیں اور بیس حدیثیں ہیں جو مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں بجز دو تین کے ان میں دوسری کتاب کا نام لکھ دیا ہے۔ ان سے بہت سے مواقع مخلوق کو نفع پہنچانے کے معلوم ہوئے۔ اور ایسے ہی اور بہت کام ہیں جو سب ایک آیت اور ایک حدیث میں جمع ہیں۔ آیت۔ (ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں (فائدہ) حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارا وہ ہے جو آدمیوں کو زیادہ نفع پہنچاوے (ترغیب عن الاصبہانی) اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے

رُوحِ شانزدہم

مُلقب بہ بابُ الریّان

روزے رکھنا خاص کر فرض روزے رمضان کے اور واجب روزے رکھنا۔ روزہ بھی مثل نماز و زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے۔ چنانچہ:

(ع ۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے اور

(ع ۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ یہ وُہ حدیث ہے جو روح چہارم کے ع ۹ میں گذر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و حج سب کرتا ہو مگر روزہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نجات کے لیے کافی نہیں، روزے میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں، وُہ یہ ہے کہ چونکہ روزہ ہونے یا نہ ہونے کی بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو خبر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے روزہ وہی رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت یا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو گا اور اگر فی الحال کچھ کمی بھی ہو گی تو تجربے سے ثابت ہے کہ محبت و عظمت کے کام کرنے سے محبت و عظمت پیدا ہو جاتی ہے اس لیے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہو جاتے گی اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور محبت ہو گی وُہ دین میں کتنا مضبوط ہو گا، تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہو گئی، اگلی دو حدیثوں میں اسی بات کو اس طرح فرمایا ہے۔

(ع ۳) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدمی کے سب عمل اس کے لیے ہیں مگر روزہ کہ وُہ خاص میرے لیے ہے۔ (بخاری)

(ع ۴) ایک اور روایت میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا، اپنا پینا، اپنی نفسانی خواہش (جو بی بی کے متعلق ہے) میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے (بخاری) اور اس حدیث کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں آئی ہے۔

(ع ۵) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد فرمایا کہ وُہ کھانا میرے لیے

چھوڑ دیتا ہے، اور پینا میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، اور اپنی لذت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بی بی کو میرے لیے چھوڑ دیتا ہے (یعنی اپنی خواہش اس سے پوری نہیں کرتا) (ابن خزیمہ)

ف۔ ان حدیثوں سے اوپر والی بات ثابت ہو گئی، اور اسی لیے روزے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چیز فرمایا۔ جیسا ۳ میں گذرا، اور اسی خصوصیتِ مذکورہ کے سبب روزے کو اگلی حدیث میں بڑی تاکید سے سب عملوں میں بے نظیر فرمایا۔ چنانچہ:

(۶) حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے، فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اس کے برابر نہیں، میں نے (دوبارہ) عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجیے! فرمایا روزہ کو لو! کیونکہ کوئی عمل اس کے مثل نہیں۔ میں نے (تیسری بار) پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجیے! فرمایا روزہ کو لو! کیونکہ کوئی عمل اسکی مثل نہیں (نسائی وابن خزیمہ)

ف۔ یعنی بعض خصوصیتوں میں بے مثل ہے۔ مثلاً خصوصیتِ مذکورہ میں اور روزے میں جو حق تعالیٰ کی محبت اور خوف کی خاصیت ہے روزہ دار اگر اس کا خیال رکھے تو ضرور گناہوں سے بچے گا، کیونکہ گناہ محبت اور خوف کی کمی ہی سے ہوتا ہے اور جب گناہوں سے بچے گا تو دوزخ سے بھی بچے گا۔ اگلی حدیث کا یہی مطلب ہے۔

(۷) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے (بچانے کے لیے) (احمد و بیہقی) اور جس طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں، اسی طرح بہت سی ظاہری بیماریوں سے بھی بچاتا ہے۔ کیونکہ زیادہ تر یہ بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں، روزہ سے ان میں کمی ہو گی تو ایسی بیماریاں بھی نہ آویں گی۔ (اگلی حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے)

(۸) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ)

ف۔ یعنی جس طرح زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے اسی طرح روزہ میں بدن کا میل کچیل یعنی مادۂ فاسدہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے دُور ہو جاتا ہے۔ اور اگلی حدیث میں یہ مضمون بالکل صاف آیا ہے۔

(عـ۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھا کرو، تندرست رہو گے (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ

(عـ۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو خوشیاں (نصیب) ہوتی ہیں، ایک تو جب افطار کرتا ہے (یعنی روزہ کھولتا ہے تو اپنے افطار پر خوش ہوتا ہے، چنانچہ ظاہر ہے) اور جب اپنے پروردگار سے ملے گا (اس وقت) اپنے روزے پر خوش ہوگا۔ (بخاری)

اور رمضان میں ایک دوسری عبادت اور بھی مقرر کی گئی ہے یعنی تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا جو سنت موکدہ ہے، بعض باتیں اس میں روزے کی سی ہیں۔ مثلاً نیند جو کھانے پینے کی طرح نفس کو پیاری چیز ہے، تراویح سے اس میں کسی قدر کمی ہوتی ہے، اور مثلاً اس کم سونے کی بھی پوری خبر کسی کو نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بہت دفعہ آدمی نماز میں سوجاتا ہے اور دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ جاگ رہا ہے اور مثلاً بعض دفعہ سجدے میں نیند آجانے سے بدن ایسی وضع پر ہوجاتا ہے کہ اس وضع پر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور جب وضو نہ رہا، نماز بھی نہ رہی، یا مثلاً وضو بھی نہ ٹوٹا، مگر سوتے ہوئے جس قدر حصہ نماز کا ادا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا تو ایسی حالتوں میں نیند جیسی پیاری چیز کو دفع کرنا یا تازہ وضو کرکے اس نماز کو لوٹانا یا نماز کے اس حصہ کو لوٹانا جو سوتے میں ادا ہوا ہے وہی شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں خدائے تعالیٰ کی محبت اور خوف ہوگا، پس روزے کی طرح اس عبادت یعنی تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے میں بھی زیادہ دکھلاوا نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے ایک شان کی دو عبادتیں جمع فرمادیں، ایک دن میں، ایک رات میں، اگلی دو حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

(عـ۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا، اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح و قرآن کے لیے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (جو مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے۔ جو شخص ایمان سے اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں

سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نسائی)

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت (یعنی بخشش کی سفارش) کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور نفسانی خواہش سے روکے رکھا، سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجیے اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو پورا سونے سے روکے رکھا، سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی (احمد وطبرانی فی الکبیر وابن ابی الدنیا وحاکم)

ف۔ دونوں حدیثیں ملانے سے صیام وقیام میں مناسبت جس کی تفصیل ابھی اوپر آئی ہے، ظاہر ہے، یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔

(آیت ۱۳) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ایک لمبی آیت میں) اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (اخیر میں ارشاد فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب تیار کیا ہے۔ (احزاب)

(احادیث ۱۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو فاقہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (بخاری)

ف اس بدبو کا اصلی سبب چونکہ معدہ ہے اس لیے یہ مسواک سے بھی نہیں جاتی۔ ہاں کچھ کم ہو جاتی ہے[ع]۔

(۱۵) حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث جس میں اعمال کے ثواب کی مختلف مقداریں آئی ہیں) ارشاد فرمایا کہ روزہ خاص اللہ ہی کیلیے

ع لم یرض لموسٰی علیہ السلام ھٰذہ الخفۃ فزاد عشرا ان ثبت ما رواہ الدیلمی کما فی الدر المنثور و رضیھا لنا مع بقاء اصل الخلوف فشرع لنا السواک وھذا من باب اختلاف الشرائع ۱۲

ہے، اس پر عمل کرنے والے کا ثواب (غیر محدود ہے اس کو) کوئی شخص نہیں جانتا بجز اللہ کے (طبرانی فی الاوسط وبیہقی)

(۱۶) حضرت ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیتے جاتے ہیں۔ پھر ان میں کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا، یہاں تک کہ رمضان کی اخیر رات ہو جاتی ہے اور کوئی ایماندار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے، (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب ہو، جیسے تراویح) مگر اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت سے بناتا ہے، جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے، ان میں سے ہر دروازہ کے متعلق ایک محل سونے کا ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا۔ پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے سبب گذشتہ گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں (جو رمضان گذشتہ) کے ایسے ہی دن تک (ہوئے ہوں یعنی اس رمضان کی پہلی تاریخ سے پہلے رمضان کی پہلی تاریخ تک) اور ہر روز صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے چھپنے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور یہ جتنی نمازیں رمضان کے مہینے میں پڑھے گا، خواہ دن کو خواہ رات کو ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملے گا، جس کے سایہ میں سوار پانچ سو برس تک چل سکے گا۔ (بیہقی)

(۱۷) حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس ایک بڑا اور برکت والا مہینہ آپہنچا (یعنی رمضان) ایسا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو ایسی ہے جس میں عبادت کرنا) ایک ہزار مہینے (تک عبادت کرنے) سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض کیا ہے اور اس کی شب بیداری (تراویح) کو فرض سے کم (یعنی سنت) کیا ہے۔ جو شخص اس میں کسی نیک کام سے (جو فرض نہ ہو) خدا تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اس کے سوا کسی دوسرے زمانے میں ایک فرض ادا کرے، اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ ایسا ہوگا جیسا اس کے سوا کسی دوسرے زمانے میں ستر فرض ادا کرے (آگے ارشاد ہے کہ) جو شخص اس میں کسی روزے دار کا روزہ کھلوا

دے (یعنی کچھ افطاری دے دے) یہ اس کے گناہوں کی بخشش کا اور دوزخ سے اس کے چھٹکارے کا ذریعہ ہو جائے گا اور اس کو بھی اس روزے دار کی برابر ثواب ملے گا۔ اس طرح کہ اس کا ثواب بھی نہ گھٹے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں ہر شخص کو تو اتنا میسر نہیں جس سے روزیدار کا روزہ کھلوا سکے (یہ پوچھنے والے روزہ کھلوانے کا مطلب یہ سمجھے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلائے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ثواب اس شخص کو بھی دیتا ہے جو کسی کا روزہ ایک چھوارے پر یا پیاس بھر پانی پر یا دودھ کی لسی پر (جو دودھ میں پانی ملا کر بنائی جاتی ہے) کھلوا دے الخ (ابن خزیمہ) اور رمضان کے متعلق ایک تیسری عبادت اور بھی ہے۔ یعنی اعتکاف، رمضان کے اخیر دس دن میں جو ایسی سنت ہے کہ سب کے ذمے ہے۔ لیکن اگر بستی میں ایک بھی کرلے تو سب کی طرف سے کافی ہے، اور اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ یہ ارادہ کر کے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک بدون پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کی مجبوری کے یہاں سے نہ نکلوں گا، اور روزہ اور تراویح کی طرح اس میں بھی نفس کی ایک پیاری چیز چھوٹتی ہے، یعنی کھلے مہار پھرنا، اور اسی طرح اس میں بھی دکھلاوا نہیں ہو سکتا، کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ مسجد میں کسی خاص نیت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آگیا

(۱۸) حضرت علی بن حسینؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے دو حج اور دو عمرہ جیسا ثواب ہوگا۔

(۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنیوالے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے اور اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کوئی تمام نیکیاں کر رہا ہو (مشکوٰۃ از ابن ماجہ) اور ایک فضیلت اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو مسجد میں حاضر رہنا پڑتا ہے اور مسجد میں حاضر رہنے کی فضیلت نمبر ۲ دوازدہم میں گزر چکی ہے البتہ عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں اور یہ سب عبادتیں جس دن ختم ہوتی ہیں یعنی عید کے دن اسکی بھی فضیلت آئی ہے چنانچہ

(۲۰) حضرت انسؓ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہوں نے میرا فرض ادا کیا پھر دعا کے لیے نکلے ہیں اپنی عزت و جلال اور کرم و شان بلندی کی قسم میں ضرور ان کی عرض قبول کروں گا، پھر فرماتا ہے کہ واپس جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا پس وہ بخشے بخشائے واپس آتے ہیں (مشکوٰۃ از بیہقی) آخر کی دو حدیثیں تو مشکوٰۃ کی ہیں

عــہ وفی قولہ تعالیٰ ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد اشارۃ لطیفۃ الی تخصیص الرجال بالمساجد حیث خص بالخطاب من یتصور مباشرۃ النساء وما ھم الا الرجال ۱۲

روحِ ہفدہم

ملقب بہ بیت الدیان عہ

حج کرنا (جن اشخاص میں شرطیں پائی جائیں ان پر فرض ہے اور دوسروں کے لیے نفل) اور حج بھی مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے چنانچہ

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمّے اس مکان (یعنی کعبہ) کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے ذمے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہنچنے) کی سبیل (یعنی سامان) کی (دلن تنالوا) اور

(۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ یہ وُہ حدیث ہے جو روح چہاردہم کے عہ۹ میں گذر چکی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب کرتا ہو مگر حج فرض نہ کیا ہو تو اس کی نجات کے لیے کافی نہیں اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں، وُہ یہ ہے کہ اور عبادتوں کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آسکتی ہیں مگر حج کے افعال میں عاشقانہ شان ہے تو حج وہی کرے گا جس کا عشق عقل پر غالب ہوگا، اور فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہوگی، تو تجربے سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہوجاتا ہے اس لیے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہوجائے گی، اور خاص کر جب ان کاموں کو اسی خیال سے کرے، اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا؟ تو حج کرنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی (ایسی ہی تقریر روزہ کے بیان میں گزری ہے) اگلی حدیثوں سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

(۳) حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا، اور صفا و مروہ کے درمیان پھیرے کرنا، اور کنکریوں کا مارنا یہ سب اللہ کی یاد کے قائم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے (عن ابوداؤد باب الرمل)

ف۔ یعنی گو ظاہر والوں کو تعجب ہو سکتا ہے کہ اس گھومنے دوڑنے، کنکریاں مارنے میں عقلی

عہ سباق ہذا الروح کسیاق روح الصوم سواء بسواء فانظر وتفرح ۱۲

عہ لقب بہ لقب خاص کما قبلہ لما قبلہ

مصلحت کیا ہے۔ مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کے کرنے سے اس کی یاد ہوتی ہے اور اس سے علاقہ بڑھتا ہے اور محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھ کر اسکو بھی مان لیا۔ پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا، اس کے کوچے میں دوڑے دوڑے پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں۔

(۴) حضرت زید بن اسلمؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادرہ سے باہر نکال لینا کس وجہ سے ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکے میں) قوت دی، اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا۔ (اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو اپنی قوت دکھلانے کے لیے جیسا روایات میں آیا ہے) اور باوجود اس کے کہ اب مصلحت نہیں رہی مگر) ہم اس فعل کو نہ چھوڑیں گے۔ جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں (آپ کے اتباع اور حکم سے) کرتے تھے۔ (کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حجۃ الوداع میں عمل فرمایا جبکہ مکے میں ایک بھی کافر نہ تھا (عین ابو داؤد و باب الرمل)

ف۔ اگر حج میں عاشقی کا رنگ غالب نہ ہوتا، تو جب عقلی ضرورت ختم ہو گئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا۔

(۵) حضرت عابس بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حجر اسود کی طرف آئے اور اس کو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے، اور نہ نقصان، اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ تجھ کو بوسہ دیتے تھے تو میں (کبھی) تجھ کو بوسہ نہ دیتا (عین ابو داؤد باب تقبیل الحجر)

ف۔ محبوب کے علاقہ کی چیز کو چومنے کا سبب بجز عشق کے اور کونسی مصلحت ہو سکتی ہے؟ اور حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول سے یہ بات ظاہر کر دی کہ مسلمان حجر اسود کو معبود نہیں سمجھتے۔ کیونکہ معبود تو وہی ہوتا ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہو۔

(۶) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی طرف رُخ کیا پھر اس پر اپنے دونوں لب (مبارک) ایسی حالت میں رکھے کہ بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی رو رہے ہیں، آپ نے فرمایا اے عمرؓ

اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی)

ف۔ محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہو سکتا ہے خوف وغیرہ سے نہیں ہو سکتا۔ اور افعال عاشقانہ تو ارادہ سے بھی ہو سکتے ہیں مگر رونا بدون جوش کے نہیں ہو سکتا۔ پس حج کا تعلق عشق سے ہے اس حدیث سے اور زیادہ ثابت ہوتا ہے۔

(۷) حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دُور دراز راستہ سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہے اور دھوپ میں چل رہے ہیں، میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (بیہقی و ابن خزیمہ)

ف۔ اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کے ساتھ اس کا ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیارے ہونے کو بتلا رہا ہے، یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونے کی تائید میں بطور نمونے کے لکھ دی گئیں، ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں، یعنی مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا، لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا، ننگے سر پھرنا، اپنی زندگی کو موت کی شکل بنا لینا یعنی مُردوں کا لباس پہننا، ناخن بال تک نہ اکھاڑنا، جوں تک نہ مارنا جس سے دیوانوں کی سی بھی صورت ہو جاتی ہے، سر نہ منڈانا، کسی جانور کا شکار نہ کرنا، خاص حد کے اندر درخت نہ کاٹنا، گھاس تک نہ توڑنا جس میں کوچہ محبوب کا ادب بھی ہے۔ یہ کام عاقلوں کے ہیں یا عاشقوں کے؟ اور ان میں بعض افعال جو عورتوں کے لیے نہیں ہیں، اس میں ایک خاص وجہ ہے۔ یعنی پردے کی مصلحت اور خانہ کعبہ کے گرد گھومنا، اور صفا و مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر پتھر مارنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور زار زار رونا اور خاک آلودہ دھوپ میں چلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا، ان کے عاشقانہ افعال ہونے کا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے اس کے ادا کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے، اس میں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آیت میں ہے۔

(۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب

آباد کرتا ہوں، آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجیے (سورۂ ابراہیم مختصراً)
ف اس دعا کا وہ اثر آنکھوں سے نظر آتا ہے جس کو ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے۔
(۹) کوئی مومن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ دیتے کہ لوگوں کے قلوب عـہ، تو یہود و نصاریٰ کی وہاں بھیڑ ہو جاتی، لیکن انہوں نے اہل ایمان کو خاص کر دیا کہ کچھ لوگوں کے قلوب کہہ دیا، (بعین در منثور) اور حدیث میں ہے، چنانچہ:
(۱۰) حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہجرت کے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے) فرمایا تو کیسا کچھ ستھرا شہر ہے اور میرا کیسا کچھ محبوب ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے جدا نہ کرتی تو میں اور جگہ جا کر نہ رہتا۔ (بعین مشکوٰۃ از ترمذی)
ف۔ اور جب ہر مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے تو آپ کے محبوب شہر مکہ معظمہ سے بھی ضرور محبت ہوگی، تو مکہ سے محبت دو پیغمبروں کی دعا کا اثر ہوا۔ یہ تو حج کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے اور بعضی دنیوی منفعتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں، گو حج میں ان کی نیت نہ ہونا چاہیئے مگر وہ خود حاصل ہو جاتی ہیں، چنانچہ آگے دو آیتوں میں اس طرف اشارہ ہے۔
(۱۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ خدائے تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے، لوگوں (کی مصلحت) قائم رہنے کا سبب قرار دیا الخ (مائدہ)
ف مصلحت عام لفظ ہے، سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں اور دنیوی مصلحتیں بعضی یہ ہیں اس کا جائے امن ہونا، وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہو سکتا ہے، اور اس کے بقا تک عالم کا باقی رہنا، حتیٰ کہ کفار جب اس کو منہدم کر دیں گے قریب ہی قیامت آجاوے گی، جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے (بیان القرآن بحاصلہ)
(۱۲) اللہ تعالیٰ نے (حج کے لیے لوگوں کے آنے کی حکمت میں یہ) ارشاد فرمایا تاکہ اپنے (دینی و دنیوی) فوائد کے لیے آموجود ہوں (مثلاً) آخرت کے منافع یہ ہیں حج و ثواب و رضائے حق،

عـہ حیث قال :- من الناس ۱۲

اور دنیوی فوائد یہ ہیں۔ قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت ومثل ذالک، چنانچہ :۔

(۱۳) حضرت ابن ابی حاتمؒ نے اس کو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے (کذا فی روح بیان القرآن) اور حج کے رنگ کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عُمرہ جو کہ سنت مؤکدہ ہے۔ جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں۔ اسی لیے اس کا لقب حج اصغر ہے۔ چنانچہ:

(۱۴) حضرت عبداللہ بن شداد اور حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے (بعین در منثور عن ابی شیبۃ) مگر یہ حج کے زمانے میں بھی ہوتا ہے جس سے دو عبادتیں ایک شان کی جمع ہو جاتی ہیں اور دوسرے زمانے میں بھی ہوتا ہے۔ یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا، آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔

(۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (جب حج یا عمرہ کرنا ہو، تو اس) حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے (خوش کرنے کے) واسطے پورا پورا ادا کیا کرو (کہ افعال وشرائط بھی سب بجالاؤ، اور نیت بھی خالص ثواب کی ہو) (بیان القرآن)

(۱۶) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور وہ پھر بے حج کیے مر جاتے اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (بعین مشکوٰۃ از دارمی)

ف۔ فرض حج نہ کرنے میں کتنی سخت دھمکی ہے۔

(۱۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہیے (بعین مشکوٰۃ از ابوداؤد و ترمذی)

(۱۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ میں اتصال کر لیا کرو (جب کہ زمانہ حج کا ہو) دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسا بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دور کرتی ہے (بشرطیکہ کوئی دوسرا امر اس کے خلاف اثر کرنے والا نہ پایا جائے) اور جو حج احتیاط سے کیا جائے اس کا عوض بجز جنت کے کچھ نہیں (بعین مشکوٰۃ از ترمذی ونسائی)

ف اس میں حج وعمرہ کا دینی نفع مذکور ہے اور ایک دنیوی نفع، اور گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں۔ کیونکہ حقوق العباد تو شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ (الحدیث الا الدین کما فی المشکوٰۃ عن مسلم)

(۱۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں تو وہ ان کی مغفرت فرماتا ہے (بعین مشکوٰۃ از ابن ماجہ)

(۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا، پھر وہ راستے ہی میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) مر گیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے غازی اور حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھے گا (بعین مشکوٰۃ از بیہقی)

اور حج کے متعلق ایک تیسرا عمل اور بھی ہے۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریفہ کی زیارت جو اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور جس طرح حج میں عشقِ الٰہی کی شان تھی، اس زیارت میں عشقِ نبویؐ کی شان ہے، اور جب حج سے عشقِ الٰہی میں ترقی ہوئی، اور زیارت سے عشقِ نبویؐ میں، جس کے دل میں اللہ و رسول کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا؟ (اس شانِ عشقی کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے۔

(۲۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کرے (بعین مشکوٰۃ از بیہقی)

ف۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا، اور جب کسی خاص بات کی تخصیص نہیں تو ہر اثر میں برابر ہوں گی، اور ظاہر ہے کہ آپ کی حیات میں آپ کی زیارت ہوتی تو کس قدر آپ کا عشق قلب میں پیدا ہوتا، تو، وفات کے بعد زیارت کرنے کا بھی وہی اثر ہوگا۔ اور حدیث تو اس دعوے کی تائید کے لیے لکھ دی ورنہ اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشقِ نبوی مُعلَم کھلا آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ اور جس طرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا اسی طرح اس زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے چنانچہ

(۲۲) حضرت ابوہریرہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(حاشیہ ص۱۱۱) عہ وما ورد فی ضمان التبعات فبعد ثبوتہ کما تردد فی ثبوتہ صاحب الترغیب یحمل علی غیر المالیات کالاغتیاب و نحوہ واللہ اعلم ۱۲

فرمایا اے اللہ انہوں نے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) تجھ سے مکہ کیلئے دعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں، وہ بھی اور اتنی ہی اور بھی الخ (مشکوٰۃ از مسلم)

ف ع۸ میں گزرا ہے کہ حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کے لیے محبوبیت کی دعا فرمائی ہے تو مدینہ منورہ کے لیے دوگنی محبوبیت کی دعا ہو گی۔

(ع۲۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسے ہم مکہ سے (محبت) کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ الخ (مشکوٰۃ از بخاری)

(ع۲۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے مدینہ کی محبت کے سبب (مشکوٰۃ از بخاری)

ف۔ محبوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینے سے محبت ہو گی۔

(ع۲۵) حضرت یحییٰ بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھ کو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو، یہ بات تین بار فرمائی (مشکوٰۃ از مالک) اس میں یہ بھی تقریر ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی۔ اور حج و زیارت سے محبت کا بڑھ جانا اور خود حج و زیارت کی اور ان مقاموں کی محبت ہر ایمان والے کے دل میں ہوتا دلیل کا محتاج نہیں اور اس محبت کا جو اثر دین پر پڑتا ہے اس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ پس اے مقدر والے مسلمانو! اس دولت کو نہ چھوڑو! (الروایات ماخوذۃ من کتب مختلفۃ مصرح باسمائہا عند کل)

رُوحِ ہشدہم

مُلقّب بہ لقبِ عیش الحیّان

قربانی کرنا جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے، اس پر قربانی کرنا واجب ہے اور اس کا بیان کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہوتی ہے، رُوحِ چہاردہم کے اخیر حصّے کے پہلے مضمون میں گذر چکا ہے اور بعضے ایسے شخص پر بھی واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اس کو کسی عالم سے زبانی پوچھ لے، اور جس پر قربانی واجب نہ ہو، اگر وُہ بھی کرے یا اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی کرے تو اس کو بھی بہت ثواب ملتا ہے۔ اور اگر کسی مرے ہوئے کی طرف سے کرے تو اس مرے ہوئے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے۔ اب اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(آیات) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وُہ ان مخصوص چوپایوں پر (یعنی گائے، اونٹ، بکری بھیڑ پر) اللہ کا نام لیں، جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے (اور یہ وُہ جانور ہیں جن کا ذکر دوسری آیت میں مع ان کے کھانے کے حلال ہونے کے اس طرح آیا ہے کہ (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم، یعنی نر و مادہ، اور بھیڑ میں دنبہ بھی آگیا، اور بکری میں وہی دو قسم، اور اونٹ میں وہی دو قسم، اور گائے میں وہی دو قسم (اور گائے میں بھینس بھی آگئی) (سورۃ انعام)۔ پھر ارشاد ہے) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ ان کی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے، اور اس حکمت کے علاوہ) ان جانوروں میں تمہارے اور بھی فائدے ہیں (مثلاً دُنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا اور اخروی فائدہ ثواب) (پھر ارشاد ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے، اور نہ اُن کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ (اور اخلاص) پہنچتا ہے۔ (پھر ارشاد ہے) اور اخلاص والوں کو خوشخبری سُنا دیجیے (حج)

ف (۱) اس سے معلوم ہوا کہ قربانی پہلی امتوں پر بھی تھی۔

ف (۲) اگرچہ بکری بھیڑ بھی قربانی کے جانور ہیں، اور اس لیے وُہ بھی دین کی یادگار ہیں مگر

آیت میں خاص اونٹ اور گائے کا ذکر فرمانا اس لیے ہے کہ ان کی قربانی بھیڑ بکری کی قربانی سے افضل ہے، اور اگر پوری گائے یا اونٹ نہ ہو بلکہ اس کا ساتواں حصہ قربانی میں لے لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ ساتواں حصہ اور پوری بکری یا بھیڑ قیمت اور گوشت کی مقدار میں برابر ہوں تو جس کا گوشت عمدہ ہو، وہی افضل ہے اور اگر قیمت اور گوشت میں برابر نہ ہوں تو جو زیادہ ہو وہ افضل ہے۔

(شامی از تاتارخانیہ)

ف (۳) قربانی میں اخلاص یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ کے لیے اور اس سے ثواب لینے کیلیے کرے۔

(۲) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیئے، اور قربانی کیجیئے (کوثر)

ف۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے، جب آپ کو اس کی تاکید ہے تو ہم کو کیسے معاف ہوگی، جیسے اس کے ساتھ کی چیز ہے یعنی نماز، کہ امت پر بھی فرض ہے۔

(احادیث۳) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن میں آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں، اور قربانی کا جانور قیامت کے دن مع اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور کھروں کے حاضر ہوگا (یعنی ان سب چیزوں کے بدلے ثواب ملے گا) اور (قربانی) کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص درجہ میں پہنچ جاتا ہے۔ سو تم لوگ جی خوش کر کے قربانی کرو! زیادہ داموں کے خرچ ہو جانے پر جی بُرا مت کیا کرو! (ابن ماجہ و ترمذی وحاکم)

(۴) حضرت زید بن ارقم رضؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیمؑ کا طریقہ ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی! انہوں نے عرض کیا کہ اگر اون (والا جانور) ہو؟ آپ نے فرمایا کہ ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی! (حاکم)

(۵) حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہؓ اُٹھ اور (ذبح کے وقت) اپنی قربانی کے پاس موجود رہ! کیونکہ پہلا قطرہ جو قربانی کا زمین پر گرتا ہے اس کے ساتھ ہی تیرے پیے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی (اور) یاد رکھ کہ (قیامت کے دن) اس (قربانی) کا خون اور گوشت لایا جائے گا اور تیری میزان (عمل) میں ستر حصے بڑھا کر رکھ دیا جاوے گا۔ (اور ان سب کے بدلے نیکیاں دی جاویں گی) ابو سعیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ (ثواب

مذکور) کیا خاص آلِ محمدؐ کے لیے ہے؟ کیونکہ وُہ اس کے لائق بھی ہیں کہ کسی چیز کے ساتھ خاص کیے جائیں۔ یا آلِ محمدؐ اور سب مسلمانوں کے لیے عام طور پر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آلِ محمدؐ کیلئے (ایک طرح سے) خاص بھی ہے، اور سب مسلمانوں کے لیے عام طور بھی ہے (اصبہانی)

ف۔ ایک طرح سے خاص ہونے کا مطلب ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لیے فرمایا ہے کہ نیک کام کا ثواب بھی اوروں سے دُونا ہے اور گناہ کا عذاب بھی دونا ہے۔ سو قرآن مجید سے آپؐ کی بیبیوں کے لیے، اور اس حدیث سے آپ کی اولاد کے لیے بھی یہ قانون ثابت ہوتا ہے اور اس کی بنا پر زیادہ بزرگی ہے۔

(۶) حضرت حسینؓ بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اس کا دِل خوش ہو (اور) اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو، وُہ قربانی اس شخص کے لیے دوزخ سے آڑ ہو جاتے گی (طبرانی کبیر)

(۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھے اور قربانی نہ کرے سو وُہ ہماری عیدگاہ میں نہ آوے۔ (حاکم)

ف۔ اس سے کس قدر ناراضی ٹپکتی ہے! کیا کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کی سہار کر سکتا ہے؟ اور یہ ناراضی اسی سے ہے جس کے ذمے قربانی واجب ہو، اور جس کو گنجائش نہ ہو، اس کے لیے نہیں۔ یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں۔

(۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بقرعید کے دن حضرت عائشہ رضؓ کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔ (مسلم)

ف۔ یہ ضرور نہیں کہ ایک گائے سب بیبیوں کی طرف سے کی ہو بلکہ ممکن ہے کہ سات کے اندر اندر کی ہو، اور اونٹ بکری کثرت سے ملتے ہوئے گائے کی قربانی فرمانا، اگر اتفاقی طور پر نہ سمجھا جاوے تو ممکن ہے کہ یہود جو بچھڑے کو پوجا کرتے تھے، اس شرک کے مٹانے کے لیے آپؐ نے اس کا اہتمام فرمایا ہو۔ اور بعضی روایتوں میں جو گائے کے گوشت کا مرض (یعنی مضر) ہونا آیا ہے وُہ شرعی حکم نہیں ہے بطور پرہیز کے ہے۔ جیساکہ روح دہم (۹) میں حضرت علی رضؓ کو کھجور کھانے سے ممانعت فرمانے کا مضمون گذر چکا ہے۔ چنانچہ حلیمی نے کہا ہے کہ اس کی وجہ

یہ ہے کہ حجاز خشک ملک ہے، اور گائے کا گوشت بھی خشک ہے (مقاصد حسنۃ فی علیکم دنی لحوم البقر) اور مقاصد والے نے کہا ہے کہ گویا یہ حجاز والوں کے ساتھ مخصوص ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معنی پسند کیے گئے ہیں یعنی سب علماء نے اس کو پسند کیا ہے۔

(۹) حضرت حنش رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضؓ کو دیکھا کہ دو دنبے قربانی کیے، اور فرمایا ان میں ایک میری طرف سے ہے اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے میں نے ان سے (اس کے متعلق) گفتگو کی انھوں نے فرمایا کہ حضور صلعم نے مجھ کو اس کا حکم دیا ہے میں اس کو کبھی نہ چھوڑوں گا

ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا حق ہے، اگر ہم ہر سال حضورؐ کی طرف سے بھی ایک حصہ کر دیا کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔

(۱۰) حضرت ابوطلحہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی کی اور) دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی (موصلی وکبیر و اوسط) یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں۔

ف۔ (۱) مطلب حضور صلعم کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا، نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے ایسی طرح ہو گئی کہ اب کسی کے ذمے قربانی نہیں رہی۔

ف (۲) غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور صلعم کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپؐ کی طرف سے نہ کریں۔

(۱۱) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو خوب قوی کیا کرو! (یعنی کھلا پلا کر) کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

(کنز العمال عن ابی ہریرہ رضؓ)

ف۔ عالموں نے سواریاں ہونے کے دو مطلب بیان کیے ہیں ایک یہ کہ قربانی کے جانور خود سواریاں ہو جاویں گے اور اگر کئی جانور قربانی کیے ہوں یا تو سب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری مل جاوے گی، اور یا ایک ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کریں گے۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قربانیوں کی برکت سے پل صراط پر چلنا ایسا آسان ہو جائے

گا جیسے گویا خود ان پر سوار ہو کر پار ہو گئے اور کنز العمال میں ایک حدیث اس مضمون کی یہ ہے کہ سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجے کی ہو اور خوب موٹی ہو (حمرک عن جل) اور ایک حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجے کی ہو اور خوب موٹی ہو (حق عن رجل) (والضعف غیر مضر فی الفضائل لاسیما بعد انجبارہ بتعدد الطرق)

قربانی سے روکنے کا مسئلہ:۔ بعضے ظالم لوگ قربانی کرنے پر خاص کر گائے کی قربانی پر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور کبھی عین قربانی کے وقت مسلمانوں پر چڑھ آتے ہیں اور قربانی جو کہ ان کا حق جائز بلکہ واجب ہے اس کے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں، جو سراسر ان کی زیادتی ہے: اور چونکہ اوپر آیتوں اور حدیثوں میں خاص گائے کا حلال ہونا، اور اس کی قربانی کی فضیلت اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گائے کی قربانی فرمانا بھی مذکور ہے، اس لیے مسلمان اس مذہبی دست اندازی کو گوارا نہیں کرتے اور اپنی جان دے دیتے ہیں جس میں وہ بالکل بے قصور ہیں سو اس کے متعلق مسئلہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس طرح ایسی مضبوطی عہ کرنا جائز ہے، اگر کہیں ایسی مضبوطی کرنا خلاف مصلحت ہو تو شرع سے دوسری عہ بات بھی جائز ہے، وہ یہ کہ اس وقت صبر کریں اور قربانی نہ کریں اور فوراً حکام کو اطلاع کر کے ان سے مدد لیں، اگر قربانی کی مدت میں یعنی بارہ تاریخ تک اس کا کافی انتظام کر دیا جائے، قربانی کر لیں اور اگر اس کے بعد انتظام ہو تو اگلے سال سے قربانی کریں، اور اس سال قربانی کے حصہ کی قیمت محتاجوں کو دیدیں، اور اگر پہلے سے معلوم ہو

عہ مجمع البحار مادۃ فرۃ ۱۲

عہ عہ دلیلہ ما فی کتاب الاکراہ من الدر المختار فان اکرہ علی اکل میتۃ الیٰ قولہ حل الفعل فان صبر اثم الا اذا اراد مغایظۃ الکفار فلا باس وکذا لولم یعلم الاباحۃ بالاکراہ وفیہ وان اکرہ علی الکفر الیٰ قولہ یوجر لو صبر ومثلہ سائر حقوقہ تعالیٰ کافساد صوم وصلوٰۃ وکل ما ثبت فرضیتہ بالکتب اھ قلت وسائر الشعائر عامۃ اصلیۃ کانت اوخاصۃ لعارض ملحقۃ بالصوم والصلوٰۃ فافہم ۱۲

جائے کہ جھگڑا ہوگا تو اس وقت وہ طریقہ اختیار کریں جو روح دہم میں لکھا گیا ہے، اس کا یہ مضمون ہے کہ اگر کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعے سے اس کی مدافعت کرو، خواہ وہ خود انتظام کردیں، خواہ تم کو انتظام کی اجازت دیدیں اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کردو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو، اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو اور اگر کہیں ظالم لوگ چھوڑ دینے پر نہ آئیں، اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو مقابلے پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض ہے عہ، گو کمزور ہی ہوں۔ خلاصہ یہ کہ حتی الامکان فتنہ وفساد کو امن کے ساتھ دفع کریں اور جو کوئی اس پر بھی سر ہی ہو جائے تو پھر مرتا کیا نہ کرتا۔ بقول سعدیؒ ؎

چو دست از ہمہ حیلتے درگسست حلال ست بردن بشمشیر دست

اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ
دگر جنگ جوید عناں بر مپیچ

عہ وھذا من باب اتصال حیث یفرض علینا اذ ھجم العدو لا من باب الاکراہ ۱۲

روح نوزدہم

آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا

(یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اس کے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو)

(۱) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم (حساب کے موقع سے) نہیں ہٹیں گے جب تک اُس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا، اور (ان پانچ میں دو یہ بھی ہیں کہ) اس کے مال کے متعلق بھی سوال ہو گا) کہ کہاں سے کمایا؟ (یعنی حلال سے یا حرام سے) اور کاہے میں خرچ کیا؟ الخ (ترمذی)

ف۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبا لینا۔ جیسے کسی کی زمین چھین لینا یا موروثی کا دعویٰ کرنا یا کسی کا قرض مار لینا یا کسی کا حصہ میراث کا نہ دینا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے، یا اُس کے کمانے میں اتنا کھپ جانا کہ نماز کی پرواہ نہ رہے یا آخرت کو بھول جائے یا زکوٰۃ و حج ادا نہ کرے یا دین کی باتیں سیکھنا یا بزرگوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسی طرح خرچ کرنے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے گناہوں کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کے لیے خرچ کرنا یا محض نفس کے خوش کرنے کو ضرورت سے زیادہ کھانے کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکاری یا بچوں کے کھلونوں میں خرچ کرنا، سو ان سب احتیاطوں کے ساتھ اگر مال کماوے یا جمع کرے کچھ ڈر نہیں، بلکہ بعضی صورتوں میں ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے۔ جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہے اور ان کے کھانے پینے یا ان کو دین سکھلانے میں روپے کی حاجت ہے یا دین کی حفاظت میں روپے کی ضرورت ہے۔ جیسے علمِ دین کے مدرسے ہیں یا مسلمانوں [عہ] کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں ہیں یا اسلامی

عہ وھذا من باب الاتصال حیث یفرض عینا اذا ھجم العدو وکلا من باب الاکراہ ۱۲

عہ دل علی ھذا التعمیم قولہ تعالیٰ وآخرین من دونھم لا تعلمونھم (توبہ) ۱۲

یتیم خانے ہیں یا مسجدیں ہیں خاص کر جب دشمنانِ دین ان چیزوں کے مٹانے کے لیے روپے خرچ کرتے ہوں اور حالات ایسے ہوں کہ روپے کا مقابلہ روپے ہی سے ہو سکتا ہو۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع کے لیے پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھنے کا حکم فرمایا۔ (سورۂ توبہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی گھوڑوں کے رکھنے میں خاص درجہ کے ثواب کا اور ان گھوڑوں کی ہر حالت میں بہت بہت نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے (مسلم) پس ایسی حالتوں میں دنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ حاجتوں کی کفایت کی قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہوگا، اگلی حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہے بعد فرض (عبادت) کے عــہ (بیہقی)

(۳) ابو کبشہ انماریؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کے لیے ہے (ان میں سے) ایک وہ بندہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو مال بھی دیا، اور دین کی واقفیت بھی دی، سو وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے، اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے حقوق پر عمل کرتا ہے یہ شخص سب سے افضل درجہ میں ہے الخ (ترمذی)

(۴) حضرت ابو سعید خدریؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مال خوش نما، خوش مزہ چیز ہے، جو شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے الخ (بخاری و مسلم)

(۵) حضرت عمرو بن العاصؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مال اچھے آدمی کے لیے اچھی چیز ہے (احمد)

(۶) حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ــہ مثلاً کوئی کافر زمیندار کسی مسلمان رعایا کو تنگ کرے۔ اگر مسلمان کے پاس زمین ہو وہ اس کو پناہ دے سکتا ہے۔

عــہ اشارالیٰ تاخر المقصود بالغیر عن المقصود بالذات ۱۲

سے سُنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دیگا۔

(۷) حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مال پہلے زمانے میں (یعنی صحابہؓ کے وقت میں) ناپسند کیا جاتا تھا۔ (کیونکہ قلب میں دین کی قوت ہوتی تھی، اس لیے مال سے قوت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی اور اس کی خرابیوں پر نظر کرکے اس سے دُور رہنا پسند کرتے تھے) لیکن اس زمانے میں وُہ مال مومن کی ڈھال ہے (یعنی اس کو بددینی سے بچاتا ہے کیونکہ قلب میں وُہ قوت نہیں، پس مال کے نہ ہونے سے پریشان ہوجاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کرلیتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہماری صافی بنا لیتے (یعنی ذلیل وخوار سمجھتے (اور ذلت سے بعض دفعہ دین کا بھی نقصان ہوجاتا ہے، اب مال کے سبب ہماری عزت کرتے ہیں اور عزت کے سبب ہمارا دین محفوظ رہتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو اس کی درستی کرتا رہے (یعنی اس کو بڑھاتا رہے، یا کم از کم اس کو برباد نہ کرے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی اس میں محتاج ہوجاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے (جیسا ڈھال ہونے کے مطلب میں ابھی گذرا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی کی برداشت نہیں کرسکتا (یعنی اکثر وُہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اس کو بے موقع اڑایا جائے اور وُہ پھر بھی ختم نہ ہو، اس لیے اس کو سنبھال سنبھال کر ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونے سے پریشانی نہ ہو۔ (شرح السنہ)

آگے حلال مال کے حاصل کرنے کے ذریعوں کی فضیلت کا ذکر ہے۔

(۸) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا، امانت والا تاجر (قیامت میں) پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی دارمی و دارقطنی)

ف۔ اس میں حلال تجارت کی فضیلت ہے۔

(۹) حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دستکاری سے کھاتے اور اللہ تعالیٰ کے

پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے۔ (بخاری)
اور وہ دستکاری زرہ بنانا ہے، جیسا قرآن مجید میں آیا ہے، اور اس سے حلال دستکاری کی فضیلت معلوم ہوئی، البتہ حرام دست کاری گناہ کی چیز ہے جیسے جاندار کا فوٹو لینا یا تصویر بنانا یا باجے بنانا۔

(ع۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، صحابہؓ نے عرض کیا اور آپ نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں اہل مکہ کی بکریاں کچھ قیراطوں پر چرایا کرتا تھا! (بخاری)

ف۔ قیراط دینار کا چوبیسواں حصہ ہوتا ہے، اور دینار ہمارے سکّے سے قریب پونے تین روپے کے ہوتا ہے، تو قیراط دو پائی کم دو آنے کا ہوا۔ غالباً ہر بکری کی چرائی اتنی ٹھہر جاتی ہوگی اور اس سے ایسی مزدوری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں کئی شخصوں^(عـہ) کا کام کیا جاتے۔

(ع۱۱) حضرت عتبہ بن المنذرؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کے لیے نوکر رکھ دیا تھا (حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے پر) (احمد و ابن ماجہ)

ف۔ یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے، اس لیے ایسی نوکری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں ایک^(عـہ) ہی شخص کا کام کیا جاتے۔

(ع۱۲) حضرت ثابت بن الضحاکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا کچھ حرج نہیں۔ (مسلم)

ف۔ اس سے جائز کرایہ کی آمدنی کی اجازت معلوم ہوئی۔

(ع۱۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگادے یا کچھ کھیتی کرے، پھر اس سے کوئی آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مویشی کھاوے مگر اس شخص کے لیے وہ (بجائے) خیرات ہوتا ہے۔ (یعنی خیرات کا ثواب ملتا ہے) (بخاری و مسلم)

عـہ (مسمی بالاجیر المشترک ۱۲)

عـہ (مسمی بالاجیر الخاص)

ف۔ اس سے کھیتی کرنے کی، اور اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی کیسی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہُوا۔

(۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے (ایک لمبی حدیث میں) کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا۔ آپ نے (اس کے گھر سے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ پانی پینے کا منگا کر اور اس کو نیلام کر کے اس کی قیمت میں سے کچھ اناج اور ایک کلہاڑی خرید کر اس کو دے کر) فرمایا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو۔ پھر فرمایا یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام (قیامت کے دن) تمہارے چہرے پر (ذلت کا) ایک داغ ہو کر ظاہر ہو (ابوداؤد وابن ماجہ)

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ کیسا ہی گھٹیا ہو، اگرچہ گھاس ہی کھودنا ہو مانگنے سے اچھا ہے، اگرچہ شان ہی بنا کر مانگا جاوے۔ جیسے بہت لوگوں نے چندہ مانگنے کا پیشہ کر لیا ہے جس سے اپنی ذلت اور دوسرے پر گرانی ہوتی ہے۔ البتہ اگر دینی کام کے لیے عام خطاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کی جائے تو مضائقہ نہیں۔

(۱۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حلال پیشہ کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے (عین ترغیب از طبرانی وبیہقی)

ف۔ اس میں ہر حلال پیشہ آگیا، کسی حلال پیشے کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیے۔ آگے اس کا ذکر ہے کہ اپنی تسلی کے لیے حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہے۔

(۱۶) حضرت عمرؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ (یہود) بنی نضیر کے اموال (مراد زمینیں ہیں، جو بذریعہ فتح مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچ کے لیے مخصوص تھے، آپ اس میں سے اپنی بیبیوں کا خرچ ایک سال کا دیدیتے تھے (اور) جو بچتا، اس کو ہتھیار اور گھوڑوں (یعنی جہاد کے سامان میں لگا دیتے (عین بخاری)

(۱۷) حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا، اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا، آپ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیئے۔ یہ تمہارے لیے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گذر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی

ع۔ بشرطیکہ دین کی ذلت نہ ہو جیسے مسلمان کسی کافر کی بہت ذلیل خدمت کرے ۱۲

نہیں ہونے پاتی) میں نے عرض کیا تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے (بین ترمذی)

ف۔ پہلی حدیث سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بقدر ضرورت ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضور صلعم کا اس کے لیے مشورہ دینا ثابت ہوتا ہے۔

(ح ۱۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بیکار ہو، نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو (بین مقاصد حسنہ از سعید بن منصور و احمد و ابن مبارک و بیہقی و ابن ابی شیبہ)

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق کوئی دینی کام نہ ہو اس کو چاہیے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے، بیکار عمر نہ گذارے باقی دینی کام کرنے والوں کا ذمہ دار خود خدا تعالیٰ ہے، وہ معاش کی فکر نہ کریں، یہاں تک آمدنی کا ذکر تھا، آگے خرچ کا ذکر ہے۔

(ح ۱۹) حضرت مغیرہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے (بخاری و مسلم)

ف۔ ضائع کرنے کا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہے جس کی کچھ تفصیل حدیث (ح ۱) کے ذیل میں مذکور ہے۔

(ح ۲۰) حضرت انسؓ و ابو امامہؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑا دے، بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر، ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں میں صرف کرے، تو اس طرح خرچ کرنا) آدھی کمائی ہے۔ جو شخص (خرچ کرنے میں اس طرح) بیچ کی چال چلے گا وہ محتاج نہیں ہوتا۔ اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا (بین مقاصد از عسکری و دیلمی وغیرہما)

ف۔ اس میں خرچ کے انتظام کا گر بتلا دیا گیا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، پھر قرض لینا شروع کر دیتے ہیں جس کے برے نتیجے بیشمار ہیں، دنیا میں بھی جو کہ دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی جیسا کہ:

(ح ۲۱) حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارے میں فرمایا (یعنی جو کسی کا مالی حق کسی کے ذمے آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان

اس کے قبضے میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جاوے، اور اس کے ذمے کسی کا دَین آتا ہو وہ جنت میں نہ جاوے گا جب تک اس کا دَین ادا نہ کیا جاوے گا (عین ترغیب از نسائی و طبرانی و حاکم مع لفظ و تصحیح حاکم)

ف البتہ جو دَین کسی ایسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہے اور اس کے ادا کرنے کی دھن میں بھی لگا رہا، اس کی اجازت ہے (الاحادیث فی الترھیب من الدین من الترغیب) ان سب حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ مال کا آمد و خرچ، اگر شرع کے موافق ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس میں کوئی برائی نہیں، اور جہاں برائی آتی ہے وہ اس صورت میں ہے جب اس کا آمد و خرچ شرع کے خلاف ہو۔ جیسے حدیثوں میں نکاح کرنے کی اور نسل بڑھانے کی تاکید بھی آتی ہے (کما فی الروح الاٰتی) پھر بی بی اور اولاد کو دشمن بھی فرمایا ہے (تغابن) یعنی جب آخرت سے روکے (جلالین) یہی حالت مال کی ہے۔ اسی لیے فتنہ ہونے میں بھی مال اور اولاد دونوں کا ساتھ ہی ذکر فرمایا (تغابن) جب آخرت سے غافل کرے (جلالین) پس ان سب کی ایک حالت ہوئی۔ سو خدا تعالیٰ کی نعمتیں خوب برتو! مگر غلام بن کر، نہ کہ باغی بن کر، یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں، اور بعضی حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا۔

رُوحِ بستم

نکاح کرنا اور نسل بڑھانا

(یعنی جس مرد یا جس عورت کو کوئی عذر نکاح سے روکنے والا نہ ہو، اس کے لیے کبھی مصلحت کے درجے میں اور کبھی ضرورت کے درجے میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کرلے۔ چنانچہ:۔

(ع۱) حضرت ابن ابی نجیحؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج ہے محتاج ہے وہ مرد جس کی بی بی نہ ہو، لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مالدار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے؟) آپؐ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مالدار ہو! (پھر فرمایا) محتاج ہے محتاج ہے وہ عورت جس کے خاوند نہ ہو! لوگوں نے عرض کیا اگرچہ وہ بہت مالدار ہو۔ (تب بھی وہ محتاج ہے؟) آپؐ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو۔ (رزین)

ف۔ کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت اور بے فکری، نہ اس مرد کو نصیب ہے جس کی بی بی نہ ہو، اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جس کے خاوند نہ ہو، چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے اور نکاح میں بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی، چنانچہ:

(ع۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانوں کی جماعت جو شخص تم میں گھرستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کرسکتا ہو) اس کو نکاح کرلینا چاہیئے، کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرم گاہ کو بچانے والا ہے (یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے۔ (ستۃ الامالک)

ف اس کا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیوی فائدہ ایک تو ع۱ میں مذکور ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں۔

(ع۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو، وہ تمہارے لیے مال لاویں گی (بزار)

ف۔ یہ بات اس وقت ہے جب میاں بی بی دونوں سمجھ دار، ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں سو ایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھ کر کہ میرے ذمے خرچ بڑھ گیا ہے کمانے کی زیادہ کوشش کرے گا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کرے گی جو مرد نہیں کر سکتا اور اس حالت میں راحت اور بے فکری لازم ہے، اور مال کا یہی فائدہ ہے۔ یہ مطلب ہوا مال لانے کا۔

(ع۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جاوے، اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجالاوے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ (نسائی)

ف۔ خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کتنے بڑے فائدے ہیں۔

(ع۵) حضرت علی رضہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ اور سینے میں چکی پیسنے سے، اور پانی ڈھونے سے نشان پڑ گئے اور جھاڑو کی گرد اور چولہے کے دھوئیں سے کپڑے میلے ہو گئے۔ کہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی مانگی، آپؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ اللہ سے ڈرو، اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی رہو، اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو! (بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی)

ف۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی کون ہوگی، جو گھر کا کام نہ کرے؟ تو گھر کا انتظام رکھنا کتنا بڑا فائدہ ہے۔

(ع۶) حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو، اور بچے جننے والی ہو (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے) کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا (کہ میری امت اتنی زیادہ ہے (ابوداؤد و نسائی)

ف۔ اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے۔ زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھ کر اپنی خدمت گذار و مددگار اور فرمانبردار اور خیر خواہ ہوتے ہیں (کما ھو مشاھد فی الاکثر) اور مرنے کے بعد اس کے لیے دعا بھی کرتے ہیں (عین مشکوٰۃ باب العلم از مسلم) اور اگر آگے نیک نسل چلی تو اس کے

دینی راستے پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (روح دوم ۳) اور قیامت میں بھی اس طرح کہ جو بچپن میں مر گئے، وہ اس کو بخشوائیں گے (کتاب الجنائز) اور جو بالغ ہو کر نیک ہوئے، وہ بھی سفارش کریں گے (روح سوم ۲۰ و ۱۰) اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبر صلعم خوش ہو کر فخر فرماویں گے، سو نکاح نہ کرنا اتنے فائدوں کو برباد کرنا ہے، اور اگر کسی ملک میں شرع کے موافق باندی مل سکے، ان فائدوں کے حاصل کرنے میں وہ بھی بجائے بی بی کے ہے پس بدوں معقول عذر کے حلال عورت سے خالی رہنے کی برائی آئی ہے چنانچہ:۔

(۷) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عکاف بن بشیر تمیمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپؐ نے ان سے فرمایا اے عکاف! کیا تمہارے بی بی ہے؟ عرض کیا نہیں، آپؐ نے فرمایا اور باندی بھی نہیں؟ عرض کیا باندی بھی نہیں، آپؐ نے فرمایا اور خیر سے تم مالدار بھی ہو وہ بولے خیر سے میں مالدار بھی ہوں، آپؐ نے فرمایا پھر تو تم اس حالت میں شیطان کے بھائی ہو اگر تم نصاریٰ میں سے ہوتے تو ان کے راہبوں میں سے ہوتے، ہمارا (یعنی اہل اسلام کا طریقہ نکاح کرنا ہے (یا شرعی باندی رکھنا) تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں۔ شیطان کے پاس کوئی ہتھیار جو نیک لوگوں میں پورا اثر کرنے والا ہو، عورتوں سے بڑھ کر نہیں، مگر جو لوگ نکاح کیے ہوتے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک صاف ہیں۔ (احمد مختصراً)

ف۔ یہ اس حالت میں ہے جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو، سو جب حلال نہ ہوگی حرام کا ڈر ظاہر ہے، اور یہ سب فائدے دین و دنیا کے جو ذکر کیے گئے، پورے طور سے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بی بی میں محبت ہو، اور محبت اس وقت ہوتی ہے، جب ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں پھر ان حقوق کا حکم بھی ہے اسلیے کچھ تھوڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے، باقی حقوق اس سے سمجھ میں آجاویں گے، بی بی کے حقوق یہ ہیں:۔

(۸) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی فضیلت فرمائی جس کے پاس کوئی باندی تھی، اس نے اس کو (دینی) ادب اور علم اچھی طرح سکھلایا الخ (جبین مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

ف۔ ظاہر ہے کہ بی بی کا حق باندی سے زیادہ ہی ہے تو اس کو علم دین سکھلانے کی کیسی کچھ فضیلت

ہو گی، اور روح ۲۳ میں اس کا حکم قرآن سے مذکور ہوا ہے۔

(۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عورتوں کے حق میں (تم کو) اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں، تم اس کو) قبول کرو۔ کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے، سو اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے، اور اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، اس لیے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو! (بخاری و مسلم و ترمذی)

ف۔ سیدھا کرنے کا یہ مطلب کہ اُن سے کوئی بات بھی تمہاری طبیعت کے خلاف نہ ہو، سو اس کوشش میں کامیابی نہ ہو گی، انجام کار طلاق کی نوبت آ دے گی اس لیے معمولی باتوں میں درگذر کرنا چاہیے۔ نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان دین کے خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے اس کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

(۹) حضرت حکیم بن معاویہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ، اور اُس کے منہ پر مت مارو! (یعنی قصور پر بھی منہ پر مت مارو! اور بے قصور مارنا تو سب جگہ بُرا ہے) اور نہ اس کو بُرا کو سنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ) (ابوداؤد)

(۱۰) حضرت عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اپنی بی بی کو غلام کی سی مار نہ دے، پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہمبستری کرنے لگے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)

ف یعنی پھر کیسے آنکھیں ملیں گی؟

(۱۱) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، اتنے میں حضرت ابن ام مکتومؓ (نابینا) آئے اور یہ واقعہ ہم کو پردے کا حکم ہونے کے بعد کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں ان سے پردے میں ہو جاؤ ہم نے عرض کیا کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ ہم کو دیکھتے ہیں نہ ہم کو پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو، کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں؟ (ترمذی و ابوداؤد)

ف۔ یہ بھی بی بی کا حق ہے اس کو نامحرم سے ایسا پردہ کرا دے کہ نہ یہ اس کو دیکھے، نہ وُہ اس کو دیکھے۔ اور اس میں بی بی کے دین کی بھی حفاظت ہے، اس لیے کہ تجربہ ہے کہ کسی سے جس قدر زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسی قدر اس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اور جتنی کوئی چیز عام ہوتی ہے اس سے کم تعلق ہوتا ہے اور پردے میں یہ خصوصیت ظاہر ہے، اس لیے تعلق بھی زیادہ ہو گا۔ اور جتنا تعلق بی بی سے زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا حق زیادہ ادا ہوگا، تو پردے میں بی بی کا دُنیا کا نفع بھی زیادہ ہوا۔ آگے خاوند کا حق مذکور ہوتا ہے۔

(۱۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو بی بی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے (ترمذی)

ف۔ اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے۔

(۱۳) حضرت ابن ابی اوفیٰ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے گی۔ (ابنِ ماجہ)

ف۔ یعنی صرف نماز روزہ کر کے یوں نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا وُہ حق بھی پورا ادا نہیں ہُوا۔

(۱۴) حضرت ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کی نماز اس کے سر سے آگے نہیں بڑھتی (قبول نہیں ہوتی) جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے اور جب تک وہ اس سے باز نہ آجاوے (اوسط و صغیر طبرانی) یہاں تک نکاح کی تاکید اور حقوق کا مضمون ہو چکا، البتہ اگر نکاح سے روکنے والا کوئی عذر قوی ہو تو اس حالت میں نہ مرد کے لیے نکاح ضروری رہتا ہے، نہ عورت کے لیے۔ اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے۔

(۱۵) حضرت ابوسعید رضہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی صلعم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے، آپؐ نے اس لڑکی سے فرمایا (نکاح کے بارہ میں) اپنے باپ کا کہنا مان لے) اس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا میں نکاح نہ کروں گی جب تک آپ مجھ کو یہ نہ بتلا دیں کہ خاوند کا حق بی بی کے ذمے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا (اس میں بعضے بڑے حقوق کا ذکر ہے) اس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے

آپ کو سچا دین دے کر بھیجا میں کبھی نکاح نہ کروں گی۔ آپ نے فرمایا عورتوں کا نکاح (جب وہ شرعاً با اختیار ہوں) بدون ان کی اجازت کے مت کرو! (بزار)

ف اس کا یہ عذر تھا کہ اس کو امید نہ تھی کہ خاوند کا حق ادا کر سکوں گی آپؐ نے اس کو مجبور نہیں فرمایا۔

(ع ۱۶) حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخسارے (محنت مشقت سے) بد رنگ ہو گئے ہوں۔ قیامت کے دن اس طرح ہوں گے جیسے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی۔ یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہو گئی ہو اور شان و شوکت والی اور حسن و جمال والی ہے (جس کے طالب نکاح بہت سے ہو سکتے ہیں مگر) اس نے اپنے کو یتیموں (کی خدمت) کے لیے مقید کر دیا۔ یہاں تک کہ (سیانے ہو کر) جدا ہو گئے یا مر گئے۔ (ابوداؤد)

ف۔ یہ اس صورت میں ہے جب عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا نکاح کرنے سے بچے برباد ہو جائیں گے۔ پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور دوسری حدیث میں دوسرے نکاح کا عذر ہے یہ عذر عورت کے لیے تھے، آگے مردوں کے عذر کا ذکر ہے۔

(ع ۱۷) حضرت یحییٰ بن واقدؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک سو اسی ۱۸۰ سنہ ہو (یعنی پیغمبر صلعم کے زمانہ سے پونے دوسو برس کے قریب گذر جاویں جس میں فتنوں کی کثرت ہو گی، اور بعض روایات میں دوسو برس آئے ہیں کما فی تخریج العراقی علی الاحیاء عن ابی یعلی والخطابی۔) سو ایسی کسر کو شمار نہ کرنے سے دونوں کا ایک ہی مطلب ہوا) میں (اس وقت) اپنی امت کے لیے مجرد رہنے کی اور تعلقات چھوڑ کر پہاڑیوں کی چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں (رزین)

ف۔ اس کا مفصل مطلب آگے آتا ہے۔

(ع ۱۸) حضرت ابن مسعودؓ و ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہو گی، کہ یہ لوگ اس کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے جس کو یہ اٹھا نہیں سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاوے گا جس میں اس کا دین جاتا رہے گا۔ پھر یہ برباد ہو جائے گا۔ عین تخریج

مذکور از خطابی و بیہقی)

ف۔ حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور بعضے آدمی کم ہمتی سے نکاح نہیں کرتے اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں ان کی نسبت یہ حدیث آئی ہے۔

(۱۹) حضرت عیاضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ آدمی دوزخی ہیں (ان میں سے) ایک وہ کم ہمت ہے جس کو (دین کی) عقل نہیں جو لوگ تم میں طفیلی بن کر رہتے ہیں نہ اہل و عیال رکھتے ہیں نہ مال رکھتے ہیں (مسلم) اور بیبیوں کی طرح اولاد کے بھی حقوق ہیں جن کا حکم بھی ہے اور ان کے ادا کرنے سے یہ بھی زیادہ امید ہے کہ وہ زیادہ خدمت کریں گے

ان میں سے دینی حقوق کا ذکر روح دوم کے ع۱۲ و ع۱۶ و ع۱۷ میں اور روح سوم ع۱۱ و ع۱۷ میں ہو چکا ہے اور ان کا دینی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیا کا نفع اور آرام ملتا ہے وہ بھی سکھلا دے۔

(ع۲۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹوں کو تیرنا اور تیر چلانا سکھلاؤ اور عورت کو کاتنا سکھلاؤ (عین مقاصد از بیہقی)

ف۔ ان تین کا نام مثال کے طور پر ہے، مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں، یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لی گئیں اور بعض حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی گئی ہیں، ان کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا گیا ہے فقط۔

رُوح بیست ویکم

دُنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا

اس سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے، اور یہ بات اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ادنیٰ درجے کی چیز اور پھر ختم ہونے والی ہے (خاص کر اپنی عمر تو بہت جلد گزر جاتے گی اور آخرت ایک شاندار چیز اور آنے والی ہے) جس میں موت تو بہت ہی جلد آکھڑی ہوگی، پھر لگا تار یہ واقعات ہونا شروع ہو جائیں گے، قبر کا ثواب وعذاب، قیامت کا حساب کتاب، جنت اور دوزخ کی جزاو سزا، اسی مضمون کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً عورتیں ہیں اور بیٹے ہیں اور لگے ہوتے ڈھیر ہیں سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوتے گھوڑے ہیں اور دوسرے مواشی ہیں اور زراعت ہے (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگی کی، اور انجام کار کی (خوبی کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آوے گی جس کی خبر دینے کا آگے حکم ہے یعنی) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرمادیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتادوں جو بدرجہا بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے؟ (سو سُنو) ایسے لوگوں کے لیے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جن کے پائیں میں نہریں جاری ہیں (ان بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور) ان کے لیے ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں، اور (اُن کے لیے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ (آل عمران)

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (دنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز) ختم ہو جاوے گا (خواہ زوال سے یا موت سے) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا (نحل)

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے، اور جو اعمالِ صالحہ ہمیشہ ہمیشہ کو باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک (یعنی آخرت میں اس دنیا سے) ثواب کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہیں، اور امید کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہیں۔

یعنی اعمالِ صالحہ پر جو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی اور ان سے بھی زیادہ ثواب ملے گا، بخلاف متاعِ دنیا کے کہ اس سے خود دنیا ہی میں امیدیں پوری نہیں ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں۔ (پ۱۵، سورہ کہف ع۱۲)

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلے میں) دنیوی حیات (ہرگز قابلِ اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو و لعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال میں اور دنیوی ہنر و کمال میں) اور اموال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے زیادہ بتلانا ہے (آگے دنیا کے زوال کو ایک مثال سے بیان کر کے فرماتے ہیں) اور آخرت کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں (کفار کے لیے) عذاب شدید ہے، اور (اہلِ ایمان کے لیے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے (حدید)

(۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، حالانکہ آخرت (دنیا سے بدرجہا بہتر اور پائدار ہے (اعلیٰ)

(۶) حضرت مستوردؓ بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم دنیا کی نسبت بمقابلے آخرت کے صرف ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے، پھر دیکھے کتنا پانی لے کر واپس آتی ہے (اس پانی کو جو نسبت تمام دریا سے ہے وہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے) (مسلم)

(۷) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کن کٹے مرے ہوتے بکری کے بچے پر گذر ہوا، آپ نے فرمایا تم میں کون پسند کرتا ہے کہ یہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جاوے؟ لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو بھی پسند نہیں کرتے، کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ چیز کے بدلے بھی مل جاوے، آپ نے فرمایا قسم اللہ کی دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک (مسلم)

(۸) حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی پینے کو نہ دیتا۔ (احمد ترمذی، ابن ماجہ)

(۹) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی

دنیا سے محبت کرے گا، وہ اپنی آخرت کا ضرر کرے گا، اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دنیا کا ضرر کرے گا۔ سو تم باقی رہنے والی چیز کو (یعنی آخرت کو) فانی چیز پر (یعنی دنیا پر) ترجیح دو! (احمد و بیہقی)

(۱۰) حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جاویں وہ بھی بکریوں کو اتنا تباہ نہ کریں گے، جتنا انسان کے دین کو مال اور بڑائی کی محبت تباہ کرتی ہے (ترمذی و دارمی)

ف۔ یعنی ایسی محبت کہ اس میں دین کے تباہ ہونے کی بھی پرواہ نہ رہے۔ اور یہ بڑائی چاہنا بھی دنیا کا ایک بڑا حصہ ہے، خواہ دینی سرداری ہو جیسے رئیس، یا حاکم یا صدر انجمن وغیرہ بن کر اپنی اپنی شان و شوکت یا حکومت چاہتا ہو، قرآن مجید میں بھی اس کی برائی آئی ہے چنانچہ:۔

(۱۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ تو (نفس کے لیے) بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد (یعنی گناہ اور ظلم) کرنا چاہتے ہیں (قصص) البتہ اگر بے چاہے اللہ تعالیٰ کسی کو بڑائی دیدے، اور وہ اس بڑائی سے دین میں کام لے، وہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جیسا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت کے دن فرماوے گا کیا میں نے تجھ کو سرداری نہ دی تھی (مسلم) اس سے بڑائی کا نعمت ہونا ظاہر ہے۔ اور جیسا کہ موسیٰؑ کو وجاہت والا فرمایا (احزاب) اور جیسا عیسیٰؑ کو دنیا و آخرت میں وجاہت والا فرمایا (آل عمران) یہاں تک کہ بعض حضرات انبیاءؑ کو سلطنت تک عطا فرمائی۔ جیسے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ بادشاہ تھے (ص وغیرھا) بلکہ دین کی خدمت کے لیے خود سرداری کی خواہش کرنا بھی مضائقہ نہیں، جیسے حضرت یوسفؑ نے مصر کے ملکی خزانوں پر با اختیار ہونے کی خود خواہش کی (یوسف) لیکن باوجود نعمت اور جائز ہونے کے پھر بھی اس میں خطرہ ہے چنانچہ:۔

(۱۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس آدمیوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جاوے گا کہ اس کی مشکیں کسی ہوں گی یہاں تک کہ یا تو اس کا انصاف (جو دنیا میں کیا ہوگا) اس کی مشکیں کھلوا دے گا اور یا بے انصافی (جو اس نے دنیا میں کی ہوگی) اس کو ہلاکت میں ڈال دے گی (دارمی)

ف۔ اس کا خطرہ ہونا ظاہر ہے۔

(۱۳) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اُٹھے تو آپ کے بدن مبارک میں چٹائی کا نشان ہو گیا تھا۔ ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم کو اجازت دیجیے کہ ہم آپ کے لیے بستر بچھا دیں اور (بستر) بنا دیں! آپ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ، میری اور دنیا کی تو مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جاوے پھر اس کو چھوڑ کر (آگے) چل دے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۴) حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے، جس کا کوئی گھر نہ ہو، اور اس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو، اور اس کو (حد ضرورت سے زیادہ) وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو (احمد و بیہقی)

(۱۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اپنے خطبہ میں یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (رزین و بیہقی عن الحسن مرسلاً)

(۱۶) حضرت جابرؓ سے روایت ہے (ایک لمبی حدیث میں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دنیا ہے جو سفر کرتی ہوئی جا رہی ہے اور یہ آخرت ہے جو سفر کرتی ہوئی آ رہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ فرزند ہیں، سو اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے فرزندوں میں نہ ہو تو ایسا کرو! کیونکہ آج دار العمل میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے اور تم کل کو آخرت میں ہو گے، اور وہاں عمل نہ ہو گا (بیہقی)

(۱۷) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ "جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے وہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کی کوئی علامت ہے جس سے (اس نور کی) پہچان ہو جاوے؟ آپ نے فرمایا ہاں! دھوکے کے گھر سے (یعنی دنیا سے) کنارہ کشی اور ہمیشہ رہنے کے گھر کی طرف (یعنی آخرت کی طرف) توجہ ہو جانا، اور موت کے لیے اُس کے آنے سے پہلے تیار ہو جانا (بیہقی) یہاں تک دنیا سے دل ہٹانے کا مضمون تھا آگے آخرت سے دل لگانے اور اس کے خیال رکھنے کا مضمون ہے۔

(۱۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے یاد

کیا کرو لذتوں کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کو۔ (ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

(۱۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا۔ (بیہقی)

ف۔ سو تحفہ سے خوش ہونا چاہیئے، اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ و رسول کے احکام کو بجالاوے، کوتاہی پر توبہ کرے۔

(۲۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں شانے پکڑ کے پھر فرمایا دنیا میں اس طرح رہ جیسے گویا تو پردیسی ہے (جس کا قیام پردیس میں عارضی ہوتا ہے اس لیے اس سے دل نہیں لگاتا) یا (بلکہ ایسی طرح رہ جیسے گویا تو) راستے میں چلا جارہا ہے (جس کا بالکل قیام ہی نہیں) اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب شام کا وقت آوے تو صبح کے وقت کا انتظار مت کر اور جب صبح کا وقت آوے تو شام کے وقت کا انتظار مت کر الخ (بخاری)

(۲۱) حضرت براء بن عازبؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرہ والے فرشتے آتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن، اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جانِ پاک اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل! پھر جب اس کو لے لیتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے، اور اس کو اس کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے فرشتوں کی جس جماعت پر گذر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلانا فلانے کا بیٹا ہے، پھر آسمان دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں، اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو (سوال وجواب کے لیے زمین کی طرف لے جاؤ سو اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی، بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت دیکھنے سے معلوم

ہو گی) پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے، وُہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وُہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں یہ شخص کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے وُہ اللہ کے پیغمبر ہیں سو ایک پکارنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آسمان سے پکارتا ہے میرے بندہ نے صحیح صحیح جواب دیا، اس کے لیے جنت کا فرش کردو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا، جو بالکل اس کی ضد ہے) (احمد)

ف۔ اس کے بعد یہ واقعات ہوں گے (ا) صُور پھونکا جاوے گا (ب) سب مردے زندہ ہوں گے (ج) میدان حشر کی بڑی بڑی ہولیں ہوں گی (د) حساب کتاب ہو گا (ہ) اعمال تولے جائیں گے۔ کسی کا حق رہ گیا ہو گا اس کو نیکیاں دلائی جائیں گی (و) خوش قسمتوں کو حوض کوثر کا پانی ملے گا (ز) پل صراط پر چلنا ہو گا (ح) بعضے گناہوں کی سزا کے لیے جہنم میں عذاب ہو گا۔ (ط) ایمان والوں کی شفاعت ہو گی (ی) جنتی جنت میں جاویں گے، وہاں حق تعالیٰ کا دیدار ہو گا۔ ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے کانوں میں بار بار پڑی ہے اور جس نے نہ سُنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے، شاہ رفیع الدین صاحب کا قیامت نامہ اُردو پڑھ لے ان سب باتوں کو سوچا کرے، اگر سوچنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سوتے ہی وقت ذرا اچھی طرح سوچ لیا کرے، یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

رُوح بست و دوم

گناہوں سے بچنا

گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہوجاتی ہے، اگر دنیا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندہ کے ساتھ بے شمار ہیں، اس کے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے؟ اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا[عـــہ] میں بھی سزا ہوجاوے، یا صرف آخرت میں، چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہوجاتی ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا رُوح بست و یکم کے شروع مضمون سے بھی یہ صاف[عـــہ] سمجھا جاتا ہے، تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیے خواہ دل[ســہ] کے گناہ ہوں، خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے، پھر خواہ وُہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہوں، خواہ بندوں کے ہوں، اور یہ سزا تو سب گناہوں میں مشترک ہے۔ اور بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آئی ہیں، اور ان سب باتوں کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہوجاتا ہے۔ پھر اگر توبہ و استغفار کرلی تو اس کا دل صاف ہوجاتا ہے، اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہوجاتا ہے سو یہی وُہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے، ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمالِ (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

عـــہ کما فسر بہ فی الحدیث قولہ تعالیٰ من یعمل سوءًا یجز بہ ۱۲ عـــہ وھو مصرح فی الحدیث الآتی (ش) ۱۲ ســہ قال تعالیٰ و ذروا ظاھر الاثم و باطنہ ۱۲

(۲) حضرت معاذ رضؓ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ کرنے سے بچاؤ، کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوجاتا ہے (احمد)

(۳) حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلادوں؟ سن لو تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے (عین ترغیب از بیہقی والاشبہ انہ قول قتادہ رضؓ)

(۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے (یعنی گناہوں سے)، اور اس کی صفائی استغفار ہے (عین ترغیب از بیہقی)

(۵) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آدمی محروم ہوجاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب، جس کو وہ اختیار کرتا ہے (عین جزاء الاعمال از مسند احمد غالباً)

ف۔ ظاہر میں بھی محروم ہوجانا تو کبھی ہوتا ہے، اور رزق کی برکت سے محروم ہوجانا ہمیشہ ہوتا ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ، جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوگی، ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوگی جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوگی ، اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا اس سے باران رحمت، اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی اس پر بارش نہ ہوتی، اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو غیر قوم سے، پس بہ جبر لیں گے وہ اس کے اموال کو۔ (عین ترغیب از ابن ماجہ وبزار وحاکم)

(۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ اس کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے، اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی اس پر دشمن مسلط کر دیا گیا۔ (مالک)

(۸) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زمانہ آرہا ہے کہ (کفار کی) تمام جماعتیں تمہارے مقابلے میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس روز

(کیا) شمار میں کم ہوں گے، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہوگے، لیکن تم کوڑا داور ناکارہ) ہوگے جیسے رَو میں کوڑا آجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے؟ (یعنی اس کا سبب کیا ہے) آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (ابو داؤد و بیہقی)

(۹) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (گناہوں کا) انتقام لینا چاہتا ہے، بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں (عین جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا)

(۱۰) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بادشاہوں کا مالک ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں اُن (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں۔ پھر وُہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں (مختصراً ابو نعیم)

(۱۱) حضرت وہبؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں، اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں، اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں، اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں، اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک پہنچتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از احمد)

ف یہ مطلب نہیں کہ سات پشت پر لعنت ہوتی ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک ہونے سے جو اولاد کو برکت ملتی، وہ نہ ملے گی۔

(۱۲) حضرت دکیعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب بندہ اللہ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے (عین جزاء الاعمال از احمد)

ف ان حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں، اب بعض بعض گناہوں کی خاص خاص خرابیاں لکھی جاتی ہیں۔

(۱۳) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کے کھانے

والے (یعنی لینے والے) پر، اور اس کے کھلانے والے پر (یعنی دینے والے) پر اور اس کے لکھنے والے پر، اور اس کے گواہ پر، اور فرمایا یہ سب برابر ہیں (یعنی بعضی باتوں میں) (مسلم)

(۱۴) حضرت ابوموسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مر جاوے اور اس پر دَین (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اس کے ادا کرنے کے لیے کچھ نہ چھوڑ جاوے (آہ مختصراً احمد و ابوداؤد)

(۱۵) حضرت ابی حرہ رقاشیؓ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو ظلم مت کرنا، سنو! کسی کا مال حلال نہیں بدوں اس کی خوشدلی کے (بیہقی و دارقطنی)

ف۔ اس میں جیسے کھلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آگیا۔ جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ دبا لینا۔ ایسے ہی جو چندہ دباؤ سے یا شرم و لحاظ سے لیا جاتا ہے وُہ بھی آگیا۔

(۱۶) حضرت سالم رضؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص (کسی کی) زمین سے بدون حق کے ذراسی بھی لے لے۔ (احمد کی) ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے، اس کو قیامت کے روز ساتوں زمین میں دھنسایا جاوے گا۔ (بخاری)

(۱۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر، اور رشوت لینے والے پر (ابوداؤد و ابن ماجہ و ترمذی)

اور حضرت ثوبانؓ کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے اور (لعنت فرمائی ہے) اس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں (معاملہ ٹھہرانے والا) ہو (احمد و بیہقی)

ف۔ البتہ جہاں بدوں رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے، وہاں دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔

(۱۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جُوتے سے منع فرمایا۔ الخ (ابوداؤد)

ف۔ شراب میں سب نشے کی چیزیں آگئیں، اور جُوئے میں بیمہ و لاٹری وغیرہ سب آگئیں

(۱۹) حضرت امّ سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لاویں، (یعنی عقل میں فتور لاویں) یا جو حواس میں فتور لاویں (ابوداؤد)

ف۔ اس میں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جن سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بیکار ہو جاویں۔

(۲۰) حضرت ابو امامہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانے کا، جو ہاتھ سے بجائے جاویں اور جو منہ سے بجائے جاویں الخ (احمد)

(۲۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے، اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے، اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے، اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا (ہاتھ وغیرہ) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے، اور قلب (کا زنا یہ ہے کہ وہ) خواہش اور تمنا کرتا ہے۔ الخ (مسلم)

ف اور لڑکوں کے ساتھ ایسی باتیں یا ایسے کام کرنا اس سے بھی زیادہ سخت[عہ] گناہ ہے، اور اس حدیث کے ساتھ اس سے پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہیئے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں۔

(۲۲) حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، اور ماں باپ (کی نافرمانی کرکے ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

(۲۳) حضرت انسؓ سے اس حدیث میں بجائے اس کے جھوٹی گواہی دینا ہے (بخاری ومسلم)

(۲۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں، یتیم کا مال کھانا اور (جنگجو کافر کی) جنگ کے وقت (جب شرع کے موافق جنگ ہو) بھاگ جانا، اور پارسا ایمان والی بیبیوں کو، جن کو (ایسی بُری باتوں کی) خبر بھی نہیں، تہمت لگانا (بخاری ومسلم)

(۲۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں، زنا کرنا، چوری کرنا ڈکیتی کرنا، (بخاری ومسلم)

(۲۶) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں، جس میں وہ چار ہوں وہ خالص منافق ہوگا، اور جس میں ایک خصلت ہو، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، جب تک اس کو چھوڑ نہ دے گا (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اس کو امانت دی جاوے (خواہ مال ہو یا کوئی بات ہو) وہ خیانت کرے، اور جب بات کہے جھوٹ بولے، اور جب عہد کرے، اس کو توڑ ڈالے، اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دینے لگے۔

عہ لقولہ تعالیٰ اتاتون الرجال ۲

اور ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے (بخاری ومسلم)

(۲۷) حضرت صفوان بن عسالؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم ارشاد فرمائے، ان میں یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ تاکہ وہ اس کو قتل کرے (یا اس پر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو (الخ ترمذی وابوداؤد ونسائی)

اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں:۔ حقارت سے کسی کو ہنسنا، کسی پر طعن کرنا، بُرے لقب سے پکارنا، بدگمانی کرنا، کسی کا عیب تلاش کرنا، بلا وجہ بُرا بھلا کہنا، چغلی کھانا، دو رویہ ہونا، یعنی اس کے منہ پر ایسا، اسکے منہ پر ویسا، تہمت لگانا، دھوکہ دینا عار دلانا کسی کے نقصان پر خوش ہونا، تکبر و فخر کرنا، ظلم کرنا، ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا، کسی کے مال کا نقصان کرنا، کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا، چھوٹوں پر رحم نہ کرنا بڑوں کی عزت نہ کرنا، بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا، کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا، جاندار کی تصویر بنانا، زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا، ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا ان کے متعلق آیتیں اور حدیثیں رُوح نہم و نوزدہم میں گزر چکی ہیں۔ داڑھی منڈانا یا کٹانا، کافروں کا یا فاسقوں کا سا لباس پہننا۔ عورتوں کے لیے مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتا پہننا، ان کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ روح بست و پنجم میں آئے گا، اور بہت سے گناہ ہیں، نمونہ کے طور پر لکھ دیتے ہیں، سب سے بچنا چاہیئے۔ اور جو گناہ ہو چکے ہیں، اُن سے توبہ کرتا ہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ:

(۲۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا (بیہقی مرفوعاً و شرح السنہ موقوفاً)

البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کراتے۔ چنانچہ:۔

(۲۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمے اس کے بھائی (مسلمان) کا کوئی حق ہو آبرو کا یا اور کسی چیز کا، اس کو آج ہی معاف کرا لینا چاہیئے، اس سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا (بخاری) مراد قیامت کا دن ہے) بقیہ:۔

(۳۰) اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوا تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے لیا جاوے گا اور

صاحب حق کو دے دیا جاوے گا) اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں، تو دوسرے کے گناہ لیکر اس پر لاد دیئے جاویں گے (بعین جمع الفوائد از مسلم وترمذی) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں، اور بعضی حدیث جو دوسری کتاب کی ہے وہاں عین لکھ دیا ہے۔

روح بست وسوم

صبر کرنا اور شکر کرنا

انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں، خواہ اختیاری ہوں خواہ غیر اختیاری، وہ دو طرح کی ہوتی ہیں، یا تو طبیعت کے موافق ہوتی ہیں، ایسی حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا، اور اس پر خوش ہونا، اور اپنی حیثیت سے اس کو زیادہ سمجھنا، اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے، اور یا وہ حالتیں طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں بلکہ نفس کو ان سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے ایسی حالت کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں میری کوئی مصلحت رکھی ہے، اور شکایت نہ کرنا، اور اگر وہ کوئی حکم ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر وہ کوئی مصیبت ہے تو مضبوطی سے اس کی سہار کرنا اور پریشان نہ ہونا یہ صبر ہے، اور چونکہ صبر زیادہ مشکل ہے، اس لیے اس کا بیان شکر سے پہلے ہی بیان کرتا ہوں اور زیادہ بھی کرتا ہوں، اوّل اس کے کثرت سے پیش آنے والے موقعے بطور مثال کے بتلاتا ہوں پھر اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں، وہ مثالیں یہ ہیں:۔ مثلاً دین کے کاموں سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے، یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے، خواہ نماز روزے سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے، یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے، ایسے وقت میں ہمت کرکے دین کے کام کو بجا لاوے اور گناہ سے رکے، اگرچہ دونوں جگہ کسی قدر تکلیف ہی ہو۔ کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا۔ اور مثلاً اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی، خواہ فقر و فاقے کی، خواہ بیماری کی، خواہ کسی کے مرنے کی، خواہ کسی دشمن کے ستانے کی خواہ مال کے نقصان ہو جانے کی، ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے، جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے، اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نہ کرے، اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ بچار نہ کرے، اس سے ایک خاص سکون پیدا ہو جاتا ہے، البتہ اگر اس مصیبت کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا، یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحب قدرت سے مدد لینا، یا شریعت سے تحقیق کرکے بدلہ لے لینا، یا دعا

کرنا، اس کا کچھ مضائقہ نہیں، اور مثلاً دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے، وہاں جان کو جان نہ سمجھے، مگر قانون عقلی اور قانون شرعی کے خلاف نہ کرے، یہ صبر کی ضروری مثالیں ہیں، آگے آیتیں اور حدیثیں ہیں۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اگر تم کو حُبّ مال وجاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار ہو) تو تم مدد لو صبر اور نماز سے۔ (بقرہ)

ف۔ یہاں صبر کی صورت شہوات خلاف شرع کا ترک کرنا ہے۔

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: "اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے جو دشمنوں کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آوے) اور کسی قدر فقر وفاقہ سے اور کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے (مثلاً مواشی مرگئے یا کوئی آدمی مرگیا یا بیمار ہوگیا، یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہوگئی اور آپ ان موقعوں میں) صبر کرنے والوں کو بشارت سُنا دیجیے۔ الخ (بقرہ)

(۳) (پہلی امتوں کے مخلصین کے باب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو نہ ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان (کے قلب یا بدن) کا زور گھٹا، اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے صابرین (یعنی مستقل مزاجوں سے) محبت ہے (جو دین کے کام میں ایسے ثابت رہیں (آل عمران)

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ (احکام دین پر) صابر (ثابت قدم) رہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو ضرور دیں گے۔ (نحل)

(۵) اللہ تعالیٰ نے (ایک طویل آیت میں) دوسرے اعمال کے ساتھ یہ بھی فرمایا اور صبر کرنیوالے مرد، اور صبر کرنے والی عورتیں، (پھر اخیر میں فرمایا) ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (احزاب)

ف۔ اس میں سب قسمیں صبر کی آگئیں، صبر طاعات پر، صبر معاصی سے، اور صبر مصائب پر۔

(۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلایئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا، ناگواری کی حالت

ہیں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دُور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ الخ (مسلم و ترمذی)

ف۔ ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

(۷) حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو میرے دِلی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا، اگرچہ تیری بوٹیاں کاٹ دی جائیں اور تجھ کو (آگ میں) جلا دیا جائے۔ الخ (ابن ماجہ)

ف۔ ایسے وقت ایمان پر قائم رہنا صبر کی ایک مثال ہے اور کسی ظالم کی زبردستی کے وقت جو ایسی بات یا ایسا کام شرع سے معاف ہے، وہ کفر و شرک میں داخل نہیں، کیونکہ دل تو ایمان سے بھرا ہے۔

(۸) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰؓ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا کے سفر میں بھیجا، ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا (اور کشتی چل رہی تھی) اچانک ان کے اوپر سے کسی پکارنے والے نے پکارا اے کشتی والو ٹھیرو! میں تم کو خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر دیتا ہوں جو اس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے کہا کہ اگر تم کو خبر دینا ہے تو ہم کو خبر دو! اس پکارنے والے نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن میں روزہ رکھ کر اپنے کو پیاسا رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت میں جب پیاس کی شدت ہو گی) سیراب فرما دے گا (منن ترغیب از بزار)

ف۔ یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

(۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو، اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو، اس کو دو ثواب ملیں گے (بخاری و مسلم)

ف۔ یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے اور یہ پوری حدیث روح سوم (۳) میں گذر چکی ہے۔

(۱۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ ظاہر ہے کہ اس طرح ہمیشہ سنبھالنے میں ضرور کسی نہ کسی وقت نفس کو دشواری ہوتی ہے، اس لیے یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ گھری ہوتی ہے (حرام) خواہشوں کے ساتھ، اور جنت گھری ہوتی ہے ناگوار چیزوں کے ساتھ (مسلم)

ف۔ جو عبادتیں نفس پر دشوار ہیں اور جن گناہوں سے بچنا دشوار ہے اس میں سب آ گئے۔

(۱۲) حضرت ابو ہریرہؓ و ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت، یا کوئی مرض، یا کوئی فکر، یا کوئی رنج، یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہنچتا، یہاں تک کہ کانٹا جو چبھ جاوے، مگر اللہ ان چیزوں سے ان کے گناہ معاف فرماتا ہے (بخاری ومسلم)

(۱۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو طاعون واقع ہونے کے وقت اپنی بستی میں صبر کیے ہوئے ثواب کی نیت کیے ہوئے ٹھیرا رہے، اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) لکھ دیا ہے، مگر ایسے شخص کو شہید کے برابر ثواب ملے گا (بخاری) (اگرچہ مرے نہیں، اور مرنے میں اور بڑے درجے کی شہادت ہے (مسلم وغیرہ)

ف۔ لیکن گھر بدلنا، یا محلہ بدلنا، یا اسی بستی کے جنگل میں چلا جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بیماروں اور مردوں کے حقوق ادا کرتا رہے۔

(۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندہ کو اس کی دو پیاری چیزوں (کی مصیبت) میں مبتلا کر دوں (اس سے مراد دو آنکھیں ہیں، جیسا راوی نے بھی تفسیر اسی حدیث میں کی ہے یعنی اس کی آنکھیں جاتی رہیں) پھر وہ صبر کرے، میں ان دونوں کے عوض میں اس کو جنت دوں گا (بخاری)

(۱۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندہ کے لیے جب کہ میں دنیا میں رہنے والوں میں سے اس کے کسی پیارے کی جان لے لوں، پھر وہ اس کو ثواب سمجھے (اور صبر کرے تو ایسے شخص کے لیے) میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں (بخاری)

ف۔ وہ پیارا خواہ اولاد ہو، یا بی بی ہو، یا شوہر ہو، یا اور کوئی رشتہ دار ہو، یا دوست ہو۔

(۱۶) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی، وہ کہتے ہیں ہاں، پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں، پھر فرماتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں آپ کی حمد (وثنا) کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ کہا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو (احمد و ترمذی)

(۱۷) حضرت ابوالدرداءؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، اور ان کی طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور ان کی حالت پر خوش ہوتا ہے (ان تین میں) ایک وہ (بھی) ہے، جو اللہ تعالیٰ کے لیے جان دینے کو تیار ہو گیا (جہاں اس کی شرطیں پائی جاویں) پھر خواہ جان جاتی رہی اور خواہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غالب کر دیا اور اس کی طرف سے کافی ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندہ کو دیکھو میرے لیے کس طرح اپنی جان کو صابر بنا دیا۔ (آہ مختصراً عین ترغیب از طبرانی) یہ صبر کا بیان ہو چکا۔ اب کچھ شکر کا بیان کرتا ہوں، اور یہ شکر جس طرح خود اپنی ذات میں بھی ایک عبادت ہے، اسی طرح اس میں ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو جاتا ہے۔ عقلی طور سے بھی اور طبعی طور سے بھی، عقلی طور سے تو اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے سوچنے کی اور ان پر خوش ہونے کی (جو کہ شکر میں لازم ہے) عادت پختہ ہو جائے گی تو مصیبت وغیرہ کے وقت بھی یہ سوچے گا کہ جس ذاتِ پاک کے اتنے احسانات ہوتے رہتے ہیں اگر اس کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پیش آگئی اور وہ بھی ہماری ہی مصلحت اور ثواب کے لیے (جیسا اوپر حدیثوں سے معلوم ہوا) تو اس کو خوشی سے برداشت کرنا چاہیئے، جیسے دنیا میں اپنے محسنوں کی سختیاں خوشی سے گوارا کر لی جاتی ہیں، خاص کر جب بعد میں انعام بھی ملتا ہو، اور طبعی طور پر اس طرح کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہو جائے گی اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی سختی ناگوار نہیں ہوتی جیسا دنیا میں عاشق کو اپنے معشوق کی سختیوں میں خاص لطف آتا ہے۔ آگے اس شکر کے

ع ۔ حقیقت اس کی شروع مضمون میں لکھی گئی ۱۲

متعلق آیتیں اور حدیثیں آتی ہیں ۔

(۱۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یاد کرو میں تم کو (رحمت سے) یاد کروں گا، اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو! (بقرہ)

(۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم بہت جلد جزا دیں گے شکر کرنے والوں کو (آل عمران)

(۲۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم (میری نعمتوں کا) شکر کرو گے ہیں تم کو زیادہ نعمت دوں گا، خواہ دنیا میں بھی یا آخرت میں تو ضرور) اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ناشکری میں اس کا احتمال ہے) (ابراہیمؑ)

(۲۱) حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں، دِل شکر کرنے والا، اور زبان ذکر کرنے والی، اور بدن جو بلا پر صابر ہو، اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی (بیہقی)

خلاصہ۔ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو، خواہ طبیعت کے موافق، خواہ طبیعت کے مخالف، اوّل حالت پر شکر کا حکم ہے، دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر وقت کے کام ہوئے، مسلمانو! اس کو نہ بھولنا، پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو گے! یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں اور جو دوسری کتاب سے لی ہیں اس پر لفظ عن لکھ دیا ہے ۔

رُوح بست وچہارم

مشورہ اتفاق صفائی مُعاملہ وحُسن معاشرت

مشورہ کے قابل کاموں میں دیانت دار خیر خواہوں سے مشورہ لینا اور آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں اور معاشرت یعنی میل جول میں اس کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو ظاہری تکلیف یا باطنی تنگی یا پریشانی یا گرانی نہ ہو، اور اس کا نام حسن معاشرت ہے، یہ تین چیزیں ہوئیں، مشورہ اتفاق، صفائی معاملہ وحسن معاشرت اور یہ تینوں چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں (یعنی ان کا الگ الگ بھی حکم ہے) جیسا آگے آنے والی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوگا، اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق بھی ہے مثلاً مشورہ پر اسی وقت بھروسہ ہو سکتا ہے جب مشورہ والوں میں باہم محبّت واتفاق ہو، اور محبت واتفاق اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب ایک کو دوسرے سے کوئی نقصان یا تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہنچی ہو، اسی طرح دوسری طرف سے لو کہ کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانے کا خیال پورے طور سے تب ہی ہو سکتا ہے جب اس سے محبت وہمدردی ہو اور اتفاق ومحبت کو پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے مشورہ میں شریک رکھے، اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں چیزوں کو مثل ایک ہی چیز کے قرار دے کر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے اب ترتیب سے ایک ایک کا بیان کرتا ہوں۔

مشورہ:۔ اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں غلطی کم ہوتی ہے۔

(۱) حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطمینان کے ساتھ کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے (ترمذی)

ف۔ اور ظاہر ہے کہ مشورہ میں جلد بازی کا انسداد ہے اور یہ ان ہی امور میں ہے جن میں دیر کی گنجائش ہے اور دین کا بھی فائدہ ہے کہ شریعت میں اس کی فضیلت آئی ہے چنانچہ،

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے پیغمبر!) ان (صحابہؓ) سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے

ف اشارۃ الی کون الامر للعھد ۱۲

رہا کیجیے ! پھر (مشورہ لینے کے بعد جب آپ ایک (جانب) رائے پختہ کرلیں (خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کر کے اسی کام کو کر ڈالا کیجیے ! بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے (آل عمران)

ف۔ خاص باتوں سے مراد وہ امور ہیں جن میں وحی نازل نہ ہوتی ہو، اور مہتم بالشان بھی ہوں، یعنی معمولی نہ ہوں، کیونکہ وحی کے بعد اس کی گنجائش نہیں اور معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں جیسے دو وقت کا کھانا وغیرہ۔

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی، یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لیے تدبیریں اور مشورہ کرتے ہیں ان کی سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے (نسائی)

ف۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیۃً ہی مصلحت ہے۔

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مومنین) کا ہر کام (جو قابل مشورہ ہو جس کا بیان اوپر آچکا ہے) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔ (شوریٰ)

ف۔ مشورہ پر مومنین کی مدح فرمانا مشورے کی مدح کی صاف دلیل ہے۔

(۵) حضرت انس رضہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے (واقعہ بدر میں جانے کے متعلق صحابہ سے مشورہ فرمایا، الخ (بین مسلم)

(۶) حضرت میمون بن مہران رضہ سے روایت ہے کہ (کسی مقدمہ میں جب حضرت ابوبکر رضہ کو قرآن و حدیث میں حکم نہ ملتا، تو بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتے، جب ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اس کے موافق فیصلہ فرماتے، (بین حکمت بالغہ عن ازالۃ الخفا عن الدارمی)

ف۔ رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط نہیں (لعزمہ علی قتال مانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ)

(۷) حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضہ کے اہل مشورہ علماء ہوتے تھے خواہ

عہ یدل علیہ الاطلاق ۱۲

بڑی عمر کے ہوں، یا جوان ہوں، (یعنی بخاری)
ف۔ اخیر کی تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا معمول تھا، مشورہ لینے کا۔
(۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیئے (یعنی ابن ماجہ)
اب مشورہ کے کچھ آداب ذکر کیے جاتے ہیں۔
(۹) حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی معرکہ کا ارادہ فرماتے تو (اکثر) کسی دوسرے واقعہ کا پردہ فرماتے، الخ (بخاری)
ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس مشورہ کا ظاہر کرنا مضر ہو، اس کو ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔
(۱۰) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں۔ یعنی کسی مجلس میں کسی معاملے کے متعلق کچھ باتیں ہو، ان کو باہر ذکر نہ کرنا چاہیئے (اس میں مشورہ کی مجلس بھی آگئی) مگر تین مجلسیں، الخ۔ (ابوداؤد)
ف۔ ان تین مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ یا تذکرہ ہو اس کو چھپانا جائز نہیں، اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے، تو جس کے ظاہر کرنے میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو، تو اس کا ظاہر کرنا تو اور زیادہ گناہ ہوگا۔ چنانچہ:۔
(۱۱) حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے بدنیتی سے نہیں، بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایسا ہی راز کفار مکہ کو پہنچا دیا تھا، اس پر سورۃ ممتحنہ کی شروع کی آیتوں میں تنبیہ کی گئی ہے۔ (یعنی در منثور از کتب حدیث) بلکہ جس معاملہ کا بھی تعلق عام مسلمانوں سے ہو، اگرچہ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو تب بھی بجز ان لوگوں کے جو عقل اور شرع کے موافق اس معاملہ کو ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں عام لوگوں پر اس کا اظہار نہ چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہنچی ہو، چنانچہ:
(۱۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب ان لوگوں کو کسی امر (جدید) کی خبر پہنچتی ہے خواہ (وہ امر موجب) امن ہو یا (موجب) خوف، تو اس (خبر) کو (فوراً) مشہور کر دیتے ہیں۔ (اس میں ایسے اخبار اور ایسے جلسے بھی آگئے، حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے کبھی اس کا مشہور کرنا خلاف

مصلحت ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنے کے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے) کے اوپر اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں، (یعنی اکابر صحابہؓ ان کی رائے) کے اوپر حوالہ رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اس کو وہ حضرات پہچان لیتے، جو ان میں تحقیق کر لیا کرتے ہیں (پھر جیسا یہ حضرات عملدرآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانیوالوں کو کرنا چاہیئے تھا۔ (نساء)

ف۔ اور اس آیت سے اکثر اخبار کا خلاف حدود ہونا معلوم ہو گیا، البتہ جو اخبار حدود کے اندر ہو، اس کا مفید ہونا، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے یعنی:۔

(۱۳) حضرت ابن ابی ہالہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم اپنے اصحابؓ کے حالات کی تلاش رکھتے تھے، اور (خاص) لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ (عام) لوگوں میں کیا واقعات (ہو رہے) ہیں؟ (بیہقی شمائل ترمذی)

اتفاق:۔

(۱۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلے کو (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کو) اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو، اور باہم نااتفاقی مت کرو۔ (آل عمران)

(۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور ان (مسلمانوں) کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا۔ (انفال)

ف۔ احسان کے موقع پر ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اتفاق بڑی نعمت ہے۔

(۱۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (تمام امور میں) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو) اور آپس میں نزاع مت کرو ورنہ (باہمی نااتفاقی سے) کم ہمت ہو جاؤ گے، (کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی، ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہو گا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے؟) اور تمہاری ہوا اکھڑ جاتی گی (مراد اس سے بد رعبی ہے۔ کیونکہ دوسروں کو اس نااتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے) (انفال)

ف۔ اس میں نااتفاقی کی برائی، اور اصل چیز اللہ و رسول کی اطاعت یعنی دین کا ہونا مذکور ہے۔

(۱۷) حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو (اپنے بعض آثار کے اعتبار سے) روزہ اور صدقہ (زکوٰۃ) اور نماز کے درجے سے بھی افضل ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور خبر دیجئے! آپ نے فرمایا وہ آپس کے

تعلقات کو درست رکھنا ہے، اور آپس کا بگاڑ دین کو مونڈ دینے والی چیز ہے (ابوداؤد و ترمذی) اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا ہے یا اتفاق قائم رہتا ہے، یعنی آپس کے حقوق کا خیال رکھنا، اور جن سے نااتفاقی ہوتی ہے، یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا، ان کا بیان رُوح نہم میں ہو چکا ہے۔

صفائی معاملہ و حُسن معاشرت:۔

جن لوگوں کو دین کا تھوڑا سا بھی خیال ہے وہ پہلی بات کا یعنی صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال کرتے بھی ہیں، اور اس کو دین کی بات سمجھتے ہیں۔ اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی ہو جاوے تو اور بات ہے، اس کا آسان علاج یہ ہے کہ میرا رسالہ صفائی معاملات اور پانچواں حصہ بہشتی زیور کا دیکھ لیں یا سُن لیں۔ یا جو معاملہ پیش آیا کرے اس کا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں اور اگر خود کوئی خیال نہیں کرتا تو دُوسرا شخص جس کا حق ہے وُہ تقاضا کر کے اس کے کان کھول دیتا ہے، اس لیے اس جگہ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی، لیکن دوسری چیز یعنی حُسن معاشرت کا بہت سے دیندار لوگ بھی خیال نہیں کرتے، بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے، اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اے ایمان والو! تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا (جن میں کسی دوسرے کے ہونے کا احتمال ہی نہیں، جیسے اپنا خاص کمرہ) دوسرے کے گھروں میں (جن میں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ مرد، خواہ عورتیں خواہ محرم، خواہ غیر محرم) داخل مت ہو، جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کر لو۔ (آگے فرمایا) اور اگر (اجازت لینے کے وقت) تم سے یہ کہہ دیا جاوے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ، تو تم لوٹ آیا کرو! (اور یہی لوٹ آنے کا بخاری و مسلم کی حدیث میں حکم ہے، (جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے) (سورۃ نور)

ف۔ یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ اور مردانہ سب گھروں کے لیے ہے، اور

عہ ان کے معنی شروع مضمون میں گذر چکے ۱۲

اس میں تین حکمتیں ہیں، ایک یہ کہ گھر والے کے کسی ناجائز موقع پر نظر نہ پڑ جائے، دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر نہ ہو جائے جس کی خبر ہونا اس کو ناگوار ہے۔ تیسرے یہ کہ بعض اوقات دل پر گرانی ہوتی ہے خواہ آرام میں خلل پڑنے سے، خواہ کسی کام میں حرج ہونے سے، خواہ ملنے ہی کو جی نہیں چاہتا۔

(۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اے ایمان والو! جب تم سے کہا جاوے (یعنی صدر مجلس کہہ دے) کہ مجلس میں جگہ کھول دو (جس میں آنے والے کو بھی جگہ مل جائے، تو تم جگہ کھول دیا کرو، اور آنے والے کو جگہ دے دیا کرو) اللہ تعالیٰ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا، اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جاوے کہ (مجلس سے) اُٹھ کھڑے ہو، تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو، (خواہ خلوت کی ضرورت سے اُٹھاوے اور خواہ دوسری جگہ بیٹھنے کے لیے اُٹھادے)۔ (مجادلہ)

(۲۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کی رات میں (اول) بستر پر لیٹ گئے۔ پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ آپؐ نے یہ سمجھا کہ میں سو گئی، سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور بقیع میں تشریف لے گئے اور (واپسی پر اس کی وجہ میں) فرمایا کہ میں یہ سمجھا کہ تم سو گئیں، اور میں نے تمہارا جگانا ناپسند نہیں کیا اور مجھ کو اندیشہ ہوا کہ تم جاگ کر اکیلی گھبراؤ گی، الخ (مسلم)

ف۔ حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپؐ نے سب کام اس لیے آہستہ کیے کہ حضرت عائشہؓ کو تکلیف نہ ہو، خواہ جاگنے کی بھی، خواہ صرف گھبرانے کی۔

(۲۱) حضرت مقدادؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ ہم تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے، بعد عشاء آ کر لیٹ رہتے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا۔ اس لیے سلام تو فرماتے کہ شائد جاگتے ہوں، مگر ایسا آہستہ فرماتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سُن لیں۔ اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے (مسلم بحاشیہ احسن معاشرت کا مضمون اس جگہ

عہ لا تختص بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الروح ۱۲

مختصر لکھ دیا، اس کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے رسالہ آداب المعاشرت اور دسواں حصہ بہشتی زیور کا شروع سے ہُنر اور پیشوں کے بیان تک ضرور دیکھ لیں یا سُن لیں، اور یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں مگر جو دوسری کتابوں سے لی ہیں، ان میں لفظ عین لکھ دیا ہے۔

رُوح بست و پنجم

امتیازِ قومی

(یعنی اپنا لباس، اپنی وضع، اپنی بول چال، اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذہب والوں سے الگ رکھنا) دوسری قوموں کی وضع و عادت بلا ضرورت اختیار کرنے کو شریعت نے منع کیا ہے، پھر ان میں بعضی چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ رہیں گی جیسے داڑھی منڈانا، یا حد سے باہر کترانا، یا گھٹنوں سے اونچا پائجامہ، یا جانگیا پہننا کہ ہر حال میں ناجائز ہے، اور اگر اس کے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اس کی بُرائی کرے تو پھر گناہ سے گزر کر کفر ہو جاتے گا، اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کے دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے۔ جیسے انگرکھا، یا اچکن پہننا، مگر جب تک یہ خصوصیت ہے، اس وقت تک منع کیا جاوے گا۔ جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا، یا گرگابی پہننا، یا دھوتی باندھنا، یا عورتوں کو لہنگا پہننا، پھر ایسی چیزوں میں جو چیزیں دوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ، یا قومی وضع کی طرح ان کی عادت ہے۔ جیسے میز کرسی پر، یا چھری کانٹے سے کھانا، ان کے اختیار کرنے سے تو صرف گناہ ہی ہوگا، کہیں کم کہیں زیادہ، اور جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں ان کا اختیار کرنا کفر ہو گا، جیسے صلیب لٹکا لینا، یا سر پر چوٹی رکھ لینا، یا جنیو باندھ لینا، یا ماتھے پر قشقہ لگانا، یا جُے پکارنا وغیرہ

اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں، نہ مذہبی وضع ہیں، گو ان کی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں جیسے دیا سلائی، یا گھڑی، یا کوئی حلال دوا، یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعضے نئے آلات جیسے ٹیلی گراف یا ٹیلیفون یا نئے ہتھیار یا نئی ورزشیں

عہ ویلقب بلسان الشرع بمسئلۃ التشبہ ۱۲ عہ فالتشبہ حکمۃ للنہی عنہا للامۃ ۱۲

جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو، ان کا برتنا جائز ہے، نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ، مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں، بلکہ علماء سے پوچھ لیں اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں، خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں خواہ دنیا کے رنگ میں ہوں، ان کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے، گو کافروں کی وضع سے کم سہی، بلکہ مرد کو عورت کی وضع، اور عورت کو مرد کی وضع بنانا گناہ ہے، پھر ان سب ناجائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی زیادہ گناہ ہوگا، اور اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہوگا، اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اسی طرح عقلی بھی ہے، کیونکہ مرد کے لیے زنانہ وضع بنانے کو ہر شخص عقل سے بھی بُرا سمجھتا ہے، حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں، تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو، یا صالح و فاسق کا فرق ہو، وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانے کو کس کی عقل اجازت دے سکتی ہے؟ اب کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (جیسے داڑھی منڈانا، بدن گودنا وغیرہ (نساء، آیت ۱۱۹)

ف۔ بعض[۱] تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے، اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں، اور بعض تبدیلی صورت کا سنوارنا ہے اور واجب ہے جیسے لبیں ترشوانا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا، اور بعض تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا، یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹا دینا، اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے، نہ کہ رواج سے کیونکہ اوّل تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں، دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف ہے پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، ظالموں (یعنی نافرمانوں) کی طرف (باعتبار دوستی یا شرکت اعمال و احوال کے) مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے الخ (ہود)

ف۔ یہ یقینی بات ہے کہ اپنی وضع اور طریقہ چھوڑ کر دوسرے کی وضع اور طریقہ خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے، جب اس کی طرف دل جھکے، اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعید فرمائی

---

[۱] فمسئلۃ التشبہ ثابتۃ بالقرآن ایضاً ۱۲

ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ ہے۔

(ع ۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے، فرمایا یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں، ان کو مت پہنو۔ (مسلم)

ف۔ ایسا کپڑا مرد کے لیے خود بھی حرام ہے، مگر آپ نے ایک وجہ یہ بھی فرمائی معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے۔ بس یہ وجہ جہاں بھی پائی جاتے گی یہی حکم ہوگا۔

(ع ۴) حضرت رکانہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹوپیوں کے اوپر عماموں کا ہونا فرق ہے ہمارے اور مشرکین کے درمیان (ترمذی)

ف۔ مرقاۃ میں ہے کہ معنی یہ ہیں کہ عمامہ ہم ٹوپیوں کے اوپر باندھتے ہیں، اور مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں۔ آہ

(ع ۵) حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی شباہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں ہے (احمد و ابوداؤد)

ف۔ یعنی اگر کفار فساق کی وضع بناوے گا، وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

(ع ۶) ابی ریحانہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا (ان میں یہ بھی ہے یعنی) اور اس سے بھی کہ کوئی شخص اپنے کپڑوں کے نیچے حریر لگاوے مثل عجمیوں کے یا اپنے شانوں پر حریر لگاوے مثل عجمیوں کے الخ (ابوداؤد و نسائی)

ف۔ اس میں بھی وہی تقریر ہے جو (ع ۳) میں گزری۔

(ع ۷) حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں (بخاری)

(ع ۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

(ع ۹) حضرت ابن ابی ملیکہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

ف آجکل عورتوں میں اس کا بہت رواج ہوگیا ہے، اور بعضی تو انگریزی جوتا پہنتی ہیں جس سے دو گناہ ہوتے ہیں، ایک مردوں کی وضع کا، دوسرا غیر قوم کی وضع کا۔

(۱۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالیٰ بال میں بال ملانے والی کو اور ملوانے والی کو (جس سے غرض دھوکہ دینا ہو کہ دیکھنے والوں کو لمبے معلوم ہوں) اور گودنے والی کو اور گدوانے والی کو (بخاری و مسلم) ف۔ مردوں کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۱) حضرت حجاج بن حسانؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں گئے (حجاج اس وقت بچے تھے) کہتے ہیں کہ میری بہن مغیرہ نے مجھ سے قصہ بیان کیا کہ تم اس وقت بچے تھے اور تمہارے (سر پر) بالوں کے دو چٹلے یا گچھے تھے حضرت انسؓ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا، اور برکت کی دعا کی، اور فرمایا، ان کو منڈوا دو یا کاٹ دو، کیونکہ یہ وضع یہود کی ہے (ابوداؤد)

(۱۲) عامر بن سعدؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا صاف رکھو اپنے مکانوں کے سامنے کے میدانوں کو اور یہود کے مشابہ مت بنو (وہ میلے کچیلے ہوتے تھے) (ترمذی)

ف۔ جب گھر سے باہر کے میدانوں کو میلا رکھنا یہود کی مشابہت کے سبب ناجائز ہے تو خود اپنے بدن کے لباس میں مشابہت کیسے جائز ہوگی؟

(۱۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجاویں، اور (یہ) دیہاتی اس کو عشا کہتے تھے (یعنی تم اس کو عشا مت کہو مغرب کہو) اور یہ بھی فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ عشا کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجاویں کیونکہ وہ کتاب اللہ میں عشا ہے (اور وہ اس کو عتمہ کہتے تھے اس لیے کہ عتمہ (یعنی اندھیرے) میں اونٹوں کا دودھ دوہا جاتا تھا۔ (مسلم) ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ بول چال میں بھی بلا ضرورت ان لوگوں کی مشابہت نہ چاہیئے، جو دین سے واقف نہیں۔

(۱۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی، آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارس کی کمان تھی، آپ نے فرمایا اس کو پھینک اور (عربی کمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ) اس کو لو، اور جو اس کے مشابہ ہے الخ (ابن ماجہ) ف۔ فارسی کمان کا بدل عربی کمان تھی اسلیے اس کے استعمال سے منع فرمایا معلوم ہوا کہ برتنے کی چیزوں میں بھی غیر قوم کی مشابہت سے بچنا چاہیے جیسے کانسی پیتل کے برتن، بعض جگہ غیر قوموں سے خصوصیت رکھتے ہیں۔

(۱۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو عرب کے لہجے اور آواز میں

عہ چاندی سونے کا وہ گچھا جو ہندو عورتیں چوٹی کے پیچھے لگاتی ہیں یا مصنوعی بال جن کو عورتیں اپنے بالوں میں خوبصورتی کے لیے ملا لیتی ہیں۔ ۱۲

پڑھو (یعنی صحیح اور بلا تکلف) اور اپنے کو اہل عشق کے لہجہ سے اور دونوں اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کے لہجہ سے بچاؤ الخ (بیہقی و رزین)

ف۔ معلوم ہوا کہ پڑھنے میں بھی غیر قوموں اور بے شرع لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہیئے۔

(۱۶) ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ام سعید دختر ابی جہل کو دیکھا کہ ایک کمان لٹکائے ہوئے تھی، اور مردوں کی چال سے چل رہی تھی، حضرت عبداللہ نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے کہا یہ ام سعید دختر ابو جہل ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے ایسا شخص ہم سے الگ ہے جو عورت ہو کر مردوں کی مشابہت کرے یا مرد ہو کر عورتوں کی مشابہت کرے (یعنی ترغیب از احمد و طبرانی واسقط المبہم)

(۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے، اور ہمارے قبلے کی طرف رُخ کرے اور ہمارے ذبح کیے ہوئے کو کھائے، وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لیے اللہ کی ذمہ داری ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، سو تم لوگ اللہ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کرو (یعنی اس کے اسلامی حقوق ضائع مت کرو) (بخاری)

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کی جن چیزوں کو مسلمانوں کے ساتھ خاص تعلق ہے، ان کا کھانا بھی نماز وغیرہ کی طرح علامت ہے اسلام کی، سو بعضے آدمی جو گائے کا گوشت بلا عذر کسی کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں اس کا ناپسند ہونا اس سے معلوم ہوا (دیکھو شانِ نزولِ قولہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً) غرض ہر بات میں اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے، دین کی باتوں میں بھی، اور دنیا کی باتوں میں بھی، چنانچہ:-

(۱۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت تہتر ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی، سب فرقے دوزخ میں جاویں گے بجز ایک ملت کے، لوگوں نے عرض کیا، اور وہ فرقہ کونسا ہے؟ (جو دوزخ سے نجات پاوے گا) آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں (ترمذی)

ف۔ طریقے سے مراد واجب طریقہ ہے جس کے خلاف سے دوزخ کا ڈر ہے اور آپ نے اس طریقے میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی تو اس میں دین کی باتیں بھی آگئیں اور دنیا کی بھی، البتہ کسی چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا طریقہ ہونا اور اس کا واجب ہونا کبھی قول سے معلوم ہوتا ہے اور کبھی فعل سے، کبھی (نص یعنی) صاف عبارت سے، کبھی (اجتہاد اور) اشارہ

سے، جس کو صرف عالم لوگ سمجھ سکتے ہیں، عام لوگوں کو ان کے اتباع سے چارہ نہیں اور بدوں ان کے اتباع کے غیر عالم لوگوں کا دین بچ نہیں سکتا۔

ختم کلام:- جس قسم کے اعمال کی فہرست کا دیباچہ میں ذکر ہے اس میں اس وقت جس عمل کو سوچتا ہوں وہ ان پچیس حصوں میں پاتا ہوں، اجمالاً تفصیلاً اس پیے رسالہ کو ختم کرتا ہوں، البتہ اگر فرضاً کسی کے ذہن میں اور کوئی عمل آوے یا ان میں سے کسی حصہ کی تسہیل مصلحت معلوم ہو وہ اس کا ضمیمہ بن سکتا ہے۔

شکرِ انعام:-

(ع۱۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہنچاتے رہو، اگرچہ ایک ہی آیت ہو (بخاری)

(ع۲۰) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دین کے احکام میں چالیس حدیثیں محفوظ کرکے میری اُمت پر پیش کر دے، اللہ تعالیٰ اُس کو فقیہ کرکے اُٹھاوے گا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ (بیہقی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ان حصوں میں نوّے سے زائد آیتوں کی اور غیر مکرر و مرفوع تین سو چالیس سے زائد حدیثوں کی تبلیغ ہوگئی، اگر کوئی ان حصوں کو چھپوا کر تقسیم کرے یہ ثواب اس کو بھی ملے گا۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں بجز اس کے جس میں عین لکھ دیا ہے۔

(اشرف علی عفی عنہ)

تمام شد

جزاءُالاعمال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَجْلَبُ النِّعَمَ بِطَاعَتِهٖ وَالنِّقَمَ بِعِصْیَانِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْعِزَّ لِمَنْ وَالَاهُ وَالذُّلَّ وَالْهَوَانَ عَلٰی مَنْ عَادَاهُ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِی الْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَهِ وَالْیُسْرِ وَالْعُسْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ وَوَفَّقَنَا لِلْاِتِّبَاعِ بِهِمْ۔

امّا بعد یہ ناچیز ناکارہ اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی وغفلت اور معاصی میں انہماک وجرأت وہ ظاہر ہے، جہاں تک غور کیا گیا اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمال حسنہ وسیئہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں، اسکی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور غلبہ صفات نفس کے سبب دنیا کی جزاوسزا پر چونکہ وہ سردست واقع ہوجاتی ہے زیادہ نظر ہوتی ہے، پھر عالم آخرت میں بھی جزاوسزا کے وقوع کو گو عقیدۃً ان اعمال کا ثمرہ جانتے ہیں مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی مؤثر واثر میں اور سبب ومسبب میں سمجھنا چاہیے اور اسباب ومسببات دنیویہ میں سمجھتے ہیں وہ علاقہ اس قوت کے ساتھ اعمال اور ان کے ثمرات آخرت میں ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ قریب قریب اس طرح کا خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا ایک مستقل سلسلہ ہے جس کو چاہیں گے پکڑکر سزا دیدیں گے، جس کو چاہیں گے خوش ہوکر نعمتوں سے مالا مال کردیں گے اعمال کو گویا اس میں کوئی دخل ہی نہیں ہے[1] حالانکہ یہ خیال بیشمار آیات واحادیث صحیحہ کے خلاف ہے، چنانچہ عنقریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ، اس لیے اس مرض کے دفع کرنے کے لیے دوامر ضروری

---

[1] کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہونا تو صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنت میں نہ جاویگا انتہیٰ۔ دفعیہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل دخل ہی نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل پر مغرور ہوکر نہ بیٹھ جاوے، جزو اخیر علت تامہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وبس، گو یہ فضل بھی اعمال نیک سے نصیب ہوتا ہے سو عمل ہی علت تامہ کا ایک جزو ٹھہرا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

خیال میں آئے **اوّل** کتاب وسنت وملفوظات محققین سے یہ دکھلایا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا وسزا واقع ہوگی ایسے دنیا میں بھی بعض آثار ان کے واقع ہوئے ہیں۔ **دوسرے** یہ ثابت کر دیا جائے کہ اعمال میں اور ثمراتِ آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے جیسا آگ جلانے میں اور کھانا پکانے میں یا کھانا کھانے میں اور شکم سیر ہوجانے میں یا پانی چھڑکنے میں اور آگ کے بجھ جانے میں ان دونوں امروں کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید قوی ہے کہ سر دست جزا اور سزا ہو جانے کے یقین سے اور اسی طرح کارخانۂ دنیا پر کارخانۂ آخرت کے مرتب ہونے کے غلبہ اعتقاد سے طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہونا سہل ہے آئندہ توفیق وامداد حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی جانب سے ہے، اسی غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر سلیس اردو میں جمع کیا جاتا ہے **جزاء الاعمال** اس کا نام رکھا جاتا ہے، مضامین مذکورہ کے لحاظ سے رسالہ ہٰذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا۔

مقدمہ: اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال کو جزا اور سزا میں دخل ہے۔

باب اول اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے۔

باب دوسرا اس بیان میں کہ طاعت وعبادت کرنے سے دنیا کا کیا کیا نفع ہے۔

باب تیسرا۔ اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے۔

باب چوتھا۔ اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل وتاثیر ہے۔

خاتمہ۔ بعض مخصوص اعمال حسنہ یا سیئہ کے بیان میں جس کے کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لیے باعثِ بے باکی ہوگئے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی تکمیل فرمائے اور اس کو ذریعہ ہدایت ورشد کا بنادے اور جو خطا ظاہری یا باطنی مجھ سے سرزد ہو جاوے اس کو معاف فرمائے۔ اٰمِیْنَ وَالْاٰنَ نَشْرَعُ وَنَسْتَعِیْنُ۔

محمد اشرف علی

مقدمہ

"اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزا و سزا کے۔"

قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے کہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ؕ یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی اس چیز سے کہ بیشک وہ اس سے منع کیے گئے تھے، سو ہم نے ان کو کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی۔ اور ارشاد ہے فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ؕ یعنی جب انھوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا، اور ارشاد ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ تمھارے لیے فیصلہ کر دیں اور دور کر دیں تم سے تمھاری برائیاں۔ اور ارشاد ہے لَوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّاءً غَدَقًا ؕ یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر، البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بکثرت، اور ارشاد ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ یعنی اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمھارے بھائی ہیں دین میں، اور کہیں باء سببیہ لائے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے کہ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ ؕ یعنی یہ سزا سبب ان اعمال کے ہے جو کہ تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں، اور ارشاد ہے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ یعنی یہ جزا بسبب اس کام کے ہے جس کو تم کرتے تھے، اور ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ یعنی یہ بسبب اس کے ہے کہ انھوں نے انکار کر دیا ہماری نشانیوں کا، اور کہیں فاء سببیہ لائے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ ؕ یعنی انھوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پس پکڑ لیا ان کو، اور ارشاد ہے فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ؕ یعنی ان لوگوں نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی پس ہوئے ہلاک کیے ہوؤں سے، کہیں کلمہ لَوْلَا وارد ہے چنانچہ ارشاد ہے

فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ط یعنی اگر یونس علیہ السلام تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے تو پڑے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک صاف معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح کی بدولت اس قید سے رہائی ہوئی، کہیں لفظ لو آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جسکی وہ نصیحت کیے جاتے ہیں تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔ تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ ہے۔

محمد اشرف علی

باب اوّل

"اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے؟"

یوں تو یہ مضرتیں اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا، مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات واحادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں، اس کے بعد کسی قدر تفصیل و ترتیب سے لکھیں گے۔ قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جابجا قصے اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں، کس کو معلوم نہیں، وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا۔ یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا، صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہوگیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی، قرب کے عوض بُعد حصہ میں آیا، تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک، جھوٹ فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہلِ زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ وہ کون چیز ہے کہ جس سے ہوائے تند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا، یہاں تک کہ زمین پر پٹک پٹک کے مارے گئے، وہ کون چیز ہے جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور تمام ہم ہلاک ہوگئے، وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جاکر الٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے، وہ کون چیز ہے جس سے شعیب علیہ السلام پر بشکل سائبان ابر کے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی، وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی، وہ کون چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسا یا گیا اور پیچھے سے گھر اور اسباب اس کے ہمراہ ہوا، وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا کہ جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیر و زبر کر ڈالا۔ اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہوا، اور وہ کون چیز ہے جس نے انھیں (بنی اسرائیل) کو طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا، کبھی قتل ہوئے، کبھی قید، کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے، کبھی وہ جلاوطن کیے گئے۔ وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا؟ ان قصوں کو جابجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اسکی وجہ ارشاد ہوئی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ط یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں

کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، دیکھئے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں، امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ جب قبرص فتح ہوا، جبیرؒ بن نغیر نے ابودرداء کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابودرداء! ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہلِ اسلام کو عزت دی، انھوں نے جواب دیا کہ اے جبیرؒ! افسوس ہے تم نہیں سمجھتے جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے دیکھو کہاں تو یہ قوم برسرِ حکومت تھی، خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل و خوار ہونا۔ جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو وہ مسند میں ہے، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ یعنی بیشک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے، ابن ماجہ میں عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کریگی، قحط اور تنگی اور ظلمِ حکام میں مبتلا ہوں گے، اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاویگا بارانِ رحمت ان سے، اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرمادے گا اللہ تعالیٰ ان کے دشمن کو غیر قوم سے، بجبر لے لیں گے ان کے اموال کو۔ ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا، انھوں نے فرمایا، جب لوگ زنا کو امرِ مباح کی طرح بیباکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے، زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال۔ اور عمرؒ بن عبدالعزیز نے جابجا شہر میں حکمنامے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ یہ زلزلہ زمین کا علامت عتابِ الٰہی ہے۔ میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی دعا و تضرع کے لیے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات بھی کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ط۔[1]

---

[1] تحقیق فلاح پائی جس شخص نے پاکی حاصل کی اور ذکر کیا نام اپنے رب کا اور نماز پڑھی اور بعض نے تزکّٰی زکوٰۃ سے لیا ہے (بقیہ) ص پر

اور کہو کہ جس طرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ؕ اور جس طرح نوح نے کہا تھا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ ؕ اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ؕ ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں، بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ مالکؒ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے کتبِ حکمت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، بادشاہوں کا مالک ہوں ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کا دل اس پر مہربان کر دیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انھیں بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں، تم بادشاہوں کو برا کہنے میں مشغول مت ہو، میری طرف رجوع کرو۔ میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔ امام احمدؒ نے وہب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے۔ امام احمدؒ نے وکیعؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود بخود ہجو کرنے لگتا ہے اور بہت احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں، اب بعض نقصانات تفصیل و ترتیب سے مرقوم ہوتے ہیں۔ آسانی کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے لیے فصلیں مقرر کی جائیں۔

فصل ۱: ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نورِ باطن بجھ جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو وصیت فرمائی تھی اِنِّیْ اَرَی اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَلْقٰی عَلٰی قَلْبِكَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ۔ یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکی معصیت سے مت بجھا دینا۔

فصل ۲: ایک نقصان گناہ کا دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے اس مضمون کی حدیث اوپر آ چکی ہے

(بقیہ) ظاہراً عمر بن عبدالعزیزؒ کے نزدیک یہی تفسیر ہے ۱۲ منہ۔

فصل ۳: ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدائے تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی انھوں نے فرمایا ؎

اِذَا کُنْتَ[1] قَدْ اَوْحَشَتْکَ الذُّنُوْبُ ٭ فَدَعْهَا اِذَا شِئْتَ وَاسْتَاْنِسْ

فصل ۴: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے خصوص نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دوری اور انکی برکات سے محروم ہوجاتا ہے، ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہوجاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بی بی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ پوری طرح مطیع نہیں رہتے۔

فصل ۵: ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کارروائیوں میں دشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ[2] کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں، ایسے ہی ترکِ تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

فصل ۶: ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے، ذرا بھی دل میں غور کیا جاوے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے۔ اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے بدعت و ضلالت و جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر، ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے، فاسق کیسا ہی حسین و جمیل ہو مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت، لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی، لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے۔

فصل ۷: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے، دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ امور خیر کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے، رہ گئی بدن کی کمزوری، سو بدن تو قلب کے تابع ہے۔ جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا، دیکھو تو کفارِ فارس و روم کیسے قوی الجثہ تھے مگر

---

[1] یعنی جب وحشت میں ڈالے تجھ کو گناہ سو تجھ کو جب رفع وحشت منظور ہو گناہ کو چھوڑ اور انس حاصل کر لے ۱۲ منہ

[2] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۱۲ منہ

صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں نہ ٹھیر سکے۔

فصل ۸: ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہوجاتا ہے، آج ایک طاعت گئی، کل دوسری چھوٹ گئی، پرسوں تیسری رہ گئی، یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہوگیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کردیا۔

فصل ۹: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت ٹلتی ہے کیونکہ ہر نیکی سے عمر بڑھ جانا حدیث صحیح سے ثابت ہے تو فجور سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجیے اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں۔ امیری اور غریبی، صحت و مرض سب میں یہی شبہ ہوسکتا ہے۔ مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیئے۔

فصل ۱۰: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت اول دوسری معصیت کا سبب ہوجاتی ہے وہ تیسری کا، اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ عاصی گناہوں میں گھر جاتا ہے، دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہوجاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے پھر اس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کمبخت میں لطف و لذت بھی نہیں رہتی۔

فصل ۱۱: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں رہتی، اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

فصل ۱۲: ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اس کو برا نہیں سمجھتا، نہ اس بات کی پروا ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا شخص معافی سے دور ہوتا جاتا ہے، جیسا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کل امتی معافی الا المجاھرین وان من الاجھار ان یستر اللہ علی العبد ثم یصبح یفضح نفسہ ویقول یافلان عملت یوم کذا وکذا وکذا فہتک نفسہ وقد بات یسترہ ربہ۔ خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ

سب کے لیے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توستاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے! ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا۔ خود اپنی پردہ دری کی، حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا تھا، اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اسی واسطے بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

فصل ۱۳:۔ ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنانِ خدا میں سے کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے۔ مثلاً لواطت قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے، کم ناپنا کم تولنا قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، علو و فساد فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے، تکبر و تجبر قوم ہود علیہ السلام کی، تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع و ہیئت بنائے ہوئے ہے۔ مسند احمد میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انہیں میں شمار ہے۔

فصل ۱۴:۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہو جاتا ہے اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا، مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ۔ یعنی ؎

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت ٭ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگرچہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی

فصل ۱۵:۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے، اسی طرح کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں، گناہ کی سزا تو الگ ہوگی، یہ لعنت اس پر طرہ ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جبکہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے۔

فصل ۱۶:۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور و فساد آجاتا ہے کیونکہ عقل ایک نورانی چیز ہے کدورت و معصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل

ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی قدرت میں ہے، ان کے ملک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں، ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں، قرآن مجید منع کر رہا ہے، ایمان منع کر رہا ہے، موت منع کر رہی ہے، دوزخ منع کر رہی ہے۔ گناہ کرنے سے اس قدر سرور ولذت نصیب نہ ہوگا جس قدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے۔ بھلا کوئی عقل سلیم والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے۔

فصل ۳۱:۔ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجۂ اولیٰ استحقاق لعنت ہے۔ مثلاً لعنت فرمائی آپ نے اس عورت پر جو گودے اور گودوائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے، اور لعنت فرمائی ہے آپ نے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر اور لعنت فرمائی ہے آپ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ ہو، یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھیرایا جائے اور لعنت فرمائی ہے چور پر اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے پر اور اس کے نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لیے لاد کر لائی جاوے، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بناوے اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر، جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا ایسے شخص کو پناہ دے اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی ہے، اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں اور ان لوگوں پر جو وہاں پر سجدہ کریں یا چراغ رکھیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے

خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بھڑکاوے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے، صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں، اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملاوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہے اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچاوے اور قطع رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کہ احکام خداوندی کو چھپائے اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا بیبیوں کو جن کو ان قصوں کی خبر تک نہیں اور ایماندار ہیں، زنا کی تہمت لگاوے اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں ٹھیک راہ بتاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ اگر گناہ میں اور کوئی بھی ضرر نہ ہوتا تو کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مورد ہو گیا۔ نعوذ باللہ۔

فصل ۱۸: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخش دیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔ دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ چلتے ہیں جس حالت میں گناہ کر کے وہ راہ چھوڑ دی، اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

فصل ۱۹: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں، پانی، ہوا

غلہ، پھل ناقص ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ ط یعنی ظاہر ہو گیا بگاڑ جنگل اور بستی میں بسبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں اور امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا، ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانۂ عدل میں پیدا ہوتا تھا اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آوے گا چونکہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جاوے گی پھر اس کی برکتیں عود کر آویں گی، یہاں تک کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا۔ اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے۔ انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

فصل ۲۰:۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گزرے تھوڑا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

فصل ۲۱:۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے، بھلا اگر خداوندی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہو سکتی؟ جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی، پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

فصل ۲۲[ف۱]:۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ط یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے

ف۱ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم تو گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ استدراج ہے اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے جیسے مکتب میں کوئی لڑکا سبق یاد نہ کرتا ہو اور معلم خدا سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق نہ یاد نکلے اس وقت اکٹھی سزا ہو۔ ۱۲ منہ

آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں، اور ارشاد ہے ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ط یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں، اس سے معلوم ہوا کہ زوالِ نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

فصل ۲۳: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح و شرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے۔ مؤمن، بر، مطیع، منیب، ولی، ورع، مصلح، عابد، خائف، اواب، طیب، رضی، تائب، حامد، راکع، ساجد، مسلم، قانت، صادق، صابر، خاشع، متصدق، صائم، عفیف، ذاکر و نحو ذلک، جب برا کام کیا یہ خطابات ملے، فاجر، فاسق، عاصی، مخالف، مسئ، مفسد، خبیث، مسخوط، زانی، سارق، قاتل، کاذب، خائن، لوطی، قاطع رحم، متکبر، ظالم، ملعون، جاہل وغیر ذالک۔

فصل ۲۴: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اعداد کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے۔ جب قلعہ سے باہر نکلا، دشمنوں نے گھیر لیا پھر وہ شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب و زبان، دست و پا، چشم و گوش سب اعضاء کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

فصل ۲۵: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، کچھ پریشان سا ہو جاتا ہے، ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے، کہیں عزت میں فرق نہ آجاوے کوئی بدلہ نہ لینے لگے میرے نزدیک معیشت ضنک بمعنی تنگ کے یہی معنی ہیں۔

فصل ۲۶: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے، یہاں تک کہ مرتے ہوئے کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا بلکہ جو افعال حالت حیٰوۃ میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہوتے ہیں۔ ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس ہے، یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے آخر اسی حالت میں مر گیا کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا تھا اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اسی میں تمام ہو گیا، اسی طرح

ایک شخص کو نزع کے وقت کلمہ پڑھانے لگے کہنے لگا آہ آہ میرے منہ سے نہیں نکلتا اور بہت سے حالات ہیں اس وقت کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے، خدا جانے اور کیا گذرتی ہوگی، خدا کی پناہ۔

فصل ۲۷: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے، کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہو لآ الٰہ الّا اللہ، اس نے گانا شروع کیا تاتا تن تنتا، اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے، کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں، آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے، بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا؟ میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی نہیں وہ بھی یونہی مرا، کسی اور شخص کو کلمہ پڑھنے کو کہا، کہنے لگا میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا، ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑے لیتا ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔

رجوع بہ مقصود

یہ چند مضرتیں دنیوی ہیں جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اور آخرت میں جو مضرتیں ہیں وہ الگ رہیں جو عنقریب مختصراً مذکور ہوں گی، انشاء اللہ تعالیٰ، عاقل ہرگز پسند نہیں کرسکتا کہ ذرا سی اشتہائے کاذب کے لیے اتنا بڑا پہاڑ مصائب اور کلفتوں کا اپنے سر پر لے۔ روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد اور مضرتیں غالب ہوتی ہیں، آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے آمین آمین آمین۔

دوسرا باب

اس بیان میں کہ طاعت و عبادت اور اعمالِ صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے؟

علاوہ ان منافع کے جو ضمناً یا التزاماً اوپر مذکور و مفہوم ہوچکے، اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل ۱: اس بیان میں کہ طاعت سے رزق بڑھتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اگر وہ لوگ قائم رکھتے توراۃ اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو اب نازل کی گئی ان کی طرف انکے رب کی جانب سے یعنی قرآن۔ مراد یہ کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے، توراۃ و انجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب عہد توراۃ و انجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے، اگر ایسا کرتے تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے، اوپر سے کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اگتا، اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکام الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

فصل ۲: اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ط یعنی وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے، لیکن انھوں نے تو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے، یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

فصل ۳: اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے، کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے اس کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا اور بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ بہ برکت تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

فصل ۴:۔ اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے، کر دیتے ہیں اس کے لیے اس کے کام میں آسانی۔ مطلب مذکور پر صاف دلالت موجود ہے۔

فصل ۵:۔ اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی مزیدار ہو جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص عمل کرتا ہے نیک، خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم اس کو زندگی ستھری یعنی بالطف ولذت۔ فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف وراحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں۔

فصل ۶:۔ اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے مال بڑھتا ہے اولاد ہوتی ہے باغ پھلتے ہیں نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے تحقیق وہ بڑے بخشنے والے ہیں، بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی اور زیادہ کریں گے تمہارے اموال اور اولاد کو اور مقرر کریں گے تمہارے لیے باغ اور مقرر کریں گے تمہارے لیے نہریں۔

فصل ۷:۔ اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں (یعنی تمام آفات و شرور کو) ان لوگوں سے جو ایمان لائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ان کے لیے حامی ومددگار ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ایمان والوں کے، فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو۔ قال اللہ تعالیٰ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت کو یاد کرو جبکہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں، تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ سچی عزت عنایت ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے عزت اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور ایمان والوں کے لیے۔ مراتب بلند ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی اللہ تعالیٰ

مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے ۔ دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا ۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ؁ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے بہت جلد پیدا کردیں گے اللہ تعالیٰ ان کی محبت ، ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو ، پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے فَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ ؁ یعنی مقرر کی جاتی ہے اس کے لیے قبولیت دنیا میں اس کی قبولیت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات وجمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ❊ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا قال اللہ تعالیٰ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؁ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دیجیے کہ وہ قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت وشفا ہے ، اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں ، نصوص فضائل میں تتبع کرنے سے اس دعوے کی تصدیق ہوسکتی ہے ۔

فصل ۸ :۔ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہو جاتا ہے اور نعم البدل مل جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؁ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کردیں گے اور تمھارے گناہ بھی بخش دیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربان ہیں

ف :۔ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا ان سے وعدہ ٹھیرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائیگا ، چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

فصل ۹ :۔ اس بیان میں کہ طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بہت بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ؁ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو کچھ تم زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو ، پس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں ۔

فصل ۱۰ :۔ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت واطمینان پیدا ہوجاتا ہے جس کی لذت کے

روبرو ہفت اقلیم کی راحت سلطنت گرد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل۔ قال العارف الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے ٭ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

ایک اور بزرگ نے سنجر بادشاہ ملک نیمروز کو اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد ٭ در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب ٭ من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں تب تو وہ بڑے مزیدار عیش میں ہیں، دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس یہ غریب دنیادار دنیا سے رخصت ہوگئے نہ انھوں نے عیش دیکھا نہ مزہ۔ تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہو جاویں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ رانی کرنے لگیں، کبھی یہاں تک اس لذت کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت پر ترجیح دیتے ہیں بلکہ لذتِ قرب کے رہتے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں اور جو یہ لذت نہیں تو جنت کو ہیچ قرار دیتے ہیں، قال العارف الرومی ؎

ہر کجا دلبر بود خرم نشیں ! فوق گردوں است نے قعر زمیں
ہر کجا یوسف رخے باشد چو ماہ جنت است آں گرچہ باشد قعر چاہ
با تو دوزخ جنت ست اے جانفزا! بے تو جنت دوزخ است اے دلربا

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ لذت کس غضب کی ہوگی۔

فصل ۱۲:۔ اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ الخضر علیہ السلام وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۔ یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے ان کا ایک خزانہ گڑا ہے اور ان کا باپ بزرگ آدمی تھا پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمھارے پروردگار کی طرف سے۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک

آدمی تھا سبحان اللہ! نیکوکاری کے آثار نسل میں بھی چلتے ہیں۔ آج کل لوگ اولاد کے لیے طرح طرح کے سامان جائداد روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑنے کی فکر میں رہتے ہیں، سب سے زیادہ کام کی جائداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

فصل ۱۳: اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں، قال اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے ان کے لیے خوشخبری ہے زندگانی دنیا میں اور آخرت میں۔ حدیث شریف میں اس کی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بشریٰ سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے مثلاً خواب میں دیکھا کہ بہشت میں چلا گیا یا اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا یا اس طرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے امید کو قوت اور قلب کو فرحت ہو گئی۔

فصل ۱۴: اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں، قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَشْتَہِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ۔ یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں پھر وہ مستقیم رہے اترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے جیسا مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو اور بشارت سنو بہشت کی جس کا تم وعدہ کیے جاتے تھے، ہم تمہارے حامی و مددگار ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں اور بہشت میں وہ چیزیں ہیں جو خواہش کریں گے تمہارے نفس اور تمہارے لیے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے بطور مہمانی کے بخشنے والے مہربان کی طرف سے، دیکھیے اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

فصل ۱۵: اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں کما قالہ المفسرون صبر اور نماز سے۔ حدیث شریف میں اس استعانت کا ایک خاص طریق وارد ہوا ہے، امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے، اس کو چاہیئے کہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا کہے مثلاً سورۂ فاتحہ پڑھ کے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ

فصل ۱۴: اس بیان میں کہ بعض طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملے میں یہ تردد کہ کیونکر کرنا بہتر ہوگا رفع ہو جاتا ہے اور اسی جانب رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں سراسر نفع و خیر ہی ہو احتمالِ ضرر بالکل نہیں رہتا گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ مل جاتا ہے۔ امام بخاری نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم کو کسی کام میں تردد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہوگا مثلاً کسی سفر کی نسبت تردد ہو یعنی اس میں نفع ہوگا یا نقصان، اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ - اور ایک[۱] روایت میں بجائے فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ کے یہ الفاظ ہیں عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ۔ یہاں بھی وہی دوسری روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ اپنے کام کا نام بھی لیوے یعنی بجائے ہذا الامر کے کہے مثلاً ہذا السفر یا ہذا النکاح یا مثل اس کے۔

فصل ۱۵: بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرما لیتے ہیں، ترمذی نے ابوالدرداء و ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حکایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم! میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر، میں ختم دن تک تیرے

[۱] یہ حدیثیں مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں ۱۲ پڑھنے والے کو اختیار ہے جو لفظ چاہے پڑھے یا دل میں سوچ لے۔

سارے کام بنادیا کردوں گا۔

فصل ۱۸: بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے، حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر سچ بولیں بائع مشتری، اور ظاہر کردیں اپنے مال کی حالت برکت ہوتی ہے دونوں کے لیے ان کے معاملے میں، اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں، محو ہوجاتی ہے برکت دونوں کیلیے معاملہ کی، روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔

فصل ۱۹: دینداری سے بادشاہی باقی رہتی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ امر خلافت وسلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جو شخص ان سے مخالفت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرادے گا جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں۔

فصل ۲۰: بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھتا ہے اور بری حالت پر موت نہیں آتی، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بُری موت کو یعنی جس میں خواری وفضیحتی ہو یا خاتمہ برا ہو، نعوذ باللہ۔

فصل ۲۱: دعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہٹاتی قضا[1] کو مگر دعا اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فصل ۲۲: سورۂ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے شروع دن میں، پوری کی جاویں گی اس کی تمام حاجتیں، روایت کیا اس کو دارمی نے۔

فصل ۲۳: سورۂ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ سورۂ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں نہ پہنچے گا اس کو فاقہ کبھی، روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

فصل ۲۴: ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہوجاتی ہے، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

---

[1] اس حدیث سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آتا یہ اثر بھی تقدیر سے ہے۔ ۱۲ منہ

ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا، پھر وہ مسلمان ہو گیا تو تھوڑا کھانے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں۔ روایت کیا اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

فصل ۲۵: بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا۔ حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فصل ۲۶: بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں اور قرض ادا ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا، آپ نے ارشاد فرمایا، تجھ کو ایسا کلام نہ بتلا دوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کر دے اور تیرا قرض بھی ادا کر دے، اس شخص نے عرض کیا بہت خوب۔ فرمایا صبح و شام یہ کہا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا سو میری ساری غم و فکریں بھی جاتی رہیں اور قرض بھی ادا ہو گیا روایت کیا ابوداؤد نے۔

فصل ۲۷: بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کہ اگر میں نہ کہتا رہتا، یہود مجھ کو گدھا بنا دیتے، کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انھوں نے یہ بتلائے اَعُوْذُ بِوَجْہِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْہُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّبِاَسْمَاءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ۔ روایت کیا اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے۔

اسی طرح طاعات میں اور بے شمار فوائد و منافع ہیں جو قرآن شریف و حدیث شریف میں اور روزانہ معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آسکتے ہیں اور ہم تو کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہیں ان کی زندگی ایسی حلاوت و لطف سے بسر ہوتی ہے کہ اس کی

نظیر امراء میں نہیں ملتی، ان کے قلیل میں برکت ہوتی ہے، ان کے دلوں میں نورانیت ہوتی ہے جو اصلی سرمایۂ سرور ہے۔ یا الٰہی سب کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائیے اور اپنی رضامندی و قرب نصیب فرمائیے۔

تیسرا باب

"اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلّق ہے"

جاننا چاہیئے کہ کتاب و سنت اور کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس عالمِ دنیا کے دو عالم اور ہیں ایک کو برزخ اور دوسرے کو عالمِ غیب کہتے ہیں اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے دونوں کو شامل ہے تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے تو فوراً عالمِ برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں، اس عالم کا نام قبر بھی ہے پھر انھیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہوگا جس کو یوم حشر و نشر کہتے ہیں، سو ہر عمل کے مراتب وجودی تین ہوئے، صدور[1] ظہور[2] مثالی، ظہور تحقیقی، اس مضمون کو فوٹو فون سے سمجھنا چاہیئے۔ جب آدمی کوئی بات کرتا ہے اس کے تین مرتبے ہوتے ہیں، ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منہ سے نکلی، دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً فوٹو فون میں وہ الفاظ بند ہو گئے، تیسرا مرتبہ یہ کہ جب اس سے آواز نکالنا چاہیں وہی آواز بعینہٖ پیدا ہو جاوے سو منہ سے نکلنا عالمِ دنیا کی مثال ہے اس میں بند ہونا عالمِ برزخ کی، پھر اس سے نکلنا عالمِ غیب کی، سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی فوٹو فون میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول منہ سے نکلی تھی۔ اس کے خلاف نہ نکلے گی۔ اسی طرح مؤمن کو اس میں شک نہ چاہیئے کہ جس وقت کوئی عمل اس سے صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالمِ مثال میں منقش ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا اس بنا پر یقین ہو گیا کہ آخرت[1] کا سلسلہ

[1] اور یہ شبہ نہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک بالشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور یہ شخص دوزخی ہو جاتا ہے اسی طرح دوزخی سے جنتی، اس سے تو صاف مجبوری معلوم ہوتی ہے جواب یوں سمجھو کہ یہ غلبہ (بقیہ بر صفحہ ۲۴)

بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں سو جیسے فوٹوفون کے قرب و محاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے، کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس کا اظہار میں اس شخص کے روبرو پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ فوٹوفون بعد میں کھولا جاویگا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجالِ انکار نہ ہوگی کیونکہ اس آلہ کا یہ یقینی خاصہ ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہوگیا اور کچھ اسی طرح صدورِ اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہیئے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں کہیں جمع ہوتا ہے اور بلاکمی بیشی ایک روز کھل پڑے گا اور اس وقت کوئی عذر حیلہ احتمال کمی بیشی کا نہ چل سکے گا اور اگر یہ خیال غالب ہو جاوے تو گناہ کرنے سے ایسا اندیشہ ہو جیسا فوٹوفون کے روبرو گالیاں دینے سے، جبکہ یہ یقین ہو کہ بادشاہ کے روبرو کھولا جاوے گا اور میں بھی اس وقت حاضر ہوں گا یا دوسری موٹی مثال سمجھیئے درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں، اول تخم ڈالنا، دوسرے اس کا زمین سے نکلنا تیسرے بڑا ہو کر پھل پھول لگنا سو عاقل سمجھتا ہے کہ درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا ابتدائی کارخانہ نہیں ہے اسی تخم پاشی پر مبنی ہے اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی کے ہے اور آثارِ برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے، آثارِ آخرت کا ظاہر ہونا اس میں پھل پھول لگنا ہے، ثمراتِ برزخ و آخرت بالکل انھیں اعمالِ اختیاریہ پر مبنی ٹھیرے جیسا جَو بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہوگا اسی طرح اعمالِ بد کر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمراتِ نیک شاید ہم کو مل جاویں، اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آگیا ہوگا اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ۔ ایک بزرگ کا قول ہے ؎

گندم از گندم بروید جَو ز جَو　　٭　　از مکافاتِ عمل غافل مشو

اور جس طرح تخمِ جَو اور درختِ جَو میں مماثلت نہیں ہوتی مگر معنوی مناسبت یقینی ہے جس کو اہلِ نظر سمجھتے ہیں اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے جس کے سمجھنے کے لیے بصیرت کی ضرورت ہے۔

(بقیہ ص۲۶) تقدیر کا تو تمام امور اختیاریہ میں واقع ہوا کرتا ہے بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں اور غلبۂ تقدیر سے مریض مر جاتا ہے مگر پھر بھی صحت کو علاج پر مرتب سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتے، اصل یہ ہے کہ اعتبار اکثری معاملات کا ہوتا ہے، اتفاق شاذہ پر حکم نہیں لگایا جاتا۔ سو یہ صورت اتفاقی ہے ورنہ اکثر جنتی سے جنت کے اعمال، دوزخی سے دوزخ کے اعمال سرزد ہوتے ہیں قال اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی الخ ۱۲ منہ۔

باقی جس طرح درخت جو کے پہچاننے والوں کا قول قابلِ اعتبار سمجھا جاتا ہے اور ان سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے، اسی طرح ثمراتِ اعمال کو پہچان کر بتلانے والوں کا (یعنی انبیاؤں اور اولیاؤں کا) ارشاد واجب القبول ہے خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے۔ ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آویں گے خواہ برزخ میں یا آخرت میں، ذکر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب و مسبب ہے، اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال و ثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات سمجھ میں آجاویں۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ وقولہ تعالیٰ. وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ؕ وقولہ تعالیٰ. يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۔ وقولہ تعالیٰ. يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗۤ اَمَدًا بَعِيْدًا ؕ وقولہ تعالیٰ. يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ وغیرہا من الآیات۔

فصل [۱]: بعض اعمال کے آثار برزخیہ میں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ منکشف ہوگی، امام بخاریؒ نے بروایت سمرہ بن جندب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا، جو شخص کوئی خواب عرض کرتا آپ اس کی تعبیر ارشاد فرماتے، اسی طرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے، دو شخص میرے پاس آئے مجھ کو اٹھا کر کہا چلو، میں ان کے ساتھ چلا۔ ایک شخص پر ہمارا گذر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس ایک پتھر لیے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے جس سے اس کا سر کچل جاتا ہے اور پتھر آگے کو لڑھک جاتا ہے، وہ جاکر پتھر کو پھر اٹھا لاتا ہے اور یہ ابھی لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے جیسا پہلے تھا، وہ آکر پھر اسی طرح کرتا ہے میں نے ان دو شخصوں سے

---

[۱] یہ حدیث خواب کافی سے نقل ہے ۱۲ منہ

تعجباً کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انھوں نے کہا چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک شخص پر گذر ہوا، جو چت لیٹا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا زنبور لیے کھڑا ہے اور اس لیٹے ہوئے شخص کے منہ کے ایک جانب آکر اس کا کلّہ اور نتھنا اور آنکھ گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے پھر دوسری طرف آکر اسی طرح کرتا ہے۔ اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ وہ جانب اچھی ہو جاتی ہے، پھر اس طرف جاکر اسی طرح کرتا ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک تنور پر پہنچے۔ اس میں بڑا شور وغل ہو رہا ہے ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد عورت ننگے ہیں اور ان کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے، جب وہ ان کے پاس پہنچتا ہے، اس کی قوت سے یہ بھی اونچے اٹھ جاتے ہیں میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ وہ دونوں بولے چلو چلو ہم آگے چلے، ایک نہر پر پہنچے کہ خون کی طرح لال تھی اور اس نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک اور شخص ہے اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں۔ وہ شخص تیرتا ہوا اُدھر کو آتا ہے یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے۔ جس کے صدمہ سے پھر وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے پھر وہ تیر کر نکلتا ہے، یہ شخص پھر اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے۔ ایک شخص پر گذر ہوا کہ بڑا ہی بدشکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گذرا ہوگا اور اس کے سامنے آگ ہے اس کو جلا رہا ہے اور اس کے گرد پھر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے، ایک گنجان باغ میں پہنچے جس میں ہر قسم کے بہاریٔ[1] شگوفے تھے اور اس باغ کے درمیان ایک شخص نہایت دراز قد جس کا سر اونچائی کے سبب دکھائی نہیں پڑتا، بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ باغ کیا ہے اور یہ لوگ کون ہیں؟ کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے، ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ اس سے بڑا اور خوبصورت درخت کبھی میں نے نہیں دیکھا ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو۔ ہم اس پر چڑھے تو ایک شہر ملا، کہ اس کی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے کی ایک ایک اینٹ چاندی کی لگی ہے، ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اس کو کھلوایا وہ کھول دیا گیا ہم اس کے اندر گئے ہم کو چند آدمی ملے جن کا آدھا بدن ایک طرف کا تو نہایت خوبصورت اور آدھا بدن نہایت بدصورت تھا۔

---

[1] یعنی موسم بہار کے۔ منہ

وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے جاؤ اس نہر میں گر پڑو، اور وہاں ایک چوڑی نہر جاری ہے پانی سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے، وہ لوگ جاکر اس میں گر گئے پھر ہمارے پاس جو آئے تو بدصورتی بالکل جاتی رہی، پھر ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنتِ عدن ہے اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا، میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے جیسا سفید بادل، کہنے لگے یہی تمہارا گھر ہے میں نے دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے، مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں کہنے لگے ابھی نہیں بعد میں جاؤ گے میں نے ان سے کہا آج رات بھر بہت عجیب تماشے دیکھے آخر یہ کیا چیزیں تھیں؟ وہ بولے ہم ابھی بتلاتے ہیں، وہ جو شخص تھا جس کا سر پتھر سے کچلتا دیکھا وہ ایسا شخص ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا اور جس شخص کے کلے اور نتھنے اور آنکھ گدی سے چیرتے دیکھا یہ ایسا شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا جو دور دور پہنچ جاتیں، اور وہ جو ننگے مرد عورت تنور میں نظر آئے یہ زنا کرنے والے مرد عورت ہیں اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر بھرے جاتے تھے یہ سود خوار ہے اور وہ جو بدشکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور جو دراز قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے یہ وہ بچے ہیں جن کو فطرت پر موت آگئی، کسی مسلمان نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکین کے بچے بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں مشرکین کے بچے بھی اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت تھا، یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کیے تھے اور کچھ بد، کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا، فقط۔

اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو خفی ہیں مگر ذرا تامل سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنے اور کلے چیرے جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں پھیل جاتی ہے اس میں اور آتش عقوبت کے محیط ہو جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کے وقت برہنہ ہو جاتے ہیں اور جہنم میں برہنہ ہو جانا، اس میں مناسبت ظاہر ہے علیٰ ہذا القیاس، سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہیئے۔

فصل ۱۲: جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جاوے گا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہیں ہے کوئی شخص

جو نہ دیتا ہو زکوٰۃ اپنے مال کی مگر یہ کہ ڈال دیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اژدہا۔ پھر آپ نے اس کی تائید کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ الآیۃ روایت کیا اس کو ترمذی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل ۳:۔ بدعہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہو کر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی، عمرؓو سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو شخص پناہ دیوے کسی شخص کو اس کی جان پر پھر اس کو قتل کر دے، دیا جاویگا اس کو جھنڈا اس کی پشت پر گاڑ کر پکارا جاویگا۔ ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانٍ۔ یعنی یہ فلاں شخص کی بدعہدی ہے۔

فصل ۴:۔ چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ تعذیب ہو جائیگی، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا اس کا نام مدعم تھا وہ مدعم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعۃً اس کے ایک تیر آکر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا، لوگوں نے کہا کہ بہشت اس کو مبارک ہو، آپ نے فرمایا ہرگز ایسا مت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کملی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے۔ جب لوگوں نے یہ مضمون سنا، ایک شخص جوتے کا ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا آپ نے فرمایا اب کیا ہوتا ہے، یہ ایک تسمہ یا دو تسمہ تو آگ کا ہے، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

فصل ۵:۔ غیبت کرنے کی صورت مثالی مُردہ بھائی کے گوشت کھانے کی، قال اللہ تعالیٰ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ الآیۃ۔ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہ نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی، کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جبکہ وہ مرا ہو، ضرور اس کو تو ناپسند کرو گے فقط، اس وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

فصل ۶:۔ اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالیہ کے بیان میں، محققین نے فرمایا ہے، کہ ہر خصلت ذمیمہ کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے، جس شخص میں وہ خصلت غالب ہو جاتی ہے، عالم مثالی میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہو جاتی ہے، امم سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی،

اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں رُسوا ہونے سے محفوظ رکھا لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے۔ قیامت کے روز اس کا ظہور ہوگا اور اہل کشف کو یہاں ہی مکشوف ہوجاتی ہے، سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ۔ یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے، سفیان کہتے ہیں کہ بعض لوگ درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں بعض کتوں کے اور سوروں اور گدھوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں، بعض بناؤ سنگار کرکے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں۔ بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے، بعض خود پرور ہوتے ہیں مثل مرغی کے، بعض کینہ ور ہوتے ہیں مثل اونٹ کے بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں بعض مشابہ لومڑی کے فقط۔ امام ثعلبیؒ نے فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں لوگ مختلف صورتوں میں محشور ہوں گے، جس جانور کی عادات طبیعت پر غالب ہونگی قیامت میں اسی کی شکل بن جاوے گی۔

فصل: بعض اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق حضرت مولوی روم علیہ الرحمۃ کے قول سے ؎

چوں سجودے یا رکوعے مرد کشت شد دراں عالم سجودِ او بہشت
چوں کہ پرید از دہانت حمدِ حق مرغ جنت ساختش رب الفلق
حمد و تسبیحت نماند مرغ را ہم چو نطفہ مرغ بادست و ہوا
چوں ز دستت رفت ایثار و زکوٰۃ گشت ایں دست آں طرف نخل و نبات
آب صبرت آب جوئے خلد شد جوئے شیر خلد مہر تست و دود
ذوق طاعت گشت جوئے انگبیں مستی و شوق تو جوئے خمر بیں
ایں سببہا آں اثرہا را نماند کس نداند چونش جائے آں نشاند
ایں سببہا چوں بہ فرمان تو بود چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
ہر طرف خواہی روانش می کنی آں صفت چوں چنانش می کنی
چوں منی تو کہ در فرمان تست نسل تو در امر تو آیند چیست
میرود در امر تو فرزند تر کہ منم جزو تو کہ کردیش گرد

آں صفت درامر تو بود ایں جہاں ہم درامر تست آں جوہا رواں
آں درختاں مرترا فرماں برند کاں درختاں از صفاتت پا برند
چوں بامر تست اینجا ایں صفات پس درامر تست آنجا آں جزات
چوں زدستت زخم بر مظلوم رست آں درختے گشت ازاں زقوم زشت
چوں زخشم آتش تو در دلہا زدی مایۂ نار جہنم آمدی
آتشت اینجا چو مردم سوز بود آنچہ از وی زاد مرد افروز بود
آتش تو قصد مردم می کند نارکزوے زاد بر مردم زند
آں سخنہائے چو مار و کژدم ست مار و کژدم گشت و می گیرد دودست

رجوع بہ مطلب:۔ آیات واحادیث واقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا ہے قال اللہ تعالیٰ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ پس جنت دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے اور یہ تحقیق مسئلہ تقدیر کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی شے بلا سبب ہو جاتی ہے ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اول جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہو جاتا ہے، منجملہ اسباب تو یہ دخول جنت و دوزخ کے اعمال حسنہ یا سیئہ ہیں، اسی لیے صحابہ رضؓ نے جب اعمال کا فائدہ پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ۔ یعنی عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى الآیۃ۔ خلاصہ یہ کہ جیسا یہاں کرو گے برزخ اور قیامت میں اسی سے پردہ اٹھ جاوے گا۔ قال اللہ تعالیٰ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔ الآیۃ۔ یا الٰہی ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمائیے اور اس قدر تذکر نصیب کر دیجیے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش نظر ہو جایا کرے پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

چوتھا باب

"اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل و تاثیر ہے"

اس کی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہو چکی ہے۔ اس مقام پر صرف دو چار اعمال کی مثالی صورت دلائل سے لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

فصل ۱:۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کی صورت مثالی درخت کی سی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں، انھوں نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور خبر دیجیے کہ جنت ستھری مٹی والی شیریں پانی والی ہے اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اسکے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

فصل ۲:۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی مثل ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے، نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، لایا جاویگا قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے، آگے آگے ہوگی اس کے سورۂ بقرہ اور آل عمران جیسے دو بدلیاں ہوں سیاہ سائبان ہوں، ان کے بیچ میں ایک چمک ہوگی، و بقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے یا جیسے قطار باندھنے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں، حجت کریں گی دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کی جانب سے، روایت کیا اس کو مسلمؒ نے۔

فصل ۳:۔ سورۂ قل ہو اللہ احد کی صورت مثالی مثل قصر کے ہے، سعید ابن مسیبؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قل ہو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کیلئے تین محل تیار ہوتے ہیں جنت میں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے قسم خدا کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

تب تو ہم اپنے بہت سے محل بنوالیں گے، آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فراغت وگنجائش والے ہیں۔ روایت کیا اس کو دارمی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل ۴:۔ عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے مثل ہے، ام العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا اور یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، آپ نے فرمایا یہ ان کا عمل ہے۔ جو جاری ہوتا ہے ان کے لیے، روایت کیا اس کو بخاریؒ نے۔

فصل ۵:۔ دین کی شکل مثالی مثل لباس کے ہے، ابو سعید[1] خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، میں خواب میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبرو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کرتے پہنے ہیں، کسی کا کرتہ تو سینہ تک ہے کسی کا اس سے نیچے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پیش ہوئے تو ان کا کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹے چلتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی، آپ نے فرمایا دین۔

فصل ۶:۔ علم کی شکل مثالی مثل دودھ کے ہے، ابن عمر[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ خواب میں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں سے نکلتا پایا۔ پھر بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا لوگوں نے عرض کیا پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی، آپ نے فرمایا علم۔

فصل ۷:۔ نماز کی شکل مثالی مثل نور کے ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا ارشاد فرمایا کہ جو شخص محافظت کریگا نماز پر وہ نماز اس کے لیے قیامت کے دن نورانی اور برہان اور نجات ہوگی۔

فصل ۸:۔ صراطِ مستقیم کی شکل مثالی مثل پل صراط کے ہے، امام غزالیؒ نے رسالہ[3] حل مسائل غامضہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ پل صراط پر ایمان لانا برحق ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے، اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں جیساکہ

---

[1]، [2] کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ [3] نقل من ترجمۃ المسماۃ حقیقۃ روح الانسانی ۱۲ منہ

باریکی میں خط ہندسی کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں اس کا شمار ہے نہ دھوپ میں، بال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں، پل صراط کی باریکی بھی خطِ ہندسی کے مثل ہے جس کا کچھ عرض نہیں کیونکہ وہ صراطِ مستقیم کی مثال پر ہے جو باریکی میں خط ہندسی کی مثل ہے اور صراط مستقیم اخلاق متضادہ کی وسط حقیقی سے مراد ہے جیسا کہ فضول خرچی اور بخل کے درمیان وسط حقیقی سخاوت ہے۔ تہور یعنی افراط قوت غضبی اور جبن یعنی بزدلی کے درمیان میں شجاعت، اسراف اور تنگی خرچ کے درمیان میں وسط حقیقی میانہ روی ہے۔ تکبر اور غایت درجہ کی ذلت کے درمیان میں تواضع، شہوت اور خمود کے درمیان میں عفت، کیونکہ ان صفتوں کی دو طرفیں ہیں ایک زیادتی دوسرے کمی، وہ دونوں مذموم ہیں افراط اور تفریط کے مابین وسط ہے وہ دونوں طرف کے نہایت دوری ہے اور وہ وسط میانہ روی ہے نہ زیادتی کی طرف ہیں اور نہ نقصان کی طرف میں جیسا خطِ فاصل دھوپ اور سایہ کے مابین ہوتا ہے۔ نہ سایہ میں ہے نہ دھوپ میں، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے قیامت میں صراطِ مستقیم کو جو خط ہندسی کی طرح ہے جس کا کچھ عرض نہیں، ممثل کریں گے تو ہر انسان سے اس صراط پر استقامت کا مطالبہ ہوگا۔ پس جس شخص نے دنیا میں صراطِ مستقیم پر استقامت کی اور افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی کی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا وہ اس پل صراط پر برابر گذر جائے گا اور کسی طرف کو نہ جھکے گا کیونکہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے کی تھی، سو یہ اس کا وصفِ طبعی بن گیا اور عادت طبیعت کا خاصہ ہوتی ہے سو صراط پر برابر گذر جائیگا، اور ان دلائل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ کارخانہ آخرت کا غیر منتظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا، یوں مالک حقیقی کو سب اختیار ہے مگر عادت اور وعدہ یونہی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے، اسی لیے جابجا ارشاد فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ، اور ارشاد فرمایا ہے سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ۔ یعنی دوڑو طرف مغفرت پروردگار اپنے کے اور طرف جنت کے جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے (یہ ہمارے سمجھانے کو فرمایا) سو اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اس کی طرف دوڑنے کو کیسے حکم فرمایا ہے، یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخول جنت حسبِ وعدہ آیہ مرتب ہو جاتا ہے اسی لیے بعد حکم مسابقت الی الجنۃ کے ان اعمال و اسباب کو ذکر فرمایا جو یقیناً انسان کے اختیار میں ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ

فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَہُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِہِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ٥ یعنی یہ جنت ایسے پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کرنیوالے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گذرتے ہیں کوئی بیحیائی کا کام یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر، فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہ کو بخشتا ہی کون ہے اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر جو کیا انھوں نے وہ جانتے ہیں، دیکھیے اس آیت میں صاف فرما دیا کہ جنت ایسوں کے لیے ہے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں۔ اس کے بعد اور بھی صاف لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل ہی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شئے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں۔ دیکھو پلہ دار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اٹھانے سے پیسہ ملے گا سو مسافروں کے اسباب لینے اور لادنے کے لیے آپس میں کیسا جھگڑتے ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھ پر یہ اسباب لادا جاوے اور باوجود مشقت و تعب کے پھر بھی بوجھ لادنے میں ان کو ایک قسم کا لطف و لذت ملتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو، اللہ تعالیٰ کا لقاء محبوب ہو اور اس کے اسباب یعنی اعمال صالحہ مرغوب و محبوب نہ ہوں اسی لیے حدیث شریف میں وارد ہے کہ لَمْ اَرَ مِثْلَ الْجَنَّۃِ نَامَ طَالِبُہَا اَوْ کَمَا قَالَ۔ یعنی میں نے جنت کے برابر کوئی چیز عجیب نہیں دیکھی جس کا طالب سو جاوے۔ جن کو دیدۂ بصیرت سے یہ مضمون کھل گیا ان کو بیشک ان اعمال شاقہ میں لطف اور راحت ملتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّہَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّہُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّہِمْ وَاَنَّہُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ یعنی بیشک نماز ضرور گراں گذرتی ہے مگران لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں جن کا یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں، سو نماز کے آسان ہونے کے لیے یہ یقین معین ٹھیرا کہ ہم کو اپنے رب سے ملنا ہے اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی نماز میں مجھ کو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

مشورۂ نیک

جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی تو اب تمام جزا وسزا تمھارے ہاتھوں ہے اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بہت سے درخت ہمارے حصے میں آویں تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر خوب پڑھا کرو، اگر چاہتے ہو کہ قیامت کے دن ہم سایہ میں ہوں تو سورۂ بقرہ، آل عمران کی تلاوت کیا کرو کہ وہ سائبان کی شکل میں ہوں گی۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت کا چشمہ ملے خیرات جاری کیا کرو، اگر چاہتے ہو کہ خوب کپڑے ملیں تو تقویٰ و دین کو مضبوط پکڑو، اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوضِ کوثر سے سیراب ہوں تو علمِ دین خوب حاصل کرو، اگر چاہتے ہو کہ پل صراط پر پل جھپکتے گذر جاؤ تو شریعت پر خوب مستقیم رہو، اگر چاہو کہ پل صراط پر ہمارے پاس نور رہے تو نماز کا خوب اہتمام کرو، اگر چاہو ہم کو جنت میں بہت سے محل ملیں تو خوب قل ہو اللہ پڑھا کرو۔ اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو، وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بن کر تم کو مل جاویں گے سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

خاتمہ

"بعض اعمال مخصوصہ کے بیان میں جو زیادہ مفید یا مضر ہیں اور بعض شبہاتِ عوام کے جواب میں"۔

یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیئات ہیں سب مضر ہیں مگر بعض بعض اعمال جو بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں، فعلاً یا ترکاً کہ ان کے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ امید ہے ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

فصل پہلی: ایسی طاعات کے بیان میں جن کی محافظت سے امید ہے کہ دوسری طاعات کا سلسلہ قائم ہو جائے ایک ان میں علمِ دین کا حاصل کرنا ہے خواہ کتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبتِ علماء سے بلکہ تحصیلِ کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے اور مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں، اتباعِ سنت کے عاشق ہوں، توسط پسند ہوں، افراط و تفریط سے بچتے ہوں، خلق پر شفیق ہوں، تعصب و عناد ان میں نہ ہو، گو اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس قسم کے علماء بہت ہیں اور ہمیشہ رہینگے

جیسا ہمارے سردار اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ ہے لَا یَزَالُ طَآئِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ۔ دیگر ہم چند بزرگوں کا نام تبرکاً اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کر سکیں اور جن کی ایسی ہی شان ہو ان کی صحبت سے مستفید ہو سکیں۔

مکہ معظمہ میں حضرت سیدی مرشدی مولنا الحاج الشیخ محمد امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم۔

گنگوہ میں حضرت مولنا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم۔

سہارنپور میں جناب مولنا ابوالحسن صاحب مہتمم جامع مسجد سہارنپور۔

دیوبند میں جناب مولنا محمود حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند۔

حضرت حاجی محمد عابد صاحب مقیم مسجد چھتہ دیوبند۔

انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب دامت برکاتہم[1]

ایسے بزرگوں کی صحبت و خدمت جس قدر میسر ہو جائے غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے اس کے برکات خود دیکھ لے گا، ایک ان میں سے نماز ہے جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے اور بدرجۂ مجبوری جس طرح ہاتھ آوے غنیمت ہے۔ اس سے دربار الٰہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا، اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حالت درست رہے گی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ الآیۃ، ایک ان میں سے لوگوں سے کم بولنا اور کم ملنا اور جو کچھ بولنا ہو سوچ کر بولنا ہے، ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے، ایک ان میں سے محاسبہ و مراقبہ ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں میرے سب اقوال و افعال و احوال پر ان کی نظر ہے۔ یہ مراقبہ ہوا اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کر کے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو ہو جاتا ہوں، ایک ان میں سے توبہ و استغفار ہے۔ جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے توقف نہ کرے کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے تو روئے ورنہ رونے کی صورت ہی بنائے۔ یہ پانچ چیزیں ہوئیں۔ علم و صحبت علماء، نماز پنجگانہ، قلت کلام و قلت

[1] افسوس اس وقت ان حضرات میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ۱۲۔

مخالطت، محاسبہ ومراقبہ، توبہ واستغفار انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنجگانہ کی پابندی سے جو کہ کچھ مشکل بھی نہیں، تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

فصل دوسری:۔ ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان کے بچنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔ ایک ان میں سے غیبت ہے اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی و اخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا ظاہر ہے اس میں آجکل بہت مبتلا ہیں اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورتِ شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے نہ سُنے نہ اچھا نہ بُرا، اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے، ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے، ایک ان میں سے ظلم ہے خواہ مالی یا جانی یا زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی، ایک ان میں سے اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا، ظلم وغیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں، حقد و حسد وغضب وغیر ذالک، ایک ان میں سے غصہ ہے، کبھی نہیں یاد کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالتِ غضب میں قوتِ عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے۔ سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی جو کام ناکردنی تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا، کبھی کبھی عمر بھر کے لیے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے، ایک ان میں سے غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا، یا اس سے دل خوش کرنے کے لیے ہمکلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسندِ طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ ان میں سے ایک طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضاء و عروق میں پھیلتی ہے پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہونگے۔ یہ چھ معاصی ہیں جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں ان کے ترک سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جاویگا بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہو جاویں گے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا۔ اب یہاں سے عوام کے بعض شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جن سے وہ دھوکا میں پڑے ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکا میں ڈالتے ہیں، جب کبھی ان سے التزامِ طاعات و اجتنابِ معصیت

کے لیے کہا جاتا ہے وہ ان ہی شبہات کو پیش کر دیا کرتے ہیں. یہ شبہات دو قسم کے ہیں، ایک قسم وہ شبہات ہیں جن سے صریح کفر لازم آتا ہے مثلاً یہ شبہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ، اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے۔ یا یہ شبہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک، تو یقینی کو مشکوک کی امید میں کس طرح چھوڑ دیں جیسے کسی نے کہا ہے ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

سو چونکہ ہمارا روئے سخن اس وقت اہل ایمان کی طرف ہے اس لیے ان شبہات کو مطروح النظر کرتے ہیں[۱]

دوسری قسم وہ شبہات جن کا باعث جہل و غفلت ہے۔ اس مقام پر ان کا جواب دینا مقصود ہے۔ ہم اس کو کئی فصلوں میں لکھتے ہیں۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ۔

فصل:۔ ایک شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں، میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک وہ غفور الرحیم ہیں مگر قہار و منتقم بھی تو ہیں سو تم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ تمہارے لیے ضرور مغفرت ہو گی، ممکن ہے کہ انتقام و قہر ہونے لگے۔ علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور الرحیم اس شخص کیلئے ہیں جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ اعمال کی اصلاح کرے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لیے غفور رحیم ہے جنھوں نے نادانی سے برا کام کیا پھر انھوں نے توبہ کر لی اس کے بعد اور اپنے اعمال درست کر لیے اور جو بلا توبہ مر جاوے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں، مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہو گا۔

---

[۱] علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے۔ وجود آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا، اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے تو بفضلہ تعالیٰ براہین عقلیہ اس کے اثبات کے لیے ہر وقت موجود ہیں، بعد ثبوت آخرت کے نقد کو نسیہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے۔ یہ قاعدہ اس وقت ہے کہ نسیہ اور نقد کماً و کیفاً برابر ہوں ورنہ تمام معاملات دنیا میں نسیہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں، پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں ادھار بکنے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو خوشی خوشی سے دے ڈالتے ہیں، یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا ۱۲ منہ

فصل:۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے آگے چل کر توبہ کرلیں گے، اس شخص سے یہ کہنا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ ابھی تم اور زندہ رہوگے۔ ممکن ہے کہ شب کو سوتے کے سوتے رہ جاؤ، یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو، یاد رکھو کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مر جاتا ہے۔

فصل:۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں گناہ تو کرلیں پھر توبہ کرکے معاف کرالیں گے اس شخص سے یہ کہنا چاہئے کہ ذرا اپنی انگلی آگ کے اندر ڈال دو پھر اس پر مرہم لگا دیں گے۔ یہ ہرگز گوارا نہ ہوگا، پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے، اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ توبہ کی توفیق ضرور ہی ہوجاویگی۔ یا اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول ہی کرلیں، پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے توبہ کرلینا اللہ تعالیٰ کے روبرو کافی نہیں بلکہ صاحب حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے۔

فصل:۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے اور یہ شبہ بہت ارزاں ہے کہ ہر کس و ناکس اس سے منتفع ہوتا ہے، صاحبو! ذرا انصاف کرنا چاہئے کہ جس وقت گناہ کرتے ہیں خواہ اسی قصد سے کرتے ہو کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے لاؤ تقدیر کی موافقت کریں، ہرگز نہیں، اس وقت اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا۔ جب گناہ سے فراغت ہوجاتی ہے، فرصت میں تاویل سوجھتی ہے اگر انصاف کرکے دیکھو خود اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہوگے، دوسرے بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیاوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتقاد ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہنچاوے تو اس پر ہرگز عتاب جت کیا کرو، سمجھ لیا کرو کہ ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے نقصان کریں گے وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو، یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پر تمہارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

فصل:۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جاویں گے اور اگر دوزخ لکھی ہے دوزخ میں جاویں گے۔ محنت و مشقت سب بیکار ہے، ان لوگوں سے کہنا چاہیئے کہ اگر یہ بات ہے تو دنیوی معاملات میں کیوں تدبیریں و کوششیں کرتے ہو، کھانے کے لیے اس قدر اہتمام کرتے ہو، بوتے ہو، جوتتے ہو پیستے ہو، چھانتے ہو، گوندھتے ہو پکاتے ہو لقمہ بنا کر منہ میں لے جاتے ہو، چباتے ہو نگلتے ہو، کچھ بھی نہ کیا کرو، اگر قسمت میں ہے آپ ہی بن بنا کر پیٹ میں اتر جاویگا، نوکری کیوں کرتے ہو، کھیتی کیوں کرتے ہو

یہ شعر کیوں پڑھ دیا کرتے ہو؟ ؎

رزق ہر چند بے گماں برسد لیک شرط است جستن از درہا

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے تو نکاح کیوں کرتے ہو، پس جس طرح باوجود ثبوتِ تقدیر کے ان مسببات کے لیے اسبابِ خاصہ جمع کرتے ہو اسی طرح نعمائے آخرت کے لیے وہی اسباب و اعمال صالحہ جمع کرنا ضروری ہیں۔

فصل:۔ ایک دھوکا یہ ہوجاتا ہے کہ حدیث میں ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن ہے ضرور ہمارے ساتھ حسن معاملہ ہوگا۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیئے رجاو حسن ظن کے معنٰی یہ ہیں، کہ اسباب کو اختیار کر کے مسبب کے مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر ہے، اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے اور جو اسباب ہی کو اڑا دیا تو یہ حسن ظن نہیں ہے بلکہ غرور اور دھوکا ہے، اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کر کے انتظار ہو کہ اب غلہ خدا کے فضل سے پیدا ہوگا، یہ تو امید ہے اگر تخم پاشی ہی نہ کرے اور اس ہوس پر بیٹھا رہے کہ اب غلہ پیدا ہوگا تو یہ نرا جنون ہے اور دھوکا ہے جس کا انجام افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

فصل:۔ ایک دھوکا یہ ہوجاتا ہے کہ فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں یا فلاں بزرگ زندہ یا مردہ سے محبت رکھتے ہیں پس خواہ ہم کچھ ہی کریں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہیں، صاحبو! اگر یہ نسبتیں صرف کافی ہوتیں تو ضرور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے یَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔ یعنی اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کفایت نہیں کرسکتا، یعنی جبکہ اپنے پاس سرمایہ ایمان و اعمالِ صالحہ کا نہ ہو صرف نسبت کافی نہیں ہے اور ایمان و تقوٰی کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو تو سبحان اللہ نورٌ علیٰ نور ہے اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی، کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، ہم ملحق کردیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ، یعنی آباء کی مقبولیت کی برکت سے اولاد کو بھی اسی درجہ میں پہنچادیں گے اور آباؤ اجداد کے عمل میں کمی نہ ہوگی۔

فصل:۔ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت و اعمال کی پرواہ ہی کیا ہے۔؟ صاحبو! یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ نہیں ہے نہ ان کا کوئی فائدہ، مگر کیا آپ کو بھی ان منافع کی پرواہ نہیں جو اعمالِ صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں اور کیا نیک عمل میں آپ کا بھی فائدہ نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لیے مقرر ہوا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لیے۔ سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں مگر آپ تو مستغنی نہیں، اس کی تو بعینہٖ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق طبیب کسی مریض پر رحم کر کے کوئی دوا بتلادے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہہ کر ٹال دے کہ صاحب دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا۔ بھلے مانس! حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا تیرا فائدہ ہے کہ مرض سے صحت ہوگی۔

فصل:۔ ایک شبہ بعض خشک علماء کا یہ ہوتا ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں، ان کے اعمال کا ثواب بھی ہم کو ملتا ہے وہ اس کثرت سے ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، یا یہ کہ ہم کو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جن کے کرنے سے سینکڑوں برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں مثلاً سبحان اللہ وبحمدہٖ سو مرتبہ روزانہ کہہ لینا، یا عرفہ یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا یا مکہ والوں کے لیے ایک طواف کر لینا صاحبو! موٹی بات ہے کہ اگر یہ اعمال کافی ہوں تو تمام اوامر و نواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے، ادھر احادیث میں صاف صاف قید موجود ہے اِذَا اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ۔ یعنی یہ اعمال اس وقت سیئات کا کفارہ بن جاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جاوے۔ رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں، صاحبو! ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بد عمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں، مشہور و معروف ہیں۔

فصل:۔ ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو یہ ہو جاتا ہے کہ ہم ریاضت و مجاہدہ کی بدولت مقام فنا تک پہنچ گئے ہیں، اب ہم کچھ رہے ہی نہیں، جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے اور ایسی واہی تباہی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصہ کفر و الحاد ہو جاتا ہے۔ کہیں کہتے ہیں کہ دریا میں قطرہ مل گیا، کہیں کہتے ہیں سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کر سکتا۔ کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں عبادت کس کی اور معصیت کس کی، کبھی کہتے ہیں اصل مقصود یاد ہے، ظاہری نماز روزہ نرا ڈھکوسلہ ہے جو بہ مصلحتِ انتظام مقرر ہوا ہے، تمام تر باعث ان خرافات کا جہالت ہے۔

ان لوگوں کو حقائق مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک و وصول تو کیا خاک میسر ہوا ہوگا، یہ ثمرہ غلو فی التوحید کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں اس کی مفصل تحقیق لکھی جائے گی، اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی واصل ہوا نہ موحد اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کسی نے آج تک تعلیم پائی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوف وخشیت و توبہ و استغفار و اجتہاد فی العمل اور اہتمام مخالفت نفس، و سزائے اعمال بد کو دیکھ لینا ان شبہات کے دفع ہو جانے کے لیے کافی و وافی ہے۔

تعلیم الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ٭ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٭ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٭ **اَمَّا بَعْدُ**۔ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام نے صرف نماز و روزہ اور چند غیبی خبریں کہ قیامت میں کیا کیا ہوگا، بہشت میں حوریں اور دوزخ میں سانپ بچھو ہیں تبلائی ہیں اور انسان کے باقی ظاہری، باطنی، حالات متعلقہ سے اس کو کچھ تعرض نہیں اللہ و رسول کو جیسا چاہو سمجھو جو چاہو معاملہ کرو، تجارت جس طرح چاہو کرو۔ لوگوں سے جس طرح چاہو برتاؤ رکھو۔ جو چاہو کھاؤ، جو چاہو پہنو نشست و برخاست ملاقات و معاشرت کے طریقے جو چاہو اختیار کرو، اپنے نفس کو جن صفات سے چاہو متصف رکھو۔ غرض تم کو اور امور میں ہر طرح آزادی ہے اور اگر پابندی کا خیال آیا تو اصول تجارت میں غیر قوموں کی تقلید کرو۔ طرز معاشرت قدیم یا جدید فلاسفروں سے حاصل کرو مقامات نفس میں ان پڑھ لوگوں کو جو خدائی کے دعوے میں بھی نہ رکتے ہوں مدد لو۔ غرض اس میں نہ الوہیت و رسالت کی تنظیم ہے نہ معاملات کے اصول کی تعلیم، نہ اخلاق و آداب کی تفہیم، نہ مقامات نفس کی تکمیل و تتمیم اور اس خیالِ باطل کے ایسے برے برے آثار مرتب ہوئے کہ خدا کی پناہ ایک اثر مخالفین پر یہ ہوا کہ اسلام پر تعلیم کے ناکافی ہونے کا دھبہ لگا یا ایک اثر نو تعلیم یافتہ جوانوں پر یہ ہوا کہ بوجہ نا حقیقت شناسی کے یہ شبہ ان کے دل میں جم گیا، اور اپنے کو بعض امور میں تہذیب جدید کا محتاج سمجھا اور زبان سے یا دل سے یا طرز عمل سے غیر طریقوں کو اپنے طریقے پر ترجیح دینے لگے اور بہت سے عقائد اسلام پر خود ہنسنے لگے ایک اثر عوام پر یہ ہوا کہ نماز روزہ میں تو علماء سے رجوع کرنے کو ضروری سمجھے اور معاملات و معاشرت میں اپنے کو خود مختار جان لیا۔ اسی وجہ سے علماء سے کبھی اپنے مقدمہ یا تجارت کے متعلق رائے نہیں

لی جاتی۔ نہ توحید و رسالت کے مباحث و احکام کی تحقیق کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اعمال سے شرک فی الالوہیت یا شرک فی النبوت لازم آجاتا ہے۔ بالخصوص مستورات کو ایک اثر اہلِ علم پر یہ ہوا کہ شب و روز اعمال و عبادات کے مسائل کے استذکار و استحضار میں شغل و اہتمام رہتا ہے نہ معاملات کی تحقیق نہ اخلاق و آداب کا لحاظ نہ اصلاح نفس و قلب کی کوشش حتیٰ کہ ترقی علم کے ساتھ ہی عجب و کبر و حرص و حب دنیا و غفلت کی بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ ایک اثر درویشوں پر یہ ہوا کہ شریعت اور طریقت کو جدا جدا سمجھے اور حقیقت کو اصل مقصود اور شریعت کو انتظامی قانون اعتقاد کر لیا۔ علماء سے نفور ہو گئے واردات و احوال کو منتہیٰ معراج خیال کیا۔ خیالات کو مکاشفات اور مکاشفات کو فوق الیقینیات یقین کیا۔ نہ اس کو میزان شرع میں وزن کرنے کی ضرورت نہ علماء سے پیش کرنے کی حاجت۔ غرض ہر طبقے کے لوگوں کو کم و بیش اس خیال باطل کا اثر ضرور پہنچا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ حالانکہ جس نے کتاب و سنت کو ذرا بھی طلب و التفات کی نگاہ سے دیکھا ہوگا وہ ان سب امور کی تعلیم کو کھلے کھلے الفاظ میں پاوے گا اور شریعت مطہرہ کو کافی وافی اور دوسری کتب و حکم و قوانین و تعالیم سے مستغنی کرنے والا دیکھے گا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں یوں فرماتا ہے اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَ یُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ہ و نحو ذلک۔ آخر جس قرآن میں یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ مذکور ہے اسی قرآن میں فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ الآیۃ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الآیۃ اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا الآیۃ لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ الآیۃ وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا الآیۃ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً الآیۃ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ الآیۃ وَ صَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا الآیۃ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ الآیۃ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا الآیۃ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اِخْوَةٌ الآیۃ۔ لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ الآیۃ۔ اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ الآیۃ۔ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا الآیۃ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ الآیۃ۔ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الآیۃ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیۃ۔ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ الآیۃ۔ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ الآیۃ۔ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ الآیۃ۔ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا الآیۃ۔ وغیرھا من اٰیات المعاملات والمعاشرات وللمقامات بھی تو مذکور ہیں اسی طرح کتب حدیث کی فہرست اٹھا کر ملاحظہ کرنے سے جہاں کتاب الایمان کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ نظر آدے گا اس کے نیچے ہی کتاب البیوع کتاب النکاح والطلاق کتاب الآداب کتاب الرقاق بھی ملاحظہ سے گزرے گا۔ پھر اس خیال کی گنجائش کہاں ہے کہ اسلام نے صرف عقائد و اعمال سکھلائے ہیں اور معاملات و معاشرت و تصوف نہیں بتلایا، بلکہ منصف کو اسی مقام پر یقین آگیا ہوگا کہ اسلام نے پانچوں چیزیں تعلیم کی ہیں اور ہم کو کسی کا محتاج نہیں چھوڑا۔ بلکہ غیر قوموں میں بھی منصف مزاج لوگ ہیں وہ اسلام سے مقتبس ہونے کے خود معترف ہیں۔ غرض جب دیکھا گیا کہ یہ خیال عالمگیر ہو رہا ہے اور ہر طبقے کے لوگوں کو اس سے مضرتیں پہنچتی ہیں، اسلامی ہمدردی نے تقاضا کیا کہ اس غلطی کی اصلاح کی جاوے اور ایک رسالہ لکھا جاوے جس میں بقدر ضرورت اختصار کے ساتھ پانچوں مضامین کو کتاب و سنت سے مستنبط و ملتقط کر کے جمع کیا جاوے یوں تو اس رسالہ سے سب اہلِ اسلام کو نفع پہنچانا مقصود ہے مگر بالخصوص درویشی کی راہ چلنے والوں کی دل سوزی زیادہ مدنظر ہے اب ہر مسلمان کو عموماً اور درویش کو خصوصاً اس کا مطالعہ کرنا بلکہ تھوڑا تھوڑا وظیفہ مقرر کر لینا ضرور ہے کیونکہ مقصود درویشی کا یہی ہے کہ محبوبِ حقیقی راضی ہو جاوے اور طریقہ حصولِ رضا کا اطاعت و امتثالِ امر ہے پس جب محبوبِ حقیقی کا امر تمام حالات کے ساتھ متعلق ہے تو رضامندی اسی وقت ممکن ہے جب ہر حالت میں اس کا امر مانا جاوے اسی لئے طالبِ حق کو ضرور ہے کہ اول اپنے عقائد موافق اہلِ سنت و جماعت کے درست کرے پھر اعمال مفروضہ نماز و روزہ وغیرہا کے احکام سیکھ کر ان کا پابند ہو اور حرام و حلال کے مسائل سے واقف ہو تا کہ اکل حلال سے نورانیت

قلب پیدا ہوا اور طرز معاشرت سے مطلع ہو تاکہ اہل حقوق کے حقوق تلف نہ ہو جاویں کیونکہ اتلاف حقوق ظلم ہے اور ظالم پر لعنت ہوتی ہے پھر لعنت و رحمت جمع کیسے ہوگی اور رضا بدون رحمت کے ہوتی نہیں ان سب مراحل کو طے کر کے اب اس راہ باریک میں قدم رکھے ایسا شخص انشاء اللہ تعالیٰ کبھی گمراہ نہ ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقصود حقیقی تک پہنچ گا اب خدا کے نام پر مقصود کو شروع کرتے ہیں اور بہ نظر تعداد مضامین اس کو پانچ حصوں پر منقسم کرتے ہیں۔

عقائد و تصدیقات۔ اعمال و عبادات۔ معاملات و سیاسیات آداب و معاشرت۔ سلوک و مقامات۔

یا الٰہی اس نادان کی مدد فرما اور خطا و لغزش درپا سے بچا آمین و بہ نستعین ؛

محمد اشرف علی تھانوی

عقائد و تصدیقات

عقیدہ ۱ تمام عالم پہلے ناپید تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔

عقیدہ ۲ اللہ ایک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اُس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ کوئی اس کے مقابل کا نہیں۔

عقیدہ ۳ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

عقیدہ ۴ کوئی چیز اس کے مانند نہیں اور سب سے نرالا ہے۔

عقیدہ ۵ وہ زندہ ہے ہر چیز پر اُس کو قدرت ہے کوئی چیز اس کے علم سے پوشیدہ نہیں وہ سب کچھ دیکھتا ہے سُنتا ہے۔ وہ جو چاہے کرتا ہے کلام فرماتا ہے وہی پوجنے کے قابل ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ بادشاہ ہے۔ وہ سب عیبوں سے پاک ہے۔ وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ پیدا کرنے والا ہے۔ گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ بہت دینے والا ہے زبردست ہے روزی پہنچانے والا ہے جس کی روزی چاہے تنگ کر دے جس کی روزی چاہے فراخ کر دے۔ جس کو چاہے پست کر دے جس کو چاہے بلند کر دے جس کو چاہے عزت جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے بردباری اور برداشت والا ہے خدمت کی قدردانی کرنے والا ہے دعا کا قبول کرنے والا ہے سمائی والا ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ وہ سب کا کام بنانے والا ہے۔ اسی نے پہلے سب کو پیدا کیا۔ وہی قیامت میں دوبارہ پیدا کرے گا۔ وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے۔ اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں اور اس کی ذات کی باریکی کوئی نہیں جانتا۔ گنہگاروں کی توبہ قبول کرتا ہے جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔ وہی ہدایت کرتا ہے نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے۔ وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔ وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے اسی طرح تمام صفتیں کمال کی اس کو حاصل ہیں۔

عقیدہ۶ مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن و حدیث میں بعض جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے یا تو اس کے معنی اللہ کے سپرد کریں کہ وہ اس کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کئے ہوئے ایمان اور یقین کرتے ہیں اور یہی بات بہتر ہے اور یا کچھ مناسب معنی اس کے لگائے جاویں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔

عقیدہ۷ عالم میں جو کچھ بھلا بُرا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے کے آگے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے تقدیر اسی کا نام ہے اور بُری باتوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں ان کو ہر کوئی نہیں جانتا۔

عقیدہ۸ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔ مگر بندوں کو ایسے کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔

عقیدہ۹ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کسی کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔

عقیدہ۱۰ کوئی چیز خدا کے ذمہ ضرور نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔

عقیدہ۱۱ بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتلانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں گنتی ان کی پوری طرح اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے ان کی سچائی بتلانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے آدم علیہ السّلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور باقی درمیان میں ہوئے۔ بعضے بہت مشہور ہیں حضرت نوح علیہ السّلام، ابراہیم علیہ السّلام، اسحٰق علیہ السّلام، اسمٰعیل علیہ السّلام، یعقوب علیہ السّلام، یوسف علیہ السّلام، داؤد علیہ السّلام، سلیمان علیہ السّلام، ایوب علیہ السّلام، موسیٰ علیہ السّلام، ہارون علیہ السّلام، زکریا علیہ السّلام، یحییٰ علیہ السّلام، عیسیٰ علیہ السّلام، الیسع علیہ السّلام، یونس علیہ السّلام، لوط علیہ السّلام، ادریس علیہ السّلام، ذوالکفل علیہ السّلام، صالح علیہ السّلام، ہود علیہ السّلام، شعیب علیہ السّلام، الیاس علیہ السّلام۔

عقیدہ۱۲ پیغمبروں میں بعضوں کا رتبہ بعضوں سے بڑا ہے سب میں زیادہ مرتبہ ہمارے

پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہے اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے آپؐ سب کے پیغمبر ہیں۔

عقیدہ ۱۳ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکّے سے بیت المقدس میں اور وہاں سے ساتوں آسمان پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکہ میں پہنچا دیا اس کو معراج کہتے ہیں۔

عقیدہ ۱۴ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ کیا ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں۔ ان کا مرد یا عورت ہونا کچھ نہیں بتلایا گیا۔ بہت سے کام ان کے سپرد ہیں۔ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام حضرت میکائیل علیہ السّلام، حضرت اسرافیل علیہ السّلام، حضرت عزرائیل علیہ السّلام۔

عقیدہ ۱۵ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات آگ سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے پوشیدہ کیا ہے ان کو جن کہتے ہیں ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں ان کی اولاد بھی ہوتی ہے ان سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس ہے۔

عقیدہ ۱۶ مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب کی ہر طرح کی خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں۔ اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہو سکتیں ایسی باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔

عقیدہ ۱۷ ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جاوے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ ۱۸ خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جاوے مگر جب تک ہوش و حواس درست ہیں شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کے لئے درست نہیں ہو جاتیں۔

عقیدہ ۱۹ جو شخص شرع کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا اگر اس کے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھلائی دے یا وہ جادو ہے یا وہ نفسانی اور شیطانی دھندا

ہے۔ اس سے اعتقاد درست نہیں۔

عقیدہ۷۰ ولی لوگوں کو بعضی باتیں بھید کی سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں اس کو کشف و الہام کہتے ہیں اگر شرع کے موافق ہے قبول ہے اور اگر خلاف ہے تو رد ہے۔

عقیدہ۷۱ اللہ اور رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتلا دیں اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں ایسی ہی بات کو بدعت کہتے ہیں بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔ البتہ بعض باریک باتیں دین کی جو ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتیں پکے پکے اگلے عالموں نے اپنے علم کے زور سے قرآن و حدیث سے سمجھ کر دوسروں کو بھی بتلا دیں ایسے لوگ مجتہد کہلاتے ہیں مجتہد بہت ہوئے چار ان میں بہت مشہور ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ جس کو جس مجتہد سے زیادہ اعتقاد ہو اُس کی پیروی کر لی ہندوستان میں امام ابو حنیفہؒ کی پیروی کرنے والے زیادہ ہیں وہ حنفی کہلاتے ہیں اسی طرح نفس کے سنوارنے کے طریقے قرآن و حدیث کے موافق ولی لوگوں نے اپنے دل کی روشنی سے سمجھ کر بتلائے ایسے لوگ شیخ کہلاتے ہیں مگر ان میں چار زیادہ مشہور ہیں۔ خواجہ معین الدینؒ چشتی، حضرت غوث الاعظم عبدالقادرؒ، شیخ شہاب الدینؒ سہروردی، خواجہ بہاء الدینؒ نقشبند جس مجتہد اور شیخ سے اعتقاد ہو اُس کی پیروی کر کے دوسروں کو بُرا سمجھنا درست نہیں اور پیروی مجتہد اور شیخ کی اسی وقت تک ہے جب تک ان کی بات خدا اور رسول کے خلاف نہ ہو اگر ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہو اس میں پیروی نہیں۔

عقیدہ۷۲ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں، توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، قرآن مجید آخری کتاب ہے۔ اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آوے گی، قیامت تک قرآن کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا مگر قرآن کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

عقیدہ ۲۳ ہمارے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جس مسلمان نے دیکھا اس کو صحابی کہتے ہیں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیئے اگر کوئی لڑائی جھگڑا ان کا سننے میں آوے اس کو بھول چوک سمجھے ان کی برائی نہ کرے ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ پیغمبر صاحب کے بعد ان کی جگہ بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا۔ اس لئے خلیفہ اوّل کہلاتے ہیں تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ ۲۴ پیغمبر صاحب کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

عقیدہ ۲۵ ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان کو مان لے۔ اللہ و رسول کی کسی بات میں بھی شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ ۲۶ قرآن و حدیث کے کھلے کھلے مطلب کا نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔

عقیدہ ۲۷ گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ ۲۸ گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھے اس سے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ ۲۹ اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔

عقیدہ ۳۰ کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کرنا کفر ہے۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے کوئی بات معلوم ہو سکتی ہے۔

عقیدہ ۳۱ کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت مگر جن کا نام لے کر اللہ و رسول نے لعنت کی ہے اُن کے کفر کی خبر دی ہے ان کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں۔

عقیدہ ۳۲ جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جاوے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جاوے تو جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے جن میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ آکر پوچھتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے تیرا دین کیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں۔ اگر مردہ ایمان دار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اس کے لئے سب طرح کی چین ہے اور نہیں تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں پھر اس پر بڑی سختی ہوتی ہے اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے مگر یہ باتیں مردے کو ہی معلوم ہوتی ہیں اور لوگ نہیں دیکھتے۔ جیسا سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اس کے پاس بیٹھا ہوا بے خبر ہے۔

عقیدہ ۳۳ مردے کے لئے دعا کرنے سے کچھ خیر خیرات دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

عقیدہ ۳۴ اللہ و رسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچاوے گا اس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست آدمی ہیں وہ تمام زمین میں پھیل پڑیں گے پھر وہ خدا کے قہر سے ہلاک ہوں گے ایک عجیب طور کا جانور زمین سے نکلے گا۔ اور آدمیوں سے باتیں کرے گا مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا قرآن مجید اٹھ جاوے گا اور چند روز میں تمام مسلمان مر جاویں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جاوے گی اور بہت باتیں ہوں گی۔

عقیدہ ۳۵ جب ساری نشانیاں پوری ہو جاویں گی اب قیامت کا سامان شروع ہو گا حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم سے صور پھونکیں گے یہ صور ایک بہت بڑی

چیز سینگ کی شکل ہے اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں گے تمام مخلوقات مر جاویں گے اور جو مر چکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہو جاویں گی مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے ایک مدت اسی کیفیت پر گذر جائے گی۔

عقیدہ ۳۶ پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم دوبارہ پیدا ہو جائے دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا اس سے پھر سارا عالم موجود ہو جائے گا مردے زندہ ہو جاویں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جاویں گے آخر ہمارے پیغمبر صاحب سفارش کریں گے سب بھلے برے عمل تولے جاویں گے ان کا حساب ہوگا مگر بعضے بدون حساب جنت میں جائیں گے نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلاویں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا پل صراط پر چلنا ہوگا جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جاویں گے جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ ۳۷ دوزخ پیدا ہو چکی ہے اور اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہوں گے خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔

عقیدہ ۳۸ بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔

عقیدہ ۳۹ اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔

عقیدہ ۴۰: جن لوگوں کا نام لے کر اللہ و رسول نے ان کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے ان کے سوا کسی کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اللہ کی رحمت سے امید کرنا ضروری ہے۔

عقیدہ ۴۱: بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔

عقیدہ ۴۲: دنیا میں جاگتی ہوئی ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔

عقیدہ ۴۳: عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا و سزا ہوتی ہے۔

اقسامِ شرک

قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝

ان آیتوں سے بدعت اور شرک اور رسوم جہل و اطاعت و موافقت شیطان کی برائی صاف صاف معلوم ہوئی چونکہ ان امور کے ارتکاب سے توحید و رسالت کے عقیدہ میں خلل اور ایمان میں ظلمت و کدورت آجاتی ہے اس لئے بعد ذکر عقائد اسلام کے مناسب ہوا کہ بعضے برے عقیدے اور بری رسمیں اور بعضے بڑے بڑے گناہ جو بکثرت رائج ہیں

بیان کئے جاویں تاکہ لوگ آگاہ ہو کر ان سے بچیں ان میں بعضی باتیں بالکل کفر و شرک ہیں بعضی قریب کفر و شرک کے، بعضی بدعت و ضلالت، بعضی مکروہ و معصیت غرض سب سے بچنا ضروری ہے پھر جب ان چیزوں کا بیان ہو چکے گا جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے اس کے بعد ایمان کے شعبوں کا اجمالاً ذکر ہو گا کیونکہ ان سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے پھر گناہوں سے دنیا کا نقصان اور طاعات سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے اس کا اجمالاً ذکر کریں گے۔ کہ دنیا کے نفع و نقصان کا لوگ زیادہ لحاظ کرتے ہیں شاید اسی خیال سے کچھ عمل کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو چونکہ سب دلائل لکھنے کی اس مختصر میں گنجائش نہ تھی۔ اس لئے شہرت پر قلم انداز ہوئے۔

اشراک فی العلم

کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ اعتقاد کرنا کہ ہمارے حال کی اس کو ہر وقت خبر ہے نجومی، پنڈت سے، غیب کی خبریں دریافت کرنا یا کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی کسی کے نام کا روزہ رکھنا۔

اشراک فی التصرف

کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی اولاد مانگنا۔

اشراک فی العبادۃ

کسی کو سجدہ کرنا، کسی کے نام کا جانور چھوڑنا، چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا، خدا کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے قول یا رسم کو ترجیح دینا، کسی کے روبرو جھکنا یا نقش دیوار کی طرح کھڑے رہنا، چھڑیں نکالنا، تعزیہ علم وغیرہ رکھنا، توپ پر بکرا چڑھانا، کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا، کسی کی دوہائی دینا، کسی جگہ کعبے کا سا ادب و عظمت کرنا۔

اشراک فی العادۃ

کسی کے نام پر بچے کے کان ناک چھیدنا، بالی پہنانا، کسی کے نام کا پیسہ بازو پر باندھنا یا گلے میں ناڑا ڈالنا، سہرا باندھنا، چوٹی رکھنا، بدھی پہنانا، فقیر بنانا، علی بخش اور حسین بخش

وغیرہ نام رکھنا، کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا، کسی جانور پر کسی کا نام لگا کر ان کا ادب کرنا، محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا، لال کپڑا نہ پہننا، بی بی کی صحنک مردوں کو نہ کھانے دینا، عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا، اچھی بُری تاریخ اور دن کا پوچھنا، نجومی رمّال یا جس پر جن چڑھا ہو اس سے کچھ باتیں پوشیدہ پوچھنا، شگون لینا، کسی مہینے کو منحوس سمجھنا کسی بزرگ کا نام بطور وظیفے کے جپنا، یوں کہنا کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا، یا یہ کہیں کہ اوپر خدا نیچے تم، کسی کے نام کی قسم کھانا، کسی کو شاہنشاہ یا خداوند خدا یگان کہنا، تصویر رکھنا خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

بدعات القبور

قبروں پر دھوم دھام سے میلہ کرنا، کثرت سے چراغ جلانا، عورتوں کا وہاں جانا، چادریں ڈالنا، پختہ بنانا، بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا قبر کو بوسہ دینا یا طواف و سجدہ کرنا، دین و دنیا کے کاروبار حرج کر کے درگاہوں کی زیارت کے لئے سفر و اہتمام کرنا، وہاں گانا بجانا، اونچی اونچی قبریں بنانا، ان کو منقش بنانا، ان پر پھول ہار ڈالنا اس کی طرف نماز پڑھنا اس پر عمارت بنانا پتھر وغیرہ وہاں لکھ کر لگانا، چادر شامیانہ، نقارہ رکھنا مٹھائی وغیرہ چڑھانا عرس کرنا یا عرسوں میں شریک ہونا۔

بدعات الرسوم

تیجا، چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا، باوجود ضرورت کے عورت کے نکاح ثانی کو معیوب سمجھنا، نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت بھی نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں بجا لانا خصوصاً ناچ رنگ وغیرہ کرنا، ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا، مرد کا مسی، مہندی، سرخ کپڑے یا کثرت سے انگوٹھیاں چھلے پہننا، سلام کی جگہ بندگی، کورنش وغیرہ کہنا، دیور جیٹھ پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائی کے روبرو بے محابا عورت کا آنا، گراور یا سے گاتے بجاتے لانا، راگ باجا سننا، بالخصوص اس کو عبادت سمجھنا، نسب پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو کافی سمجھنا کسی کے نسب میں کسر ہو اس پر طعن کرنا، پیسے کو ذلیل سمجھنا، سلام کو بے ادبی سمجھنا یا خط میں بعد ادائے آداب عبودیت لکھنا کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا، شادیوں میں فضول

فضول خرچی اور خرافات باتیں، ہندوؤں کی رسمیں کرنا، دولھا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا اور آتش بازی ٹیٹاں وغیرہ کا سامان کرنا، فضول آرائش کرنا، بہت سی روشنی مشعلیں لے جانا، دولھا کا گھر کے اندر عورتوں کے درمیان جانا، چوتھی کھیلنا، مہر زیادہ مقرر کرنا، کنگنا سہرا باندھنا، غمی میں چلا کر رونا، منہ اور سینا پیٹنا، بیان کر کر رونا، استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا، برس روز تک یا کم و بیش اس گھر میں اچار نہ پڑنا، کوئی خوشی کی تقریب نہ ہونا، مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا، حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا، سادی وضع کو معیوب جاننا، مکان میں تصویریں لگانا، مرد کو لباس ریشمی استعمال کرنا، خاصدان عطردان وغیرہ چاندی سونے کے استعمال کرنا، عورت کو بہت باریک کپڑا پہننا، یا بجتا زیور پہننا، کفار کی وضع اختیار کرنا، میلوں میں جانا، دھوتی لہنگا پہننا، لڑکوں کو زیور پہنانا، داڑھی منڈانا یا کٹانا یا چڑھانا، شیطان کی کھڑی یا چندیا کھلوانا، مونچھ بڑھانا، ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا، مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی وضع اختیار کرنا، محض زیب و زینت کے لئے دیوار گیری چھت گیری لگانا، سیاہ خضاب، شگون ٹوٹکہ کرنا، کسی چیز کو منحوس سمجھنا، خدائی رات کرنا، بدن گودنا، سفید بال نوچنا، شہوت سے گلے لگنا یا ہاتھ ملانا، کسم، زعفران کا کپڑا مرد کو پہننا، شطرنج گنجفہ وغیرہ کھیلنا، خلاف شرع جھاڑ پھونک کرنا اور اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں بطور نمونہ کے چند امور کا بیان کر دیا ہے اوروں کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

بعض کبائر

شرک خدا سے کرنا، خون ناحق کرنا، ماں باپ کو ایذا دینا، عورت سے زنا کرنا، یتیموں کا مال کھانا، کسی عورت کو جھوٹ تہمت زنا کی لگانا، دو چند کافروں کی جنگ سے بھاگنا، شراب پینا، ظلم کرنا، کسی کو پیچھے بدی سے یاد کرنا، کسی کے حق میں گمان بد کرنا، اپنے تئیں غیروں سے اچھا جاننا، خدا سے خوف نہ کرنا، خدا کی رحمت سے ناامید ہونا، کسی سے وعدہ کر کے وفا نہ کرنا، ہمسائے کی بہو بیٹی پر نظر بد کرنا، کسی کی امانت میں خیانت کرنا، خدا کا کوئی فرض مثل نماز روزہ و زکوٰۃ و حج ترک کرنا، قرآن شریف پڑھ کر بھلانا، سچی گواہی چھپانا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹ

بولنا خصوصاً جھوٹی قسم کھانا جس سے کسی کا جان یا مال یا عزت جاتی ہے، خدا کے سوا اور کسی کے نام کی قسم کھانا، سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنا، جمعہ کی نماز ترک کرنا، ہمیشہ نماز ترک کرنا، مسلمانوں کو کافر کہنا، کسی کا گلہ سننا، چوری کرنا، ظالموں کی خوشامد کرنا، بیاج یا رشوت لینا، جھوٹے مقدمے فیصل کرنا، سود لیتے دیتے کم تولنا، مول چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا، لڑکوں سے بُرا کام کرنا، حیض کی حالت میں بی بی سے صحبت کرنا، اناج کی گرانی سے خوش ہونا، کسی غیر عورت کے پاس تنہا بیٹھنا، جانوروں سے جماع کرنا، جوا کھیلنا، کافروں کی رسمیں پسند کرنا، نجومی کی باتوں کو سچا جاننا، اپنی عبادت یا تقویٰ کا دعویٰ کرنا، مُردے پر پیٹنا پکار کر رونا، کھانے کو بُرا کہنا، ناچ دیکھنا، لوگوں کے دکھانے کو عبادت کرنا، نفس کے خوش کرنے کو راگ باجا سننا، کسی کے گھر میں بے اجازت چلے جانا، قدرت ہونے پر نصیحت ترک کرنا، کسی سے مسخرگی کر کے بے حرمت کرنا، کسی کا عیب ڈھونڈنا وغیرہ۔

شعب ایمانیہ

خدا پر ایمان لانا اس کے غیر کو حادث جاننا، اس کے ملائکہ پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور تقدیر پر اور قیامت پر ایمان لانا، حق تعالیٰ سے محبت رکھنا، اوروں سے محبت یا بغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا، بلا دخل نفسانیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا آپ کی تعظیم کا معتقد رہنا اور درود پڑھنا اسی تعظیم میں داخل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنا، اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا اور ترک ریا و نفاق اخلاص ہی میں داخل ہے، خدا سے خوف رکھنا اور اس کی رحمت کا امیدوار رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اور احسانات ربانی کا شکر ادا کرنا، اور عہد کا پورا کرنا اور ترک شہوت اور ہجوم مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربانی سے راضی رہنا اور تواضع اور فروتنی اختیار کرنا، حیا کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحم خُرد پر اور گھمنڈ اور پندار کا ترک کرنا اور حسد اور کینہ کا ترک کرنا، اور غضب ترک کرنا درحقیقت تواضع میں داخل ہے اور توحید ربانی کا ناطق رہنا یعنی لا الٰہ الا اللہ پڑھتے رہنا

اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہنا، کمتر رتبہ تلاوت کا دس آیتیں ہیں اور متوسط رتبہ سو آیتیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ رتبے میں داخل ہے اور علم دین حاصل کرنا اور غیر کو علم سکھانا اور دُعا کرنا اور ذاکر رہنا اور استغفار ذکر ہی میں داخل ہے اور لغو سے دُور رہنا اور حسی اور حکمی طہارت کرنا اور پرہیز کرنا نجاستوں سے تطہیر ہی میں داخل ہے اور ستر کو چھپا رکھنا اور فرض اور نفل نماز پڑھنا اور اسی طرح فرض زکوٰۃ نفل صدقہ ادا کرنا اور لونڈی غلام کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور کھانا کھلانا اور ضیافت کرنا سخاوت ہی میں داخل ہے، اور فرض و نفل روزہ رکھنا اور اعتکاف کرنا اور شب قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف بیت اللہ کا کرنا اور فرار بالدین یعنے ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا، جہاں اپنا دین نہ قائم رہ سکے اور اسی میں ہجرت بھی داخل ہے اور نذر اللہ کو پورا کرنا، اور قسم کو قائم رکھنا، اور قسم وغیرہ کے کفاروں کو ادا کرنا، نکاح کر کے پارسائی حاصل کرنا اور عیال کے حقوق کو ادا کرنا اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد کو تربیت کرنا اور ناتہ داروں کا حق ادا کرنا اور لونڈی غلاموں کو مالکوں کی اطاعت کرنا اور مالکوں کو لونڈی غلاموں پر مہربانی اور شفقت کرنا، اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہنا، اور جماعت مسلمین کا تابع رہنا، اور مسلمان حاکموں کی اطاعت کرنا اور خلق میں اصلاح کرتے رہنا اور خوارج اور باغیوں سے قتال کرنا اصلاح بین الناس میں داخل ہے اور امر نیک پر مدد کرنا، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسی میں داخل ہے اور حدود کو جاری رکھنا اور بشرط پائے جانے شرط کے اشاعت دین کرنا اور مرابطہ یعنی سرحد دار الاسلام کی محافظت کرنا اسی میں داخل ہے اور امانت کا ادا کرنا اور خمس کا دینا ادائے امانت میں داخل ہے اور قرض کسی حاجتمند کو دینا اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا اور اپنا حق لینے میں سختی نہ کرنا حسن معاملہ میں داخل ہے، مال کا جمع کرنا حلال سے اور مال کا صرف کرنا اپنے موقع پر اور ترک تبذیر و اسراف یعنی خلاف شرع بیہودہ طور پر مال کو برباد نہ کرنا انفاق فی الحق میں داخل ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعا خیر دینا اور لوگوں کو ضرر نہ پہنچانا اور لہو و لعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی چیز کو راہ سے ہٹا دینا۔

معاصی کے بعضے دنیوی نقصانات

علم سے محروم رہنا رزق کم ہو جانا خدا تعالیٰ سے وحشت ہونا، آدمیوں سے وحشت ہونا خصوص نیک آدمیوں سے، اکثر کاموں میں دشواری پیش آنا، قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہونا، دل اور بعض اوقات جسم میں کمزوری ہونا طاعت سے محروم رہنا، عمر گھٹنا معاصی کا سلسلہ چلنا، ارادہ توبہ کا کمزور ہو جانا چند روز میں معصیت کی برائی دل سے نکل جانا، دشمنان خدا کا وارث بننا افعال شنیعہ میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک خوار ہو جانا، دوسری مخلوق کو اس کا ضرر پہنچنا اور اس وجہ سے ان کا اس پر لعنت کرنا عقل میں فتور ہو جانا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس پر لعنت ہونا، فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جانا، پیداوار وغیرہ میں کمی ہونا، حیا و عزت کا جاتا رہنا، اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جانا نعمتوں کا سلب ہونا، بلاؤں کا ہجوم ہونا مدح و شرف سے القاب سلب ہو کر بجائے اس کے مذمت اور ذلت کے خطاب ملنا، شیاطین کا مسلط ہونا قلب کا پریشان رہنا، مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا، خدائے تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مرنا۔

طاعات کے بعضے دنیوی منافع

رزق بڑھنا، طرح طرح کی برکت ہونا تکلیف و پریشانی دور ہونا، مقاصد میں آسانی ہونا، زندگی بالطف ہونا، بارش ہونا، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا، اللہ تعالیٰ کا حامی اور مددگار ہونا، فرشتوں کو حکم ہونا کہ ان کے قلوب کو قوی رکھو، سچی عزت ملنا، مراتب بلند ہونا، دلوں میں محبت پیدا ہو جانا، قرآن کا اس کے حق میں شفا ہونا، مالی نقصان کا نعم البدل ملنا، روز بروز نعمت میں ترقی ہونا، مال بڑھنا، قلب میں راحت و اطمینان پیدا ہونا، آئندہ نسل میں یہ نفع پہنچنا، زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا، مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا، حاجات میں مدد ملنا، تردّدات کا رفع ہو جانا حکومت باقی رہنا، اللہ تعالیٰ کا غصہ فرو ہو جانا، عمر بڑھنا، افلاس و فاقہ سے بچنا تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔

اعمال وعبادات

عمل ۱ وضو اچھی طرح کرو گو کسی وقت نفس کو ناگوار ہو۔

عمل ۲ ہر وقت وضو سے رہنے کی کوشش کرو۔

عمل ۳ تازہ وضو بہتر ہے اگرچہ پہلے سے وضو ہو۔

عمل ۴ مذی سے غسل واجب نہیں۔ پیشاب گاہ دھو کر وضو کرنا چاہیئے۔

عمل ۵ وہم وشک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک یقیناً کوئی امر وضو توڑنیوالا واقع نہ ہو۔

عمل ۶ اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا یا نماز کی ہیئت پر سو رہنے سے۔

عمل ۷ پیشاب پائخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت مت کرو داہنے ہاتھ سے استنجا مت کرو تین کلوخ سے بلا ضرورت کم مت لو پلیدی اور ہڈی اور کوئلہ سے استنجا مت کرو۔

عمل ۸ پیشاب سے احتیاط نہ کرنے سے عذاب قبر ہوتا ہے۔

عمل ۹ سڑک پر یا سایہ میں پائخانہ مت کرو۔

عمل ۱۰ پائخانہ میں جاتے وقت انگوٹھی جس میں اللہ رسول کا نام لکھا ہو باہر اتار دو۔

عمل ۱۱ میدان میں ایسی جگہ پائخانہ کو بیٹھو جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو اور دامن اسوقت اٹھاؤ جب زمین سے قریب ہو جاؤ۔

عمل ۱۲ پیشاب ایسی جگہ کرو جہاں سے چھینٹ نہ اڑے، اور کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو شاید اس میں سے کوئی موذی چیز نکل کر تم کو ایذا پہنچاوے۔

عمل ۱۳ پائخانہ پھرتے وقت پشت پر کوئی آڑ ہونا چاہیئے، اگر اور کچھ نہ ہو تو ریت کا ڈھیر ہی لگا لے۔

عمل ۱۴ غسل خانہ میں پیشاب مت کرو، اور پائخانہ تو اور بھی بیہودہ بات ہے۔

عمل ۱۵ پائخانہ پھرتے وقت باتیں مت کرو۔

عمل ۱۶ جب پائخانہ میں جانے لگو یہ پڑھو بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ جب نکل آؤ یہ پڑھو غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ

عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔

عمل ۱۷ کلوخ کے بعد پانی سے بھی استنجا کرو۔

عمل ۱۸ پیشاب کھڑے ہوکر مت کرو۔

عمل ۱۹ حتی الامکان ہر نماز کے وقت مسواک کرو۔

عمل ۲۰ جب سو کر اٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھولو، پانی کے اندر نہ ڈالو۔

عمل ۲۱ وضو میں ایڑی پر پانی پہنچانے کے لئے زیادہ اہتمام کرو۔

عمل ۲۲ وضو میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو اور داڑھی میں بھی خلال کرو۔

عمل ۲۳ وضو میں اس طرح کے وہم مت کرو کہ خدا جانے پانی ناپاک تو نہیں، فلاں عضو پر پانی پہنچا یا نہیں تین دفعہ دھو چکا ہوں یا نہیں۔

عمل ۲۴ وضو میں پانی مت ضائع کرو۔

عمل ۲۵ اگر انگوٹھی پہنے ہو، اس کو ہلا لیا کرو۔

عمل ۲۶ غسل اس طرح کرو، پہلے دونوں ہاتھ پاک کرلو، پھر جو نجاست بدن پر لگی ہو اس کو دور کرو، پھر وضو کرو۔ پھر تین بار سر دھوؤ پھر تمام بدن پر پانی ڈالو۔

عمل ۲۷ غسل کے بعد پھر وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

عمل ۲۸ حالت جنابت میں اگر سونا یا کھانا چاہے یا بی بی کے پاس دوبارہ جانا چاہے بہتر ہے کہ استنجا اور وضو کر لے لیکن اگر وضو نہ کیا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔

عمل ۲۹ جو پانی نہ بہتا ہو گو کتنا ہی زیادہ ہو بلا ضرورت اس میں پیشاب نہ کرو۔

عمل ۳۰ جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کے استعمال سے اندیشہ برص کی بیماری کا ہے۔

عمل ۳۱ جمعہ کے روز غسل کرنا سنت ہے اور مردے کو نہلا کر غسل کر لینا بہتر ہے۔

باب الصلوٰۃ

عمل ۳۲ نماز اچھے وقت پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو خشوع و خضوع جس قدر

ہو سکے بجا لاؤ۔

عمل ۳۳ جب بچہ سات برس کا ہو جاوے اس کو نماز کی تاکید کرو اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھاؤ۔

عمل ۳۴ نماز خوب پابندی سے پڑھو۔

عمل ۳۵ عشاء سے پہلے سو ؤمت اور عشاء کے بعد باتیں مت کرو۔ جلدی سے سو رہو۔ تاکہ تہجد یا صبح کی نماز خراب نہ ہو۔

عمل ۳۶ عصر کا وقت بہت نازک ہوتا ہے اس کو تنگ مت کرو سویرے نماز پڑھ لیا کرو

عمل ۳۷ اگر اتفاق سے سو گیا یا بھول گیا اور نماز قضا ہو گئی تو جس وقت آنکھ کھلے یا یاد آوے فوراً قضا پڑھ لے اس کو دوسرے وقت پر نہ ٹالے البتہ اگر مکروہ وقت ہو تو اس کو گذر جانے دے۔

عمل ۳۸ اذان کے بعد لوگوں کو مت بلاؤ اذان بلانے ہی کے واسطے ہے البتہ سوتے ہوئے کو جگا دینا مضائقہ نہیں۔

عمل ۳۹ بہتر یہ ہے کہ جو شخص اذان کہے اسی کو تکبیر کہنے دیں اس کو ناراض کر کے دوسرا شخص تکبیر نہ کہنے لگے۔

عمل ۴۰ سات برس تک اذان کہنے پر رہائی دوزخ کا وعدہ آیا ہے۔

عمل ۴۱ نماز کے لئے دوڑ کر مت چلو، سانس پھولنے سے سکون قلب نہ رہے گا۔

عمل ۴۲ اذان اور تکبیر کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

عمل ۴۳ جتنی دور سے مسجد میں نماز پڑھنے آؤ گے اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔

عمل ۴۴ جب مسجد میں جانے لگو داہنا پاؤں پہلے اندر ڈالو اور یہ پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب نکلنے لگو بایاں پاؤں پہلے نکالو اور یہ پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

عمل ۴۵ مسجد میں جا کر بہتر ہے کہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو

عمل ۴۶ مسجد میں شور و غل مت کرو کوئی بدبودار چیز مثل حقہ تمباکو لہسن پیاز خام،

مولی کھا پی کر مت جاؤ، وہاں تھوکنے کی احتیاط رکھو، وہاں ریح مت نکالو، فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے کوئی چیز وہاں بیچو نہیں خرید و نہیں اس میں خرافات اشعار مت پڑھو، کسی کو مار پیٹ کی سزا مت دو، شاید پیشاب وغیرہ خطا ہو جائے، دنیا کی باتیں مت کرو۔

عمل ۴۷ ایسے کپڑے سے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اس کے نقش و نگار سے دل بارہ باٹ ہو جاوے

عمل ۴۸ نماز کے روبرو کوئی آڑ ہونا ضروری ہے اگر کچھ نہ ہو ایک لکڑی یا کوئی اونچی چیز رکھ لے اور اس چیز کو داہنے یا بائیں آبرو کے مقابل رکھے تاکہ مشابہت بت پرستوں کے ساتھ نہ ہو جائے۔

عمل ۴۹ اگر امام ہو بہت ہلکی نماز پڑھاؤ کیوں کہ مقتدی ہر قسم کے ہیں کسی کو تکلیف نہ ہو جس کی وجہ سے جماعت سے نفرت ہو جاوے۔

عمل ۵۰ نماز میں رکوع و سجدہ اور تمام ارکان اطمینان سے ادا کرو

عمل ۵۱ نماز میں دامن سمیٹنا یا بال سنوارنا بری بات ہے۔

عمل ۵۲ نماز میں ہاتھ کے سہارے سے مت اٹھو۔

عمل ۵۳ فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنن و نوافل پڑھے۔

عمل ۵۴ نماز میں اِدھر اُدھر مت دیکھو اوپر نگاہ مت اٹھاؤ حتی الوسع جمائی کو روکو بار بار کنکریاں مٹی برابر مت کرو، پھونک مت مارو، نماز کے واسطے جاتے ہوئے بھی کوئی حرکت خلاف نماز مت کرو نگاہ سجدہ کی جگہ رکھو۔

عمل ۵۵ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو جماعت چھوڑنے پر بڑی وعید آئی ہے البتہ کوئی قوی عذر ہو تو جماعت معاف ہو جاتی ہے۔

عمل ۵۶ جب بھوک کا بہت غلبہ ہو یا پیشاب پائخانہ کا دباؤ ہو تو پہلے فراغت کر لو پھر نماز پڑھو۔

عمل ۵۷ اگر امام ہو تو دعا میں سب مقتدیوں کو شریک کر لو یعنی سب کے لئے دعا کرو۔

عمل ۵۸ جب مسجد میں اذان ہو جاوے وہاں سے ہرگز مت جاؤ البتہ اگر کسی مختصر

ضرورت سے جا کر مغا پھر لوٹ آؤ مضائقہ نہیں۔

عمل ۵۹ صف کو خوب سیدھی کرو اور خوب مل کر کھڑے ہو اور پہلے اوّل صف پوری کرلو پھر دوسری پھر تیسری اور امام کے دونوں طرف برابر مقتدی ہونا چاہیئے۔

عمل ۶۰ اگر اکثر مقتدی کسی وجہ معقول سے امام سے ناخوش ہوں اسکو امامت کرنا چاہیئے

عمل ۶۱ امامت میں بہانہ مت کرو کہ ہر شخص دوسرے پر ٹالے اور اپنی جان بچاوے یہ علامات قیامت سے ہے۔

عمل ۶۲ اگر امام ہو تو مقتدیوں سے اونچی جگہ مت کھڑے ہو۔

عمل ۶۳ امام سے پہلے رکوع سجدہ یا اور کوئی فعل مت کرو۔

عمل ۶۴ اگر جماعت میں ایسے وقت آؤ کہ امام مثلاً سجدہ یا قعدہ میں ہو تو اس کے کھڑے ہونے کا انتظار مت کرو فوراً شریک ہو جاؤ۔

عمل ۶۵ تہجد پڑھنے کی کوشش کرو اس کی بڑی فضیلت ہے۔

عمل ۶۶ نوافل و ظائف کی اتنی کثرت مت کرو جس کا نباہ نہ ہو سکے۔

عمل ۶۷ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاؤ یا نیند زور کی آنے لگے تو ذرا آرام لے لو پھر نماز میں مشغول ہو۔

عمل ۶۸ جب بستر پر سونے کے لئے لیٹو وضو کر لو اور اللہ اللہ کہتے سو جاؤ۔

عمل ۶۹ گھر میں بھی کچھ نفلیں پڑھنے کا معمول رکھو۔

عمل ۷۰ جمعے کے روز درود شریف کی کثرت کرو۔

عمل ۷۱ جمعے میں نہا دھو کر کپڑے بدل کر خوشبو لگا کر سویرے جاؤ اور لوگوں کی گردن پر سے مت پھاندو کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ مت بیٹھو۔ زبردستی دو آدمیوں کے بیچ میں گھس کر مت بیٹھو خطبے میں باتیں مت کرو ایسی طرح مت بیٹھو کہ نیند آوے، اگر نیند غالب ہو جگہ بدل ڈالو۔

عمل ۷۲ جب سورج یا چاند کو گہن لگے اس وقت نماز پڑھو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، خیرات کرو، استغفار کرو، اگر غلام پاس ہو اُس کو آزاد کرو۔

عمل ۷۳ عیدگاہ میں ایک راستے سے جاؤ دوسرے سے آؤ۔
عمل ۷۴ جس شخص کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو مستحب ہے کہ بقر عید کا چاند دیکھ کر خط و ناخن نہ بنواوے جب تک قربانی نہ کرلے۔
عمل ۷۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو تو اچھا ہے اس سے محبت بڑھتی ہے۔
عمل ۷۶ تازہ بارش میں برکت ہوتی ہے اس کو اپنے بدن پر لینا بہتر ہے۔
عمل ۷۷ استسقاء کے لئے اگر نکلیں میلے کچیلے کپڑے ہوں عاجزی زاری کرتے ہوئے جاویں۔

کتاب الجنائز

عمل ۷۸ جب آدمی مرنے لگے اس کے پاس بیٹھ کر بآواز بلند کلمہ توحید پڑھتے رہو۔
عمل ۷۹ کفن نہ بالکل کم قیمت نہ بہت بیش قیمت متوسط درجے کا دو۔
عمل ۸۰ اگر پرانی مصیبت صدمہ یاد آجاوے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھو جیسا ثواب پہلے ملا تھا ویسا ہی پھر ملے گا۔
عمل ۸۱ رنج کی کیسی ہی خفیف بات ہو اس پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو تو ثواب ملے گا۔
عمل ۸۲ گاہ بگاہ مقابر میں جایا کرو اس سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے خصوصاً والدین کی قبر پر جمعے کو جانا بہتر ہے۔

کتاب الزکوٰۃ والصدقات

عمل ۸۳ زکوٰۃ پیشگی بھی دینا درست ہے۔
عمل ۸۴ پہننے کے زیور اور گوٹے ٹھپے میں بھی زکوٰۃ ہے۔
عمل ۸۵ زکوٰۃ حتی الامکان ایسے لوگوں کو دو جو مانگتے نہیں آبرو لئے گھر میں بیٹھے ہیں۔
عمل ۸۶ تھوڑی چیز دیتے سے مت شرماؤ جو توفیق ہو دے دو۔
عمل ۸۷ یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دے کر تمام حقوق سے سبکدوش ہو گئے مال میں اور بھی حقوق ہیں، جو وقوع ضرورت کے وقت ادا کرنے پڑتے ہیں۔

عمل ۸۸ عزیز غریب کو صدقہ دینے سے دو ثواب ہیں ایک صدقہ دوسرا صلہ رحم۔

عمل ۸۹ اگر پڑوسی غریب ہوں تو شوربا بڑھادیا کرو اور ان کو بھی پہنچایا کرو۔

عمل ۹۰ سائل کو کچھ دے دیا کرو خواہ کتنا ہی قلیل ہو۔

عمل ۹۱ بی بی شوہر کے مال سے محتاج کو اتنا ہی دے سکتی ہے جس میں اگر شوہر کو اطلاع ہو تو اس کو ناگوار نہ ہو۔

عمل ۹۲ جو چیز کسی کو خیرات دو اور وہ اس کو فروخت کرتا ہو تو بہتر ہے کہ تم اس کو اس سے مت خریدو۔ شاید تمھاری رعایت کرے تو گویا یہ ایک طرح کا صدقے کو واپس کرنا ہے۔

کتاب الصوم

عمل ۹۳ روزے میں فحش بات مت کرو، شور وغل مت مچاؤ جو کوئی لڑے بھی کہہ دو کہ میاں ہمارا روزہ ہے ہم کو معاف کرو۔

عمل ۹۴ چاند دیکھ کر ہرگز اٹکل مت کرو یہ فلاں دن کا ہے اس کے حساب سے آج فلاں تاریخ ہے۔ جب لوگوں نے دیکھا ہو جب ہی سے حساب شروع ہوگا۔

عمل ۹۵ عورت نفل روزہ بدون اجازت شوہر کے نہ رکھے جبکہ وہ گھر پر موجود ہو۔

عمل ۹۶ کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرو۔

عمل ۹۷ اگر روزے میں کوئی دعوت کرے اس کا جی خوش کرنے کو اس کے گھر چلے جاؤ اور وہاں جاکر اس کے لئے دعا کرو اور اگر روزہ نہ ہو تو کھانا کھا بھی لو۔

عمل ۹۸ جب رمضان شریف کے دس دن باقی رہ جاویں عبادت میں کسی قدر زیادہ کوشش کرو۔

باب تلاوۃ القرآن

عمل ۹۹ اگر قرآن شریف اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر چھوڑ دو مت، پڑھے جاؤ ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔

عمل ۱۰۰ سوتے وقت قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں دم کر کے جہاں تک ہاتھ پہنچیں بدن پر پھیر کر سور ہا کرو، تین بار اسی طرح کرو۔

عمل ۱۰۱ اگر قرآن پڑھا ہوا اس کو ہمیشہ پڑھتے رہو ورنہ اس کو بھول جاؤ گے۔ اور سخت گنہگار ہو گے۔

عمل ۱۰۲ جب تک جی لگے قرآن پڑھو، جب طبیعت الجھنے لگے موقوف کر دو مگر یہ اس شخص کے لئے ہے جو تلاوت کا عادی ہو ورنہ خلاف عادت کام کرنے سے ضرور طبیعت گھبراتی ہے اس کا خیال نہ کرے اور تبکلف عادت ڈالے، جب عادت ہو جاوے پھر اس کے لئے وہی حکم ہے جو اوپر گذرا۔

عمل ۱۰۳ قرآن مجید اس طرح پڑھو کہ تمہارے لہجے سے یہ معلوم ہو کہ خدائے تعالٰے سے ڈر رہا ہے بڑی خوش آوازی یہ ہے۔

باب الدعاء والذکر والاستغفار

عمل ۱۰۴ دعا میں ان امور کا لحاظ رکھو، خوب شوق و رغبت سے مانگو گناہ کی چیز مت مانگو اگر قبولیت میں دیر ہو تنگ ہو کر چھوڑ و مت قبولیت کا یقین رکھو۔

عمل ۱۰۵ غصے میں آکر اپنے مال اولاد جان وغیرہ کو مت کوسو، کبھی قبولیت کی گھڑی ہو گی اور اسی طرح ہو جاوے۔

عمل ۱۰۶ جب کہیں بیٹھو لیٹو دنیا کی باتیں کرو اس میں کچھ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور درود شریف تھوڑا ہی سہی ضرور کیا کرو مجلس خالی نہ رہنے پائے ورنہ وہ مجلس ہی وبال ہے۔

عمل ۱۰۷ اکثر اوقات بعقد انامل سے شمار وظیفہ کی رکھو، تسبیح بھی جائز ہے۔

عمل ۱۰۸ استغفار کی کثرت رکھو سب مشکلیں اس سے آسان ہوں گی، اور جہاں سے شان گمان نہ ہوگا۔ روزی ملے گی۔

عمل ۱۰۹ اگر شامت نفس سے گناہ ہو جاوے تو یہ سمجھ کر توبہ میں دیر مت لگاؤ کہ شاید ہماری توبہ قائم نہ رہے اور پھر گناہ ہو جاوے بلکہ فوراً توبہ صدق دل سے کرو اگر اتفاقاً توبہ ٹوٹ جاوے پھر توبہ کر لو۔

عمل ۱۱۰ بعضی دعائیں خاص حالات و خاص اوقات کی مذکور ہوتی ہیں سوتے وقت یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰی۔ جاگتے وقت یہ پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ صبح کو یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیٰی وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ اور شام کے وقت یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْیٰی وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ۔ بی بی کے پاس جاتے وقت یہ دعا پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا لشکر کفار پر اگر بددعا کرنا ہو یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ کسی کے مہمان ہو کھانے پینے سے فارغ ہو کر میزبان کے لئے یوں دعا کرو اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔ کسی کو مصیبت زدہ دیکھ کر یہ دعا پڑھو تم کو اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے اس سے اس طرح کہو اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِكُمْ کسی کو نکاح کی مبارکباد دو اس طرح کہو بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَیْكُمَا وَجَمَعَ بَیْنَكُمَا فِیْ خَیْرٍ جب کوئی مصیبت آوے یہ پڑھو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔

بابُ الحج والزّیارۃ

عملِ ۱۱۱ جس کو حج کرنا ہو جلدی چل دینا چاہیئے۔ خدا جانے کیا موانع پیش آجاویں۔

عملِ ۱۱۲ کافی خرچ لے کر حج کو جانا چاہیئے۔

عملِ ۱۱۳ حج کر کے اگر استطاعت ہو مدینہ طیبہ جاکر روضہ منورہ کی زیارت سے بھی مشرف ہو۔

عملِ ۱۱۴ اگر اس قدر روپیہ پاس ہے کہ حج کرسکتے ہو مگر مدینہ منورہ نہیں جاسکتے تو حج فرض ادا کرنا پڑے گا۔ پھر جب وسعت ہو مدینہ طیبہ چلے جاؤ یہ نہیں کہ حج بھی نہ کرو۔

عملِ ۱۱۵ حاجی جب تک اپنے گھر نہ آوے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اگر اس سے ملاقات ہو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اپنے لئے دعاء استغفار کراؤ۔

یمین و نذر

عملِ ۱۱۶ غیر اللہ کی قسم کبھی مت کھاؤ جیسے بیٹے کی، باپ کی، یا اور کسی مخلوق کی اور جس شخص کو ایسی عادت پڑ گئی ہو اور منہ سے نکل جاتا ہو تو فوراً کلمہ پڑھے۔

عملِ ۱۱۷ اس طرح کبھی قسم مت کھاؤ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں اگرچہ سچی ہی ہو اور جھوٹ میں ایسی قسم تو اور بھی غضب ہے۔

عملِ ۱۱۸ اگر غصے میں ایسی قسم منہ سے نکل گئی جس کے پورا کرنے میں کوئی بات خلاف شرع لازم آتی ہے مثلاً یہ کہ باپ سے نہ بولوں گا یا مانند اس کے ایسی قسم کو توڑ دو اور کفارہ دو اور یہ خیال نہ کرو کہ قسم توڑنے سے گناہ ہوگا۔ کیونکہ نہ توڑنے سے زیادہ گناہ ہوگا۔

عملِ ۱۱۹ کسی کا حق مارنے کے لئے بھر سے قسم مت کھاؤ۔ صاحب حق جو مطلب سمجھے گا اسی پر قسم ہے۔

عملِ ۱۲۰ مصیبت میں پھنس کر منت ماننا اور ویسے کبھی پھوٹی کوڑی اللہ کے نام نہ دینا نہایت کنجوسی کی دلیل ہے اور گویا نعوذ باللہ اللہ میاں کو پھسلانا ہے ؎

زنہار ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند
حق را بسجودے ونبی را بدرودے

معاملات وسیاسیات

معاملہ ۱: سب سے بہتر کسب دستکاری ہے انبیاء علیہم السّلام نے دستکاری کی ہے۔

معاملہ ۲: زانیہ کی خرچی اور جھوٹے تعویذ گنڈے، فال کھلائی وغیرہ کا نذرانہ سب حرام ہے۔ آج کل کے پیرزادے ان دونوں بلاؤں میں مبتلا ہیں رنڈیوں سے خوب نذرانے لیتے ہیں اور خود واہی تباہی تعویذ گنڈے کرتے ہیں فال کھولتے ہیں اور لوگوں کو ٹھگتے ہیں۔

معاملہ ۳: مانگنے کا پیشہ سب سے بدتر اور ذلیل اور گناہ ہے۔ اس سے تو گھاس کھودنا اور لکڑی کاٹ کر بیچنا ہزار درجہ بہتر ہے۔

معاملہ ۴: اگر ایسی ہی سخت مصیبت پڑ جاوے اور بدون مانگے کسی طرح بن ہی نہ پڑے تو لاچاری کی بات ہے اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے مانگے جو نیک بخت دیندار عالی ہمت، بلند حوصلہ ذی استطاعت ہوں کہ پھر کسی قدر کم ذلت ہے۔

معاملہ ۵: اگر بدون حرص وطلب کہیں سے کچھ ملے اس کے لینے میں کچھ مضائقہ نہیں اس میں سے کھائے کھلائے اللہ واسطے بھی دے۔

معاملہ ۶: جو چیز شرع میں حرام ہے اس میں ہیر پھیر کر کے حیلہ وتاویل مت کرو۔ اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے۔

معاملہ ۷: مفت خوری سے یہ بہتر ہے کہ عالی ہمتی سے کمائے اور دوسروں کی خدمت کرے البتہ جو لوگ خدمت دین میں مشغول ہیں کہ اگر طریق معیشت کو اختیار کریں تو دینی کام برباد ہو جاوے ایسے لوگوں کو ترک اسباب جائز بلکہ بعض اوقات اولیٰ ہے ان کی خدمت عام مسلمانوں کے ذمے ہے۔

معاملہ ۸: جس چیز میں طبیعت صاف نہ ہو دل کھٹکتا ہو وہ چھوڑ دینے کے قابل ہے۔

معاملہ ۹: جس پیشے میں ہر وقت نجاسات کے ساتھ تلبس ہوتا ہو جیسے بھنگی کا کام کرنا، پچھنے لگانا ایسے پیشے اور کمائی سے بچنا چاہیئے۔

معاملہ ۱۰: جو چیز گناہ کا آلہ بنائی جاوے اس کو مت بیچو۔

معاملہ ۱۱: ہمارے زمانہ میں روپیہ پیسہ بڑے کام کی چیز ہے اس کی قدر کرنا چاہیئے

اور وجہ حلال سے کمانے میں عار نہ کرے گو عرف میں نام دھرا جاوے۔

معاملہ ۱۲ جس طریقے سے آدمی کی بسر ہوتی ہو بلا ضرورت شدیدہ اس کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار نہ کرے۔

معاملہ ۱۳ خرید و فروخت اور اپنے حق کے مطالبہ کے وقت نرمی برتے تنگ گیری اچھی نہیں۔

معاملہ ۱۴ سودا بیچنے کے لئے بہت قسمیں مت کھاؤ اس میں ایک آدھ جھوٹ بھی نکل جاتا ہے پھر برکت مٹ جاتی ہے۔

معاملہ ۱۵ تجارت بہت عمدہ چیز ہے، امانت و راستی اس کا جزو اعظم ہے اس سے دنیا میں اعتبار ہوتا ہے اور آخرت میں انبیاء و صدیقین و شہداء کی ہمراہی نصیب ہوتی ہے۔

معاملہ ۱۶ معمول رکھو کہ منافع تجارت سے کچھ خیر خیرات نکالتے رہا کرو بعض باتیں تجارت میں ناہموار ہو ہی جاتی ہیں۔ خیر خیرات سے کسی قدر اس کے وبال میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

معاملہ ۱۷ اگر تمہارے سودے میں یا داموں میں کچھ عیب ہو ہرگز اس کو پوشیدہ مت کرو صاف کہہ دو اس کے چھپانے سے برکت مٹ جاتی ہے۔

معاملہ ۱۸ سود کا لین دین، تحریر گواہی کچھ مت کرو سب پر لعنت آئی ہے۔

معاملہ ۱۹ جو چیزیں کہ ناپ تول کر بکتی ہیں اور وہ ایک طرح کی ہیں جیسے گیہوں گیہوں اس کے مبادلے میں دو باتیں ضرور ہیں۔ ایک یہ کہ برابر سرابر ہو اگرچہ اعلیٰ ادنیٰ کا تفاوت ہو دوسرے یہ کہ دست بدست ہو۔ اگر ایک امر میں بھی خلاف ہوا تو سود ہو جاویگا۔ اور اگر ناپ تول کر بکتی ہیں مگر جنس الگ الگ ہے جیسے گیہوں اور جو اس میں برابر سرابر ہونا ضرور نہیں مگر دست بدست ہونا ضرور ہے اور اگر جنس تو ایک ہے مگر ناپ تول کر نہیں بکتی جیسے بکری بکری تب بھی برابر سرابر ہونا ضروری نہیں اور اگر نہ جنس ایک ہے نہ ناپ تول کر بکتی ہے۔ جیسے گھوڑا، اونٹ۔ اس وقت نہ برابر سرابر ہونا ضرور ہے۔ نہ دست بدست ہونا ضرور ہے۔ یہ فقہ حنفی کے موافق سود کی تفصیل ہے۔

آج کل جو زیور خریدا یا بنوایا جاتا ہے اس میں اکثر بوجہ تفاوت نرخ کے برابر بھی نہیں لیا جاتا اور اکثر ادھار بھی رہ جاتا ہے یہ بالکل سود ہے ایسی صورت میں جس طرح چاندی کم

ہے اس میں کچھ پیسے بھی ملائے جاویں چاندی چاندی برابر ہو جاوے گی۔ زائد چاندی کے عوض میں پیسے ہو جاویں گے اور ادھار کی اگر ضرورت ہو تو صاحب معاملہ ہی سے جداگانہ قرض لے کر اس معاملے کو طے کر لیں پھر اس کا قرض بعد میں ادا کریں۔

معاملہ ۱۹ اکثر ایسا کرتے ہیں کہ روپیہ دے کر آٹھ آنے پیسے اب لے لئے اور آٹھ آنے ایک گھنٹے بعد لے لئے یہ بھی جائز نہیں اگر ایسی ہی ضرورت ہو تو روپیہ امانۃً اس کے پاس رکھا دیں جب اس کے پاس پیسے پورے آجاویں تب یہ معاملہ مبادلے کا کریں۔

معاملہ ۲۰ اگر تم خراب گیہوں کے عوض میں اچھے گیہوں لینا چاہتے ہو اور دوسرا شخص برابر سرابر نہیں دیتا تو یوں کرو کہ اپنے گیہوں مثلاً ایک روپیہ کو اس کے ہاتھ بیچ ڈالو پھر جتنے گیہوں وہ تم کو دے وہ اس روپیہ کے عوض میں جو اس کے ذمے تمہارا قرض ہے اس سے خرید لو۔

معاملہ ۲۱ اگر چاندی یا سونے کا زیور جڑاؤ یا جس میں اور کوئی چیز ملی ہو چاندی یا سونے کے بدلے میں یعنی چاندی کا زیور چاندی کے بدلے اور سونے کا زیور سونے کے بدلے خریدنا یا بیچنا چاہو تو یہ مبادلہ اس وقت ہے جب زیور میں چاندی یا سونا یقیناً کم ہو، اور داموں کی چاندی یا سونا زائد ہو اگر برابر یا زائد ہونے کا گمان ہو تو درست نہیں۔

معاملہ ۲۲ اگر کوئی شخص تمہارا مقروض ہو اور اسی حالت میں وہ تم کو ہدیہ دے یا دعوت کرے اگر پہلے سے راہ و رسم باہمی جاری نہ ہو تو ہرگز مت قبول کرو اسی سے رہن کی آمدنی کا حال معلوم کرو، کیونکہ راہن تمہارا قرضدار ہے اور قرض کے دباؤ میں تم کو انتفاع کی اجازت دیتا ہے تو وہ کس طرح حلال ہوگا۔

معاملہ ۲۳ بعض لوگ کوئی خاص چیز ایک معین مقدار روپیہ سے خرید کرتے ہیں اور جب قیمت نہیں بن پڑتی تو اس چیز کو اسی بائع کے ہاتھ کچھ کم قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں سو چونکہ بائع کو اس بچت کا کوئی حق نہیں اس لئے یہ داخل سود ہو کر ممنوع ہو گیا البتہ اگر ایسی ضرورت پیش آوے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ اصل بائع تھوڑی دیر کے لئے مشتری کو بقدر قیمت قرار داد سابق روپیہ بطور قرض دے دے اور مشتری اس قیمت کو اصل قیمت میں ادا کر دے اس کے بعد وہ چیز کم قیمت میں بائع کے ہاتھ بیچ ڈالے اور جو باقی

رہے وہ اس کے ذمے قرض رہے گا مثلاً دس روپیہ کو تم نے ایک گھڑی خریدی اور جب روپے کا بندوبست نہ ہوسکا تو اسی بائع کے ہاتھ فرض کرو کہ آٹھ روپیہ کو بیچ ڈالی، یہ معاملہ سود اور ناجائز ہے ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ دس روپیہ بائع سے قرض لے کر پہلے گھڑی کی قیمت ادا کردو اب وہ گھڑی اس کے ہاتھ جتنی کمی پر چاہو بیچو جتنے کو بائع نے خریدا اتنا قرض تو ابھی ادا ہوا اور باقی تمہارے ذمے رہا۔

معاملہ ۲۴ جب تک پھل کام میں آنے کے لائق نہ ہو اس کا خریدنا اور بیچنا ممنوع ہے کیوں کہ معلوم نہیں پھل رہے یا جاتا رہے۔

معاملہ ۲۵ صرف بیجک آنے پر مال مت فروخت کرو جب تک تمہارے قبضہ میں نہ آجاوے اور جب بائع کے قبضے میں آجاوے تو بیجک دیکھ کر مشتری کو خریدنا درست ہے مگر جب مال کو دیکھے اس وقت اختیار ہے خواہ معاملہ رکھے یا انکار کردے۔

معاملہ ۲۶ بنجارہ کچھ غلہ لایا اس کو شہر میں آنے دو اس وقت خرید کرو شہر سے باہر ہی باہر جاکر معاملہ کرلینا اچھا نہیں اس میں کبھی تو اس کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ شہر میں اس نرخ کو فروخت نہ ہوگا اور شہر والوں کا بھی اس میں نقصان ہے کہ سب اس کے محتاج ہوگئے جتنے کو چاہے فروخت کرے اور ایک آدمی اگر سودا چکاتا ہو اور ابھی بائع نے اس کو نامنظور نہیں کیا بلکہ منظوری و نامنظوری دونوں کا احتمال ہے تو تم جاکر اس کے سودے کو خراب کرکے خود مت لینے لگو البتہ جب وہ صاف انکار کردے اس وقت خریدنے میں مضائقہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ نیلام میں کسی کی بولی پر بولی بولنا کچھ ڈر نہیں کیونکہ خود بائع نے ابھی اس بولی کو منظور نہیں کیا اور کسی کو دھوکا دینے کو چیز کے دام مت بڑھاؤ کہ دوسرا آدمی اور زیادہ بولی بول دے اور وہ چیز اس کے گلے پڑجائے اور کوئی دیہاتی اپنی چیز شہر میں فروخت کرنے آوے سو خواہ مخواہ خیرخواہی جتلانے کو اس کو بیچنے سے مت روکو کہ میاں ہمارے پاس رکھ جاؤ ہم موقع پر گراں قیمت سے بیچ دیں گے بلکہ اس کو بیچنے دو شہر والوں کو کسی قدر کفایت سے مل جاوے گی البتہ اگر اس کا صریح نقصان ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں اگر گائے بکری بیچنا ہو خریدار کو دھوکہ دینے کی غرض سے ایسا مت کرو کہ کئی وقت دودھ نہ نکالو تا کہ تھن کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھ

کر خریدار دھوکہ میں آجاوے اور زیادہ دام کو خرید کر پیچھے پچھتاوے۔

معاملہ ۲۷ خود رو گھاس کا بیچنا درست نہیں اگر چہ وہ تمہاری مملوکہ زمین میں ہی کھڑی ہو اسی طرح پانی۔

معاملہ ۲۸ کوئی ایسی کارروائی مت کرو جس سے خریدار کو دھوکہ ہو۔

معاملہ ۲۹ اگر کوئی مصیبت زدہ اپنی ضرورت کو کوئی چیز بیچتا ہو تو اس کو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ اس چیز کے دام مت گراؤ یا تو اس کی اعانت کرو یا مناسب قیمت سے اس کو خرید لو۔

معاملہ ۳۰ جو چیز تمہارے ملک و قبضے میں نہ ہو اس کا معاملہ کسی سے مت ٹھہراؤ اس امید پر کہ ہم بازار سے خرید کر اس کو دے دیں گے۔

معاملہ ۳۱ رہن میں یہ شرط ٹھہرانا کہ اگر اتنی مدت تک زر رہن ادا نہ ہو تو اسی کو بیع سمجھا جاوے باطل ہے اور مدت گذرنے پر بیع نہ ہوگی۔

معاملہ ۳۲ ناپ تول میں دغابازی مت کرو۔

معاملہ ۳۳ اگر کوئی چیز بطور بدنی کے خریدی اور فصل پر بائع سے وہ چیز نہ بن پڑی تو جتنا روپیہ اس کو دیا تھا واپس لے لو نہ زیادہ روپیہ لینا درست ہے اور نہ اس روپیہ کے بدلے اور کوئی چیز خریدنا درست ہے البتہ اپنا روپیہ لے کر پھر اس سے جو چاہو خرید لو۔

معاملہ ۳۴ غلہ ارزاں خرید کر گراں بیچنا درست ہے مگر جب مخلوق کو تکلیف ہونے لگے اس وقت زیادہ گرانی کا انتظار کرنا حرام اور موجب لعنت ہے۔

معاملہ ۳۵ حاکم کو اختیار نہیں ہے کہ زبردستی نرخ مقرر کرے البتہ تاجر کو فہمائش اور صلاح دینا مناسب ہے۔

معاملہ ۳۶ اگر تمہارا دین دار غریب ہو اس کو پریشان مت کرو بلکہ مہلت دو یا جزو یا کل معاف کر دو اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کی سختی سے نجات دیں گے۔

معاملہ ۳۷ تم کسی کے دیندار ہو تو خراب چیز سے اس کا حق مت ادا کرو بلکہ یہ ہمت رکھو کہ اس کے حق سے بہتر اس کو ادا کیا جاوے مگر معاملے کے وقت یہ معاہدہ جائز نہیں۔

معاملہ ۳۸: اگر تمہارے پاس دینے کے واسطے ہے اس وقت ٹالنا بڑا ظلم ہے۔

معاملہ ۳۹: اگر تمہارا مدیون تم کو دوسرے سے دلا نے کرادے اور اس سے تم کو وصول ہونے کی بھی امید ہو تو خواہ مخواہ ضد میں آکر اسی کو دق مت کئے جاؤ بلکہ اس حوالہ کو منظور کرلو

معاملہ ۴۰: حتی الامکان کسی کے مدیون مت ہو اور اگر بضرورت مدیون ہونا پڑے تو اس کے ادا کی فکر رکھو بے پروا مت بن جاؤ، اور اگر دائن تم کو کچھ کہنے سنے صبر کرو اس کا حق ہے

معاملہ ۴۱: اگر تم کو وسعت ہو تو کسی مدیون کی طرف سے اس کا دین ادا کر دیا کرو۔

معاملہ ۴۲: سودا جھکتا تول کر دیا کرو۔

معاملہ ۴۳: جب کسی کا قرض ادا کیا کرو تو ادا کرنے کے ساتھ اس کو دعا بھی دیا کرو اور اس کا شکریہ ادا کرو۔

معاملہ ۴۴: شرکت میں دونوں ساجھیوں کو امانت و دیانت سے رہنا چاہیئے ورنہ پھر برکت سلب ہونے لگتی ہے۔

معاملہ ۴۵: امانت میں ہرگز خیانت مت کرو۔

معاملہ ۴۶: جو معاملہ ظلم سے دباؤ سے، کسی کی وجاہت و لحاظ سے کسی کی شرما شرمی سے وصول ہو وہ حلال نہیں اے چندہ جمع کرنے والو ذرا اس کو اچھی طرح غور کر لیجیو، حلال وہی مال ہے جو بالکل طیب خاطر سے دیا جاوے۔

معاملہ ۴۷: ہنسی ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر چیز والے کو پریشان مت کرو خصوصاً جب کہ یہ نیت ہو کہ اگر معلوم ہو گیا تو ہنسی ہے ورنہ خود برد کریں گے اور جو ہنسی میں اٹھا لی تو جلدی واپس کر دو۔

معاملہ ۴۸: پڑوسی کی رعایت کیا کرو، خفیف باتوں میں اس سے مسامحت کرو مثلاً تمہاری دیوار میں میخ گاڑنے لگے اور تمہارا کوئی نقصان بھی نہ ہو تو اجازت دے دو۔

معاملہ ۴۹: اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان یا زمین خرید کر لو ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے یوں ہی اڑ جائیگا۔

معاملہ ۵۰: جس درخت کے سائے میں آدمیوں کو جانوروں کو آرام ملتا ہو اور وہ تمہارے

ملک میں بھی نہیں ہے تو اس کو مت کاٹو کہ جانداروں کو تکلیف ہوگی اس سے عذاب ہوتا ہے۔

معاملہ ۵۱ بکریاں چرانا پیغمبروں کا طریقہ ہے۔

معاملہ ۵۲ مزدوروں سے کام لے کر اس کی مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو اس مقدمے میں سرکار عالی مدعی ہوں گے عہد کر کے خلاف مت کرو خصوصاً جب کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ ہو۔ اس میں بھی سرکار عالی مدعی ہوں گے۔

معاملہ ۵۳ اکثر ایام قحط میں بعض لوگ اپنی اولاد کو یا بعضے ظالم دوسروں کے بچوں کو بیچ ڈالتے ہیں، اس کا بیچنا یا خرید کر غلام سمجھنا سب حرام ہے۔ اس مقدمے میں بھی سرکار عالی مدعی ہوں گے۔

معاملہ ۵۴ جو جھاڑ پھونک شرع کے موافق ہو۔ اس پر کچھ نذرانہ لینا جائز ہے۔

معاملہ ۵۵ اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دیدے تو ایسا ثواب ہے جیسا کہ وہ کھانا دے دیا جو اس آگ سے پکا ہے اسی طرح نمک دے دینے کا ثواب ہے۔

معاملہ ۵۶ جہاں پانی بکثرت میسر ہو وہاں کسی کو پلانے سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے اور جہاں بکثرت میسر نہیں وہاں پلانے سے ایسا ثواب ہے جیسا کہ کسی مُردے کو زندہ کر دیا۔

معاملہ ۵۷ اگر کسی کو کوئی چیز یہ کہہ کر دے کہ تم کو عمر بھر کے لئے دیتے ہیں اور بعد تمہارے مرنے کے واپس کر لیں گے وہ شے بہمہ وجوہ اس کی ملک ہو جاتی ہے بعد موت کے اس کے ورثہ کو ملے گی تو اس امید باطل پر اپنے مال کو خراب و برباد مت کرو پھر حسرت ہوگی اپنے ہی پاس رہنے دو۔

معاملہ ۵۸ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو، تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو۔ ناانصافی بری بات ہے۔

معاملہ ۵۹ ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو بدلے کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آوے گی۔ لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اس کو کچھ بدلہ دیا جاوے اور اگر بدلہ دینے کو میسر نہ ہو تو اس کی ثناء وصفت ہی کرو اور لوگوں کے روبرو اس کے احسان کو ظاہر کر دو اور ثناء وصفت کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا اور جب محسن کا شکر ادا نہ کیا تو خدا کا شکر بھی ادا نہ ہوگا اور جس طرح ملی ہوئی چیز کا مٹانا برا ہے اسی طرح

نہ ملی ہوئی پر شیخی بگھارنا کہ ہمارے پاس آنا آیا یہ بھی برا ہے۔

معاملہ ۶۰ باہم تحفہ تحائف راہ و رسم جاری رکھو اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے۔ محبت بڑھتی ہے اور یہ نہ خیال کرو کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں جو کچھ ہو بے تکلف دے دو۔

معاملہ ۶۱ جو کوئی تمہاری خاطرداری کو خوشبو تیل یا دودھ یا تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سونگھ لو یا تیل لگالو، دودھ پی لو، تکیہ کمر سے لگالو تو قبول کر لو، انکار و عذرمت کرو، کیوں کہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اٹھ سکتا، اور دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔

معاملہ ۶۲ نیا پھل اول جب تمہارے پاس پہنچے اس کو آنکھوں اور لبوں سے لگاؤ اور یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ پھر کوئی بچہ پاس ہو اس کو دے دو

معاملہ ۶۳ اگر تمہارے ذمے کسی کا قرضہ یا کسی کی امانت یا اور کوئی حق ہو تو اس کی یادداشت بطور وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھو۔

باب النکاح

معاملہ ۶۴ اگر حاجت و استطاعت ہو تو نکاح کرنا افضل ہے اور اگر حاجت ہے مگر استطاعت نہ ہو تو روزے کی کثرت سے شہوت ٹوٹ جاتی ہے۔

معاملہ ۶۵ نکاح میں زیادہ تر منکوحہ کی دینداری کا لحاظ رکھو۔ مال و جمال اور حسب و نسب کے پیچھے زیادہ مت پڑو۔

معاملہ ۶۶ اگر سفر سے گھر آنا ہو تو دفعۃً گھر میں مت چلے جاؤ۔ اس قدر توقف کرو کہ بی بی کنگھی چوٹی سے اپنے کو سنوار لے کیونکہ شوہر کی عدم موجودگی میں اکثر میلی کچیلی رہتی ہے کبھی اس حالت میں دیکھ کر اس سے نفرت نہ ہو جاوے۔

معاملہ ۶۷ اگر کوئی شخص تمہاری عزیزہ کے لئے پیغام نکاح بھیجے تو زیادہ تر قابل لحاظ اس شخص کی نیک وضعی اور دینداری ہے دولت حشمت عالی خاندانی کے اہتمام میں رہ جانے سے خرابی ہی خرابی ہے۔

معاملہ ۶۸ اگر اتفاقاً کسی غیر منکوحہ عورت اور کسی مرد باہم تعشق ہو جاوے تو بہتر ہے کہ ان کا نکاح کر دیا جاوے۔

معاملہ ۶۹ اس نکاح میں زیادہ برکت ہوتی ہے جس میں خرچ کم پڑے اور مہر بھی ہلکا ہو۔

معاملہ ۷۰ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر عورتوں کی صورت شکل کے حالات اپنے خاوند سے بیان کیا کرتی ہیں یہ بہت بری بات ہے اگر اس کا دل آگیا تو پھر روتی پھریں گی۔

معاملہ ۷۱ ایک کپڑے میں دو مردوں کا اسی طرح ایک کپڑے میں دو عورتوں کا لیٹنا بالکل نامناسب اور بے غیرتی ہے اور جس طرح مرد کو دوسرے مرد کا ستر دیکھنا گناہ ہے اسی طرح عورت کو دوسری عورت کا بدن ناف سے گھٹنے تک دیکھنا گناہ ہے اکثر عورتیں اس کی احتیاط نہیں رکھتیں۔

معاملہ ۷۲ اگر کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جاوے فوراً نگاہ ادھر سے پھیر لو، اور اگر اس کا خیال کچھ دل میں رہے تو اپنی بی بی سے فراغت کر لینا چاہیئے اس سے وہ وسوسہ دفع ہو جاتا ہے۔

معاملہ ۷۳ اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اگر بن پڑے تو اس کو ایک نگاہ دیکھ لو کبھی بعد نکاح کے اس کی صورت سے نفرت نہ ہو۔

معاملہ ۷۴ بغیر ضرورت شدیدہ پیشاب، پائخانہ مجامعت کے برہنہ مت ہو فرشتوں سے اور اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا چاہیئے۔

معاملہ ۷۵ تنہائی میں غیر عورت کے پاس بیٹھنا زہر قاتل ہے اور سخت گناہ ہے اسی طرح اس کے ساتھ سفر کرنا بھی ممنوع ہے آج کل پیروں اور رشتہ داروں سے اس کی بالکل احتیاط نہیں ہے۔ غیر عورت اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح کبھی عمر بھر میں حلال ہو سکے۔

معاملہ ۷۶ بلا ضرورت عورت کے لئے یہ منع ہے کہ غیر مرد کو دیکھے اکثر عورتوں کو جھانکنے تاکنے کی عادت ہوتی ہے بڑی واہیات بات ہے۔

معاملہ ۷۷ اولاد کا حق ہے کہ اس کا نام اچھا رکھو، علم و لیاقت سکھلاؤ جب جوان ہو جائے نکاح کر دو ورنہ اگر اس سے کوئی گناہ ہو گیا تو اس کا وبال تمہاری گردن پر ہو گا

اکثر لوگ لڑکیوں کو بٹھلا رکھتے ہیں بڑی بے احتیاطی ہے۔

معاملہ۷۸ اگر کسی جگہ ایک شخص پیغام نکاح بھیج چکا ہے جب تک اس کو جواب نہ مل جاوے یا وہ خود چھوڑ بیٹھے تم پیغام مت دو۔

معاملہ۷۹ اگر کوئی شخص اپنا دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس عورت کو یا اس کے ورثہ کو مناسب نہیں کہ شوہر سے شرط ٹھہرائیں کہ پہلی منکوحہ کو طلاق دے دے جب نکاح کیا جاوے گا اپنی تقدیر پر قانع رہنا چاہیئے۔

معاملہ۸۰ نکاح مسجد میں ہونا بہتر ہے تاکہ اعلان بھی خوب ہو، اور جگہ بھی برکت کی ہے۔

معاملہ۸۱ رضاع میں بڑی احتیاط درکار ہے بدون تحقیق علاقہ رضاع روبرو نہ آجاوے اور جہاں شبہ و شک شرکت رضاع کا بھی ہو نکاح نہ کرے

معاملہ۸۲ میاں بی بی کے باہمی معاملات خلوت کا دوست احباب سے یا ساتھنوں سہیلیوں سے ذکر کرنا خدا تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے۔ اکثر دولہا دولہن اس کی پرواہ نہیں کرتے

معاملہ۸۳ ولیمہ مستحب ہے مگر اس میں تکلف و تفاخر نہ کرے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بی بی کا ولیمہ دو سیر جو سے کیا حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں خرما اور پنیر اور گھی کا مالیدہ تھا اور سب سے بڑا ولیمہ حضرت زینبؓ کا تھا کہ ایک بکری ذبح ہوئی اور گوشت روٹی لوگوں کو پیٹ بھر کے کھلائی گئی۔

معاملہ۸۴ اگر کئی بیبیاں ہوں سب کو برابر رکھے۔

معاملہ۸۵ بی بی کی کج خلقی پر صبر کرو۔ اس سے عداوت مت کرو اگر ایک بات ناپسند ہو ہو گی دوسری بات پسند آجاوے گی بے ضرورت اس کو مت مارو اور ضرورت ہو تب بھی زیادہ زیادہ مت مارو، اور منہ پر ہرگز مت مارو۔ آخر رات کو اسی سے پیار اخلاص کرتے شرم بھی آویگی اس کا دل بہلاتے رہو گالی گلوج مت کرو۔ روٹھ کر گھر سے مت نکل جاؤ زیادہ خفگی ہو دوسری چارپائی پر سو رہو۔ جب دیکھو کسی طرح نباہ نہیں ہوتا آزاد کر دو۔

معاملہ۸۶ عورت کو چاہیئے کہ خاوند کی اطاعت کرے اس کو خوش رکھے اس کے حکم کو ٹالے نہیں خصوصاً جب وہ ہم بستری کے لئے بلاوے اس کی وسعت سے زیادہ اس سے

نان نفقہ طلب نہ کرے اس کے روبرو زبان درازی نہ کرے، بلا اجازت اس کے نوافل نہ پڑھے نہ نفل روزہ رکھے اس کا مال بدون اس کی رضا کے کسی کو نہ دے، نہ خود ضرورت سے زیادہ اٹھاوے بلا اجازت کسی کو گھر نہ آنے دے بلا سخت مجبوری کے اپنے منہ سے طلاق نہ مانگے۔

معاملہ ۸۷ بی بی کو بھڑکا کر میاں سے لڑا دینا یا نفرت ڈال دینا نہایت گناہ ہے۔

معاملہ ۸۸ اگر معمولی طور پر کوئی شخص اپنی بی بی کو مارے اس کی وجہ غیر لوگوں کو دریافت کرنا خلاف تہذیب ہے شاید وہ بات تبلانے کی نہ ہو مثلاً اس نے ہم بستری سے انکار کیا، اور اس پر مارا ہو تو وہ کیا تبلائے گا۔

معاملہ ۸۹ بلا ضرورت طلاق مت دو۔

معاملہ ۹۰ حیض میں طلاق مت دو کہ شاید بلا ضرورت بوجہ نفرت طبعی کے بسبب حیض کے دی ہو۔

معاملہ ۹۱ حلالہ کی شرط ٹھہرانا نہایت بے غیرتی کی بات ہے۔

معاملہ ۹۲ محض قرائن سے اپنی بی بی کو بدکار یقین کر لینا یا جو اولاد اس سے ہو اس کی صورت شباہت دیکھ کر کہہ دینا کہ یہ میری نہیں ہے بہت گناہ ہے۔

معاملہ ۹۳ اگر عورت بدچلن ہو اور اس کا انتظام نہ کر سکے تو اس کو طلاق دے دینا چاہیے لیکن اگر اس سے محبت ہو اور ڈرتا ہو کہ بعد طلاق کے میں بھی اس سے مبتلا ہو جاؤں گا تو نہ چھوڑے مگر حتی الوسع انتظام و انسداد کرنا چاہیے۔

معاملہ ۹۴ اگر اپنی آنکھ سے عورت کو زنا کرتے دیکھ لیا تو اس کے مار ڈالنے سے خدا کے نزدیک گنہگار نہ ہوگا گو حاکم دنیا بوجہ عدم ثبوت شرعی کے اس سے قصاص لے۔

معاملہ ۹۵ خواہ مخواہ بلا قرینہ بی بی پر بدگمانی کرنا جہالت اور تکبر ہے اور قرائن ہوتے ہوئے چشم پوشی کرنا بے غیرتی و دیوثی ہے۔

معاملہ ۹۶ اگر نکاح کے بارے میں تم سے کوئی مشورہ کرے تو خیرخواہی کی بات یہ ہے کہ اگر اس موقع کی کوئی خرابی تم کو معلوم ہو ظاہر کر دو یہ غیبت حرام نہیں ہے اور اسی طرح جس جگہ تم کو خاص کسی کی برائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی کی خیرخواہی کی ضرورت سے اس کا عیب بیان کرنا پڑے

شرعاً اس کی اجازت ہے بلکہ بعض جگہ واجب ہے۔

معاملہ ۹۷ اگر خاوند باوجود مقدرت کے بوجہ بخل کے بی بی کو بقدر کفایت کے خرچ نہ دیتا ہو تو بی بی چھپا کر لے سکتی ہے مگر حاجت سے زیادہ فضول خرچی کرنے کو لینا جائز نہیں۔

معاملہ ۹۸ اللہ تعالیٰ اگر مال دے تو اول خویش بعدہٗ درویش۔

معاملہ سیاست

معاملہ ۹۹ اگر کوئی کافر تم کو زخمی کر کے یا کوئی عضو قطع کر کے جب تم بدلہ لینے لگو فوراً کلمہ پڑھ لے پھر یہ سمجھ کر کہ اس نے جان بچانے کو کلمہ پڑھ لیا ہے ہرگز مت قتل کرو اس سے اسلام کے حلم رحم اور حق پرستی کا اندازہ کرنا چاہیئے۔

معاملہ ۱۰۰ کافر رعایا سے بلا قصور کسی کو قتل کرنا بڑا سخت گناہ ہے بہشت سے دور کر دیتا ہے

معاملہ ۱۰۱ خودکشی کرنے کی سخت ممانعت ہے کسی طرح ہو۔

معاملہ ۱۰۲ مساجد میں سزا جاری نہ کی جاوے شاید بول و براز خطا ہو جاوے۔

معاملہ ۱۰۳ مسلمان کسی کافر ذمی کو قتل کر ڈالے وہ اس کے مقابلہ میں قتل کیا جاوے گا۔

معاملہ ۱۰۴ اگر لشکر اسلام میں سے ادنیٰ درجہ کا آدمی بھی لشکر کفار کو امان دے دے تمام اعلیٰ و ادنیٰ پر لازم ہو جاوے گا اس کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے البتہ اگر لڑنا ہی مصلحت ہو تو کفار کو جدید اطلاع دی جاوے کہ ہم اپنے معاہدے کو واپس لیتے ہیں۔

معاملہ ۱۰۵ اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی کو قتل کریں سب قتل کئے جاویں گے اور سب گنہگار ہوں گے۔

معاملہ ۱۰۶ جو شخص فن طب میں مہارت نہ رکھتا ہو اور اس کی عملی بدتدبیری سے کوئی مر جاوے تو اس سے خون بہا لیا جائے گا۔

معاملہ ۱۰۷ اپنی جان و مال و دین و آبرو کی حفاظت کے لئے لڑنا درست ہے اگر خود مارا گیا شہید ہوگا اگر مقابل مارا گیا اس شخص پر کوئی الزام نہیں۔

معاملہ ۱۰۸ لہو و لعب کے طور پر کنکریاں اچھالنا، غلّہ چلانا ممنوع ہے مبادا کسی کا دانت

آنکھ ٹوٹ پھوٹ جائے۔

معاملہ ۱۰۹ اگر مجمع میں کوئی دھار والی چیز لے کر گذرنے کا اتفاق ہو تو دھار کی جانب چھپا لینا چاہیئے کسی کے لگ نہ جائے۔

معاملہ ۱۱۰ دھار والی چیز سے کسی کی طرف اشارہ کرنا گو ہنسی ہی میں ہو ممنوع ہے شاید ہاتھ سے چھوٹ کر لگ جاوے۔

معاملہ ۱۱۱ ایسی وحشیانہ سزا جس کی برداشت نہ ہو سکے جیسے دھوپ میں کھڑا کر کے تیل چھوڑنا ہنٹروں سے بے درد ہو کر بے حد مارنا نہایت گناہ ہے۔

معاملہ ۱۱۲ تلوار، چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ میں مت دو یا تو بند کر کے یا زمین پر رکھ دو دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے اٹھا لے۔

معاملہ ۱۱۳ کسی آدمی یا جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں۔

معاملہ ۱۱۴ واجب القتل کو ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑنا کہ تڑپ تڑپ کر مر جاوے درست نہیں۔

معاملہ ۱۱۵ پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں سے نکال لانا کہ ان کے ماں باپ بے قرار ہوں درست نہیں۔

معاملہ ۱۱۶ جس کے جادو سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے اور وہ باز نہیں آتا وہ گردن زنی کے لائق ہے۔

معاملہ ۱۱۷ جو مجرم زنا اقراری ہو حتی الامکان اس کو ٹال دینا چاہیئے جب وہ برابر اپنے اقرار پر جما رہے اور چار بار اقرار کر لے اس وقت سزا جاری کی جاوے۔

معاملہ ۱۱۸ اگر ایسا اقراری مجرم اثنائے سزا میں اپنے اقرار کو واپس لے چھوڑ دینا چاہیئے۔

معاملہ ۱۱۹ اگر حاملہ عورت پر جرم زنا ثابت ہو جب تک بچہ نہ جن لے اور اگر کوئی دوسری دودھ پلانے والی نہ ہو تو جب تک دودھ نہ چھوٹ جاوے اس وقت تک سنگسار نہ ہوگی۔

معاملہ ۱۲۰ سزا پانے کے بعد مجرم کو طعن تشنیع و تحقیر کرنا بہت برا ہے۔

معاملہ ۱۲۱ جو زانی مستحق تازیانہ ہو اور بوجہ مرض کے سزا دینے میں مر جانے کا احتمال ہو تو صحت تک سزا موقوف رکھی جاوے۔

معاملہ[۱۲۲] سزائیں دو قسم کی ہیں ایک معین دوسری مفوض برائے حاکم، اوّل کو حد دوسری کو تعزیر کہتے ہیں۔ حدود میں شریف رذیل وجیہ ذلیل سب برابر ہیں اس میں کسی کی رعایت نہیں تعزیر میں شریف وجیہ آدمی سے چشم پوشی مناسب ہے اور صرف فہمائش کافی ہے۔

معاملہ[۱۲۳] جھوٹے مقدمے کی یا جس کا سچا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اس مقدمے کی پیروی یا کسی قسم کی اعانت کرنا ممنوع ہے۔

معاملہ[۱۲۴] شراب کا استعمال دوا میں بھی ممنوع ہے۔

معاملہ[۱۲۵] چونکہ نشہ والی چیزوں کی خاصیت ہے کہ تھوڑی سے زیادہ ہو جاتی ہے اس لئے اس کے تھوڑے استعمال سے بھی ممانعت کی گئی۔

حکومت و انتظام ملکی

معاملہ[۱۲۶] جو شخص خود حکومت کی درخواست کرے وہ قابل حکومت نہیں ہے وہ خود غرض ہے جو اس سے بھاگتا ہو وہ زیادہ عدل کرے گا اس کو حکومت دینا سزاوار ہے۔

معاملہ[۱۲۷] سلطان کی اہانت کی اجازت نہیں۔

معاملہ[۱۲۸] حکام کا بھی حکم ہے کہ رعایا سے نرم برتاؤ کریں سختی نہ کریں۔

معاملہ[۱۲۹] حکام کے پاس جا کر ان کی خوشامد سے ان کی ہاں میں ہاں ملانا ان کو ظلم کے طریقے بتلانا اس میں اعانت کرنا سخت مذموم ہے۔

معاملہ[۱۳۰] حق بات کہہ دینے میں حکام سے مت دبو۔

معاملہ[۱۳۱] حکام کو مناسب نہیں کہ رعایا کے عیوب و جرائم کا بلا ضرورت تجسس کرے سہ

کہ ہیچ نفسِ بشر خالی از خطا نبود

معاملہ[۱۳۲] بلا قصور کسی کو گھور کر دیکھنا جس سے ڈر جاوے جائز نہیں۔

معاملہ[۱۳۳] اگر حکام ظلم کرنے لگیں ان کو بُرا مت کہو سمجھ جاؤ کہ ہم سے حاکم حقیقی کی نافرمانی ہوئی ہے یہ اس کی سزا ہے اپنی حالت درست کر لو اللہ تعالیٰ حکام کے قلوب کو نرم کر دیں گے۔

معاملہ[۱۳۴] حاکم کا ایسی جگہ بیٹھنا جہاں نہ حاجت مند جا سکے نہ کسی ذریعہ سے اپنی

فریاد وہاں پہنچا سکے جائز نہیں۔

معاملہ ۱۳۵ غصے کی حالت میں حواس درست نہیں رہتے۔ اس وقت مقدمہ فیصل کرنا نہ چاہئے۔

معاملہ ۱۳۶ رشوت لینے کی سخت ممانعت ہے گو ہدیہ کے طور پر ہو۔

معاملہ ۱۳۷ جھوٹا دعویٰ، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم، جھوٹا انکار کسی کے حق کا یہ سب گناہ ہے

معاملہ ۱۳۸ اپنا حق ثابت کرنے کے لئے کوشش کرنا کوئی بری بات نہیں بلکہ اس میں کاہلی کی راہ سے بیٹھ رہنا کم ہمتی قرار دی گئی ہے اور باوجود کوشش کرنے کے ناکامی ہو اس کا زیادہ غم کرنا بھی برا ہے سمجھ لے کہ حاکم حقیقی کو یہی منظور تھا۔

معاملہ ۱۳۹ قرض کا روپیہ میں حوالات کر دینے کی اجازت ہے۔

معاملہ ۱۴۰ سواری اور نشانہ بازی کی مشق کا حکم ہے۔

معاملہ ۱۴۱ گھوڑے کی دم کے بال اور ایال اور پیشانی کے بال مت کاٹو، دم کے بال سے مکھی اڑاتا ہے ایال سے اس کو گرمی پہنچتی ہے پیشانی کے بالوں میں برکت ہے۔

سفر

معاملہ ۱۴۲ راہ میں سواری کے جانور کو کہیں گھاس چرنے چھوڑ دیا کرو اور اگر خشکی کا زمانہ ہو اور گھاس نہ ہو تو راہ میں حرج مت کرو جلدی منزل پر پہنچ کر اس کے کھانے پینے کا انتظام کرو اور جہاں ٹھہرنا ہو سڑک کو چھوڑ کر ٹھہرو۔

معاملہ ۱۴۳ جہاں تک ممکن ہو سفر تنہا مت کرو۔

معاملہ ۱۴۴ جب کام ہو چکے جلدی اپنے ٹھکانے آجاؤ، خواہ مخواہ سفر میں بے آرام مت رہو۔

معاملہ ۱۴۵ شب کے سفر میں منزل جلدی کٹتی ہے۔

معاملہ ۱۴۶ سفر میں مصلحت یہ ہے کہ رفیقوں میں سے ایک کو اپنا سردار بنالیں شاید باہم کچھ تکرار اختلاف ہو جاوے تو فیصلہ آسان ہے۔

معاملہ ۱۴۷ سالار قافلہ کو چاہئے تمام مجمع کا خیال رکھے کوئی چھوٹ تو نہیں گیا

ہے کسی کو سواری وغیرہ کی تکلیف تو نہیں ہے۔

معاملہ ۱۴۸ قافلہ جب منزل پر اترے تو متفرق نہ اترے سب قریب قریب مل کر ٹھہریں اگر کسی پر آفت آوے تو دوسرے مدد تو کرسکیں۔

معاملہ ۱۴۹ اگر بوجہ قلت سواریوں کے ہمراہیوں میں باری مقرر ہو تو سب کو ہی انصاف کی رعایت ضروری ہے، اپنی کو ترجیح نہ دے۔ قاعدہ مقررہ کے موافق سب کو عملدرآمد ضرور ہے گو سردار ہی کیوں نہ ہو۔

معاملہ ۱۵۰ اگر چلتے چلتے کوئی بات چیت کرنے کے لئے زیادہ ٹھہرنا ہو تو سواری سے اتر جانا چاہئیے اس پر بیٹھے بیٹھے گھنٹوں نہ باتیں کرتے رہیں اس میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔ سواری قطع مسافت کے لئے موضوع ہے۔

معاملہ ۱۵۱ جب منزل پر پہنچو دوسرا کام پیچھے کرو پہلے جانور پر سے اسباب زین وغیرہ جدا کردو۔

معاملہ ۱۵۲ اگر اللہ تعالیٰ فراغت کی سواری دے تو پیادہ چلنے والوں کو اس پر سوار کردو یہ نہیں کہ ان کے پاؤں میں تو چھالے پڑ جاویں اور تم نام آوری کے لئے ان کو کوتل لے چلو۔

معاملہ ۱۵۳ جب مقابلہ غنیم کے لئے سفر کرنا ہو حتی الامکان اس کے پوشیدہ کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے لیکن اگر اظہار میں مصلحت ہو تو اظہار کردینا چاہیئے۔

معاملہ ۱۵۴ جو لوگ لڑنے کے قابل نہیں یا ان کو لڑنا منظور نہیں جیسے بچہ، عورت، بڈھا مزدور، خدمت گار، عالم، درویش کفار کا ان کو مقابلہ میں قتل کرنا منع ہے۔

معاملہ ۱۵۵ دشمن کو امن دے کر بدعہدی کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

معاملہ ۱۵۶ ایلچی کو کبھی قتل نہ کرنا چاہیئے۔

معاملہ ۱۵۷ اخفائے واردات جرم ہے۔

معاملہ ۱۵۸ جو شخص کافر رعایا پر ظلم کرے یا اس کے حقوق میں کمی کرے یا اس کو بے موقع تکلیف دے یا اس کی ناراضی سے اس کی چیز لے جاوے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اس پر دعویٰ دائر فرمائیں گے۔

معاملہ ۱۵۹ اگر جانور ذبح کرنا ہو تو چھری خوب تیز کرو اس کو ترسا کر مت مارو گلا گھوٹنے

میں جانور کو کس درجہ اذیت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمادیا ہے۔
معاملہ ۱۶۰ کتا ایذا پہنچانے والا جانور ہے۔ غریب پردیسی کی کیسی ٹانگ لیتا ہے اور اس میں ایک خصلت ایسی بری ہے کہ قومی ہمدردی نہیں اپنے جنس کو دیکھ کر کس قدر ناراض ہوتا ہے اس وجہ سے بلا ضرورت اس کا پالنا ممنوع قرار دیا گیا ہے
معاملہ ۱۶۱ جانوروں کو باہم لڑانا جیسے مرغوں بکروں کو لڑاتے ہیں۔ ممنوع کیا گیا۔
معاملہ ۱۶۲ اکثر اوقات شکار میں مشغول رہنا آدمی کو بے کار اور بدعقل کر دیتا ہے۔ اپنے ضروری کاموں سے جاتا رہتا ہے۔

آدابِ معاشرت وخورد ونوش

ادب ۱ اگر سالن میں مکھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دے کر پھینک دو، پھر اگر دل چاہے کھانا کھاؤ۔ کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری دوسرے میں شفا ہے۔ زہریلے بازو کو اوّل ڈالتی ہے۔ دوسرے بازو کے ڈالنے سے اس کا تدارک ہو جاوے گا۔
ادب ۲ بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ البتہ اگر اس برتن میں کھانے کی چیز کئی قسم کی ہے مثلاً کئی طرح کا پھل میوہ شیرینی اس وقت جو مرغوب ہو جس طرف سے چاہو اٹھالو۔
ادب ۳ جس چیز میں سب انگلیاں نہ لگانی پڑیں اس کو تین انگلی سے کھاؤ، اور انگلیاں چاٹ لیا کرو، اور برتن میں اگر سالن ہو چکے تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو اس سے برکت ہوتی ہے۔
ادب ۴ اگر ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جاوے، اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالو۔ تکبر مت کرو۔ یہ سرکاری نعمت ہے ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔
ادب ۵ کھانا تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ متکبروں کی طرح تکیہ لگا کر مت کھاؤ۔
ادب ۶ اگر کھانا کم ہے اور آدمی زیادہ ہیں سب آدھا آدھا پیٹ کھالو یہ نہیں کہ ایک تو

سیر ہوکر کھاوے دوسرا پیٹ پیٹتا پھرے۔

ادب ۷ کھجور، انگور، مٹھائی وغیرہ اس قسم کی چیزیں اگر کئی آدمی مل کر کھاویں تو ہر شخص ایک ایک دانہ اٹھاوے دو دو ایک دم سے لینا بے تمیزی اور حرص کی دلیل ہے۔

ادب ۸ پیاز لہسن خام یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر مجمع میں نہ جاؤ کہ لوگوں کو تکلیف ہوگی

ادب ۹ جنس ناپ تول کر پکاؤ۔ زنان ہند کی طرح اندھادھند مت اٹھاؤ کہ آٹھ دن کی جنس چار ہی دن میں تمام ہوجاوے لیکن بچے ہوئے کو مت ناپو تولو اس میں بے برکتی ہوتی ہے

ادب ۱۰ کھانے سے فارغ ہوکر اپنے رزاق کا شکر بجالاؤ اسی طرح پانی پینے کے بعد

ادب ۱۱ کھانے کے قبل اور بعد بھی ہاتھ دھوؤ، کلی کرو۔

ادب ۱۲ بہت جلتا کھانا مت کھاؤ اس سے نقصان ہوتا ہے۔

ادب ۱۳ مہمان کی خاطر داشت ومدارت کرو۔ ایک روز کسی قدر تکلف کا کھانا کھلا دو۔ تین دن تک اس کا حق مہمانی ہے۔ مہمان کو بھی زیبا نہیں کہ میزبان کے گھر جم ہی جاوے کہ وہ تنگ آجاوے۔

ادب ۱۴ کھانا سب مل کر کھاؤ اس میں برکت ہوتی ہے۔

ادب ۱۵ جب کھانا کھا چکو تو پہلے دسترخوان اٹھوا دو۔ خود اس کو چھوڑ کر اٹھنا خلاف ادب ہے اور اگر اپنے ساتھی سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو تھوڑا تھوڑا کھاتے رہو۔ کہیں تمہارے اٹھنے سے وہ بھوکا نہ اٹھ کھڑا ہو اور اگر کسی وجہ سے اٹھنا ہی ضرور ہے تو اس سے عذر کر دو۔

ادب ۱۶ مہمان کو گھر کے دروازے تک پہنچانا سنت ہے۔

ادب ۱۷ پانی ایک سانس میں مت پیو۔ تین سانس میں پیو۔ اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کرلو اور پانی بسم اللہ کہہ کر پیو اور پی کر الحمد للہ کہو۔

ادب ۱۸ مشک سے منہ لگا کر پانی مت پیو۔ اسی طرح جو برتن ایسا ہو جس سے دفعۃً زیادہ پانی آجانے کا احتمال ہے یا یہ اندیشہ ہے کہ اس میں سے کوئی سانپ بچھو نہ آجاوے۔

ادب ۱۹ بلاضرورت کھڑے ہوکر پانی مت پیو۔

ادب ۲۰ چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے۔

ادب ۲۱ پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو پہلے داہنے والے کو دو پھر اس کے داہنے والے کو اسی طرح دورختم ہونا چاہیئے۔

ادب ۲۲ کنارہ ٹوٹے برتن سے ٹوٹن کی طرف سے پانی مت پیو۔

ادب ۲۳ شام کے وقت بچوں کو باہر مت نکلنے دو اور شب کو بسم اللہ کہہ کے دروازے بند کر لو اور بسم اللہ کر کے برتنوں کو ڈھانک دو۔ اور چراغ سوتے وقت گل کر دو۔

ادب ۲۴ کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس لے جاؤ تو ڈھانک کر لے جاؤ۔

ادب ۲۵ سوتے وقت آگ کھلی مت چھوڑو۔ بجھا دو یا اچھی طرح دبا دو۔

پوشش وزینت

ادب ۲۶ مردوں کو ٹخنوں سے نیچے کرتا یا پاجامہ یا لنگی پہننا ممنوع ہے اسی طرح حریری ریاز کا کپڑا پہننا ممنوع ہے البتہ چار انگشت چوڑی گوٹ بیل وغیرہ جائز ہے اس سے زیادہ ممنوع ہے۔

ادب ۲۷ ایک جوتی پہن کر مت چلو۔ سر سے پاؤں تک ایک کپڑے کے اندر مت لپٹ جاؤ کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں تکلیف ہو جس طرح بعضے موسم سردی میں رزائی میں لپٹ جاتے ہیں، ایسی وضع سے کپڑا مت پہنو کہ اٹھتے بیٹھتے ستر کھل جاوے۔

ادب ۲۸ کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو مثلاً داہنی آستین پہلے پہنو ملی ہذا۔

ادب ۲۹ کپڑا پہن کر اپنے مولیٰ کا اس طرح شکریہ ادا کرنے سے بہت سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے

ادب ۳۰ امیروں کے پاس زیادہ بیٹھنے سے دنیا کی ہوس بڑھتی ہے عمدہ پوشاک کی فکر ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگ جاوے اس کو پرانا نہ سمجھے۔

ادب ۳۱ کپڑے میں نہ اس قدر زینت واہتمام کرے کہ انگشت نما ہونے لگے کہ ریا اور تکبر ہے اور نہ بالکل بدحیثیت میلا گندا رہے کہ نعمت کی ناشکری ہے سادگی کے ساتھ توسط رکھے

ادب ۳۲ اپنی وضع کو چھوڑ کر دوسری قوموں کی وضع و پوشش سے ایسی نفرت ہونا چاہیئے جیسا کہ مرد کو انگیا لہنگے کے پہننے سے ہو کہ عورتوں کی وضع ہے۔

ادب ۳۳ عورت کو باریک کپڑا پہننا گویا ننگا پھرنا ہے۔

ادب ۳۴ اگر تانا ریشم کا اور بانا سوت کا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ادب ۳۵ مرد کو سونے کی انگشتری پہننا حرام ہے۔ البتہ چاندی کی انگشتری کا مضائقہ نہیں مگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہونی چاہیئے۔

ادب ۳۶ بجتا زیور جیسے گھنگرو وغیرہ پہننا ممنوع ہے۔

ادب ۳۷ جوتے کبھی کبھی جھاڑ لیا کرو۔ اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں داہنے پاؤں میں اول پہنو اور اتارنے میں پہلے بائیں سے اتارو۔

ادب ۳۸ جوتا پہننے میں اگر ہاتھ سے کام لینا پڑے مثلاً تنگ ہے یا تسمہ وغیرہ باندھنا ہے تو کھڑے ہو کر مت پہنو۔

ادب ۳۹ جہاں جوتا چوری جانے کا ڈر ہو تو اٹھا کر اپنے پاس رکھو۔

ادب ۴۰ یہ چیزیں فطرت سلیمہ کا مقتضا ہیں ختنہ کرنا لبیں کٹانا۔ زیر ناف بال لینا۔ ناخن کٹانا بغل کے بال لینا، اور چالیس روز سے زیادہ بال و ناخن کو چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

ادب ۴۱ سفید بالوں میں خضاب کرنا مستحب ہے مگر سیاہ خضاب سے ممانعت آئی ہے۔

ادب ۴۲ مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس و شکل و صورت بنانا حرام ہے۔

ادب ۴۳ کسی کے بال ملا کر اپنے بال بڑھانا اور بدن گودنا حرام ہے اور موجب لعنت ہے۔

ادب ۴۴ کسم اور زعفران کا رنگا کپڑا پہننا مرد کے لئے ممنوع ہے۔

ادب ۴۵ داڑھی کٹانا جب مٹھی سے زائد نہ ہو منع ہے۔ البتہ اگر ایک آدھا بال بڑھا ہوا ہو اس کو برابر کرنے میں مضائقہ نہیں۔

ادب ۴۶ اگر سر پر بال ہوں تو ان کو دھوتے رہو، کنگھی کرتے رہو، تیل لگایا کرو اسی طرح داڑھی، مگر ہر وقت کنگھی چوٹی پر رہنا واہیات بات ہے۔

ادب ۴۷ اگر بال سفید ہونا شروع ہو جاویں تو ان کو اکھاڑ کر نکالو مت۔

ادب ۴۸ لڑکوں کا سر منڈا دینا بال رکھنے سے بہتر ہے۔

ادب ۴۹ عورت کے لئے بہتر ہے کہ ہاتھوں کو مہندی لگائے اور کچھ نہیں تو ناخن ہی کو لگا لے۔

ادب ۵۰ سرمہ سوتے وقت تین تین سلائیاں دونوں آنکھوں میں لگایا کرو۔

ادب ۵۱ گھر کو صاف رکھو بلکہ گھر کے روبرو بھی خس وخاشاک جمع مت کرو۔

ادب ۵۲ کبھی کبھی عطر مل لیا کرو۔

ادب ۵۳ تصویر گھر میں مت رکھو۔

ادب ۵۴ چوسر گنجفہ شطرنج وغیرہ کھیلنا، کبوتر اڑانا، راگ باجے میں مشغول رہنا یہ سب ممنوع ہے۔

آداب طب

ادب ۵۵ دوا دارو کرنے کی اجازت بلکہ ترغیب دی گئی ہے۔

ادب ۵۶ مریض کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔

ادب ۵۷ حرام چیز کو دوا میں استعمال مت کرو۔

ادب ۵۸ خلاف شرع تعویذ گنڈا ٹوٹکا ہرگز استعمال مت کرو۔

ادب ۵۹ نظر بد اگر لگ جاوے جس کی نظر لگنے کا احتمال ہو اس کا منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانو اور استنجے کا موضع دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈال دو جس کی نظر لگی انشاء اللہ شفا ہو جاوے گی۔

ادب ۶۰ حتی الامکان معدے کی اصلاح وحفاظت کا اہتمام کرو۔ تمام بدن درست رہتا ہے اور اگر معدے بگاڑ ہوا تو تمام بدن میں بیماری ہو جاتی ہے۔

ادب ۶۱ جن بیماریوں سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے جو شخص ان امراض میں مبتلا ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ لوگوں سے علیحدہ رہے تاکہ ان کو تکلیف وایذا نہ پہنچے۔

ادب ۶۲ بدشگونی وغیرہ کا ماننا ایک قسم کا شرک ہے۔

ادب ۶۳ نجوم ورمل اور ہمزاد کا عمل سب چیزیں ایمان کو تباہ کرنے والی ہیں۔

آداب خواب

ادب ۶۴ اگر وحشت ناک خواب نظر آوے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دو اور تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو اور جس کروٹ پر لیٹے ہو اس کو بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ضرر نہ ہوگا۔

ادب ۶۵ اگر خواب کہنا ہو ایسے شخص سے کہو جو عاقل ہو، یا دوست ہو تاکہ بری تعبیر نہ دے کیوں کہ اکثر تعبیر کے موافق ہو جاتا ہے۔

ادب ۶۶ جھوٹا خواب کبھی مت بناؤ بڑا سخت گناہ ہے۔

آداب سلام

ادب ۶۷ باہم سلام کیا کرو۔ اس سے محبت بڑھتی ہے۔

ادب ۶۸ سلام میں جان پہچان والوں کی تخصیص مت کرو۔ جو مسلمان مل جاوے اس کو سلام کرو۔

ادب ۶۹ سوار کو چاہیئے کہ پیادے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو، اور کم عمر زیادہ عمر والے کو۔

ادب ۷۰ جو شخص ابتداء سلام کرتا ہے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

ادب ۷۱ اگر کئی شخصوں میں سے ایک شخص سلام کرے سب کی طرف سے کافی ہے اسی طرح کئی شخصوں میں سے ایک شخص جواب دیدے بس ہے۔

آداب استیذان

ادب ۷۲ اگر کسی سے ملنے جاؤ تو بدون اطلاع و اجازت کے اس کے مکان میں مت جاؤ، اگرچہ وہ مکان مردانہ ہو، اور تین بار پکارنے سے اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ اسی طرح اپنے گھر کے اندر بھی بے کارے اور بے بلائے مت جاؤ شاید کوئی بے پردہ ہو۔ البتہ اگر کوئی شخص مجلس عام میں بیٹھا ہے اس کے پاس جانے کے لئے اجازت لینے کی حاجت نہیں۔

ادب ۷۳ اگر پکارنے کے وقت مکان والا پوچھے کہ کون تو یوں مت کہو کہ میں ہوں، بلکہ اپنا نام بتلاؤ کہ زید ہے مثلاً

آداب مصافحہ و معانقہ و قیام

ادب ۷۴ مصافحہ کرنے سے دل صاف ہو جاتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں

ادب ۷۵ محبت سے معانقہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں البتہ بشہوت حرام ہے۔

ادب ۷۶ کسی بزرگ یا معزز آدمی کے آنے کے وقت تعظیماً کھڑا ہونا مضائقہ نہیں۔ مگر اس کے بیٹھنے سے بیٹھ جانا چاہیئے۔ یہ کفار کی مشابہت ہے کہ سردار بیٹھا ہے اور سب حشم و خدم دست بستہ کھڑے رہیں۔ یہ تکبر کا شعبہ ہے البتہ جہاں زیادہ بے تکلفی ہو اور بار بار اٹھنے سے ان بزرگ کو تکلیف ہوتی ہو تو نہ اٹھے۔

بیٹھنا، لیٹنا، چلنا

ادب ۷۷ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اس طرح لیٹنا جس سے بے پردگی ہو ممنوع ہے البتہ اگر بدن نہ کھلے تو مضائقہ نہیں۔

ادب ۷۸ بن ٹھن کر اتراتے ہوئے مت چلو۔

ادب ۷۹ چار زانو بیٹھنا اگر براہ تکبر نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔

ادب ۸۰ الٹے مت لیٹو۔

ادب ۸۱ ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو، شاید لڑھک کر گر پڑو۔

ادب ۸۲ کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں مت بیٹھو۔

ادب ۸۳ عورت اگر بہ ضرورت باہر نکلے تو سڑک کے کنارہ کنارہ چلے بیچ میں نہ چلے۔

آداب مجلس

ادب ۸۴ بے ضرورت لب سڑک مت بیٹھو اور اگر بضرورت سر راہ بیٹھنا ہو تو ان امور کا لحاظ رکھو، نامحرم کو مت دیکھو۔ کسی راہ چلنے والے کو تکلیف مت دو نہ اس کا راستہ تنگ کرو۔ جو شخص سلام کرے اس کا جواب دو، نیک بات بتلاتے رہو، بری بات سے منع کرتے رہو، اگر کسی پر ظلم ہوتا دیکھو اٹھ کر مدد کرو، اگر کوئی راہ بھول گیا ہو اس کو راہ بتلا دو۔ اگر کسی کو سوار ہونے میں یا اسباب لادنے میں معین کی ضرورت ہو اس کی مدد کرو۔

ادب ۸۵ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ مت بیٹھو۔

ادب ۸۶ جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جاوے اور پھر جلدی آکر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جگہ اسی کا حق ہے۔ دوسرے شخص کو وہاں نہ بیٹھنا چاہیئے۔

ادب ۸۷ صدر مجلس کو مناسب ہے کہ اگر کسی ضرورت سے مجلس سے اٹھنا ہو اور پھر آکر بیٹھنا منظور ہو تو اٹھتے وقت کوئی چیز رومال، عمامہ وغیرہ وہاں چھوڑ دے تاکہ حاضرین کو معلوم ہو جاوے۔

ادب ۸۸ جو دو شخص قصداً مجلس میں ایک جگہ بیٹھے ہوں ان کے درمیان میں بلا ان کی اجازت کے مت بیٹھو۔

ادب ۸۹ جو شخص تم سے ملنے آوے تم کو چاہیئے کہ ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ، گو مجلس میں گنجائش ہو، اس میں اس کا اکرام ہے۔

ادب ۹۰ نہ کسی کی پشت کی طرف بیٹھو، نہ کسی کی طرف پشت کر کے بیٹھو۔

ادب ۹۱ جب مجلس میں جاؤ جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ، یہ نہیں کہ تمام حلقے کو پھاند کر ممتاز جگہ پہنچو۔

ادب ۹۲ چھینکنا راحت بخش چیز ہے بعد چھینکنے کے الحمد للہ کہے۔ سننے والا یرحمک اللہ کہے۔ پھر چھینکنے والا اس کو کہے یغفر کم اللہ

ادب ۹۳ جب کسی کو کثرت سے چھینک آنا شروع ہوں پھر یرحمک اللہ کہنا ضرور نہیں

ادب ۹۴ جب چھینک آوے تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لے اور پست آواز سے چھینک لے۔

ادب ۹۵ جمائی کو حتی الامکان روکنا چاہیئے۔ اور اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لینا چاہیئے

ادب ۹۶ بہت زور سے مت ہنسو۔

ادب ۹۷ مجلس میں ناک بھویں چڑھا کر مت بیٹھو۔ حاضرین سے ہنستے بولتے رہو۔ ان میں ملے جلے رہو۔ جس قسم کی باتیں ہوں ان میں شریک رہو بشرطیکہ خلاف شرع کوئی بات نہ ہو۔

آداب متفرقہ

ادب ۹۸ مسلمان کے مسلمان پر یہ حقوق ہیں۔ جب ملے سلام کرو، پکارے تو جواب دو۔ دعوت کرے تو قبول کرو، اور چھینکے تو یرحمک اللہ کہو، جب کہ اس نے الحمد للہ کہا ہو

بیمار ہو جائے تو عیادت کرو۔ مرجائے تو اس کے جنازے کے ہمراہ جاؤ اور جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے پسند کرو۔

ادب ۹۹ اپنے گھر جا کر گھر والوں کو سلام کرو۔

ادب ۱۰۰ خط لکھ کر اس پر مٹی چھوڑ دیا کرو۔

ادب ۱۰۱ لکھتے لکھتے اگر مضمون سوچنے لگو قلم کان میں رکھ لیا کرو اس سے مضمون خوب یاد آتا ہے۔

ادب ۱۰۲ اپنے چھوٹے بچوں سے پیار محبت کرنے میں بھی ثواب ہے۔

ادب ۱۰۳ دوسرے شخص کے کپڑے سے ہاتھ مت پونچھو۔ البتہ اگر اس کو ناگوار نہ ہو تو مضائقہ نہیں مثلاً وہ تمہارا ہی دیا ہوا کپڑا پہن رہا ہے ایسی صورت میں غالباً اس کو ناگوار نہ ہوگا۔

ادب ۱۰۴ مجلس میں کسی کی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

ادب ۱۰۵ جس سے ملو کشادہ روئی سے ملو، بلکہ تبسم مناسب ہے تاکہ وہ خوش ہو جاوے

ادب ۱۰۶ سب سے اچھا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے۔

ادب ۱۰۷ نہ ایسا نام رکھو جس سے فخر و دعویٰ پایا جاوے نہ ایسا جس کے بُرے معنے ہوں

ادب ۱۰۸ بندۂ حسن، بندۂ حسین وغیرہ نام مت رکھو۔

ادب ۱۰۹ زمانے کو برا مت کہو کیونکہ زمانہ تو کچھ نہیں کر سکتا وہ بات نعوذ باللہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔

ادب ۱۱۰ افواہی باتوں کی حکایت کرتے وقت اکثر کہا جاتا ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں اور سننے والا اس کو معتبر خبر جانتا ہے اس لئے اس کہنے سے ممانعت آئی ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں۔ غرض بلا سند بات نہ کہے۔

ادب ۱۱۱ یوں نہ کہو کہ اگر خدا چاہے اور فلانا شخص چاہے یا یہ کہ اوپر خدا نیچے تم بلکہ یوں کہو کہ اگر خدا چاہے پھر فلانا چاہے۔

ادب ۱۱۲ فساق و فجار کے لئے زیادہ تعظیمی الفاظ مت کہو۔

ادب ۱۱۳ برا شعر کہنا تو برا ہی ہے مباح اشعار میں بھی اس قدر مشغولی بری ہے جس

سے دین و دنیا کی ضروریات میں ہرج ہونے لگے اور اسی کی دھن ہو جاوے۔

ادب ۱۱۴ باتیں بہت تکلف سے چبا چبا کر مت کرو نہ کلام میں زیادہ مبالغہ کرو۔

ادب ۱۱۵ اپنے وعظ پر خود عمل نہ کرنے کا بڑا وبال ہے۔

ادب ۱۱۶ کلام میں توسط کا لحاظ رکھے نہ اس قدر طول کرے کہ لوگ گھبرا جاویں نہ اس قدر اختصار کہ مطلب بھی سمجھ میں نہ آوے۔

ادب ۱۱۷ جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز نہ پڑے اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے روبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب رکھے، کیونکہ رقیق القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔

ادب ۱۱۸ گانے بجانے کا شغل قلب کو خراب کر دیتا ہے کیونکہ نفوس میں خبث غالب ہے اور گانے بجانے سے کیفیت موجودہ کو حرکت و قوت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ مقدمہ حرام کا حرام ہے۔

حفظِ لسان

ادب ۱۱۹ مزن بے تامل بگفتار دم نکو گوئی گر بد گوئی چہ غم

بعض اوقات سرسری طور پر ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے کہ جہنم میں لے جاتی ہے جب سوچ کے بولو گے اس آفت سے محفوظ رہو گے۔

ادب ۱۲۰ گالیاں دینا فاسقوں کا کام ہے۔

ادب ۱۲۱ کسی کو فاسق کافر ملعون، خدا کا دشمن، بے ایمان مت کہو، اگر وہ شخص ایسا نہ ہوگا تو یہ سب چیزیں لوٹ کر کہنے والے پر پڑیں گی اسی طرح یہ کہنا کہ فلانے پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا غضب پڑے، یا دوزخ نصیب ہو، خواہ کسی آدمی کو کہا جاوے یا جانور کو یا کسی بے جان چیز کو۔

ادب ۱۲۲ اگر کوئی تم کو سخت کلمہ کہے اسی قدر تم بھی کہہ سکتے ہو۔ اور زیادتی کرنے میں پھر تم گنہگار ہو گے۔

ادب ۱۲۳ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے لوگوں میں بڑی غفلت ہے گناہوں پر بڑی جرأت ہے ونحو ذلک اگر یہ بات تاسفاً و شفقۃً کہی جاوے مضائقہ نہیں اور اگر براہ خود پسندی

وخود بینی کہا جاوے تو یہ اوّل اسی الزام کا مورد ہے جو اوروں پر عائد کر رہا ہے۔

ادب ۱۲۴ دورویہ پن کبھی مت کرو کہ جیسوں میں گئے ویسی ہی باتیں بنانے لگے۔ بقول شخصے جمنا پر گئے جمنا داس، گنگا پر گئے گنگا داس۔

ادب ۱۲۵ چغلوری ہرگز مت کرو۔

ادب ۱۲۶ سچ بولو۔ جھوٹ ہرگز مت بولو۔ البتہ دو شخصوں میں مصالحت کرانے کے لئے جھوٹ بولنے کا مضائقہ نہیں۔

ادب ۱۲۷ کسی کے منہ پر خوشامد سے اس کی تعریف مت کرو۔ اسی طرح غائبانہ بھی تعریف کرنا ہو تو اس میں مبالغہ اور یقینی دعویٰ مت کرو۔ کیونکہ حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے بلکہ یوں کہو کہ میرے علم میں فلاں شخص ایسا ہے اور یہ بھی اس وقت کہو۔ جب اس کو اپنے علم میں ویسا ہی سمجھتے بھی ہو۔

ادب ۱۲۸ غیبت کبھی مت کرو۔ اس سے علاوہ گناہ کے دنیوی طرح طرح کے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ اور حقیقت غیبت کی یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو ناگوار ہو۔ اگرچہ وہ بات اس کے اندر موجود ہی ہو اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے تو وہ غیبت سے بھی بڑھ کر بہتان ہے۔

ادب ۱۲۹ اگر اتفاقاً غلبۂ نفس وشیطان سے کوئی معصیت سرزد ہو جاوے تو اس کو گاتے مت پھرو۔

ادب ۱۳۰ بحث مباحثہ میں کسی سے مت الجھو۔ جب دیکھو کہ مخاطب حق بات نہیں مانتا خاموش ہو جاؤ اور ناحق سخن پروری تو بہت ہی بُری ہے۔

ادب ۱۳۱ محض لوگوں کے ہنسانے کے لئے جھوٹی باتیں بنانے کی عادت مت ڈالو۔

ادب ۱۳۲ جس کلام سے کوئی دنیوی فائدہ ہو نہ دینی اس کو زبان سے مت نکالو۔

ادب ۱۳۳ اگر کسی شخص سے کوئی گناہ خطا ہو جاوے اس کو دلسوزی سے نصیحت کرنا تو اچھی بات ہے مگر محض اس کی تحقیر کی غرض سے ملامت کرنا عار دلانا بری بات ہے۔ ڈرنا چاہیئے کہیں ناصح صاحب اسی بلا میں نہ مبتلا ہو جاویں۔

ادب ۱۳۴ غیبت جیسے زبان سے ہوتی ہے اسی طرح کسی کی نقل اتارنے سے بھی بلکہ یہ زیادہ قبیح ہے مثلاً آنکھ دبا کر دیکھنا لنگڑا کر چلنا۔

ادب ۱۳۵ زیادہ مت ہنسو اس سے دل مُردہ ہو جاتا ہے یعنی اس میں قساوت وغفلت آجاتی ہے اور چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔

ادب ۱۳۶ جس شخص کی غیبت ہو چکی ہو اور اس سے کسی وجہ سے معاف کرانا دشوار ہو تو ہارے درجے اس کا علاج یہ ہے کہ اس شخص کے لئے اور اس کے ساتھ اپنے لئے استغفار کرو اس طرح اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ۔

ادب ۱۳۷ جھوٹا وعدہ مت کرو حتّٰی کہ بچے کے بہلانے کو بھی جھوٹ مت کہو کہ تجھ کو مٹھائی دیں گے بسکٹ دیں گے۔ اگر کہو تو دینے کی نیت رکھو۔

ادب ۱۳۸ کسی کا دل خوش کرنے کے لئے خوش طبعی کرنا مضائقہ نہیں مگر اس میں دو امر کا لحاظ رکھو۔ ایک یہ کہ جھوٹ نہ بولو۔ دوسرے یہ کہ اس شخص کا دل آزردہ مت کرو۔ یعنی اگر وہ برا مانتا ہے تو ہنسی مت کرو۔

ادب ۱۳۹ حسب نسب یا اور کسی کے مال پر شیخی مت بگھارو۔

حقوق و خدمت

ادب ۱۴۰ ماں باپ کی خدمت کرو گو وہ کافر ہی ہوں۔ اور ان کی اطاعت بھی کرو جب تک کہ خدا اور رسول کے خلاف نہ کہیں۔

ادب ۱۴۱ کسی کے ماں باپ کو برا کہنا جس کے جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو برا کہے گویا خود اپنے ماں باپ کو برا کہنا ہے۔

ادب ۱۴۲ والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہیئے کہ بعد ان کے انتقال کے ان کے ملنے والوں سے سلوک و احسان کیا جاوے۔

ادب ۱۴۳ اعزہ واقارب سے سلوک کرو اگرچہ وہ تم سے بدسلوکی کریں۔

ادب ۱۴۴ ادائے حقوق کے لئے اپنے سلسلۂ قرابت کی تحقیق کر لو۔

ادب ۱۴۵ خالہ کا حق بھی مثل ماں کے ہے۔

ادب ۱۴۶ اگر ماں باپ ناخوش مر گئے ہوں تو ان کے لئے ہمیشہ دعا و استغفار کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اُن کو رضامند کر دیں گے۔

ادب ۱۴۷ چچا کا حق مثل باپ کے ہے۔

ادب ۱۴۸ بڑے بھائی کا حق مثل باپ کے ہے۔

ادب ۱۴۹ یوں تو اولاد کی پرورش کا ثواب ہی ہے مگر لڑکیوں کی پرورش کی زیادہ فضیلت ہے۔

ادب ۱۵۰ جو کما کما کر بیواؤں اور غریبوں کی خبر گیری کرے اس کو جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

ادب ۱۵۱ یتیم خواہ اپنا ہو یا غیر ہو اس کی کفالت سے سرکار نبویؐ کی معیت بہشت میں نصیب ہو گی۔

ادب ۱۵۲ اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو علم و لیاقت سکھلاؤ۔

ادب ۱۵۳ پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دو بلکہ جس قدر ہو سکے نفع پہنچاؤ۔

ادب ۱۵۴ ایک دوسرے کی اس طرح ہمدردی کرو ؎

چوں عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضو ہا را نماند قرار

ادب ۱۵۵ حاجت مند کی کار برآری میں حتی الامکان سعی کرو۔ اگر خود استطاعت نہ ہو کسی سے سفارش ہی کر دو۔ بشرطیکہ جس شخص سے سفارش کرتے ہو اس کو کوئی ضرر یا تکلیف نہ ہو۔

ادب ۱۵۶ ظالم کی خیر خواہی اس طرح کرو کہ اس کو ظلم سے باز رکھو اور مظلوم کی نصرت تو بہت ہی ضروری ہے۔

ادب ۱۵۷ کسی کا عیب دیکھو تو اس کو پوشیدہ کرو گاتے مت پھرو۔

ادب ۱۵۸ کسی کو سختی تنگی میں مبتلا دیکھو تو حتی الامکان اس کی مدد کرو۔

ادب ۱۵۹ کسی کو حقیر مت سمجھو کسی کی جان و مال و آبرو کا نقصان مت گوارا کرو۔

ادب ۱۶۰ کسی کو دکھ مت دو۔

ادب ۱۶۱ جو بات اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسرے کے لئے پسند کرو۔

ادب ۱۶۲ جس جگہ صرف تین آدمی ہوں دو آدمی تیسرے سے علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں۔ وہ یہی سمجھے گا کہ میرے بارے میں کچھ کہتے سنتے ہوں گے۔ اس سے اس کو رنج ہو گا۔ اگر ایسی

ہی کوئی ضروری بات کہنا ہے تو ایک اور شخص کو کہیں سے بلالیں یہ دونوں علیحدہ ہو جاویں وہ دونوں علیحدہ

ادب ۱۶۳ سب کی خیر خواہی کرو۔

ادب ۱۶۴ مخلوق پر رحم و شفقت رکھو۔

ادب ۱۶۵ چھوٹوں پر مہربانی بڑوں کی تعظیم کرو خصوصاً بوڑھوں کی۔

ادب ۱۶۶ اگر تمہارے روبرو کسی کی غیبت ہوتی ہو تو حتی الامکان اس سے مدد کو اس کی طرف سے جواب دو۔

ادب ۱۶۷ کسی میں کوئی عیب دیکھو بلطف و نرمی اس کو مطلع کرو ورنہ دوسرا شخص اس کو دیکھ کر اس کو رسوا کرے گا۔

ادب ۱۶۸ اپنے دوستوں سے اور رفیقوں سے اچھی طرح پیش آؤ۔

ادب ۱۶۹ ہر شخص کے رتبے کے موافق اس کی قدر و منزلت کرو۔ سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو۔

ادب ۱۷۰ بڑی سنگدلی کی بات ہے کہ تم پیٹ بھر کر بیٹھے رہو۔ اور تمہارا پڑوسی بھوکا پڑا رہے

ادب ۱۷۱ غرض کی دوستی بالکل ہیچ ہے محض اللہ کے واسطے بے غرض دوستی و صحبت رکھو۔

ادب ۱۷۲ جس شخص سے تم کو محبت ہو اس کو بھی خبر کردو۔ اس سے اس کو بھی محبت ہو جاتی ہے اور اس کا نام و نشان و نسب بھی دریافت کرو اس سے محبت اور بڑھ جاتی ہے۔

ادب ۱۷۳ جس سے دوستی کرنا ہو اس کا دین و وضع و خیالات اوّل دریافت کرلو ورنہ اثر صحبت سے کہیں تم بھی نہ بگڑ جاؤ۔

ادب ۱۷۴ اگر اتفاقاً کسی سے رنجش ہو جاوے تو تین دن تک غصہ ختم کردو۔ پھر اس سے مل جاؤ اس سے زیادہ بول چال چھوڑ دینا گناہ ہے اور جو پہلے ملاقات کرے گا اسکو زیادہ ثواب ملیگا

ادب ۱۷۵ کسی پر بدگمانی مت کرو کسی کا عیب مت ڈھونڈو۔ باہم حسد مت کرو بغض مت رکھو۔ قطع تعلق مت کرو، حرص احرصی مت کرو۔ سب بھائی بن کر رہو۔

ادب ۱۷۶ اگر دو شخصوں میں رنجش ہو جاوے تو اصلاح کر دیا کرو۔

ادب ۱۷۷ اگر تم سے کوئی معذرت کرے اور معافی چاہے اس کا قصور معاف کر دو۔

ادب ۱۷۸ جو کام کرو سوچ سمجھ انجام دیکھ کر اطمینان سے کرو۔ جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں مگر ع درکارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔

ادب ۱۷۹ دانا اس کو سمجھو جو تجربہ کار ہو۔

ادب ۱۸۰ ہر امر میں توسّط ملحوظ رکھو۔

ادب ۱۸۱ تم سے کوئی مشورہ لے وہی صلاح دو جس کو اپنے نزدیک بہتر سمجھتے ہو۔

ادب ۱۸۲ کفایت اور انتظام سے خرچ کرنا گویا آدھی معاش ہے لوگوں کی نظروں میں محبوب رہنا گویا نصف عقل ہے اور اچھی طرح کسی بات کا دریافت کرنا گویا نصف علم ہے۔

ادب ۱۸۳ لوگوں سے نرمی و خوش خلقی سے پیش آؤ۔

ادب ۱۸۴ لوگوں سے ملنا اور ان کے کام آنا اور ان کی ایذا پر صبر و استقلال کرنا اس سے بہتر ہے کہ گوشۂ عافیت میں اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے اور کسی کے کام نہ آوے۔ البتہ اگر نفس کو بالکل برداشت نہ ہو تو لاچاری ہے۔

ادب ۱۸۵ غصّے کو جہاں تک ہو سکے روکو۔

ادب ۱۸۶ تواضع سے رہو تکبّر ہرگز مت کرو۔

ادب ۱۸۷ لوگوں سے اپنا کہا سنا لیا دیا معاف کرا لو ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہوگی۔

ادب ۱۸۸ دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتے رہو، بری باتوں سے منع کرتے رہو۔ البتہ اگر قبول کرنے کی امید بالکل نہ ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو سکوت جائز ہے مگر دل سے بری بات کو برا سمجھتے رہو۔

سلوک و مقامات

اس میں چند باب اور ایک فائدہ ہے فائدہ جلیلہ صحت طریقۂ اہل تصوف کے بیان میں۔ اوّل تو اوپر کی تقریر سے اس طریق کو صحت معلوم ہو چکی ہے مگر چونکہ اکثر خشک مزاج اس طریق سے انکار کیا کرتے ہیں اس لئے زیادت تقویت و تائید کے لئے

بالاستقلال مختصراً مذکور ہوتا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ج وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ بعض عارفین کا قول ہے کہ جس کو علم باطن سے کچھ بھی حصہ میسر نہ ہو اس کے خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ ہے اور ادنیٰ حصہ یہ ہے کہ اس کی تصدیق اور تسلیم تو کرتا ہو، منکر کی یہی کافی سزا ہے کہ وہ اس سے محروم ہے ؎

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی بگذار تا بمیرد در رنج خود پرستی

یہ خلاصہ ہے امام غزالیؒ کے ارشاد کا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ اس کے بعد ایمان و اسلام کو ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ علاوہ عقائد ضروریہ و اعمال ظاہرہ کے کوئی اور چیز بھی ہے اس کا نام اس حدیث میں احسان آیا ہے اور اس کی حقیقت بیان فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ یہی طریق باطن ہے کیونکہ بدون اس طریق کے ایسی حضوری ہرگز میسر نہیں ہوتی اور لاکھوں معتبر آدمیوں کی شہادت موجود ہے جس کے غلط ہونے کا عقل کو احتمال نہیں ہو سکتا کہ ہم کو اہل باطن کے پاس بیٹھنے سے ایک نئی حالت اپنے باطن میں عقائد و فقہ کے علاوہ محسوس ہوتی ہے جو پہلے نہ تھی اور اس حالت کا اثر یہ ہے کہ طاعت کی رغبت اور معاصی سے نفرت، عقائد کی پختگی روز افزوں ہے یہ بھی نہایت قوی دلیل ہے کہ طریق باطن بھی کوئی چیز ہے اس کے علاوہ بزرگوں کے کشف و کرامات اس درجہ منقول ہیں کہ جس کی انتہا نہیں اگرچہ یہ کوئی قوی دلیل نہیں مگر استقامت شرع کے ساتھ اگر خرق عادات ہوں تو صاحب خوارق کے کامل ہونے پر اطمینان بخش ضرور ہوتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے قاضی ثناء اللہؒ کے ارشاد کا بہر حال ہمت کا

؎۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس سمجھا دیا ہم نے وہ واقعہ سلیمان علیہ السلام کو۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق گذرے ہیں تم سے پیشتر امتوں میں صاحب الہام پس اگر ہے میری امت میں کوئی وہ عمر رضؓ ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور سکھلایا ہم نے اپنے پاس سے ان کو علم۔ ؎۲ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمھیں دیکھ ہی رہا ہے

مقتضا تو یہ ہے کہ صاحب ذوق ہو۔ اگر اتنی توفیق نہ ہو تو خدا کے لئے انکار تو نہ کرو۔

پہلا باب بیعت میں

عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ کوئی کمال مقصود بدون استاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جب اس راہ میں آنے کی توفیق ہو، استاد طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہیئے جس کے فیض تعلیم و برکت صحبت سے مقصود حقیقی تک پہنچے ؎

گر ہوائے ایں سفر داری دلا　　دامن رہبر بگیر و پس بیا
در ارادت باش صادق اے فرید　　تا بیابی گنج عرفاں را کلید
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق　　عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

چونکہ بدون علامت تلاش ممکن نہیں۔ اس لئے اس مقام پر شیخ کامل کے شرائط و علامات مرقوم ہوتے ہیں۔

اول۔ علم شریعت سے بقدر ضرورت واقف ہو، خواہ تحصیل سے یا صحبت علماء سے تا فساد عقائد و اعمال سے محفوظ رہے اور طالبین کو بھی محفوظ رکھ سکے ورنہ مصداق "او خویشتن گم است کرا رہبری کند" کا ہو گا۔

دوم۔ متقی ہو یعنی ارتکاب کبائر و اصرار علی الصغائر سے بچتا ہو۔

سوم۔ تارک دنیا راغب آخرت ہو۔ ظاہری باطنی طاعات پر مداومت رکھتا ہو ورنہ طالب کے قلب پر برا اثر پڑے گا۔

چہارم۔ مریدوں کا خیال رکھے کہ کوئی امر ان سے خلاف شریعت و طریقت ہو جاوے تو ان کو متنبہ کرے۔

پنجم۔ یہ کہ بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہو ان سے فیوض و برکات حاصل کئے ہوں اور یہ ضرور نہیں کہ اس سے کرامات و خوارق بھی ظاہر ہوتے ہوں۔ نہ یہ ضرور ہے کہ تارک کسب ہو دنیا کا حریص و طامع نہ ہو۔ اتنا کافی ہے از قول جمیل، اور باقی متعلقات اس کے مثلاً آداب طالب و شیخ و حکم تعدد شیوخ وغیرہ مسائل جزئیہ میں بیان کئے جاویں گے۔

فائدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ بیعت اسلام وغزوہ وغیرہ کے مقامات سلوک کی بیعت بھی لی ہے۔ کالنصح بکل مسلم وان لا یخافوا فی اللہ لومۃ لائم وان لا یسئلوا الناس شیئا پس اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں بعدہ بوجہ اشتباہ بیعت خلافت کے سلف نے صحبت پر اکتفا فرمایا پھر خرقہ کی رسم بجائے بیعت جاری ہوئی جب وہ رسم خلفاء میں نہ رہی صوفیہ نے اس سنت مردہ کو پھر زندہ کیا۔ (قول جمیل) رہی ابتداء اس لقب صوفی کی سو خیر القرون میں تو صحابی تابعی، تبع تابعی امتیاز اہل حق کے لئے کافی القاب تھے۔ پھر خواص کو زہاد کہنے لگے۔ اس وقت اہل حق نے امتیاز کے لئے صوفی کا لقب اختیار کیا اور دوسری صدی کے اندر اس لقب کی شہرت ہوگئی۔ (قشیریہ)

دوسرا باب، ریاضت ومجاہدہ میں

اس میں دو رکن ہیں۔ رکن اول مجاہدہ اجمالی میں جاننا چاہیئے کہ اصول اس کے چار امور ہیں۔ قلتِ کلام، قلتِ طعام، قلتِ منام، قلتِ اختلاط مع الانام۔ ان سب امور میں مرتبہ اوسط حسب تعلیم شیخ کامل ملحوظ رکھے۔ نہ اس قدر کثرت کرے جس سے غفلت وقساوت پیدا ہو۔ نہ اس قدر قلت کرے جس سے صحت وقوت زائل ہو جاوے خلاصہ یہ کہ نفس کے مطالبات دو قسم کے ہیں حقوق وحظوظ حقوق وہ جس سے قوام بدن وبقائے حیات ہے حظوظ جو اس سے زائد ہے۔ حقوق کو باقی اور حظوظ کو فانی کرے۔

فائدہ عظیمہ۔ سالکان طریق نے حزن وغم کو اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ قرار دیا ہے کہ اس سے نفس کو پستی وشکستگی حاصل ہوتی ہے۔ جو کہ آثار عبودیت سے ہے۔ اور یہ امر مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ سالک کو جو قبض پیش آجاتا ہے وہ علامت اس کے بُعد وطرد کی نہیں کیا عجب کہ اس تصفیہ ومجاہدہ مقصود ہو۔ ہرگز اس کی شکایت نہ کرے سر تسلیم خم کر کے اپنا کام کرتا رہے ؎

باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش　　بر جفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش

لے جیسے ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنا، اور اللہ کے حکم کے مقابلے میں کسی کی ملامت کا خوف نہ کرنا اور لوگوں سے کچھ نہ مانگنا

ای دل اندر بند زلفش از پریشانی منال مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

ابو علی دقاق فرماتے ہیں صَاحِبُ الْحُزْنِ يَقْطَعُ مِنْ طَرِيقِ اللهِ تَعَالٰى مَا لَا يَقْطَعُهُ مَنْ فَقَدَ حُزْنَهُ سِنِيْنَ البتہ فکر لایعنی قلب کا ستیاناس کر دیتی ہے۔

دوسرا رکن ریاضت تفصیلی ہیں۔ اس میں دو قسم ہیں قسم اول اخلاق حمیدہ میں اور وہ چند مقامات ہیں توبہ، صبر، شکر، خوف، رجا، زہد، توحید، توکل، محبت و شوق، اخلاص و صدق، مراقبہ، محاسبہ، تفکر، ہر ایک مقام کو ایک فصل میں بیان کیا جاتا ہے مع اس دلیل اور ماہیت و طریق تحصیل کے۔ یہ سب احیاء العلوم سے لیا گیا ہے اور جو مضمون دوسری جگہ کا ہے اس پر حاشیہ لکھ دیا ہے۔

فصل توبہ میں۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا[1] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا إِلَى اللهِ (رواہ مسلم)

ماہیت۔ خطا کو یاد کر کے دل دکھ جانا۔ اور اس کے لئے لازم ہے اس گناہ کا ترک کر دینا اور آیندہ کو پختہ ارادہ رکھنا کہ اب نہ کریں گے اور خواہش کے وقت نفس کو روکنا۔

طریق تحصیل۔ قرآن و حدیث میں جو وعیدیں گناہوں پر آئی ہیں۔ ان کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل میں سوزش پیدا ہوگی۔ یہی توبہ ہے۔

احکام اگر نماز روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو اس کی قضا کرے۔ اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہوں ان سے معاف کرالے یا ادا کرے۔

فصل صبر میں۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا۔[2] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ (رواہ مسلم)

ماہیت۔ انسان کے اندر دو قوتیں ہیں۔ ایک دین پر ابھارتی ہے دوسری ہوائے نفسانی پر۔ سو محرک دینی کو محرک ہوا پر غالب کر دینا صبر ہے۔

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو توبہ کرو۔ اللہ کیطرف توبہ خالص اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو
[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو صبر کرو۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب ہے مومن پر کہ اس کی ہر بات بہتر ہے۔ اور نہیں میسر ہے یہ کسی کو مگر مومن ہی کو اگر پہنچی اس کو خوشی شکر کیا اور اگر پہنچی اس کو سختی صبر کیا بس اس کے لئے بہتر ہے

طریق تحصیل۔ اس قوت ہوا کو ضعیف اور کمزور کرنا چاہیئے۔

فصل[1] شکر میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاشْکُرُوْا لِیْ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَکَرَ (رواہ مسلم) وَقَدْ مَرَّ اٰنِفًا۔

ماہیت۔ نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے سمجھنا اور اس سمجھنے سے دو باتیں ضرور پیدا ہوتی ہیں ایک منعم سے خوش ہونا۔ دوسری اس کی خدمت گذاری و امتثال اوامر میں سرگرمی کرنا

طریق تحصیل۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے۔

فصل[2] رجاء میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الرَّحْمَۃِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِہٖ اَحَدٌ۔ متفق علیہ

ماہیت۔ محبوب چیزوں یعنی فضل و مغفرت و نعمت و جنت کے انتظار میں قلب کو راحت پیدا ہونا۔ اور ان چیزوں کے حاصل کرنے کی تدبیر اور کوشش کرنا۔ سو جو شخص رحمت و جنت کا منتظر رہے مگر اس کے حاصل کرنے کے اسباب یعنی عمل صالح و توبہ وغیرہ کو اختیار نہ کرے۔ اس کو مقام رجاء حاصل نہیں وہ دھوکہ میں ہے جیسے کوئی شخص تخم پاشی نہ کرے اور غلہ پیدا ہونے کا منتظر رہے۔ صرف ہوس خام ہے۔

طریق تحصیل۔ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت اور عنایت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل[3] خوف میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاخْشَوْنِیْ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَۃَ اللّٰہِ غَالِیَۃٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَۃَ اللّٰہِ الْجَنَّۃُ۔ رواہ الترمذی

ماہیت۔ قلب کو دردناک ہونا ایسی چیز کے خیال میں جو ناگوار طبع ہو اور اس کے آیندہ

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے شکر کرو میرا۔ [2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کافر بھی اللہ کی رحمت کا حال جانے تو اس کی جنت سے ناامید نہ ہو۔

[3] فرمایا اللہ تعالیٰ نے ڈرو مجھ سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ڈرتا ہے رات ہی سے چلتا ہے اور جو رات سے چلتا ہے منزل پر پہنچ جاتا ہے سن لو اللہ کا سودا گراں ہے آگاہ رہو اللہ کا سودا جنت ہے۔

واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔

طریق تحصیل۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و عتاب کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل زہد میں قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰکُمْ[1] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ صَلَاحِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الْیَقِیْنُ وَالزُّھْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِھَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)۔

ماہیت۔ کسی رغبت کی چیز کو چھوڑ کر اس سے بہتر چیز کی طرف مائل ہونا مثلاً دنیا کی رغبت علیحدہ کرکے آخرت کی رغبت کرنا۔

طریق تحصیل۔ دنیا کے عیوب اور مضرتوں اور فنا ہونے کو اور آخرت کے منافع اور بقا کو یاد کرے اور سوچے۔

فصل[2] توحید میں۔ یہاں توحید افعالی مراد ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رواہ احمد والترمذی

ماہیت۔ یہ یقین کرلینا کہ بدون ارادہ خداوندی کے کچھ نہیں ہوسکتا۔

طریق تحصیل مخلوق کی عجز اور خالق کی قدرت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل[3] توکل میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ رواہ احمد والترمذی۔

---

[1] تاکہ افسوس نہ کرو فوت ہوئی چیز پر اور خوشی سے نہ اترا جاؤ اس پر جو تم کو دیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول بہتری اس امت کی یقین ہے اور زہد اور اول بگاڑ اس امت کا بخل ہے اور طول امل ہے۔

[2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ ہی نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے سب عملوں کو اور فرمایا نہیں چاہتے ہو تم کسی چیز کو مگر یہ کہ چاہیے اللہ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لو کہ اگر سب کے سب متفق ہو جاویں اس پر کہ تم کو کچھ نفع پہنچاویں ہرگز نفع نہ پہنچاویں گے مگر اسی چیز کا جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور اگر سب کے سب متفق ہو جاویں اس پر کہ تم کو کچھ ضرر پہنچاویں ہرگز ضرر نہ پہنچاویں گے مگر اسی چیز کا جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔ [3] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ ہی پر چاہیئے کہ توکل کریں ایمان والے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مانگو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد چاہو اللہ ہی سے مدد چاہو۔

ماہیت۔ صرف وکیل یعنی کارساز پر قلب کا اعتماد کرنا۔
طریق تحصیل۔ اس کی عنایتوں اور وعدوں اور اپنی گذشتہ کامیابیوں کا یاد کرنا اور سوچنا۔
فصل[۹] محبت میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ۔ متفق علیہ

ماہیت۔ طبیعت کا مائل ہونا ایسی چیز کی طرف جس سے لذت حاصل ہو۔ یہی میلان اگر قوی ہو جاتا ہے اس کو عشق کہتے ہیں۔
طریق تحصیل۔ دنیا کے علائق کو قطع کرے یعنی غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکالے کیونکہ دو محبتیں ایک دل میں جمع نہیں ہوتیں اور اللہ تعالیٰ کے کمالات و اوصاف و انعام کو یاد کرے اور سوچے۔
فصل[۲] شوق میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ (الآیہ) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَسْئَلُکَ النَّظَرَ اِلٰی وَجْھِکَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِکَ (رواہ النسائی)

ماہیت۔ جس محبوب چیز کا من وجہ علم ہو اور من وجہ علم نہ ہو اس کو بکمالہ جاننے اور دیکھنے کی خواہش طبعی ہونا۔
طریق تحصیل۔ محبت کا پیدا کر لینا کیونکہ محبت کے لئے شوق لازم ہے۔
فصل[۳] انس میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (رواہ مسلم)

ماہیت۔ جو چیز من وجہ ظاہر و معلوم ہو اور من وجہ مخفی و مجہول ہو اگر وجوہ مخفیہ پر نظر واقع

---

[۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اللہ کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اللہ اسکی ملاقات کو اور جو برا سمجھتا ہے اللہ کی ملاقات کو برا سمجھتا ہے اللہ اسکی ملاقات کو۔

[۲] اس میں اہل شوق کی تسلی ہے کذا قال ابو عثمان فی تفسیر یہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو اللہ کی ملاقات کا امیدوار ہے تو اللہ کی مدت یعنی موت تو آنے والی ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگتا ہوں تجھ سے زیارت تیری وجہ مبارک کی اور شوق تیری ملاقات کا۔

[۳] انس میں جملہ احوال ہے مقامات میں اس کا ذکر طبعاً آگیا کیونکہ یہ آثار محبت سے ہے۔

[۴] فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ اللہ ایسا ہے کہ اتارا تسکین اور اطمینان کو مومنین کے دلوں میں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بیٹھتے ہیں لوگ کہ ذکر کرتے ہیں اللہ کا مگر گھیر لیتے ہیں ان کو ملائکہ رحمت اور ڈھانپ لیتی ہے ان کو رحمت خداوندی اور اترتی ہے ان پر تسکین اور اطمینان اور یاد کرتا ہے اللہ ان کو ان میں جو اس کے پاس ہیں یعنی ملائکہ کی جماعت میں۔

ہو کر اس کے ادراک کی خواہش ہو اس کو شوق کہتے ہیں اور اگر وجوہ معلومہ پر نظر واقع ہو کر اس پر فرح وسرور ہو اس کو انس کہتے ہیں یہ فرحت کبھی یہاں تک غلبہ کرتی ہے کہ مطلوب کے صفات جلال پیش نظر نہیں رہتے۔ اور اس وجہ سے اس کے اقوال وافعال میں کسی قدر بے تکلفی ہونے لگتی ہے اس کو انبساط اور ادلال کہتے ہیں چونکہ یہ بھی آثار محبت سے ہے اس کی تحصیل کے لئے کوئی جداگانہ طریق نہیں ہے۔

فصل [۱] رضا میں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ (رواہ احمد والترمذی)

ماہیت۔ حکم قضا پر اعتراض نہ کرنا، نہ زبان سے نہ دل سے بعض اوقات اس کا یہاں تک غلبہ ہوتا ہے کہ تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ بھی آثار محبت سے ہے اس کی تحصیل کا جداگانہ طریق نہیں ہے۔

فصل [۲] نیت وارادہ میں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (متفق علیہ)

ماہیت۔ دل کا ابھرنا ایسی چیز کی طرف جس کو اپنی غرض اور نفع کے موافق سمجھتا ہو

طریق تحصیل۔ اس چیز کو مثلاً عمل صالح وسلوک طریق آخرت کے منافع ومصالح کی معرفت حاصل کر کے ان میں غور کرے دل کو حرکت پیدا ہوگی۔

فصل [۳] اخلاص میں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ الاٰیۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِى الْعَلَانِيَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰى فِى السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذَا عَبْدِىْ حَقًّا (رواہ ابن ماجہ)

ماہیت۔ اپنی طاعت میں صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب ورضا کا قصد رکھنا اور مخلوق کی

---

[۱] راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ اللہ سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو سعادت سے ہے راضی رہنا اس پر جو اس کے لئے اللہ نے مقرر کر دیا۔ [۲] اور نہ دور کیجئے محمد ان کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام (یعنی ہر وقت) چاہتے ہیں خاص ذات باری تعالیٰ کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کا اعتبار تو نیت سے ہے [۳] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہیں حکم ہوا ان کو مگر اس کا کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خاص کرنیوالے ہوں اس کے واسطے دین کو اور طرف سے کھچے ہوئے ہوں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آدمی سب کے سامنے نماز اچھی طرح پڑھتا ہے اور تنہائی میں بھی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرا بندہ ہے ٹھیک ٹھیک۔

خوشنودی و رضامندی یا اپنی کسی نفسانی خواہش کے قصد کو نہ ملنے دینا۔

طریق تحصیل معالجہ ریا میں معلوم ہوگا کیونکہ ریا کو دفع کرنا یہی اخلاص کا حاصل کرنا ہے۔

فصل ۱۵ صدق میں۔ مراد اس سے خاص صدق ہے یعنی مقامات میں صادق ہونا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَّهُوَ یَلْعَنُ بَعْضَ رَقِیْقِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ فَقَالَ لَعَّانِیْنَ وَصِدِّیْقِیْنَ اِلٰی قَوْلِ اَبِیْ بَكْرٍ لَا اَعُوْدُ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ماہیت۔ جس مقام کو حاصل کرے کمال کو پہنچاوے اس میں کسر نہ رہے۔

طریق تحصیل۔ ہمیشہ نگران رہے اگر کچھ کمی ہو جاوے تو اس کا تدارک کرے اسی طرح چند روز میں کمال حاصل ہو جاوے گا۔

فصل ۱۶ مراقبہ میں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۝ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ (رواہ مسلم) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ (رواہ احمد والترمذی)

ماہیت۔ دل سے دھیان رکھنا اس شخص کا جو اس کو دیکھ بھال رہا ہے۔

طریق تحصیل۔ یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ میرے ظاہر و باطن پر مطلع ہے اور کوئی بات کسی وقت اس سے پوشیدہ نہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی عظمت و قدرت و جلال اور اس کے عذاب و عقوبت کو بھی یاد کرے اس کی مواظبت سے وہ دھیان بندھنے لگے گا پھر کوئی کلام خلاف مرضی اللہ تعالیٰ کے اس سے نہ ہوگا۔

سلہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر کچھ تردد نہیں کیا اور جہاد کیا اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں یہی لوگ ہیں پورے سچے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کا گذر حضرت ابوبکر پر ہوا۔ وہ اپنے ایک غلام پر لعنت کر رہے تھے آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لعنت کرنیوالا اور پھر صدیق پھر ابوبکر نے کہا اب ایسا نہ کروں گا۔

سلہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک اللہ ہے ہر چیز کا نگہبان ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان یہ ہے کہ بندگی ایسی عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے اور فرمایا اللہ کا دھیان رکھو پاؤ گے اپنے مقابل۔

فصل فکر میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ وَقَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی۔ رواہ احمد ماہیت۔ دو معلوم چیزوں کا ذہن میں حاضر کرنا جس سے تیسری بات ذہن میں آجاوے مثلاً ایک بات یہ جانتا ہے کہ آخرت باقی ہے۔ دوسری یہ بات جانتا ہے کہ باقی قابل ترجیح کے ہے ان دونوں سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آخرت قابل ترجیح کے ہے ان دونوں چیزوں کا حاضر فی الذہن کرنا یہی اس کی تحصیل کا طریق ہے ان مقامات مذکورہ کی تصحیح سے اور مقامات بھی درست ہو جاتے ہیں۔ تقوی ورع، قناعت یقین، عبودیت، استقامت حیا، حریت فتوت، خلق، ادب، معرفت جن کا ذکر ان نصوص میں ہے۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ۔ اَلْقَنَاعَۃُ کَنْزٌ لَا یَفْنٰی۔ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ۔ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ قولہ علیہ السلام یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ (قشیریہ) چونکہ یہ ترتیب بہت ظاہر ہے اس لئے ہم نے تفصیل کو موجب تطویل سمجھا۔

دوسری قسم اخلاقِ ذمیمہ میں

اور وہ چند چیزیں ہیں۔ شہوت، آفات لسان، غضب، حقد، حسد، حب دنیا، بخل، حرص جاہ، ریا، عجب، غرور ان چیزوں کا ازالہ کرنا سالک کو ضرور ہے ان کو بھی چند فصلوں میں ذکر کرتے ہیں مثل قسم اول کے یہ بھی احیاء سے منقول ہے۔

فصل شہوت میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّھَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا

لہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بیان کرتا ہے اللہ لوگوں کے لئے مثالیں شاید کچھ سوچیں فکر کریں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس اختیار کرو باقی چیز کو فانی پر۔

لہ اور چاہتے ہیں وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں خواہشوں کی حق سے پھر جاؤ تم بہت پھر جانا۔

ماہیت۔ ظاہر ہے معالجہ مجاہدہ کرنا چاہیئے مجاہدے کا طریق باب دوم میں معلوم ہو چکا ہے۔

فصل آفات لسان میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ[1] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَمَتَ نَجَا رواہ (احمد والترمذی)

یہ بہت سی آفتیں ہیں فضول باتیں کرنا، خلاف شرع باتیں کرنا، بحث ومباحثہ ناحق کا، تکرار لڑائی کرنا، کلام میں بناوٹ وتکلف کرنا، گالی گلوج کرنا، کسی پر لعنت کرنا، گانا بجانا، دل لگی کرنا، جس سے دوسرے کو ایذا پہنچے، یا اس میں زیادہ مشغول کرنا، کسی کا راز ظاہر کردینا، جھوٹا وعدہ کرنا، جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا یا جھوٹی گواہی دینا، غیبت کرنا، چغل خوری کرنا، دونوں طرف جا کر دو رویہ باتیں بنانا، کسی کی زیادہ تعریف وخوشامد کرنا، ذات صفات الٰہی میں محض اٹکل پچو گفتگو کرنا، علماء سے فضول باتیں پوچھنا۔

معالجہ۔ جو بات کہنا ہو تھوڑی دیر پہلے تامل کرلے کہ اس سے اللہ تعالیٰ جو کہ سمیع وبصیر ہیں ناخوش تو نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بات گناہ کی منہ سے نہ نکلے گی۔

فصل غضب میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاھِلِیَّةِ[2] وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَغْضَبْ (رواہ البخاری)

ماہیت۔ جوش مارنا خون قلب کا بدلہ لینے کے لئے۔

معالجہ۔ یہ یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر زیادہ قدرت ہے اور میں اس کی نافرمانی بھی کیا کرتا ہوں۔ اگر وہ بھی مجھ سے یہی معاملہ کریں تو کیا ہو اور یہ سوچے کہ بدون ارادۂ خداوندی کے کچھ واقع نہیں ہوتا۔ سو میں کیا چیز ہوں کہ مشیت الٰہی میں مزاحمت کروں اور زبان سے اعوذ باللہ پڑھے۔ اور اگر کھڑا ہو بیٹھ جاوے جو بیٹھا ہو لیٹ جاوے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کر ڈالے۔ اگر اس سے بھی نہ جائے تو اس شخص سے علیحدہ ہو جاوے یا اس کو علیحدہ کردے۔

فصل حقد میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ

---

[1] نہیں بولتا ہے کچھ بات مگر نزدیک اس کے نگہبان ہے تیار۔

[2] جب کیا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے اپنے دلوں میں کد کد جاہلیت کی! اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ نہ کرو۔

[3] اختیار کر و معاف کردینے کو اور حکم کرو اچھی بات کا اور منہ موڑ لو جاہلوں سے اور فرمایا رسول علیہ السلام نے آپس میں بغض نہ رکھو۔

الْجَاهِلِيْنَ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَبَاغَضُوْا (متفق علیہ)

ماہیت۔ جب غصے میں بدلہ لینے کی قدرت نہیں ہوتی اُس کے ضبط کرنے سے اس شخص کی طرف سے دل پر ایک گرانی سی ہو جاتی ہے اس کو حقد یعنی کینہ کہتے ہیں۔

مُعالجہ۔ اس شخص کا قصور معاف کر کے اس سے میل جول شروع کرے گو تبکلف سہی، چند روز میں کینہ دل سے نکل جائے گا۔

فصل حسد میں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ[۱] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَحَاسَدُوْا (رواہ البخاری)

ماہیت۔ کسی شخص کی اچھی حالت کا ناگوار گذرنا اور یہ آرزو کرنا کہ یہ اچھی حالت اس زائل ہو جاوے۔

معالجہ۔ گو تبکلف ہی سہی اس شخص کی خوب تعریف کیا کرو۔ اور اس کے ساتھ خوب احسان سلوک تواضع سے پیش آؤ۔ ان معاملات سے اس شخص کے قلب میں تمھاری محبت پیدا ہو گی پھر وہ تم سے اسی طور پیش آوے گا اس سے تمھارے دل میں اس کی محبت ہو گی اور حسد جاتا رہے گا۔

فصل حُبِّ دنیا میں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ[۲] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (رواہ مسلم)

ماہیت دنیا۔ جس چیز میں فی الحال حظ نفس ہو اور آخرت میں اس کا کوئی نیک ثمرہ مرتب نہ ہو وہ دنیا ہے۔

معالجہ۔ موت کو کثرت سے یاد کیا کرے اور مدتوں کے لئے منصوبے اور سامان نہ کرے۔

فصل بخل میں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ[۳]

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ

---

[۱] اور پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے جب حسد کرے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں حسد نہ کرو۔

[۲] اور نہیں ہے زندگانی دنیا مگر دھوکے کی پونجی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔ [۳] جو بخل کرتا ہے وہ نہیں بخل کرتا مگر اپنے آپ سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجوس آدمی دور ہے اللہ سے دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے، قریب ہے دوزخ سے۔

مِنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ (رواہ الترمذی)

ماہیت۔ جس چیز کا خرچ کرنا شرعاً یا مروۃً ضروری ہو اس میں تنگ دلی کرنا۔

معالجہ۔ مال کی محبت کو دل سے نکالے۔ اور حبِّ مال کے نکالنے کا وہی طریق ہے جو معالجہ حبِّ دنیا میں مذکور ہوا۔

فصل حرص میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ اِثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ (متفق علیہ)

ماہیت۔ قلب کا مشغول ہونا مال وغیرہ کے ساتھ۔

معالجہ۔ خرچ گھٹا دے تاکہ زیادہ آمدنی کی فکر نہ ہو۔ اور آئندہ کی فکر نہ کرے کہ کیا ہو گا۔ اور یہ سوچے کہ حریص و طامع ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے۔

فصل حبِّ جاہ میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَھَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِہٖ (رواہ الترمذی)

ماہیت۔ لوگوں کے دلوں کا مسخر ہونا جس سے وہ لوگ اس کی تعظیم و اطاعت کریں۔

مُعالجہ۔ یوں سوچے کہ جو لوگ میری تعظیم و اطاعت کر رہے ہیں نہ یہ رہیں گے نہ میں رہوں گا پھر ایسی موہوم و فانی چیز پر خوش ہونا نادانی ہے اور دوسرا علاج یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے کہ شرع کے خلاف تو نہ ہو مگر عرفاً اس شخص کی شان کے خلاف ہو اس سے لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو جاوے گا مگر مقتدا کو ایسا کام کرنا زیبا نہیں دین میں فتور پڑے گا۔

فصل ریا میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَآءِ شِرْکٌ (رواہ ابن ماجہ)

۱؎ ہرگز نہ بڑھاؤ اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف جس سے ہم نے نفع دیا ان کافروں کے مختلف گروہوں کو آرائش زندگانی دنیا کی اور فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور اس کی دو چیزیں بڑھتی رہتی ہیں حرص کرنا مال پر اور حرص کرنا عمر پر۔

۵؎ اور وہ جو دارِ آخرت ہے کریں گے ہم اس کو ان ہی لوگوں کے لئے جو نہیں چاہتے ہیں زمین میں اپنی بڑائی اور نہ دوم مچانا اور انجام کار ہے متقیوں کے لئے۔ اور فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے دو بھوکے بھیڑئیے کہ بکریوں کے گلہ میں چھوڑ دیئے جاویں اس گلہ کو اتنا تباہ نہیں کرتے جتنا آدمی کی حرص مال پر اور جاہ پر اس کے دین کو تباہ کر دیتی ہے۔ ۶؎ دکھلاتے ہیں وہ لوگوں کو اور فرمایا۔ بیشک تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے

ماہیت۔ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں یہ قصد کرنا کہ لوگوں کی نظر میں میری قدر ہو جاوے۔

مُعَالجہ۔ حب جاہ کو دل سے نکالے کیونکہ ریا اس کا شعبہ ہے اور عبادت پوشیدہ کیا کرے یعنی جو عبادت کہ جماعت سے نہیں ہے اور جس عبادت کا اظہار ضرور ہے اس کے لئے ازالۂ حب جاہ کافی ہے۔ ایک طرق معالجے کا حضرت سیدی مرشدی مولائی الحاج حافظ امداد اللہ دامت برکاتہم کا ارشاد فرمودہ ہے وہ یہ کہ جس عبادت میں ریا ہو اس کو خوب کثرت سے کرے پھر نہ کوئی التفات کرے گا نہ اس کو یہ خیال رہے گا۔ وہ چند روز میں اسے عادت پھر عادت سے عبادت اور اخلاص بن جاوے گی۔

فصل تکبر میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ہ[1] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ (رواہ مسلم)

ماہیت۔ اپنے کو صفات کمال میں دوسرے سے بڑھ کر سمجھنا۔

مُعَالجہ۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرے اس کے مقابلے میں اپنے کمالات کو ہیچ پائے گا اور جس شخص کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے اُس کے ساتھ تعظیم و تواضع سے پیش آوے یہاں تک کہ اس کا خوگر ہو جاوے۔

فصل عُجب میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ[2] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَمَّا الْمُہْلِکَاتُ فَہَوًی مُّتَّبَعٌ وَّ شُحٌّ مُّطَاعٌ وَ اِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ وَہِیَ اَشَدُّہُنَّ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ماہیت۔ اپنے کمال کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس کا خوف نہ ہونا کہ شاید سلب ہو جاوے

مُعَالجہ۔ اس کمال کو عطائے خداوندی سمجھے اور اس کی استغنا، قدرت کو یاد کرکے

---

[1] تحقیق اللہ تعالیٰ نہ پسند کرتا ہے اپنی بڑائی کرنے والوں کو۔ اور فرمایا رسول علیہ السلام نے نہیں جائیگا جنت میں وہ جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو۔ [2] جب کہ بھلا معلوم ہوا تم کو تمہارا زیادہ ہونا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہے مہلکات سو وہ خواہش ہے جس کی پیروی کی جائے اور بخل ہے جس کے موافق عملدرآمد ہو اور اچھا سمجھنا آدمی کا اپنے آپ کو اور یہ ان سب سے بڑھ کر ہے۔

ڈرے کہ شاید سلب ہو جاوے۔

فصل غرور میں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ماہیت۔ جو اعتقاد خواہش نفسانی کے موافق ہو اور اس کی طرف طبیعت مائل ہو کسی شبہ اور شیطان کے دھوکے کے سبب اس پر نفس کو اطمینان حاصل ہونا۔

مُعَالجہ۔ ہمیشہ اپنے اعمال و احوال کو قرآن و حدیث و بزرگان دین کے اقوال و افعال سے ملاتا رہے۔ ان رذائل کے ازالہ سے باقی رذائل سب سب دفع ہو جاویں گے ان اوصاف حمیدہ و ذمیمہ کو کسی بزرگ نے دو رباعیوں میں اختصار و اجمال کے ساتھ جمع فرمادیا ہے وہ رباعیاں قابل یاد رکھنے کے بلکہ وظیفہ بنانے کے ہیں۔

رباعی

خواہی کہ شوی بمنزل قرب عظیم ... نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ... تفویض و توکل و رضا و تسلیم

رباعی

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ ... دہ چیز بروں کن از درون سینہ
حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت ... بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

فصل۔ جاننا چاہیئے کہ مقام مراقبے کے متعلق دو چیزیں اور ہیں۔ ایک مشارطہ کہ مراقبے سے پہلے ہے دوسری محاسبہ جو مراقبے کے بعد ہے۔ مشارطہ یہ کہ روزانہ صبح کو اٹھ کر تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر اپنے نفس کو خوب فہمائش کرے کہ دیکھو فلاں فلاں کام کیجیو فلاں فلاں مت کیجیو۔ اس کے بعد مراقبہ یعنی نگہداشت اس معاہدہ کی رکھنا چاہیئے۔ جب دن ختم ہو پھر سوتے وقت محاسبہ کرے یعنی صبح سے شام تک جو اعمال کئے ہیں ان کو تفصیلاً یاد کرے جو نیک کام کئے ہوں ان پر شکر الٰہی بجالاوے جو بُرے کام ہوئے ہوں یا نیک کاموں میں کوئی آمیزش آگئی ہو، اس پر نفس کو ملامت و زجر و توبیخ کرے۔ اور اگر خالی زجر و توبیخ کافی نہ ہو تو کچھ مناسب سزا بھی تجویز کر

ا؎ اور نہ دھوکہ دے اللہ کے بارے میں تم کو شیطان اور فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے الگ رہنا دھوکے کی گھر یعنی دنیا سے۔

کے عملدرآمد کرے قَالَ اللہُ تَعَالٰی۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (احیاء العلوم)

تیسرا باب مسائلِ فرعیہ میں

اس باب میں بعض بعض ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں چند فصلوں میں۔

فصل۔ بعد وصول کے مَردود نہیں ہوتا جو مَردود ہوا وصول سے پہلے ہوا۔

فصل۔ اولیاء کو عبادت میں دوسروں سے زائد ثواب ملتا ہے کیونکہ عبودیت و اخلاص زیادہ ہوتا ہے

فصل۔ خرقِ عادت کئی قسم پر ہے ایک قسم کشف ہے وہ دو طرح ہے کشف کونی، کشف الٰہی۔ کشف کونی یہ کہ بعد مکانی یا زمانی اس کے لئے حجاب نہ رہے کسی چیز کا حال معلوم ہو جاوے۔ کشف الٰہی یہ کہ علوم و اسرار و معارف متعلق سلوک کے یا متعلق ذات صفات کے اس کے قلب پر وارد ہوں یا عالم مثال میں یہ چیزیں متمثل ہو کر مکشوف ہوں دوسری قسم الہام ہے کہ صوفی کے دل پر اطمینان کے ساتھ کوئی علم القا ہو کبھی ہاتف غیبی کی آواز سن لیتا ہے تیسری قسم تصرف و تاثیر ہے۔ یہ دو طرح ہے۔ تاثیر کرنا باطن مرید میں جس سے اس کو حق تعالیٰ کی طرف کشش پیدا ہو۔ اور تاثیر کرنا دوسری اشیائے عالم میں خواہ ہمت سے یا دعا سے۔ بے شمار حکایتیں اس باب میں اولیاء اللہ سے منقول ہے۔

فصل۔ کشف و الہام سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے اگر موافق قواعد شرعیہ کے ہے قبول[1] ہوگا۔ ورنہ واجب الترک[2] ہے اور اگر قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہو لیکن خود کشف کشف میں باہم اختلاف ہوا تو اگر وہ دونوں کشف ایک شخص کے ہیں تب تو اخیر کشف پر اعتماد ہوگا اور اگر وہ دونوں کشف دو شخصوں کے ہیں تو صاحب صحو کا کشف بہ نسبت صاحب سکر کے قابل عمل ہے اور اگر دونوں صاحب صحو ہیں تو جس کا کشف اکثر شرع کے موافق ہوتا ہو وہ قابل اعتبار ہے اور اگر اس میں بھی دونوں برابر ہیں تو جس شخص میں آثار قرب الٰہی و قبولیت کے زیادہ پائے

---

[1] چاہیے کہ دیکھ بھال لے ہر شخص کہ کیا چیز آگے بھیجی ہے کل (قیامت) کے لئے۔ [2] بعض صحابہ نے خواب میں اذان دیکھی اور حضور کے قبول فرمانے سے اس پر عمل ہوا ۱۲ ترمذی اور صحابہ کو غسل نبوی میں تردد ہوا کہ کپڑے اتاریں یا نہیں۔ سب کو اونگھ آئی اور آواز ہاتف کی سنی کہ مع پارچہ غسل دیں اس پر عمل ہوا۔ [3] کیونکہ شریعت دائمی ہے منسوخ نہیں ہو سکتی۔

جاویں اس کے کشف کو ترجیح ہوگی اور اگر اس میں بھی برابر ہیں تو جس کو اپنا دل قبول کرے اس پر عمل جائز ہے اور اگر ایک کشف ایک شخص کا دوسرا کشف کئی شخصوں کا ہو تو جماعت کے کشف کو قوت ہوگی۔ البتہ اگر وہ تنہا سب سے اکمل ہے تو اس کے کشف کو ترجیح ہوگی۔

فصل خوارق کا ہونا ولایت کے لئے ضروری نہیں بعض صحابہ سے عمر بھر میں ایک خرق عادت بھی واقع نہیں ہوا حالانکہ وہ سب اولیاء سے افضل ہیں فضیلت کا مدار قرب الٰہی واخلاص عبادت پر ہے۔ خوارق اکثر جوگیوں سے بھی واقع ہوتے ہیں یہ ثمرہ ریاضت کا، خرق عادت کا رتبہ ذکر قلبی سے بھی کم ہے۔ صاحب عوارف نے غیر اہل خوارق کو اہل خوارق سے افضل کہا ہے۔ عارفین کی بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر مستقیم ہوں۔ اور بڑا کشف یہ ہے کہ طالبان حق کی استعداد معلوم کرکے اس کے موافق ان کی تربیت کریں شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ بعضے اہل کرامت نے مرنے کے وقت تمنا کی ہے کہ کاش ہم سے کرامتیں ظاہر نہ ہوتیں۔ رہا یہ شبہ کہ پھر اولیاء کا اولیاء ہونا کس طرح معلوم ہو۔ سو اوّل تو ولایت ایک امر مخفی ہے اس کے معلوم ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور اگر معلوم کرنے سے یہ مقصود ہے کہ ہم ان سے مستفید ہوں تو ان کی صحبت و تعلیم سے مشرف حاصل کرو جب اپنی حالت روز بروز متغیر پاؤ گے خود ہی معلوم ہو جاویگا کہ یہ شخص صاحب تاثیر ہے

فصل طریق تلاش پیر۔ کمال باطنی کا حاصل کرنا جب ضرور ٹھہرا اور عادت اللہ یوں ہی جاری ہے کہ بے توسل پیر کے یہ راہ قطع نہیں ہوتی اس لئے پیر کا تلاش کرنا ضرور ٹھہرا۔ طریق اس کا یوں ہے کہ اکثر درویشوں سے جن پر احتمال کمال کا ہو ملتا رہے اور کسی کی عیب جوئی اور انکار میں مبادرت نہ کرے مگر جلدی سے بیعت بھی نہ کرے اول یہ دیکھے کہ شریعت پر مستقیم ہے یا نہیں اگر مستقیم نہیں اس سے علیحدہ ہو گو خوارق وغیرہ اس سے صادر ہوتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا الآیۃ وَقَالَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۵ اور اگر شرع پر مستقیم ہے تو خود اس کا نیک اور ولی

۵؎ درست کہا تو نے محمد ان میں سے کسی گنہگار کا یا نہ کسی کافر کا اور فرمایا اللہ نے اور نہ کہا تو اس کا جس کے دل کو ہم نے غافل کر دیا اپنی یاد سے اور وہ اپنی خواہش کا پیرو ہے اور ہے اس کا کام حد سے بڑھا ہوا

ہونا تو ثابت ہوگیا۔ مگر اس شخص کو تو ضرورت تربیت و تکمیل کی ہے اس لئے ابھی بیعت نہ کرے۔ بلکہ یہ بھی دیکھے کہ اس کی صحبت سے قلب میں کچھ اثر یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت و دنیا و معاصی کی نفرت پیدا ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ حدیث شریف میں اولیاء اللہ کی یہی علامت آئی ہے اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ لیکن اکثر عوام کو تھوڑی صحبت میں اس کا محسوس کرنا دشوار ہے اس وقت یوں چاہیئے کہ اس کے مریدوں میں سے جس کو عاقل راست گو دیکھے اس سے شیخ کی تاثیر کا حال معلوم کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ہ اور حدیث میں ہے اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِیِّ السُّؤَالُ اگر کوئی معتبر آدمی شہادت دے اس کا اعتبار کرے۔ اور جو بہت سے آدمی ویسی شہادت دیں تو زیادہ اطمینان کا باعث ہے مگر وہ گواہی دینے والے قرائن سے سچے معلوم ہوتے ہیں مریدان می پرانند کے مصداق نہ ہوں۔ اس اطمینان کے بعد اس سے بیعت ہو جاوے اور اس کے ارشاد کے موافق عملدر آمد کرے۔

فصل تعدد پیر میں۔ اگر ایک شیخ کی خدمت میں خوش اعتقادی کے ساتھ ایک معتد بہ مدت تک رہا۔ مگر اس کی صحبت میں کچھ تاثیر نہ پائی تو دوسری جگہ اپنا مقصود تلاش کرے کیونکہ مقصود خدا تعالیٰ ہے نہ شیخ۔

رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ۔۔۔ وز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش ۔۔۔ ورنکند روح عزیزاں بحلت

لیکن شیخ اول سے بد اعتقاد نہ ہو ممکن ہے کہ وہ کامل مکمل ہو۔ مگر اس کا حصہ وہاں نہ تھا۔ اسی طرح اگر شیخ کا انتقال قبل حصول مقصود کے ہو جاوے یا ملاقات کی امید نہ ہو جب بھی دوسری جگہ تلاش کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ قبر سے فیض لینا کافی ہے دوسرے شیخ کی کیا ضرورت ہے کیونکہ قبر سے فیض تعلیم نہیں ہو سکتا البتہ صاحب نسبت کو احوال کی ترقی ہوتی ہے سو یہ شخص تو ابھی محتاج تعلیم ہے ورنہ کسی کو بھی بیعت کی ضرورت نہ

ملہ پس پوچھ لو اہل علم سے اگر ہو تم نہیں جانتے ملہ بیماری جہل کی شفا اور دوا سوال کرنا اور دریافت کر لینا ہے اوروں سے۔

ہوتی لاکھوں قبریں کاملین بلکہ انبیاء کی موجود ہیں۔

فصل۔ اور بلا ضرورت محض براہ ہوسناکی کئی کئی جگہ بیعت کرنا برا ہے اس سے بیعت کی برکت جاتی رہتی ہے اور شیخ کا قلب مکدّر ہو جاتا ہے۔ اور نسبت قطع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور ہرجائی مشہور ہو جاتا ہے۔

فصل۔ اور اگر شیخ کی صحبت سے قلب میں کچھ تاثیر معلوم ہوتی ہو تو اس کی صحبت کو غنیمت سمجھے۔ اور اس کے عشق ومحبت کو دل میں محکم کرے جو اس کی پوری پوری اطاعت کرے اور اس کو خوش رکھے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اس کے تکدر کا باعث ہو کہ اس سے فیوض بند ہو جاتے ہیں۔ سورۂ حجرات کی اول کی آیتوں میں آداب نبویہ تبلائے گئے ہیں۔ شیخ چونکہ خلیفہ کامل نبی کا ہے اس کی محبت وادب کا بھی وہی حکم ہے۔

فصل۔ مشہور ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے ظاہراً اس میں اشکال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ[۱] پس سمجھنا چاہیئے کہ اگر سکر محبت میں ایسا سمجھا تو معذور ہے! اور اگر غلبہ سکر نہیں ہے تو اتنا سمجھے کہ میری تلاش سے زندہ لوگوں میں اس سے زیادہ نفع پہنچانے والا شخص مجھ کو نہیں مل سکتا ہکذا قال سیدی سندی مرشدی شیخی الحاج الحافظ محمد امداد اللہ دامت برکاتہم۔

فصل۔ شیخ سے اگر احیاناً کوئی فعل قابل اعتراض سرزد ہو جاوے تو اعتراض نہ کرے حضرت موسیٰ وخضر علیہما السّلام کا قصہ یاد کرلے ؎

آں پسر راکش خضر ببرید حلق | سرآں را در نیابد عام خلق
گر خضر در بحر کشتی راشکست | صد درستی در شکست خضر ہست

یا تو تاویل کرلے۔ یا یوں سمجھ لے کہ اولیاء معصوم نہیں ہوتے ہیں اور توبہ سے سب معاف ہو جاتا ہے مگر یہ اس شیخ کے لئے ہے جو شرع کا پابند صاحب استقامت ہو اور اتفاقاً اس سے کوئی فعل ہو جاوے۔ اور اگر اس نے فسق وفجور کو عادت بنا رکھا ہے وہ ولی نہیں

[۱] ہر صاحب علم سے بڑھ کر کوئی ذی علم ہے۔

اس کے قول و فعل کی تاویل کچھ ضرور نہیں۔ اس سے علیحدگی اختیار کرے۔

فصل جس طرح اولیاء کے آداب میں تقصیر ممنوع ہے اسی طرح افراط و غلو اور بھی بدتر ہے کہ اس میں اللہ و رسول کی شان میں تفریط ہوتی ہے مثلاً ان کو عالم الغیب سمجھنا اس سے کفر لازم آتا ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ یا ان کو کسی چیز کے موجود یا معدوم کر دینے پر یا اولاد و رزق وغیرہ دینے پر یا خدا سے زبردستی دلانے پر قادر سمجھنا یہ بھی کفر ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ یا ان کے ساتھ عبادت کے طریقوں میں کوئی طریق برتنا۔ مثلاً ان کی منت ماننا یا ان کا یا ان کی قبر کا طواف کرنا۔ یا ان سے دعاء مانگنا یا ان کے نام کو عبادۃ جپنا یہ سب بعض معصیت و بدعت کے اور بعض کفر و شرک کے طریقے ہیں قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طَوَافُ الْبَيْتِ صَلٰوةٌ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ تَلَا قولہ تعالٰی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ وقال اللہ تعالٰی وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ ۔ الآیۃ

فصل۔ ولی کبھی کسی نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ نہ عبادت کبھی معاف ہو سکتی ہے بلکہ خواص کو زیادہ عبادت کا حکم ہے البتہ مجذوب کہ مسلوب الحواس ہوتا ہے معذور ہے

ملہ فرمایا اللہ تعالٰی نے نہیں جانتے جو آسمان اور زمین میں ہیں غیب کی بات مگر اللہ اور فرمایا کہہ دو اے محمد کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالٰی کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہ میں غیب کی بات جانتا ہوں اور فرمایا اللہ تعالٰی نے کہ لوگ اللہ تعالٰی کے ذرا سے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنے کا کہ خود اللہ چاہے۔

ملہ فرمایا اللہ تعالٰی نے کہہ دو اے محمد کہ میں نہیں مالک ہوں اپنے لئے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جتنا اللہ چاہے ملہ تجھ ہی کو پوجتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ملہ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کرنا نماز کی مثل عبادت ہے اور فرمایا دعا مانگنا بھی بڑی عبادت ہے

نہ ولی معصوم ہوتا ہے نہ صحابہ کے مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے لقولہ تعالیٰ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ وقولہ علیہ السلام خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ وَلِاِجْمَاعِھِمْ عَلٰی اَنَّ الصَّحَابَۃَ کُلَّھُمْ عُدُوْلٌ وَبِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُبَارَکٍ مِنَ التَّابِعِیْنَ اَلْغُبَارُ الَّذِیْ دَخَلَ اَنْفَ فَرَسِ مُعَاوِیَۃَ خَیْرٌ مِنْ اُوَیْسِ الْقَرْنِیِّ وَعُمَرَ الْمَرْوَانِیِّ۔

فصل۔ قبریں اونچی اونچی اور ان پر گنبد بنانا، عرس میں بڑی دھوم دھوم کرنا، بہت سی روشنی کرنا جیسا آج کل رائج ہے۔ زندے یا مردے کو سجدہ کرنا سب ممنوع ہے البتہ زیارت کرنا اور ایصال ثواب کرنا اور اگر صاحب نسبت ہو ان سے فیوض لینا یہ سب اچھی باتیں ہیں۔

فصل۔ پیر بھی فارغ نہ بیٹھ رہے۔ کمالات میں ترقی کرتا رہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی[۱] قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا دعویٰ کمال کا نہ کرے ہاں اظہار نعمت میں مضائقہ نہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی[۲] لَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ وقال اللّٰہ تعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ اور افشائے طریقہ پر حریص ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ[۳] حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ مریدوں کے ساتھ شفقت و محبت سے ہے قال اللّٰہ تعالیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ان کی خطا و قصور سے درگذرے قال اللّٰہ تعالیٰ[۴] وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْھُمْ دنیا داروں کی خاطر سے ان کو علیحدہ نہ کرے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ[۵] وَلَا تَطْرُدِ

---

[۱] اور فرمایا تمہارے رب نے مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا بے شک جو لوگ عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہو کر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تمہاری مثل [۵] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ بہترین امت ہو اور رسول علیہ السلام نے فرمایا سب زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے اور اس لئے کہ سب کا اجماع ہے کہ صحابہ سب کے سب عادل ہیں اور بسبب قول عبداللہ بن مبارک کے جو تابعین میں سے ہیں کہ جو غبار کہ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں گیا وہ بہتر ہے حضرت اویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز مروانی سے

---

[۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے رب بڑھا دے میرا علم۔

[۲] فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ پاکی بیان کرو اپنے نفسوں کی اور فرمایا اور جو نعمت تمہارے رب کی ہے اس کو بیان کرو۔

[۳] فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ رسول حریص ہیں تمہاری بھلائی پر۔ [۵] فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر شفیق اور مہربان ہے۔

[۴] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر ہوتے تم تند خو سخت دل بیشک چل دیتے وہ تمہارے پاس سے پس معاف کرو ان کے قصور کو۔

[۵] نہ ہٹاؤ اپنے پاس سے ان لوگوں کو جو پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام چاہتے ہیں اس کی ذات کو اور نہیں تم پر کچھ حساب ان کا اور نہ حساب تمہارا ان پر کچھ کہ تم ان کو ہٹاؤ پس ہو جاؤ ناانصافوں سے۔

اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ الیٰ قولہ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور مریدوں سے متوقع دنیا و طالب نفع دنیوی کا نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ یُرِیْدُوْنَ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وقَالَ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اور ایذائے خلق پر صبر کرے۔ لقولہ علیہ السلام رَحِمَ اللّٰهُ اَخِیْ مُوْسیٰ لَقَدْ اُوْذِیَ بِاَکْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ اپنے کو متانت و وقار سے رکھے۔ ورنہ مریدوں کی نظر میں بے وقعتی ہونے سے ان کو فیض نہ ہوگا لما وَرَدَ فِیْ حَقِّهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ یَرَاهُ مِنْ بَعِیْدٍ هَابَهٗ وَمَنْ یَرَاهُ مِنْ قَرِیْبٍ اَحَبَّهٗ وَنَحْوَهٗ اور ایک مرید کو دوسرے مرید پر ترجیح نہ دے۔ لقولہ تعالیٰ عَبَسَ وَتَوَلّٰی البتہ اگر ایک کو خدا کی طلب زیادہ ہے اس کو ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں اور ایسی حرکت نہ کرے جس سے خلقت کو بد اعتقادی ہو۔ کہ اس میں طریق ارشاد مسدود ہوتا ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ اول باب سے یہاں تک یہ مضامین ارشاد الطالبین کے ہیں جو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔

فصل تصور شیخ میں۔ اس کو برزخ اور رابطہ اور واسطہ بھی کہتے ہیں اس کے یہ معنی تو آج تک کسی محقق نے نہیں فرمائے کہ خدائے تعالےٰ کو پیر کی شکل میں سمجھے یہ تو محض باطل ہے اور اگر اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلیٰ صُوْرَتِهٖ سے دھوکہ ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ صورت ناک منہ ہی کو نہیں کہتے مثلاً یہ بولتے ہیں اس مسئلے کی یہ صورت ہے حالانکہ اس مسئلہ کی ناک منہ نہیں ہے۔ بلکہ صورت کے معنی صفت کے بھی آتے ہیں۔ تو انسان کو آخر سمع و بصر وغیرہ عنایت ہوا ہے اس لئے اس کو صورت حق کہا گیا۔ غرض یہ معنی تصور شیخ کے بالکل بے اصل ہیں۔ کتب فن میں اس قدر مذکور ہے۔

---

۵۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے چاہتے ہو زیب و زینت دنیا کی اور فرمایا نہیں مانگتا ہوں اس پر کسی قسم کا بدلہ۔

۵۲ اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے وہ اس سے بھی زیادہ ایذا پہنچائے گئے تھے تب بھی انھوں نے صبر کیا۔

۵۳ کیونکہ رسول اللہ علیہ السلام کے حق میں حدیث میں آیا ہے کہ جو دیکھتا تھا آپ کو دور سے خوف کھاتا تھا اور جو دیکھتا تھا نزدیک سے محبت کرتا تھا یا ایسا ہی کچھ مضمون ہے۔

۵۴ تیوری چڑھائے اور منہ موڑا۔ ۵۵ بلانے والے اللہ کی طرف۔

۵۶ تحقیق اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔

کہ شیخ کی صورت اور اس کے کمالات کے زیادہ تصور کرنے سے اس سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نسبت قوی ہوتی ہے اور قوت نسبت سے طرح طرح کے برکات ہوتے ہیں۔ اور بعض محققین نے تصور شیخ میں صرف یہ فائدہ فرمایا ہے کہ ایک خیال دوسرے خیال کا دافع ہوتا ہے اس سے یکسوئی میسر ہو جاتی ہے اور خطرات دفع ہو جاتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب قدس سرہٗ نے کشکول میں یہی حکمت فرمائی ہے اس کے بعد فرماتے ہیں وہر چند برزخ لطیف تر بود و از معانی معقولہ بود کارنیکو بود وہر چند کثیف بود واز صور مرئیہ بود کار زبوں تر بود۔ بہر حال اس میں جو کچھ حکمت و فائدہ ہو راقم کا تجربہ ہے کہ یہ شغل خواص کو تو مفید ہوتا ہے اور عوام کو سخت مضر۔ کہ صورت پرستی کی نوبت آجاتی ہے اسی واسطے امام غزالیؒ وغیرہ محققین نے عوام اور انبیاء کے لئے ایسے اشغال کی تعلیم سے منع فرمایا ہے جس سے کشف وغیرہ ہوتا ہے اس لئے عوام کو تو بالکل اس سے بچانا چاہیئے اور خواص بھی اگر کریں تو احتیاط کی حد تک محدود رکھیں۔ اس کو حاضر ناظر اور ہر وقت اپنا معین دستگیر نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ کثرت تصور سے کبھی صورت مثالیہ روبرو حاضر ہو جاتی ہے کبھی تو وہ محض خیال ہوتا ہے اور کبھی کوئی لطیفہ غیبی اس شکل میں متمثل ہو جاتا ہے اور شیخ[۱] کو اکثر اوقات خبر تک بھی نہیں ہوتی اس مقام پر اکثر ناواقف لوگوں کو لغزش ہو جاتی ہے۔

فصل۔ عورتوں کو دست بدست بیعت نہ کرنا چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کو بیعت میں ہاتھ نہیں لگایا۔ اجنبی عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے صاحب محبوب السالکین می نویسد بیعت کنانیدن نسواں این ست اگر نساء غائب ست بوکالت محارم نسبی یا رضاعی بیعت کند و آنچہ شرائط ست بموکلہ بفرمائید و خرقہ وامنی دہد واگر نسواں حاضر ست در پردہ مرید کند بیعت دست نہ کند چنانچہ عہد با رجال کند با عورت نکند وہم در کتاب

---

[۱] جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے وقت اصرار زلیخا کے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دیکھی تو شرما گئے۔ یقیناً وہ حضرت یعقوب علیہ السلام نہ تھے۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام ہوتے تو ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کا مصر میں ہونا معلوم ہو جانا چاہیئے۔ پھر پریشان ہوتا اور بیٹوں سے جستجو کرنے کے لئے ارشاد فرمانا کیا معنی خوب سمجھ لو۔

مذکور است کہ ایں درحق مردان است کہ مارا قبول کردی و لعورت امر ونہی بسندہ است۔

فصل سماع میں۔ ہر چند یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن اگر مانعین کے دلائل سے بالکل قطع نظر کرکے اس کو جائز سمجھا جاوے تب بھی تو جواز کے بہت سے شرائط ہیں انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانے میں کون مجلس ان آداب و شرائط کے ساتھ ہوتی ہے نہ اخوان ہیں نہ زمان نہ مکان۔ صرف ایک رسم رہ گئی ہے ہر قسم کے لوگ مختلف نفسانی اغراض سے جمع ہوتے ہیں۔ اور بزرگوں کے طریقے کی سخت بدنامی ہوتی ہے اس مقام پر صرف حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ کا ارشاد فوائد الفواد سے نقل کئے دیتے ہیں چند چیز موجود شود سماع آنگاہ شنود۔ آں چیست مسمع است و مسموع و مستمع و آلہ سماع ست فرمودند مسمع گوینده است می باید کہ مرد تمام باشد و کودک و عورت نباشد اما مسموع آنچہ می گوید باید کہ ہزل و فحش نباشد و اما مستمع آنکہ می شنود باید بحق شنود و مملو باشد از یاد حق و اما آلہ سماع و آں مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست۔ اب آگے انصاف درکار ہے اور اگر ان شرائط سے بھی قطع نظر کی جاوے تب بھی سمجھنا چاہیئے کہ سماع میں ایک خاص اثر ہے کہ کیفیت غالبہ کو قوت دیتا ہے اس زمانے میں چونکہ اکثر نفوس میں خبث و حب غیر اللہ غالب ہے اسی کو غلبہ ہوگا۔ پھر جب حب غیر اللہ حرام ہے تو اس کے سبب کو کیا فرمائیے گا۔

فصل۔ خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں ہوتی کیونکہ ترقی دوام عمل سے ہے اور اس میں عمل کا انقطاع ہو جاتا ہے۔

فصل۔ شارح گلشن راز فرماتے ہیں کہ محض اہلِ کمال کی تقلید سے بدون غلبہ حال کے خلاف شریعت کلمات منہ سے نکال کر کافر مت بنو۔ صاحب گلشن راز کا شعر ہے ؎

ترا گر نیست احوال مواجید　　　مشو کافر بنادانی بہ تقلید

فصل۔ مرج البحرین میں ہے کہ اگر سکر و غلبے میں صوفی کے منہ سے کچھ نکل جاوے تو اس پر نہ اعتراض کرو نہ اس کی تقلید طریق اسلم سکوت ہے راقم کہتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اس شخص پر اعتراض نہ کرو۔ باقی وہ بات ضرور قابل اعتراض ہے خصوصاً جب کہ

عوام کو مضر ہو۔ اس وقت اس کی غلطی ظاہر کر دینا واجب ہے۔

فصل۔ قرآن و حدیث کے ظاہری معنی کا انکار کرنا کفر ہے البتہ ظاہر کو تسلیم کرنا اور اس کے باطن کی طرف عبور کرنا محققین کا مسلک ہے مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے نہیں جاتے۔ اہل ظاہر نے تو کتا پالنے کو برا سمجھا مگر دل میں صفات کلبیہ کو ہمیشہ جمع رکھا۔ ان میں تو یہ کسر رہی مگر ایمان موجود ہے جس سے مر پٹ کر جنت تو مل جائے گی۔ منکرین ظاہر نے تو کتا پالنے کی اجازت دی اور کہا کہ مولوی لوگ حدیث کا مطلب نہیں سمجھے۔ بیت سے مراد قلب ہے اور ملائکہ سے مراد انوار غیبیہ اور کلب سے مراد صفات سبعیہ وغیرہا۔ یہ لوگ شرع کا انکار کر کے کافر اور مستحق جہنم ہوئے محققین نے کہا کہ مطلب تو حدیث کا وہی ہے جو اہل ظاہر سمجھے۔ مگر اس میں غور کرنا چاہیئے کہ ملائکہ کو کتے سے کیوں نفرت ہے صرف اس کے صفات ذمیمہ سبعیہ و نجاست و حرص و غضب وغیرہ کی وجہ سے تو معلوم ہوا کہ یہ صفات مذموم ہیں۔ پھر جب ظاہری گھر میں کتا رکھنا جائز نہیں تو باطنی گھر میں ان صفات کا رکھنا کیسے جائز ہوگا۔ اس محقق نے ظاہراً کتا پالنے کو بھی حرام کہا کیونکہ وہ مدلول مطابقی ہے اور باطناً ان صفات مذمومہ کے ساتھ متصف ہونے کو بھی حرام کہا۔ کیونکہ وہ مدلول التزامی ہے۔

فصل۔ اہل کشف نے فرمایا ہے کہ ہر لطیفے میں دس دس ہزار حجابات ظلمانی و نورانی ہیں۔ اور لطیفہ قالبیہ کو ملا کر سات لطیفے ہیں تو ستّر ہزار حجاب ہوئے ذکر سے ظلمت دفع ہوتی ہے اور نور لطیفے کا سالک کا نظر آتا ہے یہ علامت ان حجابات کے اٹھ جانے کی ہے۔ مثلاً حجاب نفس کا شہوت و لذت ہے اور حجاب دل کا نظر کرنا غیر حق پر اور حجاب عقل کا معانی فلسفہ میں خوض کرنا۔ اور حجاب روح کا مکاشفات عالم مثال کے۔ وعلیٰ ہذا ان میں کسی کی طرف ملتفت نہ ہو مقصود حقیقی کی طرف متوجہ رہے اور غیر مقصود کی نفی کرتا رہے ؎

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

فصل اقسام حجاب و وقوف سالک میں۔ فوائد الفواد میں ہے کہ سالک وہ ہے کہ راہ چلے اور واقف وہ ہے جو بیچ میں اٹک جاوے۔ پس جب سالک عبادت میں کوتاہی کرتا ہے، اگر جلدی سے توبہ و استغفار کر کے بدستور پھر سرگرم ہوگیا تو پھر سالک بن جاوے گا۔ اور خدانخواستہ اگر وہی غفلت رہی تو اندیشہ ہے کہ کہیں راجع یعنی واپس نہ ہو جاوے اس راہ کی لغزش کے سات درجے ہیں اعراض حجاب تفاصل، سلب مزید، سلب قدیم، تسلی، عداوت۔ اوّل اعراض ہوتا ہے۔ اگر معذرت و توبہ نہ کی حجاب ہوگیا۔ اگر پھر بھی اصرار رہا تفاصل ہوگیا۔ اگر اب بھی استغفار نہ کیا تو عبادت جو ایک زائد کیفیت ذوق شوق کی تھی وہ سلب ہوگئی یہ سلب مزید ہے اگر اب بھی اپنی بیہودگی نہ چھوڑی تو جو راحت وحلاوت کہ زیادتی کے قبل اصل عبادت میں تھی وہ بھی سلب ہوگئی۔ اس کو سلب قدیم کہتے ہیں۔ اگر اس پر بھی توبہ میں تقصیر کی تو جدائی کو دل گوارا کرنے لگا یہ تسلی ہے اگر اب بھی وہی غفلت رہی تو محبت مبدل بعداوت ہوگئی نعوذ باللہ منہا۔

چوتھا باب اصلاحِ اغلاط میں

غلطیاں تو بے شمار ہیں۔ مگر جن میں آج کل لوگ زیادہ مبتلا ہیں ان کی اصلاح چند فصلوں میں ذکر کرتے ہیں۔

فصل۔ اس غلطی کی اصلاح کہ فقیری میں اتباعِ شریعت کی ضرورت نہیں فتوحات میں ہے کُلُّ حَقِیْقَةٍ عَلٰی خِلَافِ الشَّرِیْعَةِ زَنْدَقَةٌ بَاطِلَةٌ[1] اور اسی میں ہے مَا لَنَا طَرِیْقٌ اِلَی اللّٰهِ اِلَّا عَلَی الْوَجْهِ الْمَشْرُوْعِ لَا طَرِیْقَ لَنَا اِلَی اللّٰهِ اِلَّا الْمَشْرُوْعُ[2] اسی میں ہے فَمَنْ قَالَ اِنَّ ثَمَّ طَرِیْقًا اِلَی اللّٰهِ خِلَافَ مَا شُرِعَ فَقَوْلُهٗ زُوْرٌ فَلَا یُقْتَدٰی بِشَیْخٍ لَا اَدَبَ لَهٗ[3] حضرت بایزید فرماتے ہیں لَوْ نَظَرْتُمْ اِلٰی رَجُلٍ اُعْطِیَ مِنَ الْکَرَامَاتِ حَتّٰی یَرْتَقِیَ فِی الْهَوَآءِ فَلَا تَغْتَرُّوْا بِهٖ حَتّٰی تَنْظُرُوْهُ کَیْفَ تَجِدُوْنَهٗ عِنْدَ الْاَمْرِ وَالنَّهْیِ وَحِفْظِ الْحُدُوْدِ وَاَدَآءِ الشَّرِیْعَةِ[4]۔ حضرت جنید فرماتے ہیں اَلطُّرُقُ کُلُّهَا مَسْدُوْدَةٌ عَلَی الْخَلْقِ اِلَّا عَلٰی مَنِ اقْتَفٰی اَثَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ[5] اور فتوحات میں ہے۔ فَمَا عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّمْ یَعْلَمْ بِحُکْمِہٖ

---

[1] جو حقیقت شریعت کے خلاف ہو بد دینی اور مردود ہے [2] نہیں ہے ہمارے لئے اللہ کی طرف کو کوئی راستہ مگر شرعی طور سے اور نہیں ہے کوئی راہ ہمارے لئے اللہ کی طرف کو مگر وہی جو اس نے شریعت میں تبلا دیا ہے۔

[3] جو شخص کہے کہ ادھر کوئی اور راہ ہے اللہ کی طرف برخلاف اس کے جو شریعت نے تبلا دیا اس کا قول جھوٹا ہے پس ایسے شیخ کو مقتدا نہ بنایا جاوے جس کو ادب نہ ہو۔

[4] اگر تم ایسا آدمی دیکھو کہ کرامتیں دیا گیا ہے یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہے تو دھوکے میں نہ آجاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ امر و نہی اور حفظ حدود اور پابندی شریعت میں کیسا ہے۔

[5] سب راہیں بند ہیں کل مخلوق پر سوائے اس کے جو قدم بقدم چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

بِمَکَانٍ فَاِنَّ اللہَ مَا اتَّخَذَ وَلِیًّا جَاھِلاً فِیْہِ اَنَّ الاِبْطَالَ مَعَ الْعِلْمِ خَیْرٌ مِّنَ الْعَمَلِ مَعَ الْجَھْلِ۔ اور اس باب میں ہزاروں ارشادات بزرگوں کے مذکور ہیں کہاں تک لکھا جاوے۔ قشیریہ میں حضرت ذوالنون مصری و سری سقطی، و ابو سلیمان و احمد بن ابی الحواری و ابو حفص حداد، و ابو عثمان، و نوری و ابو سعید خراز سے اور دوسری کتابوں میں بھی مثل دلیل العارفین ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین چشتی و مکتوبات قدوسیہ حضرت شیخ قطب العالم عبد القدوس گنگوہی اور قوت القلوب ابو طالب مکی وغیرہا میں یہ مضمون نہایت استحکام کے ساتھ مذکور و منقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر میں اول علم شریعت پھر عمل شریعت کی سخت ضرورت ہے اور بدون اس کے آگے راہ نہیں کھلتی۔ اور کبھی کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے اور طریق بدعت کو اختیار کر کے ولی نہیں ہو سکتا۔ جب بدعت قاطع طریق ہے تو کفر و شرک کا تو کیا پوچھنا ہے۔ آج کل لوگوں نے علم و عمل کے اڑانے کو دو لفظ یاد کئے ہیں۔ علم کی نسبت حجاب اکبر اور عمل کی نسبت دعوی آزادی۔

صاحبو حجاب اکبر کے اگر یہ معنی ہوں تو جتنے بزرگوں کے نام لکھے گئے ہیں یہ جھوٹے بلکہ مجحوب ٹھہرتے ہیں یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ حقائق کے قاعدے سے اس کے بہت باریک معنی ہیں۔ مگر موٹے سے معنی یہ سمجھو کہ حجاب اکبر اس پردے کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے قریب پڑا رہتا ہے کہ وہاں پہنچ کر بادشاہ کا بہت ہی قرب ہو جاتا ہے تو اس میں علم کی مدح ہے۔ یعنی جب علم حاصل کر لیا تو جتنے حجاب تھے سب اٹھ گئے۔ یہاں تک کہ حجاب اکبر تک پہنچ گیا۔ اب ایک تجلی سے حیرت کا غلبہ ہو یہ حجاب بھی اٹھ جاوے اصل

ف۵ نہیں ہے اللہ کے نزدیک جو شخص نہ جانتا ہو اس کے حکم کو کسی مرتبے میں کیونکہ اللہ نے نہیں بنایا کسی جاہل کو ولی۔ اور اسی فتوحات میں ہے کہ باوجود علم کے بیہودگی کرنا بہتر ہے اس عمل سے جو جہل سے ہو۔ فقط اور یہ اس لئے کہ عالم اگر بیہودہ بات بھی کرے تو وہ ایسی خلاف اور بری نہیں ہوتی کہ کفر و شرک تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور چونکہ اس کی برائی سے واقف ہے توبہ کی امید ہے بخلاف جاہل کے کہ بسا اوقات ضروری اعمال نماز روزہ بھی درست نہیں ہوتا اور ناواقفی سے کفر و شرک لازم آجاتا ہے اور چونکہ اس کی برائی سے واقف نہیں تو بہ بھی نصیب نہیں ہوتی

ہو جاوے۔ اور جس نے سرے ہی سے علم حاصل نہیں کیا خواہ تحصیل سے یا صحبت علماء سے وہ تو ابھی بہت پردوں کے پیچھے ہے اور بہت دور رہا۔ دعویٰ آزادی تو آزادی کے معنی باب اصطلاحات میں گذر چکے ہیں کہ قید شہوت وغفلت سے آزاد ہونا ہے۔ نہ کہ احکام محبوب حقیقی سے ؎

گر تو خواہی حری و دل زندگی — بندگی کن بندگی کن بندگی
زندگی مقصود بہر بندگی ست — زندگی بے بندگی شرمندگی ست
جز خضوع و بندگی و اضطرار — اندریں حضرت ندارد اعتبار
ہر کہ اندر عشق یابد زندگی — کفر باشد پیش او جز بندگی
ذوق باید تا دہد طاعات بر — مغز باید تا دہد دانہ شجر

اور اگر یہ شبہ ہے کہ علم حقیقت اگر علم شریعت کے خلاف نہیں ہے تو بزرگوں نے اسرار کو کیوں پوشیدہ کیا ہے۔ شریعت تو اظہار کے قابل ہے۔ تو اس کا حل اچھی طرح سمجھ لو کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ علم شریعت ہی کو علم حقیقت کہتے ہیں۔ بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ علم حقیقت علم شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ یعنی یہ نہیں ہے کہ شریعت نے ایک چیز کو حرام یا کفر کہا ہے حقیقت میں وہ حلال اور ایمان ہو جاوے۔ مثلاً دیوانی کا قانون اور ہے فوجداری کا اور۔ مگر یہ نہیں کہ جو چیز قانون اول میں جائز ہو قانون دوم میں ناجائز ہو۔ یا بالعکس۔ ہاں البتہ ہر ایک کے مضامین جداگانہ ضرور ہیں۔ سو یوں تو شریعت میں بھی مضامین مختلفہ ہیں اور خود حقیقت میں بھی۔ مگر وہ مضامین شریعت کے مضامین کی نفی کرتے۔ پوشیدہ کرنے سے جو شبہ پیدا ہوا تھا وہ تو رفع ہو گیا اب یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ پوشیدہ رکھنے کی کیا وجہ ہے تو سمجھنا چاہئے کہ قابل اخفاء کے تین امر ہوتے ہیں۔ ایک اسرار۔ سو امام غزالیؒ نے اس کی کئی وجہ فرمائی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مضامین خلاف شرع تو نہیں ہوتے مگر دقیق زیادہ ہوتے ہیں جو عوام کے فہم میں نہیں آسکتے اور ان کو مضر ہوتے ہیں۔ دوسرے تعلیم سلوک کے طریقے اس میں اخفاء کی وجہ یہ ہے کہ اعلان میں اس کی بے قدری اور دوسرے طالب کی ہوسناکی کا احتمال

ہے تیسرے ثمرات مجاہدہ و مکاشفات وغیرہ اس کا اخفاء بوجہ احتمال ریا و دعوٰی کے ہے۔ بغرض کسی امر کا اخفاء اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مخالف شرع ہے اور اگر فرضاً ایسا ہو تو وہ قابل رد و انکار کے ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جس کو دولت وصول میسر ہوتی ہے علم شریعت و اتباع سنّت سے ہوتی ہے اور اگر کسی بزرگ کا کوئی قول فعل خلاف سنّت منقول ہے یا تو سُکر اور غلبۂ حال میں وہ امر صادر ہوا یا وہ حکایات غلط منقول ہیں یا ان سے کسی باریک مسئلہ میں جہاں دلیل شرعی خفی و دقیق تھی خطا اجتہادی ہو گئی جس میں وہ شرعاً معذور رہے۔ اور خدائے تعالیٰ سے ان کو بُعد نہیں ہوا۔ یہاں تو کھلم کھلا مخالفت بلکہ اس کی نفی اور اس کے ساتھ استہزاء و تمسخر کیا جاتا ہے جس کے کفر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع کوئی کام کرنا درست نہیں۔ مثل طوافِ قبر و سجدۂ مشائخ وغیرہ ان کا ذکر باب مسائل میں بھی آ چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ کی اطاعت بھی جبھی تک ہے کہ وہ اللہ و رسول کے خلاف نہ کہے ورنہ اس شیخ ہی کو سلام رخصت کرنا چاہیئے۔ حضرت نوری فرماتے ہیں۔ مَنْ رَّاَیْتَهٗ یَدَّعِیْ مَعَ اللّٰہِ تَعَالٰی حَالَةً تُخْرِجُهٗ عَنْ حَدِّ الْعِلْمِ الشَّرْعِیِّ فَلَا تَقْرَبَنَّ مِنْهُ[۱] شیخ سعد الدین شرح رسالہ مکیہ میں فرماتے ہیں اگر بنا والی خود بجاہل یا اہل بدعت ارادت آوردہ باز دست او خرقہ بباطل پوشیدہ باز بخدمت شیخ حق رود و تجدید ارادت کند تا گمراہ نشود۔

فصل عورتوں اور مردوں کی مخالطت کا مضر ہونا

جواہر غیبی میں حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص طواف کرتا جاتا تھا اور کہتا تھا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ کسی نے اس کا حال دریافت کیا کہنے لگا کہ ایک بار کسی امرد حسین کو نظر شہوت سے دیکھا تھا۔ اسی وقت غیب سے ایک طمانچہ لگا جس سے آنکھ جاتی رہی یوسف بن حسین فرماتے ہیں رَاَیْتُ[۲] اٰفَاتَ الصُّوْفِیَّةِ فِیْ صُحْبَةِ الْاَحْدَاثِ وَمُعَاشَرَةِ الْاَضْدَادِ وَ رِفْقِ

---

[۱] جس کو دیکھو کہ اللہ کی معیت اور قرب میں ایسی حالت کا دعوٰی کرتا ہے کہ حد شرعی سے خارج ہو اس کے قریب مت پھٹکو۔

[۲] دیکھا میں نے آفات صوفیہ کو امردوں کے میل جول کرنے میں اور ناجنسوں کے ملنے میں اور عورتوں سے نرمی برتنے میں

النِّسْوَانِ شیخ واسطی فرماتے ہیں۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ ھَوَانَ عَبْدٍ اَلْقَاہُ اِلٰی ھٰؤُلَاءِ الْاَنْتَانِ وَالْجِیَفِ یُرِیْدُ بِہٖ صُحْبَۃَ الْاَحْدَاثِ عـــہ مظفر قرمیسنی فرماتے ہیں اَحْسَنُ الْاِرْفَاقِ اِرْفَاقُ النِّسْوَانِ عَلٰی اَیِّ وَجْہٍ کَانَ عـــہ کسی نے حضرت شیخ نصیر آبادی سے کہا کہ لوگ عورتوں کے پاس بیٹھتے اور کہتے ہیں کہ ان کے دیکھنے میں ہماری نیت پاک ہے انھوں نے فرمایا۔ مَادَامَتِ الْاَشْبَاحُ بَاقِیَۃٌ فَاِنَّ الْاَمْرَ وَالنَّھْیَ بَاقٍ وَّالتَّحْلِیْلُ وَالتَّحْرِیْمُ مُخَاطَبٌ بِہٖ عـــہ اور غضب یہ ہے کہ بعض اس کو ذریعہ قرب الٰہی سمجھتے ہیں۔ خدا کی پناہ اگر معصیت ذریعہ قرب الٰہی کا ہو تو سارے رنڈی بھڑوے کامل ولی ہوا کریں اور یہ جو مشہور ہے کہ بدون عشق مجازی کے عشق حقیقی حاصل نہیں ہوتا۔ اول تو یہ قاعدہ کلیہ نہیں۔ دوسرے عشق حلال موقع پر بھی ہوسکتا ہے۔ صرف نکتہ اس قاعدہ میں یہ ہے کہ عشق مجازی سے قلب کے تعلقات متفرقہ قطع ہو جاتے ہیں۔ اور نفس ذلیل ہو جاتا ہے۔ اب صرف ایک بلا کو دفع کرنا رہ جاتا ہے اس کے دفع کرتے ہی کام بن گیا۔ سو یہ غرض تو اولاد بی بی، گائے بھینس ہر چیز کے ساتھ زیادہ محبت کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے غیر عورت اور امرد کی کیا تخصیص ہے۔ اور اگر اتفاقاً بلا اختیار کہیں دل پھنس ہی گیا تو اس وقت مجازی سے حقیقی حاصل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ محبوب اور محب میں دوری ہو۔ ورنہ وصل و قرب میں تمام عمر اسی میں مبتلا رہے گا۔ اسی لئے مولانا جامیؒ فرماتے ہیں ؎

دل باید کہ صورت نمانی — وزین پل زود خود را بگذرانی

یہاں تو ہر روز نیا معشوق تجویز ہوتا ہے بقول شاعر ؎

زن نو کن اے یار در ہر بہار — کہ تقویم پارینہ ناید بکار

حظوظ نفسانیہ ولذت شہوانیہ حاصل کرنے کے لئے بزرگوں کے اقوال کو آڑ بنا رکھا ہے۔

عـــہ جب اللہ کسی بندے کی ذلت وخواری چاہتا ہے ان گندے اور سڑے مُردوں کی طرف اسی کو ڈالتا ہے اور اس سے ان کی مراد امردوں سے میل جول کرنا ہے عـــہ نرمی اور مہربانی کرنے میں سب سے بڑا عورتوں سے نرمی اور مہربانی کرنا ہے جس طرح ہو۔ عـــہ جب تک جسم انسانی باقی ہے اور نہی بھی باقی ہے اور تحلیل و تحریم کے ساتھ مخاطب ہے۔

اور دل کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے اور خود ان سے بھی پوشیدہ نہیں انصاف اور حق پرستی ہو تو سب کچھ امید ہے۔

خلق راگیرم بہ فریبی تمام | در غلط اندازی تا ہر خاص و عام
کارہا با خلق آری جملہ راست | با خدا تزویر و حیلہ کے رواست
کارہا او راست باید داشتن | رایت اخلاص و صدق افراشتن

فصل۔ مرشد کو خدا جاننا اس غلطی کی اصلاح باب مسائل میں ہو چکی ہے۔

فصل۔ جنت و دوزخ کو موجود نہ سمجھنا یہ اعتقاد صریح قرآن مجید کے خلاف ہے اور اگر اس کی تفصیل دیکھی جاوے تو اس کی تحقیق اور باب مسائل میں ہو چکی ہے اس سے اطمینان کر لیجیے۔

فصل۔ قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھنا موٹی بات ہے اس صورت میں ایسی آیتوں کا کیا مطلب ہوگا مثلاً کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ الاٰية یعنی یہ کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا۔ یہ کون کہہ رہا ہے اور کس سے کہہ رہا ہے الٰہی تو یہ ایمان تو گیا ہی تھا عقل بھی گئی گذری۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو شیطان نے گرا رکھا تھا۔ میں اس کے کان میں دفعیہ کے لئے اذان کہنے لگا۔ اندر سے شیطان نے پکارا کہ مجھے چھوڑ دو۔ اس کو قتل کر ڈالوں۔ یہ قرآن کو مخلوق کہتا ہے فقط۔ اللہ اکبر قرآن کو حادث اور کلام مخلوق کہنے سے شیطان کو بھی نفرت ہے۔ اور افسوس کہ آدمی کا ایسا اعتقاد ہو۔ پھر ولی ہونے کا دعویٰ۔

فصل ایک غلطی یہ کہ زبان اور پیٹ کی احتیاط نہیں کرتے۔ یعنی زبان سے جو کلمہ چاہتے ہیں بے باک نکال دیتے ہیں۔ خواہ اس سے کفر ہو جاوے یا حق تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی اور گستاخی ہو جاوے یہ نہیں سمجھتے کہ ؎

بے ادب را اندریں رہ بار نیست | جائے او بر دار شد در دار نیست
از خدا جوئیم توفیق ادب | بے ادب محروم ماند از فضل رب

علہ ٹوٹا پایا دنیا اور آخرت میں بھی نقصان سے کھلا ہوا۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ہر کہ گستاخی کند اندر طریق — باشد او در لجۂ حسرت غریق
ہر کہ گستاخی کند در راہ دوست — رہزن مرداں شد و نامرد اوست
بد ز گستاخی کسوف آفتاب — شد عزازیلے ز جرأت ردّ باب

خصوصاً وحدۃ الوجود کے دعوےٰ میں تو زبان کو لگام ہی نہیں کبھی خدا کو بندہ بنا دیا کبھی بندے کو خدا ٹھہرا دیا۔

رباعی

اے بردہ گماں کہ صاحب تحقیقی — واندر صفت صدق ویقیں صدیقی
ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد — گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

اس مسئلے کی جو خاص غرض تھی کہ غیر اللہ کو دل سے نکال دیا جاوے اس کی تو ہوا بھی نہیں لگتی زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہے ؎

از ساحت دل غبار کثرت رفتن — خوشتر کہ بہرزہ در وحدت سفتن
مغرور سخن مشو کہ توحید خدا — واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

اور شکم کی بے احتیاطی یہ کہ حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ سود خوار زن بازاری جو کوئی ہو سب کی دعوت نذرانہ قبول کر لیتے ہیں۔ بزرگوں نے صاف فرما دیا ہے کہ بدون اکل حلال انوار الٰہی نصیب نہیں ہوتے۔ شاہ کرمانی فرماتے ہیں۔ مَنْ[1] غَضَّ بَصَرَهٗ عَنِ الْمَحَارِمِ وَاَمْسَكَ نَفْسَهٗ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَعَمَّرَ بَاطِنَهٗ بِدَوَامِ الْمُرَاقَبَةِ وَظَاهِرَهٗ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ وَعَوَّدَ نَفْسَهٗ اَكْلَ الْحَلَالِ لَمْ تُخْطِئْ فَرَاسَتُهٗ۔

فصل۔ ایک غلطی یہ کہ بعض کا اعتقاد ہے کہ فقیری میں کوئی ایسا درجہ ہے کہ وہاں پہنچ کر احکام شرعی ساقط اور معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ اعتقاد صریح کفر ہے۔ جب تک کہ ہوش وحواس قائم رہیں ہرگز احکام شرع معاف نہیں ہو سکتے۔ البتہ بیہوشی کی حالت

---

[1] جس نے جھکائی اپنی آنکھ نادیدنی چیزوں سے اور روکا اپنے نفس کو شہوات لذات سے اور آباد کیا اپنے باطن کو دوام مراقبے سے اور ظاہر اپنے کو اتباع سنت سے اور خوگر کیا نفس کو اکل حلال کا اس کی فراست کبھی خطا نہ کریگی۔

یل معذور ہے حضرت ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں عِلْمُ الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ تَدُوْرُ عَلٰی اِخْلَاصِ الْوَحْدَانِیَّۃِ وَصِحَّۃِ الْعُبُوْدِیَّۃِ وَمَا کَانَ غَیْرُ ھٰذَا فَھُوَ الْمَغَالِیْطُ وَالزَّنْدَقَۃُ کسی نے حضرت جنید رحمہ سے ذکر کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو واصل ہو گئے۔ اب ہم کو ان ظاہری احکام کی کیا حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک واصل تو ہو گئے، مگر جہنم واصل ہوئے خدا رسیدہ نہیں ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ زنا کرنے والا اور چوری کرنے والا بہتر ہے ایسے شخص سے جس کا یہ اعتقاد ہو۔ اور فرمایا اگر میں ہزار برس زندہ ہوں بلا عذر شرعی وظیفہ بھی ناغہ نہ کروں۔

فصل۔ ایک غلطی یہ ہے کہ اپنے کمالات کا صراحۃً یا اشارۃً دعویٰ افتخار کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور دوسروں کی تحقیر و توہین قَالَ اللہُ تَعَالٰی فَلَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ البتہ اگر اظہار نعمت کی غرض سے کوئی بات موقع کی کہی جاوے اور اس کو اپنا کمال نہ سمجھیں محض فضل خداوندی سمجھیں مضائقہ نہیں۔ قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ۔ بعض جہلاء ایک عجیب دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہماری نسبت ایسی قوی ہے کہ گناہ کرنے سے بھی اس میں فتور نہیں آتا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ ہم کو لونڈوں، رنڈیوں کے گھورنے سے ترقی ہوتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ نسبت جس کو معصیت سے بقا یا ترقی ہو شیطانی نسبت ہے اور ایسی ترقی کو مکر و استدراج کہتے ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے شخص کے راہ پر آنے کی کوئی امید نہیں۔ عمر بھر اسی دھوکہ میں پھنسا رہتا ہے رشحات میں ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرمودند کہ مکر الٰہی دو ہست۔ یکے بہ نسبت عوام دیگرے بہ نسبت خواص مکرے کہ بہ نسبت عوام ست ارداف نعمت ست۔ باوجود تقصیر در خدمت۔ و مکرے بہ نسبت خواص ست ابقائے حال ست۔ باوجود ترک ادب۔ حضرت شیخ قطب العالم عبد القدوس گنگوہی فرماتے ہیں در کار مستقیم باش و در شرع مستدیم۔ ہرچند استقامت شرع ست و در کار ست انوار انوار ست و اسرار اسرار و می آرند مریدے نورے می دید پیش پیر عرض داشت کہ من چنیں نور می بینم پیر دانائے روزگار فرمودہ بر و یکشت کاہ از

۱؎ علم فنا و بقا یعنی علم تصوف کا مدار وحدانیت کے اخلاص اور عبودیت کے ٹھیک کرنے پر ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ سب دھوکہ بازی اور بد دینی ہے

حق غیرے بے اذن پیر مرید پنہاں کرد مر نور در پردہ شد مرید پیش پیر از یں حال عرض داشت پیر حق رسیدہ فرمود خاطر جمع دار کہ آں نور حق ست کہ اگر بار تکاب خلاف شرع آں نور مکشوف بودے نور نبودے۔ بلکہ ظلمت بودے۔ حق نبودے باطل بودے ؎

ہر چہ در دو اعیہ شرع نیست وسوسۂ دیو بود بے نزاع

فصل۔ ایک غلطی یہ ہے کہ احادیث کے بیان کرنے میں نہایت بے احتیاطی ہوتی ہر حدیث کی تحقیق علمائے حدیث سے کرنا چاہیئے یہ کسی طرح درست نہیں۔ کہ کسی اردو فارسی کی کتاب یا کسی عربی کی غیر معتبر کتاب میں حدیث کا نام دیکھ لیا۔ اور اس سے استدلال شروع کر دیا۔ بہت سی عجیب و غریب حدیثیں جن کا کہیں پتہ نہیں مشہور ہیں جیسے اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْنٍ اور مثل ان کے نہ الفاظ کا پتہ نہ معانی کا نشان۔ حدیث شریف میں اس مقدمے میں سخت وعید آئی ہے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ اسی قبیل سے یہ دعوے کرنا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کئی ہزار کلمات تصوف کے جو شب معراج میں آپ لائے تھے سب سے علیحدہ تلقین فرمائے۔ اور کوئی اس کے قابل نہ تھا۔ اس دعوے میں کتنے جھوٹ جمع ہوئے ہیں۔ اول یہ کہ آپ کو کئی ہزار کلمہ تصوف کے معراج میں عطا ہوئے مدعی کو اس کی اطلاع کس طرح ہوئی وہاں تو اس قدر ابہام ہے کہ فرشتے تک کو اطلاع نہیں ہوئی۔ یہ کہاں کھڑے سنتے تھے بھلا اس مقام کا راز کس کو معلوم ہو سکتا ہے ؎

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغبان بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

دوسرا جھوٹ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ نے تلقین خفیہ فرمایا خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ خاص باتیں بتلائی ہیں۔ آپ نے نہایت اہتمام سے اس کا انکار کیا اور ارشاد کیا کہ ہمارے پاس کوئی خاص چیز نہیں مگر قرآن مجید کا سمجھنا جو آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتا ہے۔ سو یہی فہم[1] ثمرہ تھا اس نور نسبت کا جو بدولت صحبت نبوی صلی اللہ علیہ

[1] اور اسی فہم کی بدولت حقائق و اسرار قرآنی آپ پر مکشوف ہوتے تھے۔

وسلم آپ کے سینے میں پہنچی تھی۔ اور وہی اب تک سینہ بسینہ منتقل ہوتی آتی ہے یہی معنی ہیں اس قول کے تصوف سینہ بسینہ آتا ہے اور یہ نہیں کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوشیدہ باتیں کانا پھوسی کے ذریعے سے اب تک آ رہی ہیں۔ اگر ایسے بے اصل دعوے کا اعتبار کیا جاوے تو تمام کارخانہ ہی درہم برہم ہوا جاتا ہے۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ کتابوں میں گو لکھا ہے کہ حاتم بڑا سخی تھا مگر یہ علم سفینہ ہے اور مجھ کو اپنے بزرگوں سے سینہ بسینہ یہ راز پہنچا ہے کہ بڑا کنجوس تھا۔ مگر یہ بات کسی سے کہنا نہیں ورنہ خشک ملانے تم کو جھٹلا دیں گے۔ اسی طرح جس چیز کو چاہو سینہ بسینہ لے آؤ۔ پھر کس چیز کا اعتبار رہے گا۔

تیسرا جھوٹ یہ کہ سب صحابہؓ کو نعوذ باللہ نا قابل ٹھہرایا۔ اور قرآن و حدیث سے صحابہؓ کے خصوصاً خلیفۂ اول کے فضائل دیکھو تو سب اشتباہ جاتا ہے۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ فاضل ترین ہمہ امت حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اند و سید اہل تجرید و بادشاہ اہل تفرید مشائخ حضرت ایشان را مقدم ارباب مشاہد میدارند۔ (جواہر غیبی)

فصل۔ ایک غلطی یہ کہ جس طرح حق تعالیٰ کا جنت میں دیدار ہوگا۔ اسی طرح دنیا میں دیدار کے قائل ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ دنیا میں دیدار کی تمنا کی۔ اور لَنْ تَرَانِیْ جواب سنا۔ حدیث شریف میں موجود ہے۔ اِنَّکُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّکُمْ حَتّٰی تَمُوْتُوْا[1] یعنی موت سے پہلے کبھی خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھو گے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ حِجَابُہُ النُّوْرُ[2] لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ رواہ مسلم اب قرآن وحدیث کے بعد اور کون چیز ہے جس پر یقین آوے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَبِاَیِّ[3] حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ اب عارفین کا کلام محققین کیا فرماتے ہیں مصباح الہدایہ میں ہے رویت عیاں درجہاں متعذر ست چہ باقی در فانی نہ گنجد۔ اما در آخرت مومناں را موعود ست و کافراں را ممنوع کشف الآثار میں ہے۔

ف۱ تحقیق تم ہرگز نہ دیکھو گے اپنے رب کو جب تک نہ مر جاؤ۔
ف۲ اس کا حجاب نور ہے۔ اگر اسے اٹھا دے تو اس کے انوار ذاتیہ تک خلقت کو جلا دیں یعنی کل خلقت کو۔
ف۳ اب اس کے بعد کس پر ایمان لاویں گے

روزے در مجلس جناب ارشاد مآب قبلۂ کونین غوث الثقلین شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ مذکور شد کہ فلان مرید آن جناب می گوید کہ من جناب حق سبحانہ وتعالیٰ را بچشم سر می بینم آں حضرت او را بحضور خود خواندو پرسید نداعتراف نمود۔ پس آں جناب او را ازین قول منع فرمودند وعہد گرفتند کہ بار دیگر این چنین نہ گوید۔ حاضراں سوال کردند کہ ایں مرد محق ست یا مبطل فرمودند محق ست لیکن امر بروے ملتبس گشتہ دو چشمش آن ست و نے بچشم سر نور جمال را دید دریماں وقت از بصیرت کہ رویت قلبی ست شوراخے بطرف بصر او پیدا گشت شعاع بصرش منور شدو حق تعالیٰ متصل شد پس آنچہ بصیرتش مشاہدہ کرد مظنون او شد کہ بصر من دیدہ است و فرق نہ کرد کہ ایں جا دو رویت ست حضرت شیخ قوام الدین کا ارشاد ہے مکاشفہ آنست کہ رویت حق سبحانہ تعالیٰ ادراک کنند و یاد ریا بند ہرچہ خواہی نام نہ رویت قلبی را خواہ رویت بصیرت گو خواہ مکاشفہ خواہ مشاہدہ۔ باصطلاح صوفیہ رویت قلبی ست نہ رویت عیانی کہ بحاسہ بصر تعلق دارد۔ بحر العلوم شرح مثنوی میں فرماتے ہیں۔ دریں تجلی حضرت موسیٰ علیہ السلام مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ نمودند و بہ سبب مشاہد فانی شدند و رویت حاصل نشد۔ مکتوبات قدوسی میں ہے آنچہ اینجا بودیقین گویند کہ حجاب درمیان ست وآنچہ آنجا بود عیان نامند کہ ارتفاع حجاب ازمیان ست انوار العارفین احیاء العلوم میں ہے مَرْئِیٌّ بِالْاَعْیُنِ وَالْاَبْصَارِ فِی الدَّارِ الْاٰخِرَۃِ دَارُ الْقَرَارِ وَ لَا یُرٰی فِی الدُّنْیَا مُخْتَصَرًا اور کتب سلوک میں مقام فنا میں جو مشاہدہ ہونا لکھا ہے وہ رویت قلبی ہے جیسا اوپر گذر چکا ہے۔ اور نیز مقام فنا مشابہ خواب کے ہوتا ہے۔ سو خواب میں اللہ تعالےٰ کا دیکھنا ممکن ہے۔

تنبیہ۔ بعض اوقات سالک روحانی تجلی کو تجلی ربانی سمجھ کر گمراہ ہوتا ہے اس مقام پر شیخ کامل محقق کی ضرورت ہے۔ در مکتوبات چہارم حضرت یحییٰ منیری ست بداں کہ تجلی عبارت از ظہور ذات و صفات الوہیہ است جل جلالہ و روح را نیز تجلی باشد

وبسیار روندگان درین مقام معزور شدہ اند و پنداشتند کہ تجلی حق یافتند اگر شیخ صاحب تصرف نباشد ازین ورطہ خلاصی دشوار بود۔ اکنوں بدان کہ فرق ست میان تجلی ربانی وتجلی روحانی چوں آئینہ دل از کدورت وجود ماسوی اللہ صقالت پذیرد مشرقہ آفتاب جمال حضرت گردد و جام جہاں نمائے ذات وصفات او شود ولیکن نہ ہر کس را ایں سعادت مشاہدہ نماید از میان روندگان صاحب دولتے باشد کہ چوں آئینۂ دل از صفات بشریت صاف کند بعضی صفات روحانی بر دل وے تجلی کند پس گاہ بود کہ ذات روح کہ خلیفہ حق است در تجلی آید و بخلافت خود دعویٰ انا الحق کردن گیرد وگاہ بود کہ جملہ موجودات را پیش تخت خلافت روح در سجود بیند۔ در غلط افتد واند کہ مگر حضرت حق ست قیاس بریں حدیث اِذَا تَجَلَّی اللّٰہُ لِشَیْ ءٍ خَضَعَ لَہٗ کُلُّ شَیْءٍ واز یں جنس غلطہا بسیار افتد کہ تجلی روحانی سمت حدوث دارد وآں را قوت افنا نباشد واز تجلی روحانی غرور و پندار پدید آید و در طلب نقصان پدید آید واز تجلی حق سبحانہ وتعالیٰ ایں جملہ برخیزد و ہستی بہ نیستی مبدل شود و در طلب بیفزاید و تشنگی زیادہ کردد اور بعض بزرگوں کے جو اس قسم کے اقوال ہیں ؎

دیگراں را وعدۂ فردا بود بیک مار القدہم اینجا بود

اس کے معنی شیخ عبد القدوس فرماتے ہیں۔ معنے او آں است آنچہ آنجا وعدہ برویت بود اینجا بچشم یقین مشاہدہ ایں منقود را محققان مشاہدہ خوانند محض رویت دانند۔

رفع اشتباہ

بعض بزرگوں کے کلام میں جو تجلی ذاتی کا لفظ پایا جاتا ہے اس سے دھوکہ نہ کھاویں کیونکہ یہ اصطلاحی لفظ ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ سالک کی توجہ الی الذات میں اس قدر استغراق ہو جاوے کہ غیر ذات کی طرف اصلا التفات باقی نہ رہے۔ حتیٰ کہ صفات بھی اس وقت ذہن میں مستحضر نہ رہیں۔ اور ایک معلوم کے حضور سے دوسرے معلومات کی غیبت محل استبعاد نہیں بلکہ بکثرت واقع ہے سو اس کو رویت سے کوئی علاقہ نہیں۔ علم الکتاب میں اس تفسیر کی تصریح کی ہے۔ علاوہ اس کے خود لغوی معنی

کے اعتبار سے بھی تجلی و رویت میں فرق ہے کیونکہ تجلی کے معنی ہیں ظہور کے، سو یہ صفت حق تعالیٰ ہے۔ اور رویت کے معنے ہیں دیکھنا، سو روایت ذات میں یہ صفت عبد کی ہے تجلی کے اثبات سے رویت کا اثبات لازم نہیں آتا کیونکہ اس کا حاصل یہ ہوا کہ ذات کی طرف ظہور ہو سکتا ہے مگر عبد کی طرف سے دید و بینش نہیں ہوتی سو اس میں کوئی اشکال نہیں یہی وجہ ہے کہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تجلی کا اثبات فرمایا ہے بقولہ تعالیٰ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ اور رویت کی نفی فرمائی ہے بقولہ تعالیٰ لَنْ تَرَانِیْ۔ غرض قرآن و حدیث و کلام اہل حق سے واضح ہے کہ رویت ذات حق تعالیٰ کی آخرت میں بلا کیف واقع ہوگی۔ اور دنیا میں ممتنع ہے اور بعض اکابر کے کلام میں جو امکان کا کلمہ کہا ہے اور امتناع کو معتزلہ کا مذہب قرار دیا ہے اس سے مراد امکان و امتناع عقلی ہے نہ شرعی اور مدعا ہمارا امتناع شرعی ہے۔ بوجہ ورود نصوص عدم الوقوع کے دنیا میں۔ اور امتناع عقلی مدعا نہیں ورنہ آخرت میں کیسے وقوع ہوتا اس لئے کہ مستحیل عقلی ممکن نہیں ہو سکتا، چہ جائے وقوع فقط

فصل۔ ایک غلطی یہ کہ شیخ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت جسد عنصری خدا سمجھنا یہ اعتقاد صریح کفر ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا تغیر، تبدل، حدوث احتیاج، تقیید، حلول و اتحاد، ہزاروں خرابیاں لازم آتی ہیں۔ ظاہری جسد ظاہری حواس سے محسوس ہے، وہاں تو اس قدر تنزیہ ہے کہ حواس باطنی اور عقل کی بھی رسائی نہیں خیال و فکر میں جو چیز آوے اللہ تعالیٰ اس سے بھی منزہ ہے عمرو بن عثمانؓ کی فرماتے ہیں۔ کُلُّ مَا تَوَهَّمَهٗ قَلْبُكَ اَوْ سَنَحَ فِيْ مَجَارِيْ فِكْرِكَ اَوْ خَطَرَ فِيْ مُعَارِضَاتِ قَلْبِكَ مِنْ حُسْنٍ اَوْ بَهَاءٍ اَوْ اُنْسٍ اَوْ جَمَالٍ اَوْ ضِيَاءٍ اَوْ شَبَحٍ اَوْ نُوْرٍ اَوْ شَخْصٍ اَوْ خَيَالٍ فَاللّٰهُ تَعَالٰى بَعِيْدٌ مِّنْ ذٰلِكَ اَلَا تَسْمَعُ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔

پانچواں باب موانع طریق میں

یاں تو جتنے معاصی اور تعلقات ماسوائے اللہ ہیں سب اس راہ کے رہزن ہیں۔ مگر چند ضروری چیزوں کو چند فصول میں بیان کیا جاتا ہے۔

فصل۔ ایک مانع مخالفت کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس کا بیان اوپر گذر چکا ہے افسوس اس زمانے رسوم بدعات کی بڑی کثرت ہے اور تصوف ان ہی رسوم کا نام رہ گیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشَكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ[1] رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ جو حقیقت تصوف کی تھی کہ فنا و بقاء کی نسبت حاصل کریں اس کے معنے بھی نہیں جانتے ان رسوم کے مقید ہو گئے۔ ابوالعباس دینوریؒ نے اپنے زمانے کا حال فرمایا ہے تو ہمارے زمانے کا کیا ٹھکانا ہے ان کا ارشاد ہے۔ نَقَضُوْا اَرْكَانَ التَّصَوُّفِ وَهَدَمُوْا سَبَبَهَا وَغَيَّرُوْا مَعَانِيَهَا بِاَسَامِيْ اَحْدَثُوْهَا سَمَّوُا الطَّمَعَ زِيَادَةً وَسُوْءَ الْاَدَبِ اِخْلَاصًا وَالْخُرُوْجَ عَنِ الْحَقِّ شَطْحًا وَالتَّلَذُّذَ بِالْمَذْمُوْمِ طِيْبَةً وَاتِّبَاعَ الْهَوٰى اِبْتِلَاءً وَالرُّجُوْعَ اِلَى الدُّنْيَا وَصْلًا وَسُوْءَ الْخُلُقِ صَوْلَةً وَالْبُخْلَ جَلَادَةً وَالسُّؤَالَ عَمَلًا وَبَذَاءَةَ اللِّسَانِ مَلَامَةً وَمَا هٰذَا طَرِيْقُ الْقَوْمِ[2] حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ ان رسوم کی نسبت فرماتے ہیں نسبت صوفیہ غنیمتے ست کبریٰ و رسوم ایشان ہیچ نمی ارزد۔

فصل۔ ایک مانع یہ ہے کہ غلطی سے کسی بے شرع پیر سے بیعت کر لی اب ساری عمر اسی کو نباہتا رہا۔ جب وہ خود واصل نہیں تو اس کو کیسے واصل کرے گا حضرت بندارؒ کا قول ہے صُحْبَةُ اَهْلِ الْبِدَعِ تُوْرِثُ الْاِعْرَاضَ عَنِ الْحَقِّ[3] شیخ قوام الدینؒ فرماتے ہیں اے درویش محک و معیار این کار کتاب و سنت ست و سیر سلف کہ اہل اقتدا بودند نہ اجازت مجرد و مقام متبرک کہ فلاں فرزند درویش ست درجائے آبا و اجداد خود نشستہ و چیزے کہ از شان شیخی مخالف معیار ست آں فاسد و باطل۔ یعنی اگر قول و فعل شیخ مخالف کتاب و سنت و اجماع بود ہیچ نباشد آں شیخ لائق شیخی و مقتدائی نبود و ہر کہ بدو اقتدا کند بمقصود نرسد، بلکہ اس کو چھوڑ کر دوسرے کامل سے بیعت کرے۔ شیخ سعد الدینؒ فرماتے ہیں اگر از نادانی خود بجاہل یا اہل بدعت ارادت آورد تجدید ارادت کند و از دست

---

[1] ترجمہ: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ نہ رہے گا اسلام میں سے مگر اس کا نام اور نہ رہے گا قرآن میں سے مگر اس کے نقوش۔

[2] توڑ دیا لوگوں نے ارکان تصوف کو اور تباہ کر دیا اس کے طریقوں کو اور بدل دیا اس کے معنوں کو اپنے ناموں سے جو خود گڑھے۔ طمع کا ثبات نام رکھا اور بے ادبی کا اخلاص اور دین حق سے نکل جانے کو شطح اور بری چیزوں سے لذت لینے کا خوش طبعی اور خواہش کی پیروی کا امتحان اور دنیا کی طرف لوٹ آنے کا وصل اور بد خلقی کا رعب اور بخل کا قوت اور سوال کا عمل اور بدزبانی اور جھگڑا گوئی کا ملامت اور نہیں ہے قوم کا یہ طریقہ۔ [3] بدعتیوں کی صحبت اللہ سے منہ موڑ لینے کے باعث ہوتی ہے۔

او خرقہ پوشد تا گمراہ نشود۔ اور یہ مشہور ہے شیخ من خس ست اعتقاد من بس ست سو اول تو ایسے جاہل فاسق آدمی سے اعتقاد باقی رہنا مشکل ہے۔ دوسرے یہ قاعدہ کلیہ نہیں شاذ و نادر ایسا بھی ہو گیا ہے جو اس فن سے ذرا بھی واقف ہے جانتا ہے۔ کہ وصول مطلب کا طریقہ شیخ کامل کی صحبت و تعلیم ہے۔ و بس۔ اور شیخ کامل وہی ہے جو جامع ہو ظاہر و باطن کا۔ تیسرے یہ کہ اس سے بے شرع پیر مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر پیر بہت بڑے درجے کا کامل نہ ہو مگر شرع کے خلاف نہ ہو تو یوں سمجھے کہ اگرچہ ان سے بڑھ کر اور کامل ہوں۔ مگر میرے لئے یہی کافی ہے اور میرا اعتقاد مجھے مقصود تک پہنچا دے گا۔

فصل۔ ایک مانع لڑکوں عورتوں کو دیکھنا یا ان کے پاس بیٹھنا، اٹھنا ہے اس کا بیان بھی اوپر ہو چکا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں اپنے پیر کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر اپنے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت کیا اللہ تعالیٰ اس صورت کو عذاب دیں گے انھوں نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے جلدی اس کا نتیجہ بھگتو گے وہ کہتے ہیں بیس برس بعد میں قرآن بھول گیا اسی طرح عورتوں سے ملنا جلنا خدا تعالیٰ سے کوسوں دور پھینکتا ہے باب الاغلاط میں بتفصیل مرقوم ہو چکا ہے۔

فصل۔ ایک مانع زبان درازی اور دعویٰ کمالات و دعوئے توحید اور گستاخی بے ادبی شریعت کے ساتھ یا حق تعالیٰ کے ساتھ۔ اس کا بیان بھی اوپر ہو چکا ہے۔

فصل۔ ایک مانع شیخ کی تعلیم سے زائد ٹوٹ کر مجاہدہ کرنا کہ چند روز میں گھبرا کر وہ تھوڑا تعلیم کیا ہوا بھی چھوٹ جاوے۔ چنانچہ بہت سے لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا (رواہ الشیخان)

فصل۔ ایک مانع یہ کہ حصول ثمرات و مجاہدہ میں تقاضا و عجلت کرنا کہ اتنے دن مجاہدہ کرتے ہو گئے۔ اب تک کچھ نتیجہ نہیں ہوا۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو شیخ

لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں سے اتنا اختیار کرو کہ کر سکو نہیں کیونکہ اللہ نہیں اکتا تا جب تک تم نہ اکتا جاؤ

سے بداعتقاد ہوجاتا ہے یا مجاہدہ ترک کردیتا ہے۔ طالب کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ کوئی چیز بھی ایسی دفعۃً حاصل ہوتی ہے۔ دیکھو یہی شخص کسی وقت بچہ تھا۔ کتنے دن میں جوان ہوا۔ پہلے جاہل تھا کتنے دنوں میں عالم ہوا۔ غرض عجلت و تقاضا گویا اپنے ہادی پر فرمائش ہے
اگر کسی وقت دل گھبرایا کرے ان اشعار سے تسلی کرلیا کرے۔

اشعار

قرنہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع ۔۔۔ عاقلے کامل شود یا فاضلے صاحب سخن
سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی زآفتاب ۔۔۔ لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
ماہہا باید کہ تا یک مشتِ پشم از پشت میش ۔۔۔ صوفی را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہا باید کہ تا یک پنبہ از آب و گل ۔۔۔ شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
روزہا باید کشیدن انتظار بے شمار ۔۔۔ تا کہ در جوف صدف باران شود در عدن

فصل۔ ایک مانع یہ کہ شیخ سے محبت و عقیدت میں فتور ڈالنا یا اس سے بڑھ کر یہ کہ شیخ کا آزردہ کرنا حدیث میں ہے۔ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ ۔

ف جو میرے دلی سے عداوت کرے میں اس کو لڑائی کی اطلاع دیتا ہوں۔

چھٹا باب وصایائے جامعہ میں

اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل۔ امام قشیری کے وصایا کا خلاصہ یہ ہے کہ اول عقائد موافق اہل سنت و جماعت درست کرے۔ پھر ضرورت کے موافق علم حاصل کرے خواہ درس سے یا صحبت علماء سے۔ اور اختلافی مسئلہ میں احتیاط پر عمل کرے۔ اور معاصی سے توبہ خالص کرے اور اہل حقوق کو راضی کرے۔ مال وجاہ کے تعلقات کو قطع کرے۔ اپنے شیخ کی مخالفت نہ کرے نہ اس پر کوئی اعتراض کرے اپنے باطنی حالات شیخ سے پوشیدہ نہ کرے اور کسی سے ظاہر نہ کرے اگر کچھ قصور شیخ کا ہو جاوے فوراً معذرت کرے اور اقرار خطا کا کرے تاویل نہ کرے بلا ضرورت شدیدہ سفر نہ کرے۔ بہت ہنسے نہیں کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ اپنے پیر بھائیوں پر حسد نہ کرے۔ لڑکوں عورتوں کی صحبت سے بچے۔ بلکہ ان سے زیادہ گھل مل کر باتیں بھی نہ کرے جب تک صاحب نسبت نہ ہو جاوے کسی کو مرید نہ کرے۔ آداب شرع کا بہت پاس رکھے۔ مجاہدہ وعبادت میں سستی نہ کرے۔ تنہائی میں رہے۔ اگر مجمع میں رہنے کا اتفاق ہو تو ان کی خدمت کرے۔ اپنے کو ان سے کم سمجھ کر برتاؤ کرے۔ دنیا داروں کی صحبت سے پرہیز رکھے۔

فصل۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی وصایا کا خلاصہ یہ ہے کہ بلا ضرورت ومصلحت دینی اغنیاء سے صحبت نہ رکھے۔ صوفیان جاہل اور جاہلانِ عابد اور علمائے زاہدان خشک اور جو محدثین اہل فقہ سے عداوت رکھیں، اور جو لوگ کلام ومعقول میں انہماک رکھتے ہیں۔ ان سب کی صحبت سے بچے۔ ایسے شخص کے پاس بیٹھے جو عالم صوفی ہو۔ دنیا کا تارک ذکر اللہ واتباع سنت کا عاشق اور مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے کہ حنفیوں کا مذہب سب سے اچھا ہے یا شافعیہ کا سب سے بڑھ کر ہے۔ اپنے مذہب پر عمل کرتا رہے نہ صوفیوں کے طرق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کہ چشتیہ کی نسبت بڑے زور کی ہے۔ دوسرا کہے کہ نقشبندیوں میں اتباع سنت زیادہ ہے اور اسی قسم کے خرافات سے بچے جو لوگ مغلوب الحال

ہیں یا کسی تاویل سے کوئی امر کرتے ہیں جو اس شخص کے نزدیک خلاف سنت ہے ان کو برا بھلا نہ کہے اور خود وہی کرے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہے۔

فصل ۔ اس فصل میں حضرت سیدنا مرشدنا الشیخ الحافظ الحاج محمد امداد اللہ صاحب کی وصایا کا خلاصہ لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتا ہوں اس کو اخیر میں اسی واسطے لکھا کہ خاتمہ میں برکت ہو ورنہ میرا حق یہ تھا کہ اس کو سب سے مقدم کرتا ؎

وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبُ

طالب حق پر لازم ہے کہ اول مسائل ضروری عقائد اہل سنت وجماعت کے حاصل کرے پھر ان مسائل سے تزکیہ کرے۔ حرص، امل، غضب، جھوٹ، غیبت، بخل، حسد، ریا، تکبر، کینہ، اور یہ اخلاق پیدا کرے صبر، شکر، قناعت، علم، یقین، تفویض، توکل، رضا، تسلیم اور شرع کا پابند رہے۔ اور اگر گناہ ہو جاوے جلدی کر کے نیک عمل سے تدارک کرے۔ نماز باجماعت وقت پر پڑھے کسی وقت یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔ لذت ذکر پر شکر بجا لاوے اور کشف وکرامات کا طالب نہ ہو۔ اپنا حال یا سخن تصوف غیر محرم سے نہ کہے، دنیا و ما فیہا کو دل سے ترک کرے خلاف شرع فقراء کی صحبت سے بچے۔ لوگوں سے بقدر ضرورت خلق کے ساتھ ملے سب سے اپنے کو کمتر جانے کسی پر اعتراض نہ کرے۔ بات نرمی سے کرے، سکوت وخلوت کو محبوب رکھے۔ اوقات منضبط رکھے تشویش کو دل میں نہ آنے دے جو کچھ پیش آوے حق کی طرف سے سمجھے۔ غیر اللہ کا خطرہ نہ آنے دے دینی کاموں میں نفع پہنچاتا رہے نیت خالص رکھے۔ خورد ونوش میں اعتدال رہے۔ نہ اتنا زیادہ کھائے کہ کسل ہو اور نہ اس قدر کم کہ عبادت سے ضعف ہو جاوے۔ کسب حلال افضل ہے۔ اگر توکل کرے تو بھی مضائقہ نہیں بشرطیکہ کسی سے طمع نہ رکھے۔ نہ کسی سے امید وخوف کرے۔ حق تعالیٰ کی طلب میں بے چین رہے۔ نعمت پر شکر بجا لاوے فقر وفاقہ سے تنگدل نہ ہو۔ اپنے متعلقین سے نرمی برتے ان کی خطا وقصور سے درگذر کرے ان کا عذر قبول کرے۔ کسی کی غیبت وعیب جوئی نہ کرے عیب پوشی کرے اپنے عیوب کو پیش نظر رکھے کسی سے تکرار نہ کرے مہمان نواز و مسافر پرور رہے۔ غربا ومساکین، علما وصلحا کی صحبت اختیار کرے قناعت وایثار کی عادت رکھے۔

بھوک پیاس کو محبوب سمجھے۔ کم ہنسے زیادہ روئے۔ عذاب الٰہی اور اس کی بے نیازی سے لرزاں رہے۔ موت کا ہر وقت خیال رکھے۔ روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرلیا کرے۔ نیکی پر شکر، بدی پر توبہ کرے۔ صدق مقال اکل حلال اپنا شعار کرے۔ غیر مشروع مجلس میں نہ جاوے۔ رسوم جہل سے بچے۔ شرمگیں، کم گو، کم رنج، صلاح جو، نیکو رفتار، باوقار، بردبار رہے۔ ان صفات پر مغرور نہ ہو۔ اولیاء کے مزارات سے مستفید ہوتا رہے گاہ گاہ عوام مسلمین کی قبور پر جا کر ایصال ثواب کرے، مرشد کا ادب اور فرمانبرداری کامل طور پر بجالاوے اور ہمیشہ استقامت کی دعا کرے۔

الحمد للہ کہ ۲۷ صفر روز پنجشنبہ ۱۳۱۵ھ وقت چاشت مقام کانپور مدرسہ جامع العلوم میں رسالہ "تعلیم الدین" اختتام کو پہنچا۔ یا الٰہی اس کو قبول فرما کر اپنے بندوں کو نفع بخش ؎

نہ بہ نقش بستہ مشوشم نہ بحرف ساختہ سرخوشم
نفسے بیاد مے کشم چہ عبارت و چہ معانیم

اَللّٰهُمَّ اخْتِمْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ

شجرۂ پیران چشت اہل بہشت

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے اور درود و نعت ختم الانبیا کیواسطے
اور سب اصحاب و آل مصطفےٰ کیواسطے

در بدر پھرتی ہے خلقت التجا کیواسطے آسرا تیرا ہے پر مجھ بے نوا کیواسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاؑ کیواسطے

پاک کر ظلمات عصیاں سے الٰہی دل مرا کر منور نور عرفاں سے الٰہی دل مرا
حضرت نور محمد پر ضیا کیواسطے

پاک کر ظلمات عصیاں سے الٰہی دل مرا کر منور نور عرفاں سے الٰہی دل مرا
حضرت نور محمد پر ضیا کیواسطے

ایسے مرنے پر کروں قرباں یارب لاکھ عید اپنی تیغ عشق سے کرلے اگر مجھکو شہید
حاجی عبدالرحیم اہل غزا کیواسطے

کر وہ پیدا درد و غم میرے دل افگار میں بار پاؤں جس سے اپنے باری تری دربار میں
شیخ عبدالباری اشرف بے ریا کیواسطے

شرک و عصیان و ضلالت سے بچا کر اے کریم کر ہدایت مجھکو تو راہ صراط مستقیم
شاہ عبدالہادی پیر ھدا کیواسطے

دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری مجھے اپنے کوچے کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
شاہ عزیزالدین عزیز دوسرا کیواسطے

دے مجھے عشق محمد اور محمدیوں میں گن ہو محمدؐ ہی محمدؐ ورد میرا رات دن
شہ محمد اور محمدی اتقیا کیواسطے

حب حق حب الٰہی حب مولا حب رب الغرض کر دے مجھے محو محبت سب کا سب
شہ محب اللہ شیخ باسخا کیواسطے

گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادت سے بعید پر توقع ہے کرے مجھسے شقی کو تو سعید
بو سعید اسعد اھل ورا کیواسطے

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام لطف سے اپنے مرے کر ملک و دین کا انتظام
شہ نظام الدین بلخی مقتدا کیواسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال یعنی اپنے عشق میں کر مجھکو باجاہ و جلال
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے

حب دنیا دی سے کر کے پاک مجھکو اے حبیب اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میری نصیب
عبد قدوس شہ قدس و صفا کیواسطے

کر معطر روح کو بوئے محمد سے مرے اور منور چشم کر روئے محمد سے مری
اے خدا شیخ محمد رہنما کیواسطے

کر عطا راہ شریعت روئے احمد سے مجھے اور دکھا نور حقیقت نور احمد سے مجھے
شیخ عارف صاحب لطف و عطا کیواسطے

کھولدے راہ طریقت قلب پر یا حق مرے کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے
احمد عبدالحق شہ ملک بقا کیواسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دلمیں تو ڈال
شہ جلال الدین کبیرالاولیا کیواسطے،

ہے مکدر ظلمت عصیاں سے میرا شمس دین کر منور نور سے عرفان کے میرا شمس دین
شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کیواسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بیتاب و قرار
شیخ علاؤالدین صابر با رضا کیواسطے

دے ملاحت مجھکو رب نمکینئ ایمان سے اور حلاوت بخش گنج شکر عرفان سے
شہ فریدالدین شکر گنج بقا کیواسطے

عشق کی رہ میں ہوئے جوں اولیا اکثر شہید خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید
خواجہ قطب الدین مقتول ولا کیواسطے

بے ترے ہی نفس و شیطان درپئے ایمان و دین جلد ہو آکر مرا یارب مددگار و معین
شہ معین الدین حبیب کبریا کیواسطے

یا الٰہی بخش ایسا بے خودی کا مجھکو جام جس سے جائے پردہ شرم و حیا و ننگ و نام
خواجہ عثمان باشرم و حیا کیواسطے

دور کر مجھ سے غم موت و حیات مستعار زندہ کر ذکر شریعت حق سے اے پروردگار
شہ شریف زندنی با اتقیا کیواسطے

آتش شوق اسقدر دل میں کر بھڑکے دود ہر بن موی مرے نکلے تری الفت کا دود
خواجہ مودود چشتی پارسا کیواسطے

رحم کر مجھ پر تو اب چاہ ضلالت سے نکال بخش عشق و معرفت کا مجھکو یارب ملک و مال
شاہ یوسف شہ شاہ و گدا کیواسطے

مست اور بیخود بنا بوئے محمدؐ سے مجھے محترم کر خواری کوئے محمدؐ سے مجھے
بو محمد محترم شاہ ولا کیواسطے

صدقے احمد کے یہی امید تیری ذات سے کہ بدل کر دے عصیاں کو حسنات سے
احمد ابدال چشتی باصفا کیواسطے

حد سے گزرا رنج و فرقت اب تو اے پروردگار کر مری شام خزاں کو وصل سے روز بہار
شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کیواسطے

شادی و غم سے دو عالم کی مجھے آزاد کر اپنے درد و غم سے یارب دلکو میرے شاد کر
خواجہ ممشاد علوی بو العلا کیواسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں بخش وہ نور بصیرت جس سے تو آئے نظر
بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے

عیش و عشرت کی دو عالم سے نہیں مطلب مجھے چشم گریان سینہ بریان کر عطا یارب مجھے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کیواسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کیواسطے

راہزن میرے ہیں دو قزاق باگرز گراں تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعان
شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کیواسطے

کر مرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور دلمیں اور آنکھوں میں بھر دے سر بسر وحدت کا نور
خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کیواسطے

کر عنایت مجھکو توفیق حسن اے ذوالمنن تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن
شیخ حسن بصری امام اولیا کیواسطے

دور کر دے سے حجاب جہل و غفلت میرے رب کھولدے دلمیں در علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی مشکل کشا کیواسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے کر مشرف مجھکو دیدار پر انوار سے،
سرور عالم محمد مصطفےٰ کیواسطے!

آپڑا در پر ترے میں ہر طرف سے ہو کر ملول کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کیواسطے!

ان بزرگوں کے تئیں یارب نعرض ہر زمیں کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کیواسطے

اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے کر دوئی کو دور کر پر نور وحدت سے مجھے
تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کیواسطے

کر دیا اس عقل نے بے عقل دیوانہ مجھے کر ذرا اس ہوش سے بیہوش و مستانہ مجھے
یارب اپنے عاشقان باوفا کیواسطے

کشمکش سے ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ   دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنی نگاہ
یارب اپنے رحم و احسان و عطا کیواسطے

چرخ عصیان سر پہ ہے زیر قدم بحر الم!   چار سو ہے فوج غم کر جلدی اب بہر کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کیواسطے

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہ جہاں   پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کیواسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیواسطے   اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کیواسطے
ہے عصائے آہ مجھ بیدست و پا کیواسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب   نے عبادت نے زہد نے خواہش علم و ادب
درد دل پر چاہیئے مجھکو خدا کیواسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دنیا بے شمار   کی عطا تو نے مجھے پر اب تو اے پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے

گرچہ عالم میں الٰہی سعی میں بسیار کی   پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی
جان و دل لایا و لے تجھ پر فدا کیواسطے

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے   پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے
کشتگان تیغ تسلیم و رضا کیواسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا   کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کیواسطے

جس[1] نے یہ شجرہ دیا ہے جس نے یہ شجرہ لیا   جس نے یہ شجرہ لکھایا جس نے یہ شجرہ پڑھا
بخش دیجئے سب کو ان اہل صفا کیواسطے

[1] یہ مثلث مؤلف نے بڑھا دیا ہے ۱۲

فروع الایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون والصلوۃ والسلام علی رسولہ و خلیلہ وحبیبہ محمد الذی جعل الایمان بضعا وسبعین شعبۃ فافضلہا قول لا الٰہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان متفق علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علی عبادہ العلماء الصالحین الذین استنبطوا ہذہ الشعب من الکتاب والسنۃ وعینوہا لعامۃ الامۃ جعلنا اللہ تعالیٰ من یقتحم ہذہ الشعاب ویدخل تلک الابواب ورزقنا عندہ حسن مآب ولیسر لنا فی یوم الحساب ؛

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کی آیت مرقومہ بالا سے مجملاً معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں کچھ اصول اور کچھ فروع ہیں۔ اور حدیث مذکور میں ان کا عدد بھی متعین فرما دیا گیا ہے بستر سے کچھ زائد ہیں۔ اور ان کی تعیین و تفصیل کے پتہ بتلانے کو اس کے تین شعبے ایک ادنیٰ اور ایک اعلیٰ ایک اوسط بھی فرما دیئے گئے تاکہ علمائے مستنبطین و مستخرجین شعب باقیہ کو خود اپنے ذہن خداداد کی قوت سے نکال کر دوسروں کو بتلا دیں چنانچہ علمائے محدثین و محققین نے قرآن و حدیث میں غور کر کے ان سب شعبوں کو جمع کیا۔ اور متعدد کتابیں اس بحث میں تصنیف فرمائیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

مدت سے میرے خیال میں تھا کہ ان سب شعبوں کو اپنے ہم وطن اسلامی بھائیوں کی آگاہی کے واسطے عام فہم اردو میں لکھوں تاکہ ان کو یہ معلوم ہو کہ جس ایمان کا ہم دعویٰ کیا کرتے ہیں اس کے اس قدر شعبے ہیں۔ اور غور کریں کہ ہم میں کتنی باتیں ہیں کتنی نہیں ہیں تاکہ اس سے اپنے ایمان کے نقصان و کمال کا اندازہ کر سکیں اور جن اوصاف کی کمی اپنے اندر پائیں ان کی تحصیل و تکمیل کی کوشش کریں اور بدون تکمیل اس دعوے سے شرمائیں۔ گو اصول دین کے مان لینے سے ادنیٰ درجہ کا ایمان میسر ہو جاتا ہے۔ مگر وہ ایمان ایسا ہی ہے جیسا لنگڑا، لنجا، اندھا، کانا، اپاہج آدمی کہلایا

جاتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ایسا آدمی کس درجہ کا آدمی ہے۔

دوسری غرض ان شعبوں کے بتلانے سے یہ بھی ہے کہ غیر قوموں کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اسلام کی تعلیم کافی وتام[1] ہے۔ اور اسلام اسی کو کامل مسلمان جانتا ہے جس میں یہ سب خصالِ خیر و اوصاف کمال ہوں، ناقص مسلمانوں کی حالت دیکھ کر اسلام کی تعلیم کو بے وقعت نہ سمجھیں کیونکہ اسلام کا کام بتلا دینا ہے نہ کہ زبردستی کسی کو ویسا ہی بنا دینا۔ یہ قصور ہم لوگوں کا ہے۔ اسلام پر کوئی الزام نہیں۔

بھائیو! اسلام کے شعبے سننے کے لیے تیار ہو جاؤ اور ہمت قوی رکھو کہ یہ سب شعبے تم کو حاصل ہو جاویں۔ اس وقت البتہ مؤمن کامل بن سکتے ہو۔

مقدمہ: یہ سب شعبے حسبِ تعداد محققین ستتر ہیں جن میں تیس تو قلب سے متعلق ہیں اور سات زبان کے ساتھ اور چالیس باقی جوارح کے ساتھ ہم تینوں قسموں کو تین باب میں ذکر کرتے ہیں۔

وباللہ التوفیق:۔

---

[1] اسی لئے تمام شعبہ کے متعلق آیات واحادیث بھی ذکر کردیئے گئے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ سب تعلیم شارع کی ہے کسی کا قیاس نہیں ہے۔

باب ا

بیان میں ان شعب ایمان کے جو قلب سے متعلق ہیں۔ وہ تیس شعبے ہیں

(۱) ایمان لانا اللہ تعالیٰ پر (۲) یہ اعتقاد رکھنا کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے حادث اور مخلوق ہے (۳) ایمان لانا فرشتوں پر، (۴) ایمان لانا اس کی سب کتابوں پر (۵) ایمان لانا پیغمبروں پر (۶) ایمان لانا تقدیر پر (۷) ایمان لانا قیامت کے دن پر (۸) جنت کا یقین کرنا (۹) دوزخ کا یقین کرنا (۱۰) محبت رکھنا اللہ تعالیٰ سے (۱۱) محبت کرنا کسی سے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور بغض کرنا اللہ تعالیٰ کے واسطے (۱۲) محبت رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (۱۳) اخلاص (۱۴) توبہ (۱۵) خوف (۱۶) رجاء (۱۷) حیاء (۱۸) شکر (۱۹) وفا کرنا عہد کا (۲۰) صبر (۲۱) تواضع (۲۲) رحمت و شفقت مخلوق پر (۲۳) راضی ہونا قضائے الٰہی پر (۲۴) توکل کرنا (۲۵) ترک کرنا خود پسندی کا۔ (۲۶) ترک کرنا کینہ کا (۲۷) ترک کرنا حسد کا، (۲۸) ترک کرنا غصہ کا (۲۹) ترک کرنا بدخواہی کا (۳۰) ترک کرنا حُبّ دنیا کا۔

ان شعبوں کی مختصر فضیلت اور کچھ کچھ متعلقات چند فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔

فصل:۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان یہ ہے کہ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب فرشتوں پر اور اس کے سب پیغمبروں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر اور اس کے خیر پر بھی اور شر پر بھی۔ (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے اور یقین لانا جنت پر اور دوزخ پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر اور ترمذی کی روایت میں ہے کوئی بندہ ایمان والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ ایمان لائے تقدیر پر اور یہاں تک کہ یقین کرے کہ جو بات آنے والی ہے ہرگز نہیں ٹل سکتی اور جو رہ گئی ہے وہ پہنچ نہیں سکتی۔

ف:۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں یہ سب داخل ہیں۔ اس کی ذات پر ایمان لانا۔ اس کے صفات پر ایمان لانا، اس کو واحد جاننا۔

تنبیہ اوّل:۔ جاننا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بیچون و بیچگون ہے اسی طرح ان کی صفات بھی بیچون و بیچگون ہیں سو اللہ تعالیٰ کی صفات میں رائے و قیاس سے کلام کرنا اور ان کی کیفیات و توجیہات معین کرنا نہایت محل خطر ہے۔ اس بات میں اکثر عوام کا عقیدہ بہت سلامتی پر ہے کہ مجملاً صفاتِ الٰہی کا اعتقاد رکھتے ہیں اس کی تکلیف و تفتیش کی طرف التفات بھی نہیں کرتے اور سلف صالحین صحابہ و

تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اعتقاد بھی اس طور تھا۔ پچھلے زمانے جب مبتدعین[1] کی کثرت ہوئی اور علم کلام کا شیوع ہوا اس وقت صفات میں کلام زیادہ ہو گیا اور اکثر دعاوی احکام میں بے احتیاطی کی نوبت آ گئی مثلاً قرآن مجید میں ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى[2]

اب اس میں یہ تفتیش کرنا کہ استوٰی سے کیا مراد ہے اور اس کی کیا تاویل ہے بیشک نہایت جرأت کی بات ہے۔ اپنی صفات کے حقائق تو پورے طور پر معلوم نہیں تا بخالق چہ رسد۔ بس سیدھی بات یہی ہے کہ مجملاً اعتقاد رکھے کہ جو کچھ ارشاد فرمایا ہے حق ہے جیسی اس کی ذات ہے ویسا ہی استواء ہو گا۔ زیادہ تفتیش کی ضرورت ہی کیا ہے نہ ہم اس کے مکلف ہیں نہ ہم سے اس کا سوال ہو گا۔ البتہ یہ یقینی طور پر اعتقاد رکھے کہ یہ استوا ہمارے استواء کے مثل نہیں ہے۔ بقولہٖ تعالیٰ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ رہا یہ کہ پھر کیسا ہے اس سے بحث نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرے۔ یا حدیث شریف میں آیا ہے

ینزل ربنا تبارک وتعالٰی	نزول فرماتا ہے ہمارا رب ہر شب آسمان
کل لیلۃ الی السماء الدنیا	دنیا کی طرف

اب اس فکر میں پڑنا کہ نزول سے کیا مراد ہے۔ اور یہ کس طرح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نزول کے خبر دینے سے جو مقصود ہے کہ لوگ ذوق وشوق و حضورِ قلب سے اس وقت ذکر و عبادت میں مشغول ہوں اس کام میں لگنا چاہیئے ان فضول تحقیقات میں پڑ کر حقیقت کا پتہ قیامت تک بھی لگنے کی اُمید نہیں، خواہ مخواہ اپنا وقت عزیز ضائع کرنا ہے۔

نیست کس را از حقیقت آگہی[3]
جملہ می گیرند با دست تہی۔

قال اللہ تعالیٰ۔

---

[1] چونکہ اہل بدعت نے تشبیہ و تجسم میں غلو کیا۔ اس میں اہل حق کو ضرورت تاویل نصوص صفات کے واقع ہوئی تاکہ تنزیہ محفوظ رہے اس لیے مشہور ہے کہ تاویل متاخرین کا مسلک ہے۔ غرض متقدین کا مسلک احوط واسلم ہے۔ اور ضعیف المعتقدہ کے لیے متاخرین کا مسلک احکم ہے ۱۲ منہ [2] رحمٰن نے عرش پر قرار پکڑا ۱۲ منہ [3] یعنی تفصیلی دعوی کرنا کہ کوئی شخص حقیقت خداوندی پر آگاہ نہیں اس بارہ میں سب خالی ہاتھ ہو کر مر رہے ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ؛

رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ پیچھے پڑتے ہیں اس مضمون کے جس کا مطلب پوشیدہ ہے اس قرآن میں سے فتنہ تلاش کرنے کو اور اس کی تاویل ڈھونڈنے کو۔ (آل عمران - ۷)

تنبیہ ثانی: حضرت شارع علیہ السلام سے توحید کے دو معنی ثابت ہوئے ہیں ایک لا معبود الا اللہ دوسرا لا مقصود الا اللہ پہلے معنوں کا ثبوت تو اظہر من الشمس ہے۔

قال اللہ تعالیٰ،

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (یوسف ۳۹، ۴۰)

اے قید خانہ کے ساتھیو! کیا بہت سے متفرق ملک بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے زبردست ہے نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مگر چند ناموں کو جن کو مقرر کر رکھا ہے تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے۔ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نہیں ہے حکم مگر اللہ کا حکم کیا ہے اس نے کہ مت پوجو مگر اس کو یہ دین ہے سیدھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ (بینہ - ۵) (الآیۃ)

اور نہیں حکم ہوا ان کو مگر اس کا کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کرنے والے ہوں اس کے واسطے دین کے اور طرف سے پھرے ہوں۔

اور تمام قرآن مجید اس سے بھرا پڑا ہے اور یہی توحید ہے جس کے اتلاف اور نقصان سے کافر اور مشرک ہو جاتا ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑتا ہے۔ یہ ہرگز معاف نہ ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ،

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء ۱۱۶)

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ اس کو کہ شرک کیا جاوے اس کے ساتھ اور بخش دیگا اس سے کم جس شخص کے لیے چاہے گا۔

دوسرے معنیٰ کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کو شرکِ اصغر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ ریا میں غیر اللہ معبود نہیں ہوتا البتہ مقصود ضرور ہوتا ہے۔ جب غیر اللہ کا مقصود ہونا شرک ٹھہرا تو توحید جو مقابلِ شرک ہے اس کی حقیقت یہ ٹھہرے گی کہ اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہو غیر اللہ بالکل مقصود نہ ہو، یہی معنی ہیں لامقصود الاّ اللہ۔

اب ہم وہ حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ریا کو شرک فرمایا گیا ہے۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑی خوفناک چیز جس سے میں تم پر اندیشہ کرتا ہوں، شرکِ اصغر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ شرک اصغر کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا ریا۔ (روایت کیا اس کو احمد نے)

اور بھی بہت سی حدیثیں اس مطلب میں وارد ہیں۔ تفسیر مظہری میں سورۂ کہف کے ختم پر جمع کی گئی ہیں بوجہ اختصار یہاں نہیں لکھی گئیں اس معنیٰ کے نہ ہونے سے اخلاص جاتا رہتا ہے جس پر کسی قدر عقوبت کا استحقاق ہوتا ہے لیکن خلود فی النار نہ ہوگا۔

وحدۃ الوجود تیسرے معنیٰ توحید کے اصطلاح صوفیہ میں ایک اور ہیں لاموجود الاّ اللہ جس کو وحدت الوجود کہتے ہیں۔ اس معنیٰ کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنا ناز تکلف و لایعنی ہے۔ یہی غنیمت ہے کہ اس معنیٰ کی اس طرح تقریر کی جاوے کہ قرآن و حدیث سے خلاف نہ پڑے۔ آج کل اسی کی مشکل پڑ رہی ہے۔ چونکہ مسئلہ نازک ہے۔ اور مدار ثبوت اس کا محض ذوق اور کشف ہے اس لیے اولاً تو اس تعبیر کے لیے کافی عبارت ہی ملنا دشوار ہے اور جو کچھ قلیل و کثیر تعبیر ممکن ہے اس کے سمجھنے کے لیے علاوہ ذوق و مناسبت کشفی کے علوم عقلیہ و نقلیہ میں تبحر کی حاجت ہے۔ اس زمانے میں اکثر مدعیان وحدۃ الوجود کی حالت دیکھ کر سخت رنج ہوتا ہے کہ نہ ان کو علم نہ ذوق محض زبانی طامات و سطحیات فرما دینے سے کام نہ یہ پروا ہے کہ ان ملحدانہ کلمات سے جو بے سمجھے بوجھے زبان سے نکال رہے ہیں۔ ایمان جاتا رہے گا نہ اس کا کچھ خیال ہے کہ دوسرے عوام ہم کو محقق سمجھ کر مقلدانہ اس کا نہ صرف اعتقاد بلکہ دعویٰ کرنے لگیں گے۔ ان کا ٹوٹا پھوٹا جو ایمان تھا وہ بھی رخصت ہو جاوے گا۔ نماز روزہ الگ چھوڑ بیٹھیں گے کہ جب ہم خدا ہو گئے تو پھر

لہ کذا فی المظہری ۱۲

نماز اور روزہ کس کا۔ حاشا و کلا۔ وحدۃ الوجود کے ہرگز یہ معنی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک حالت ہے جس پر گزرتی ہے وہی جانتا ہے نہ اس کو قصداً منہ سے نکالنا چاہیئے نہ دوسرے کی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ اس حالت کے غلبہ میں یہ کیفیت ہو جاتی ہے ہے

بس کہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی[1] ہر کہ پیدا میشود از دور پندارم توئی

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

کبھی یہ حالت دائمی ہوتی ہے۔ کبھی زائل ہو جاتی ہے۔ انشاء اللہ بشرط خیر کسی موقع پر اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق کی جاوے گی۔ اس مقام پر صرف خیر خواہانہ یہ عرض کر کے بس کرتا ہوں کہ خُدا کے واسطے اپنی جان پر اور اُمتِ محمدیہ پر رحم فرمائیے اور اس مسئلہ پر میں غلو سے بچئے۔ بلکہ احتیاط یہ ہے کہ بعد کشف کے بھی اس کو قطعی نہ سمجھئے کیونکہ کشف میں خصوصاً کشف الٰہیات میں بعض اوقات لغزش ہو جاتی ہے جو اصل مقصود ہے۔ یعنی عبودیت اس میں لگے رہیئے اور ربانی جمع خرچ کو الگ پھینکیئے ؏ کار کن کار بگذر از گفتار

قدم باید اندر طریقت نہ دم[2] کہ اصلے ندارد دمِ بے قدم

اقسام شرک | تفہیم شرک کی دو قسمیں ہیں۔ شرک فی العقیدہ اور شرک فی العمل، شرک فی العقیدہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھا جائے۔ یہی شرک ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء ۴۸) بیشک اللہ نہ بخشیں گے اس کو کہ ان کے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخش دیں گے اس سے کم جس شخص کے لیے چاہیں گے۔

شرک فی العمل یہ ہے کہ جو معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چاہیئے وہ غیر اللہ کے ساتھ کیا جاوے۔ اس شرک میں اکثر عوام بالخصوص مستورات کثرت سے مبتلا ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھانا، کسی کی منت ماننا، کسی چیز کو طبعاً مؤثر سمجھنا، کسی کے روبرو سجدہ تعظیم کرنا، سوا بیت اللہ کسی اور چیز کا طواف کرنا، کسی قبر پر تقریباً کچھ چڑھانا، کسی سے یہ کہنا کہ اُوپر خُدا نیچے تم، اسی طرح کے ہزاروں افعال ہیں یہ اعمال سخت معصیت ہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے گھروں میں اس کا پورا انسداد کریں۔ قال اللہ تعالیٰ۔

---

[1] میری زخم خوردہ جان میں اور بیدار آنکھوں میں تو سمایا ہوا ہے حتیٰ کہ جو درد مجھے محسوس ہوتا ہے وہ بھی تجھ سے جانتا ہوں۔ [2] اللہ کی راہ میں ہمت چاہیئے نہ دعویٰ کیونکہ قدم اٹھائے بغیر زبانی دعویٰ بے سود ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا — اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھروں والوں کو دوزخ کی آگ سے

فرشتوں پر مرد یا عورت کا حکم لگانا چونکہ فرشتوں کا مرد یا عورت ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ اس لیے ان کے مرد ہونے کا اعتقاد رکھے نہ عورت ہونے کا اس کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالہ کرے یہی مطلب ہے اہل کلام کی اس عبارت کا۔

لا یوصفون بذکورۃ ولا انوثۃ فافہم

رسل وکتب کا عدد معیّن نہ کرنا چونکہ پیغمبروں کی تعداد کسی دلیل سے ثابت نہیں اس لیے اعتقاد میں کوئی عدد معیّن نہ کرے۔ شاید کمی بیشی ہو جائے۔ اسی طرح کتابوں کی تعداد معیّن نہ کرے۔

فائدہ:- آخرت کے دن پر ایمان لانے میں یہ سب کچھ داخل ہو گیا۔ یقین لانا ثواب وعذاب قبر پر ایمان لانا، حشر ونشر پر یقین لانا۔ پل صراط پر وحوض کوثر ومیزانِ اعمال اور تمام واقعات قیامت پر، ان ابواب میں بیشمار نصوص وارد ہیں۔

تحقیق تقدیر فائدہ متعلقہ تقدیر اس میں ہرگز کلام نہیں ہو سکتا کہ بندہ کو کسی قدر اختیار ضرور حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی بعض ناشائستہ حرکات پر طبعًا واضطرارًا سخت نادم ہوتا ہے کہ دل کو کسی طرح سکون نہیں ہوتا۔ رعشہ والے کو کسی نے نہ دیکھا ہو گا کہ حرکت ارتعاشی پر اس کو ندامت ہوئی ہو اور معذرت کرتا ہو۔ اس سے یقینًا معلوم ہوا کہ وجود اختیار کا تو بدیہی ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کی صفت اختیار مخلوق ہے اور ہر مخلوق کا سلسلہ خالق تک پہنچتا ہے تو ضرور اس کا اختیار کسی کے اختیار کے ماتحت ہوگا۔ یہ مرتبہ بے اختیاری کا نکلا۔ پس بندہ نہ پورا مجبور ہے نہ پورا مختار ہے یہی خلاصہ ہے مسئلہ تقدیر کا اور اس قدر سمجھ لینے میں نہ کوئی دقت ہے نہ کوئی اشکال اور اسی قدر سمجھنے کا ہم کو بھی حکم ہے۔ اس سے آگے نہ ہمارے سمجھنے کے لائق تھا نہ ہم کو اس کے سمجھنے کا حکم ہوا۔ بلکہ زیادہ تفتیش کرنے کی ممانعت ہوئی۔ کیونکہ اس کے لیے تبحّر علوم عقلیہ ونقلیہ وکشف کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس کے ہوتے ہوئے بھی حل ہونے میں تردّد سا معلوم ہوتا ہے۔ اور عوام کے بعض شبہات کا جواب جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں رسالہ جزاء الاعمال کے خاتمہ میں ذکر کیے گئے ہیں۔ ان کا دیکھ لینا ضروری ہے

فصل ۱:- شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جاویں وہ ایمان کی حلاوت پاتا ہے۔ اللہ اور رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں اور جس سے محبت کرے اللہ ہی کے واسطے کرے۔ اور کوئی وجہ نہ ہو۔ ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا کہ اللہ کے واسطے محبت اور بغض رکھنا ایمان سے ہے۔

اللہ اور رسول کے ساتھ سب سے زیادہ محبّت رکھنے کا واقع ہونا

شاید کسی کو تعجب ہو کہ اللہ ورسول کا سب سے زیادہ محبوب ہونا کیسے ممکن ہے اور اگر ممکن ہے تو شاید دنیا بھر میں دو ہی چار ایسے ہوں گے تو سارا جہان ایمان سے بے نصیب ہی ٹھہرا۔ اس کا جواب محققین نے مختلف طور پر دیا ہے مگر احقر کے نزدیک تو ادنیٰ درجہ کے مسلمان کو بفضلہ تعالیٰ یہ دولت[۱] حاصل ہے۔ امتحان اس کا یہ ہے کہ یہ جس کے ساتھ سب سے زائد محبت رکھتا ہے۔ مثلاً بیٹا، بیوی، اگر یہ لوگ اس شخص کے روبرو اللہ ورسول کی شان میں کوئی سخت گستاخی کریں تو ہرگز اس شخص کو تاب نہ رہے گی۔ جو کچھ اس کے امکان میں ہوگا انتقام لینے میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھے گا۔ اگر اللہ ورسول کے ساتھ اس درجہ کی محبّت نہیں تھی یہ جوش کہاں سے پیدا ہوا۔ اور اس محبوب کی محبّت کیسے مضمحل و مغلوب ہوگئی۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ ورسول کے ساتھ اس درجہ کی محبّت ہر مسلمان کو میسر ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

رہا یہ کہ نافرمانی کیوں ہو جاتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ محبّت تہہ دل کے اندر بیٹھی ہے۔ اس کا استحضار اور ابھار ہر وقت نہیں ہے۔ کوئی محرک آ پہنچتا ہے تو موئے سر سے ناخن پا تک اس کا نور پھیل جاتا ہے بعد زوال محرّک وہ پھر اندر کو اتر جاتی ہے۔

صرف اللہ کے واسطے محبّت کا واقع ہونا اللہ کے واسطے محبت کرنا یہ ہے کہ دنیا کی کوئی غرض نہ ہو اور اہل ذوق یوں کہتے ہیں کہ ثواب بھی غرض نہ ہو۔ اس میں بھی تعجب نہ کیجئے۔ روزمرّہ کے برتاؤ سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔ آپ اپنے استاد یا پیر کے ہاں کوئی بہت نفیس چیز تحفہ میں لے جائیے۔ اس وقت نہ آپ کو دنیا مطلوب ہے نہ ثواب کا خیال بلکہ محض ان بزرگوں کا دل خوش کرنا مقصود ہے۔ میرے نزدیک

[۱] خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ ۱۲

توحب فی اللہ باین معنیٰ کچھ عجیب نہیں بلکہ بکثرت واقع ہے

تعظیم و اتباع نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے میں یہ اُمور بھی داخل ہو گئے اعتقاد رکھنا آپ کی تعظیم کا، آپ پر درود شریف پڑھنا۔ آپ کے طریقہ کی پیروی کرنا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے :۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ

اے ایمان والو! مت بلند کرو آوازیں اپنی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر (الحجرات - ۲)

اس میں تعلیم تعظیم کی ہے۔ محققین نے فرمایا کہ یہی ادب حضورؐ کے کلام مقدس یعنی حدیث شریف کا ہے کہ اس کے درس کے وقت پست آواز سے بولنا چاہیئے۔

اور فرمایا۔

وَتُوَقِّرُوْهُ

توقیر کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

اور فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب - ۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو صلوٰۃ بھیجو ان پر اور سلام پڑھو سلام پڑھنا۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے :۔

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جو کچھ تم دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مال اور حکم) پس قبول کرو اس کو اور جس چیز سے روک دیں پس رُک جاؤ تم۔

اس میں آپ کی اتباع کا حکم ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہرگز کامل نہ کرے گا۔ کوئی شخص تم میں سے اپنے ایمان کو یہاں تک کہ اس کی نفسانی خواہش میرے حکم کے تابع ہو جاوے" (روایت کیا اس کو اصفہانی نے ترغیب و ترہیب میں)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لازم پکڑو تم اپنے اوپر میرے طریقہ کو اور خلفائے راشدین کے طریقہ کو پکڑ لو اس کو دانتوں سے اور بچو نئی بات سے کیونکہ ہر نئی بات بدعتؔ ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

لہ یعنی جس چیز کا ثبوت دلائل شرعیہ سے نہ ہو وہ بدعت ہے۔

(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

اخلاص فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ہیں کہ مسلمان کا دل ان کے قبول کرنے میں پس وپیش نہیں کرتا۔

(۱) عمل کا خالص کرنا (۲) حکام کی اطاعت کرنا (۳) جماعت سے لگا رہنا۔ (روایت کیا اس کو احمد نے)

اور اخلاص میں داخل ہو گیا۔ ترک کرنا ریا و نفاق کا۔

ابن ماجہ نے شداد بن اوس سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ کو جس چیز کا اپنی اُمّت پر بڑا اندیشہ ہے۔ وہ شریک ٹھہرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یاد رکھو میں یہ نہیں کہتا کہ وہ آفتاب کی پرستش کریں گے یا چاند کی یابت کی۔ لیکن وہ غیر اللہ کے واسطے کچھ عمل کیا کریں گے اور پوشیدہ خواہش نفسانی کے لیے اور اس آیت میں شرک کی تفسیر ریا کے ساتھ کی گئی ہے۔ (لا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔

ف:۔ ریا کا شرک ہونا فصلِ توحید میں کسی قدر بیان ہو چکا ہے وہاں دیکھ لینا چاہیئے اور نفاق کہتے ہیں۔ کفر دل میں رکھ کر اسلام کے ظاہر کرنے کو۔

اقسام نفاق نفاق کی دو قسمیں ہیں، ایک نفاق اعتقادی، تفسیر مذکور اسی نفاق کی تھی۔ اور اسی نفاق کے بارے میں یہ وعید آئی ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء ۱۴۵) بے شک منافق لوگ نیچے کے درجہ میں ہوں گے۔ جہنم کے۔

دوسری قسم، نفاق عمل یعنی اعتقاد تو درست ہے مسلمانوں کا سا مگر بعضے افعال ایسے صادر ہوتے ہیں جیسے منافقین کے ہوتے تھے جیسے حدیث میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خصلتیں ہیں جس شخص میں وہ چاروں ہوں وہ تو پورا منافق ہوگا۔ اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ جب تک کہ اس خصلت کو نہ چھوڑے گا۔

(۱) جب اس کے پاس کچھ امانت رکھوائی جائے خیانت کرے (۲) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۳) جب معاہدہ کرے بد عہدی کرے (۴) جب لڑے جھگڑے گالیاں بکنے لگے۔ (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے)

اس حدیث میں نفاق سے مراد یہی نفاق عمل ہے جیسے کسی شریف زادہ کو جو دناءت کے افعال اختیار کرلے چمار کہہ دیتے ہیں۔ یعنی چماروں کا سا کام کرنے والا۔

ریا کے خیال سے اعمال صالحہ کو ترک کرنا ریا کے آفات عظیم ہیں اس سے بچنے کا بہت ہی اہتمام چاہیئے۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان کے اغوا اور اعمال صالحہ کے ترک کرانے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اس عمل کو مت کرو یہ ریا ہو جائیگی اس صورت میں اس کا جواب دینا چاہیئے کہ ریا اس وقت ہو سکتی ہے جب ہمارا قصد یہی ہو کہ مخلوق کو دکھاویں اور وہ خوش ہوں اور ہم کو اس خیال سے حظ ہو اور جس حالت میں کہ ہم اس کو برا سمجھ رہے ہیں اور دفع کرنا چاہتے ہیں خواہ دفع ہو یا نہ ہو تو یہ ریا کدھر سے ہے جواب دے کر اعمال صالحہ میں مشغول ہو وساوس و خطرات کی کچھ پرواہ نہ کرے دو چار مرتبہ کسی قدر وسوسہ آوے گا پھر شیطان جھک مار کر خود دفع ہو جاوے گا۔

حضرت پیرو مرشد قبلہ و کعبہ عقیدت مندان مولانا الحاج الحافظ محمد امداد اللہ دامت برکاتہم کا ارشاد ہے کہ:۔

"ریا ہمیشہ ریا نہیں رہتی اوّل ریا ہوتی ہے پھر ریا سے عادت ہو جاتی ہے اور عادت سے عبادت اور اخلاص"۔

مقصد یہ ہے کہ جو ریا بلا قصد ہو اس کی پرواہ نہ کرے اور اس کی وجہ سے عمل کو ترک نہ کرے۔

توبہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ یعنی رجوع کرو اللہ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم فلاح پاؤ اور بہت حدیثیں اس باب میں وارد ہیں۔

طریق توبہ توبہ کی پوری حقیقت ایک بزرگ نے نہایت مختصر الفاظ میں بیان کی ہے۔ ھو تحرق الحشا علی الخطا۔ یعنی دل میں سوزش پیدا ہو جانا گناہ پر۔

حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ الندم توبۃ اس کا موید ہے۔ آداب توبہ کے بہت ہیں مگر مختصر یوں سمجھ لیجئے کہ جب کسی بڑے آدمی کا قصور ہو جاتا ہے تو کس طرح اس سے معذرت کرتے ہیں۔ ہاتھ جوڑتے ہیں۔ پاؤں پر ٹوپی ڈال دیتے ہیں۔ خوشامد

کے الفاظ کہتے ہیں رونے کا سامنہ بناتے ہیں طرح طرح کے عنوانات سے معذرت کرتے ہیں بھلا اللہ تعالیٰ کے روبرو جب معذرت کریں کم ازکم ایسی حالت تو ضرور ہونا چاہیئے ایسی توبہ حسب وعدہ خداوندی ضرور قبول ہوتی ہے۔

خوف اصفہانی نے ترغیب میں معاذؓ سے روایت کیا ہے کہ ایمان والے کا دل بے خوف نہیں ہوتا اور اس کے خوف کو کسی طرح سکون نہیں ہوتا۔

خوف پیدا کرنے کا طریقہ طریقہ خوف پیدا کرنے کا یہ ہے کہ ہر وقت یہ خیال رکھے کہ اللہ تعالیٰ میرے تمام اقوال واحوال ظاہری و باطنی پر ہر وقت مطلع ہیں اور مجھ سے باز پرس کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایہ ہے کہ بندہ کی فضیلت ایمان سے یہ ہے کہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہیں وہ جہاں کہیں بھی ہو۔ (روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان کے باب خوف میں اور طبرانی نے اوسط میں)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ　　بے شک نہیں ناامید ہوتے اللہ کی رحمت
اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف ۸۷)　　سے مگر وہ لوگ جو کافر ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ امید رکھنا جزء ایمان ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ عبادت سے ہے۔

(روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے)

اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھنے کا عُمدہ طریقہ

یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان اور امید رکھنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اس کی پوری اطاعت کی کوشش کرے یہ طبعی بات ہے کہ جس کی اطاعت کی جاتی ہے اس سے سب طرح کی امیدیں رہتی ہیں اور نافرمانی سے ضرور دل کو وحشت اور ناامیدی سی ہو جاتی ہے اور توبہ کرتے کے وقت امید رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی وسعتِ رحمت پر نظر کر کے یقین کرے کہ میرا عذر ضرور قبول ہو جائے گا۔ مقصود شارع علیہ السلام کا امر رجا سے بھی دو امر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک اصلاح عمل دوسرے توبہ۔

آج کل اکثر لوگ گناہ میں انہماک اور توبہ میں تاخیر کرنے کے وقت بہانہ حسن ظن وامید نیک کا لایا کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے مقصود شارع علیہ السلام بالکل منعکس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرما دیں بلکہ رحمت الٰہیہ کی وسعت دریافت کر کے تو زیادہ شرمانا چاہئے کہ اللہ اکبر ؎

تصدق اپنے خدا کے جاؤں
یہ پیار آتا ہے مجھ کو انشا
ادھر سے ایسے گناہ پیہم
ادھر سے وہ دم بدم عنایت

جب یہ شرم غالب ہوگی ہرگز نافرمانی نہیں ہو سکتی۔

حیاء فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا ایک شاخ ہے ایمان کی (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)

خدا سے شرمانے کا طریقہ حیا عجب چیز ہے۔ اگر مخلوق سے حیا ہوگی ایسی حرکت کوئی نہ ہوگی جس کو مخلوق پسند نہ کرتی ہو اور اگر خالق سے حیا ہوگی تو ان افعال سے بچے گا جو خالق کے نزدیک ناپسند ہیں۔ مخلوق سے تو حیاء کرنا ایک طبعی امر ہے۔ البتہ خالق سے حیاء کرنے کا طریقہ معلوم کرنا ضرور ہے سو طریقہ اس کا یہ ہے کہ کوئی وقت تنہائی کا مقرر کر کے بیٹھ کر اپنی نافرمانیاں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کیا کرے۔ چند روز میں کیفیت حیاء کی قلب میں خود بخود پیدا ہو جائے گی، اور ایک شعبۂ عظیم ہاتھ آجاوے گا۔

شکر شکر کی دو قسمیں ہیں۔ شکر کرنا خالق کا جو منعم حقیقی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (البقرۃ۔ ۱۵۲) تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔

دوسری قسم شکر کرنا مخلوق کا جو واسطۂ نعمت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جس نے آدمیوں کی ناشکری کی اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔

اور ابوداؤد نے حدیث روایت کی ہے کہ جس شخص کو کوئی چیز ملی اگر اس کو میسر ہو تب تو اس کے عوض دے اور اگر اس کو میسر نہ ہو تو دینے والے کی ثناء اور صفت ہی کر دے۔ پس

جس نے ثناء وصفت کردی اس نے شکرادا کیا اور جس نے اس کو پوشیدہ رکھا اس نے ناشکری کی۔

شکر کی حقیقت نعمت کی قدر دانی کرنا | شکر کی حقیقت نعمت کی قدر دانی کرنا

جب نعمت کی قدر ہوگی تو منعم کی بھی ضرور قدر ہوگی اور جس کے ذریعہ سے وہ نعمت پہنچی ہے اس کی بھی قدر ہوگی۔ اس طرح سے خالق اور مخلوق دونوں کا شکرادا ہو جائے گا۔

اب سمجھو کہ دل میں جس قدر ہوتی ہے اس کی تعظیم و محبت بھی کرتا ہے۔ اس کی بات ماننے کو بھی بالاضطرار دل چاہتا ہے سو کمال شکر خالق کا یہی ہوگا کہ دل میں ان کی تعظیم ہو اور زبان پر ثناء وصفت جوارح سے احکام کی حتی الامکان پوری تعمیل یہی راز ہے۔ مفہوم شکر کے عام ہونے میں کہ قلب ولسان اور جوارح تینوں اس کے محل مورد ہیں۔

دوسری بات ضروری سمجھنے کے قابل یہ ہے کہ جب واسطۂ نعمت کی شکرگزاری بھی ضروری ٹھہری یہاں سے استاد و پیر وغیرہ کا حق بھی نکل آیا کہ یہ لوگ نعمت حقیقی علم دین و عرفان ولیقین کے واسطے ہیں۔ سو جتنی بڑی نعمت ہوگی اتنا ہی واسطہ نعمت کا بھی حق ہوگا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ استاد و پیر کا حق کتنا بڑا ہے۔ افسوس اس زمانے میں یہ دونوں علاقے ایسے کمزور ہو گئے ہیں کہ کوئی ان کی وقعت ہی نہیں رہی۔

اب ہم بہت اختصار کے ساتھ دونوں کے حقوق جدا جدا لکھ دیتے ہیں۔ آگے توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔

حقوق استاد (۱) اس کے پاس مسواک کر کے صاف کپڑے پہن کر جاوے (۲) ادب کے ساتھ پیش آوے۔ (۳) نگاہ حرمت و تعظیم سے اس پر نظر کرے (۴) جو بتلاوے اس کو خوب توجہ سے سنے (۵) اس کو خوب یاد رکھے (۶) جو بات سمجھ میں نہ آوے اپنا قصور سمجھے، (۷) اس کے روبرو کسی اور کا قول مخالف ذکر نہ کرے (۸) اگر کوئی استاد کو برا کہے حتی الوسع اس کا دفعیہ کرے۔ ورنہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہو۔ (۹) جب حلقہ کے قریب پہنچے سب حاضرین کو سلام کرے پھر استاد کو بالخصوص سلام کرے۔ لیکن اگر وہ تقریر وغیرہ میں مشغول ہو تو اس وقت سلام نہ کرے (۱۰) استاد کے روبرو نہ ہلے نہ بہت باتیں کرے۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے نہ کسی اور کی طرف متوجہ ہو (۱۱) استاد کی بدخلقی کا سہار کرے۔ (۱۲) اس کی تندخوئی سے اس کے پاس جانا نہ چھوڑے نہ اس کے کمال سے بداعتقاد ہو بلکہ اس کے اقوال اور افعال کی تاویل کرے (۱۳) جب استاد کام میں لگا ہو یا ملول و مغموم ہو یا بھوکا

پیاسا ہو یا اونگھ رہا ہو یا اور کوئی عذر ہو جس سے تعلیم شاق ہو یا حضورِ قلب سے نہ ہو لیسے وقت نہ پڑھے۔(۱۴) حالت بعد و غیبت میں بھی اس کے حقوق کا خیال رکھے۔(۱۵) گاہ گاہ تحفہ تحائف خط وکتابت سے اس کا دل خوش کرتا رہے اور بہت سے ہیں مگر ذہین آدمی کے لئے اسی قدر لکھنا کافی ہے وہ اسی سے باقی حقوق کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

حقوق پیر جس قدر حقوق استاد کے لکھے گئے ہیں یہ سب پیر کے بھی حقوق ہیں اور کچھ زائد حقوق ہیں وہ لکھے گئے ہیں۔ (۱) یہ اعتقاد کرلے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کرلے گا تو مرشد کے فیض وبرکات سے محروم رہے گا۔ (۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان ومال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔ (۳) مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال اور مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کو کرنا زہر قاتل ہے۔ (۴) جو درد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اسی کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔(۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے۔ (۶) حتی الامکان ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے (۷) اس کے مصلّی پر پیر نہ رکھے۔(۸) اس کی طہارت اور وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔(۹) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاوے۔(۱۰) اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔(۱۱) اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔(۱۲) جس جگہ مرشد بیٹھا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔ (۱۳) اور اس کی طرف تھوکے بھی نہیں۔(۱۴) جو کچھ مرشد کہے یا کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے یا کہتا ہے الہام سے کرتا اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔ (۱۵) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔ (۱۶) اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا۔(۱۷) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آوے تو اسے بھی عرض

کردے (۱۸) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔(۱۹) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور باآواز بلند اس سے بات نہ کرے اور بقدرِ ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔ (۲۰) اور مرشد کے کلام کو ردّ نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔(۲۲) جو کچھ اس کا حال ہو بھلا ہو یا بُرا اسی مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا۔ مرشد کے کشف پر اعتماد کرکے سکوت نہ کرے۔(۲۳) اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو۔ اگر کچھ پڑھنا ضرور ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔(۲۴) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے۔ اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے۔ تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے (کذا فی ارشاد رحمانی) قال العارف الرومیؒ

چوں گزیدی پیر من تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو[1]
صبر کن در کار خضر اے بے نفاق تا نگوید خضر رو ہذا فراق

قال العطارؒ

گر ہوائے ایں سفر داری دلا دامن رہبر بگیر دپس بیا
در ارادت باش صادق اے فرید تا بیابی گنج عرفاں را کلید
دامن رہبر بگیر اے راہ جو ہر چہ داری کن نثار راہ او
گر روی صد سال در راہ طلب رہبرے نبود چہ حاصل زاں تعب
بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق عمر بگذشت و نشد آگاہِ عشق
پیر خود را حاکم مطلق شناس تا براہ فقر گردی حق شناس
ہر چہ فرماید مطیع امر باش طوطیائے دیدہ کن از خاک پاش
آنچہ می گوید سخن تو گوش باش تا نگوید او بگو خاموش باش

تنبیہ:۔ مگر یہ سب آداب مذکورہ شیخ کامل کے ہیں اس کے چند علامات بتلائے

---

[1] جب تو نے کسی بزرگ کو چن لیا تو اس کے سپرد ہو جا۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت خضر علیہ السلام کے تحت ہو جا۔ اے نفاق سے دور رہنے والے خضر علیہ السلام کے کام پر صبر کرنا کہ خضر یہ نہ کہے چلو جدائی ہے۔

جاتے ہیں جس سے طالب دھوکہ سے بچا رہے۔ (۱) خواص یعنی علماء و فقراء کے نزدیک اس کی قبولیت زیادہ ہو بہ نسبت عوام کے۔ (۲) اس کی صحبت میں یہ اثر ہو کہ توجہ الی اللہ میں زیادتی اور خیالاتِ دنیوی میں کمی معلوم ہوتی ہے۔ (۳) اس کا کلام بزرگانِ پیشین کے کلام کے مشابہ ہو۔ (۴) کسی کامل کی جانب سے اجازت یافتہ ہو۔ (۵) متقی ہو یعنی دلائل شرعیہ صحیحہ صریحہ کے خلاف کسی فعل پر اصرار نہ ہو اور احیاناً لغزش ہو جانا منافی کمال نہیں اور اگر بظاہر کوئی قول یا فعل مخالف شرع سرزد ہوتا ہو اس کی توجیہہ و تاویل موافق قواعد شرعیہ کے ممکن ہو۔

اگر ان اوصاف کا جامع کوئی شخص مل جائے تو اس کو غنیمت سمجھے اور دل سے اس کا غلام بن جاوے ورنہ اس سے علیحدگی اختیار کرے خصوصاً قرآن و حدیث کے خلاف کرنیوالے سے ہرگز مجالست و مخالطت نہ کرے کہ صحبت اس کی برہم کن دین و ایمان ہے۔ قال العارف الرومی رح

ے اے بسا ابلیس آدم روئے ہست[1] پس بہر دستے نباید داد دست
کار شیطاں می کند نامش ولی گر ولی این ست لعنت بر ولی

قال العارف الشیرازی رح

نخست موعظت پیر ایں طریق ایں است[2] کہ از مصاحب نا جنس احتراز کنید

ف اسی طرح شکر میں داخل ہے تمام اہلِ حقوق کے حقوق ادا کرنا، باپ، ماں، اولاد چچا، ماموں، میاں، بی بی، پڑوسی، عام مسلمان عام بنی آدم، بہائم۔ اس مضمون پر کتاب حقیقۃ الاسلام تصنیف قاضی ثناء اللہ صاحب کافی وافی ہے۔

وفا فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ — اے ایمان والو! پورا کرو، عہدوں کو۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ — پورا کرو اللہ کا عہد جب تم عہد کرو

اور فرمایا

---

[1] بہت سے شیطانوں کا چہرہ آدمی جیسا ہے پس ہاتھ ہر ہاتھ میں نہ دینا چاہئے شیطان جیسا کام کرتا ہے اور اس کا نام ولی ہے، اگر یہ ولایت تو ایسے ولی پر لعنت ہے [2] پہلی نصیحت اس راہ کے بزرگ کی یہ ہے کہ ناجنس شخص سے دور رہو۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ط — پورا کرو عہد کو بے شک عہد پوچھا جائے گا۔

یعنی قیامت میں سوال ہوگا کہ پورا کیا جائے یا نہیں اور اوپر حدیث میں گزر چکا ہے کہ عہد پورا نہ کرنا علامت نفاق کی ہے۔

تاسف، افسوس ہمارے زمانے میں عہد پورا کرنے کا بہت ہی کم لوگوں کو خیال ہے وعدہ کر کے دوسرے کو امید دلا کر آخر میں ناامید کر دیتے ہیں اس کا بہت خیال چاہئے خوب سوچ سمجھ کر وعدہ کرنا چاہئے پھر جس طرح ممکن ہو ایفاء کرنا چاہیئے البتہ خلاف شرع ہو تو پورا کرنا درست نہیں۔

صبر حدیث میں ہے کہ صبر نصف ایمان ہے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے ابن مسعودؓ سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ — بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔

تواضع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے تواضع کی اللہ کے واسطے بلند مرتبہ فرمایا اس کو اللہ تعالیٰ نے پس وہ شخص اپنے دل میں چھوٹا ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا ہے اور جو شخص تکبّر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بے قدر کر دیتے ہیں پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں چھوٹا ہے اور اپنے دل میں بڑا۔ یہاں تک کہ وہ شخص لوگوں کے نزدیک کتے سور سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہو جاتا ہے (روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ نہیں داخل ہوگا دوزخ میں کوئی ایسا شخص جس میں رائی برابر بھی ایمان ہو۔ اور نہیں داخل ہوگا جنت میں کوئی ایسا شخص جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبّر ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبّر ہو۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ آدمی کا جی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا۔ (یعنی کیا یہ سب کچھ تکبّر ہے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود جمیل ہیں جمال کو پسند کرتے ہیں تکبّر تو یہ ہے کہ حق کا رد کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

(یعنی خوش طبعی تکبّر نہیں ہے)

ف :۔ اور تواضع میں اپنے سے بڑے کی توقیر کرنا بھی داخل ہے۔ احمدؒ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں داخل نہیں جو شخص ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے۔

رحمت وشفقت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے۔ نہیں دور کی جاتی مہربانی کی صفت کسی کے دل سے مگر شقی سے روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے۔

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرنے والوں پر رحمان رحم فرماتے ہیں تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔
(روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

اور نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی ہمدردی اور محبت اور عطوفت میں اس طرح پاؤ جیسے بدن میں عضو اگر دکھتا ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے

رضا بالقضاء فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کی سعادت میں سے ہے خیر مانگنا اللہ تعالیٰ سے اور راضی ہونا اس پر جو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا۔ اور آدمی کی شقاوت میں سے ہے ترک کرنا خیر مانگنے کو اور ناخوش ہونا اللہ کے حکم پر روایت کیا اسکو ترمذی نے۔

ف :۔ رضا بالقضاء کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ دل میں بھی رنج نہ آنے پاوے رنج تو امر طبعی ہے۔ یہ کس طرح اختیار میں ہو سکتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دل اس کو پسند کرے جیسے دنبل والا خوشی سے جراح کو نشتر مارنے کی اجازت دیتا ہے مگر دکھ ضرور ہوتا ہے ہاں بوجہ غلبہ حال کے بعض اوقات الم محسوس نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات سرور وفرح ہوتا ہے یہ حالت اکثر متوسطین اہلِ سلوک کو پیش آتی ہے اور اہلِ کمال وتمکین کو رنج وغم سب کچھ ہوتا ہے۔ پھر بھی نہ کوئی کلمۂ شکایت کا منہ سے نکالتے ہیں نہ کوئی فعل خلافِ مرضی حاکمِ حقیقی کے کرتے ہیں یہ زیادہ کمال کی بات ہے باوجود رنج کے اپنے کو ضبط کرتے ہیں اور جب رنج ہی نہ ہو ضبط کرنا کیا مشکل ہے اور صبر کا تو بدون رنج کے وجود ہی محال ہے حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے مقام صبر ورضا میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں جو کچھ ان کا حال ہو گیا تھا۔ سب جانتے ہیں جب

ان کے بیٹوں نے سمجھایا تو آپ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔ (یوسف۔ ۸۶)
میں تو صرف اپنی پریشانی اور رنج کا اللہ ہی سے گلہ کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں کہ تم نہیں جانتے۔

ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیمؑ نے جب وفات پائی تو حضورؐ رونے لگے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے تعجباً عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ بھی روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے پھر آپ دوبارہ روئے اور فرمایا بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور زبان سے ہم وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا مالک راضی ہو اور بے شک ہم تمہاری جدائی میں اے ابراہیم مغموم ہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صبر تو جب ہی ہے جب تازہ صدمہ پڑے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ان حدیثوں کے سننے کے بعد ہمارا دعویٰ مذکور میں اب کچھ شک باقی نہ رہا ہوگا۔

توکّل

فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ
اللہ تعالیٰ ہی پر چاہیئے کہ توکّل کریں ایمان والے۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوں گے بہشت میں میری اُمّت سے ستر ہزار آدمی بدون حساب کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

مراد یہ ہے کہ جو جھاڑ پھونک ممنوع[1] ہے وہ نہیں کرتے اور بعض نے کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ جھاڑ پھونک بالکل نہ کرے اور بدشگونی یہ کہ مثلاً چھینکنے کو یا کسی جانور کے سامنے نکل جانے کو منحوس سمجھ کر وسوسہ میں مبتلا ہو جاویں۔ موثر حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہیں

---

[1] بالخصوص جھوٹا فال گنڈا یا ٹوٹکہ جادو مسمریزم ۱۲

اس قدر وسواس نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ نیک فال لینا اگرچہ وہاں بھی حقیقتاً کوئی تاثیر نہیں مگر چونکہ اس میں رحمتِ خداوندی سے امید ہو جاتی ہے مستحسن ہے بخلاف بد فالی کے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی ہوتی ہے۔

حقیقت توکّل ورفع غلطی آج کل توکّل کے معنیٰ یہ مشہور ہیں کہ تمام اسباب چھوڑ کر بیٹھ جاوے یہ معنیٰ بالکل غلط ہیں تمام قرآن وحدیث اثبات تدبیر واسباب سے پُر ہے بلکہ توکل بایں معنیٰ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا اچھا اگر بلا تدبیر کچھ کھانے پینے کو مل بھی گیا تو کیا کھانے میں لقمہ بھی منہ میں نہ رکھوگے اس کو چباؤ گے بھی نہیں۔ اس کو نگلوگے بھی نہیں پھر یہ سب بھی تو اسباب وتدابیر ہیں غذا پہنچنے کے پھر توکل کہاں رہا۔ اس سے تو لازم آتا ہے کہ آج تک کوئی نبی ولی متوکل ہوا ہی نہیں پھر اس کا کون قائل ہو سکتا ہے بلکہ توکل کی حقیقت وہ ہے جو توکیل کی ہے یعنی مقدمہ میں کسی کو وکیل بناتے ہیں۔ تو کیا صاحب مقدمہ پیروی چھوڑ دیتا ہے مگر باوجود اس کے مقدمہ کی کامیابی کا نتیجہ وکیل کی لیاقت وحسنِ تقریر وسعی کا سمجھتا ہے اس کو اپنے اپنے تدبیر کی طرف نسبت نہیں کرتا۔ بالکل یہی حال توکل کا سمجھنا چاہیئے کہ اسباب و تدابیر بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہوں سب کچھ کرے مگر ان کو مؤثر نہ سمجھے یہ اعتقاد رکھے کہ کام جب بنے گا اللہ تعالیٰ کے حکم وفضل سے بنے گا اور واقع میں اگر دیکھا جاوے تو تدبیر کا مؤثر ہونا محض خدا ہی کے فضل سے ہے بندہ کو اس میں ذرہ برابر بھی تو دخل نہیں مثلاً زمین میں بیج ڈال دیا یہ تو اس کی تدبیر تھی اب وقت پر بارش ہونا، اس کا زمین سے ابھرنا، پکنا، آفاتِ سماوی سے محفوظ رہنا یہ اس کے اختیار میں کب ہے اس لئے واجب ہے کہ کامیابی کو ثمرہ فضلِ خداوندی کا سمجھے۔ بس یہ توکل ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ اکثر مسلمان اس نعمت توکل سے مشرف ہیں البتہ بعض بعض کو کسی قدر خیالات کے اصلاح کی ضرورت ہے اور جو کچھ مقدمہ رزق وغیرہ میں طبیعت کو تشویش پیش آتی ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ لوگوں کو صفتِ توکل حاصل نہیں یا وعدہ الٰہیہ پر اعتماد نہیں بلکہ وجہ اس تشویش کی صرف یہ ہے کہ کامیابی کے طریق واوقات معیّن نہیں۔ ابہام کو تردد لازم ہے اور بعض متوکلین کو بلا اسباب کچھ مل گیا ہے وہ کرامت کے قبیل سے ہے جو توکل کے آثار غیر لازمہ میں سے ہے۔ حقیقتِ توکل میں داخل نہیں خوب سمجھ لو۔

ترک کرنا عُجب کا طبرانی نے حدیث نقل کی ہے کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک حرص جس کی اطاعت کرنے لگے اور خواہش نفسانی جس کی پیروی کی جاوے اور خود بینی اور خود پسندی اور یہ بھی خود پسندی میں داخل ہے کہ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرے اپنی بزرگی و کمالات بیان کرے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ، (الآیۃ)

فرق درمیان ریا و تکبّر و عجب اور تکبّر کی برائی فصل تواضع میں بیان کی گئی ہے جاننا چاہئے کہ یہ تین چیزیں ہیں تکبّر، عجب، ریا۔ سرسری نظر سے ان میں فرق معلوم نہیں ہوتا مگر یہ سب جدا جدا ہیں۔ خلاصہ فرق کا یہ ہے کہ ریا تو ہمیشہ عبادات و امور دینی ہی میں متحقق ہوتی ہے۔ بخلاف عجب و تکبر کے کہ امور دینیہ و دینویہ دونوں میں ہوتا ہے پھر تکبّر میں تو آدمی دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے بخلاف عجُب کے کہ وہ اپنے کو اچھا سمجھتا ہے گو دوسرے کو حقیر نہ سمجھے۔

رفع اشکال متعلق عجُب اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کوئی صفتِ کمال عطا فرماوے تو اس کو صفت کمال نہ جاننا تو ایک قسم کی ناشکری ہے اور صفت کمال جاننا مُوجب عجب ہے تو اب کیا کرے؟

حل اشکال کا یہ ہے کہ اس کو صفتِ کمال ضرور سمجھے مگر اپنے کو اس کا مستحق اور موصوف حقیقی نہ جانے اور اس پر افتخار نہ کرے بلکہ محض صفت کو نعمت غیبی اور عطیہ خداوندی اور پرتو کمالِ الٰہی سمجھ کر شکر بجالاوے اور سمجھے کہ یہ میرے پاس بطور امانت کے ہے اور جب چاہیں مجھ سے سلب کرلیں، یہ عطیہ میرے پاس اس طرح ہے جیسے کوئی کریم منعم بادشاہ ادنیٰ چمار کے پاس ایک گوہر بے بہا امانت رکھ دے اور جب چاہے لے لے اور خواہ اپنے کرم سے عمر بھر بھی نہ لے بلکہ اسی کو انتفاع کی اجازت بخش کر اس کے ہم چشموں میں سرفراز کرتا رہے اس پر بھی وہ اتراتا نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ کچھ لرزاں ترساں رہتا ہے کہ کہیں اس دُر بے بہا کی بیقدری نہ ہو جاوے۔ کہیں ضائع نہ ہو جاوے کہیں بے آب نہ ہو جاوے۔ جو شخص اپنے کمالات کو اس طرح سمجھے گا کہ وہ شاکرین میں ہے نہ خود پسندوں میں۔

ترک کرنا چغل خوری اور کینہ کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ چغلخوری اور کینہ دوزخ میں لے جانے والی چیز ہے۔ مسلمان کے قلب میں دونوں جمع نہیں ہو سکتیں روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

ترک کرنا حسد کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسد کھالیتا ہے نیکیوں کو جس طرح کھالیتی ہے آگ لکڑیوں کو۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔

ترک کرنا غصے کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ، یعنی ایسے لوگ جو روکنے والے ہیں غصہ کو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ وصیت فرمایئے آپؐ نے فرمایا غصہ مت کیا کرو۔ اس نے کئی مرتبہ یہی بات کہی آپؐ ہر بار یہی فرماتے رہے کہ غصہ مت کیا کرو۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

اور غصہ روکنا گو اس وقت شاق معلوم ہوتا ہے مگر ہمیشہ کا انجام نیک ہوتا ہے کہ دشمن بھی دوست بن جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۔ (الآیۃ)

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے کہ پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو کشتی میں گرادے بلکہ بڑا پہلوان وہ ہے کہ جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔ روایت کیا اس کو مسلم و بخاری نے۔ گویا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث کا ترجمہ فرمایا ہے ؎

لہ نہ مرد است آں نہ نزدیک خردمند ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کہ با پیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آنکس است از روئے تحقیق ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے جو شخص روکے اپنے غصہ کو روک لیں گے اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب قیامت کے دن۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اسی قسم کا مضمون ارشاد فرمایا ہے ؎

گفت عیسےٰ را یکے ہشیار سر ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ چیست در ہستی ز جملہ صعب تر

لہ عقلمندوں کے ہاں وہ شخص مرد نہیں کہ غصے والے ہاتھی سے مقابلہ کرے۔ لیکن حقیقت میں مرد وہ ہے کہ غصہ کے وقت بری بات نہ کہے۔ ٢ے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک دفعہ ایک ذہین نے کہا کہ دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز کیا ہے انہوں نے فرمایا اے پیارے سب سے زیادہ تکلیف دہ حق تعالیٰ کا غصہ ہے جس سے دوزخ بھی ہماری طرح کانپنے لگتی ہے کہنے لگا خدا کے غصہ سے بچاؤ کی کیا صورت ہے فرمایا، صورت یہ ہے کہ غصہ سے باز رہو۔

گفت اے جان صعب تر خشم خدا   کہ ازو دوزخ ہمی لرزد چو ما،
گفت از خشم خدا چہ بود امان   گفت ترک خشم خویش اندر زمان

• **غصہ کا علاج** غصہ منجملہ مہلکات عظیمہ ہے۔ بلکہ نظر تحقیق میں کینہ وحسد بھی اسی غصہ کے آثار میں سے ہیں۔ کیونکہ جب کسی پر پورے طور سے غصہ چلتا نہیں تو اندر ہی اندر گھٹ کر کینہ وحسد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج اول ہی سے کرنا ضروری ہے۔

حدیث شریف میں اس کا علاج اس طرح آیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غصہ شیطان کی جانب سے ہے اور شیطان پیدا ہوا ہے آگ سے اور آگ بجھ جاتی ہے پانی سے۔ سو جب تم میں سے کسی کو غصہ آیا کرے تو وہ وضو کر لیا کرے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

اور دوسرا اور علاج آیا ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں کسی غصہ آیا کرے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جاوے اگر غصہ جاتا رہے تو خیر ورنہ لیٹ جاوے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے۔

اور اشارات حدیث سے سمجھ کر بعض معالجات بزرگوں نے بھی فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یقین کرے کہ جس بات پر مجھ کو کچھ غصہ آیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ سو غصہ کس پر کیا جائے۔ دوسرے یہ یاد کرے کہ جیسے میں کسی پر غصہ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی تو مجھ پر بڑی قدرت ہے اگر وہ بھی مجھ پر اسی طرح غصہ کرے تو میں کس کی پناہ میں جاؤں گا۔
تیسرے یہ کہ وہاں سے ٹل جاوے۔ ہرگز توقف نہ کرے اور اگر غصہ کے ضبط سے حقد و حسد پیدا ہو گیا ہو تو اس کا علاج یہ ہے بہ تکلف اس شخص سے ملاقات کر کے اس کے ساتھ طرح طرح کی خدمت واحسان سے پیش آوے یہاں تک کہ اس شخص کے ساتھ محبت ہو جائے اور اس کا احسان ماننے لگے طبعی بات ہے کہ اپنے احسان ماننے والے اور اپنے ساتھ محبت کرنے سے حقد و حسد باقی نہیں رہا کرتا۔

ترک کرنا بدخواہی کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے بدخواہی کی وہ مجھ سے علیحدہ ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین خیر خواہی و خلوص کا نام ہے۔

اگر بدخواہی میں بدگمانی بھی آگئی وہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا   اے ایمان والو! بچا کرو بہت گمان سے

کثیراً مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ بیشک بعض گمان گناہ ہوتا ہے۔
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان سے اپنے کو بچاؤ پس بیشک گمان کرنا سب سے بڑھ کر جھوٹ ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے

بدگمانی کی برائی اور چغلخوری کے ساتھ برتاؤ آج کل منجملہ اسباب نا اتفاقی و پریشانی کے ایک سبب قوی بدگمانی ہے کہ قرائن ضعیفہ محتملہ یا اخبار کاذبہ کی بنیاد پر دوسرے مسلمان بھائی پر بدگمانی کر بیٹھتے ہیں۔ اس کے بعد معمولی قرائن کی تائید و تقویت کرتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ بدگمانی درجۂ یقین تک پہنچ جاتی ہے۔ اس سے یہ آفتیں پیدا ہوتی ہیں۔ حقیر سمجھنا دوسرے کو، اس سے بغض و عداوت کرنا، اس کے افعالِ حسنہ کو محمول کرنا کسی نفسانی غرض پر اس کی غیبت کرنا، اس کے نقصان و ذلت پر خوش ہونا اور طرح طرح کی خرابیاں اس پر مرتب ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ قوی قرائن کے ہوتے بھی حتی الامکان بدگمانی نہ کرے بلکہ کچھ تاویل کر کے اس کو اپنے دل سے رفع کرے۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو بچشم خود چوری کرتے ہوئے دیکھ کر ٹو کا اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں چوری نہیں کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"میرے خدا کا نام سچا ہے میری آنکھ جھوٹی ہے"

البتہ اگر رفع کرنے پر بھی دل سے رفع نہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں۔ مگر اس کا ذکر کرنا اس کے مقتضاء کے موافق برتاؤ کرنا یہ ضرور گناہ ہے۔ خصوصًا چغلخوری کی وجہ سے بدگمان ہوجانا سیدھا علاج چغلخور کا یہ ہے کہ اول تو منع کر دے کہ ہم سے کسی کی بات مت کہا کرو۔ اور جو وہ نہ ملنے تو چغلخوری کے ساتھ چغل خور کا ہاتھ پکڑ کر اس شخص سے مواجہ کرا دے جس شخص کی چغلی کھائی ہے۔ غالبًا یا تو یہ چغل خور جھوٹا نکلے گا اور پھر کبھی چغلی نہ کھاوے گا۔ اور اگر سچا نکلا تو وہ شخص شرمندہ ہوکر معذرت کرے گا۔ اور اس طریق سے باہم صلح و صفائی ہوجائے گی۔ اور جن دو شخصوں میں درمنہ صفائی کی باتیں ہوجاتی ہیں پھر چغلی کھانے کی ہمت ذرا کسی کو کم ہوتی ہے۔

ترکِ دنیا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک بکری کے مرے ہوئے بچہ پر ہوا جس کے کان کٹے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو یہ بات پسند ہے کہ یہ بچہ اس کو ایک درہم میں مل جاوے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم تو اس کو کسی ادنیٰ چیز کے

عوض بھی پسند نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے۔ جیسا یہ تمہارے نزدیک۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور عمرو بن عوف سے بھی روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی میں تم پر فقر و فاقہ سے اندیشہ نہیں کرتا لیکن یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر دنیا فراخ ہو جائے جیسا پہلے لوگوں پر ہوئی تھی پھر تم اس کی رغبت کرنے لگو جیسے ان پہلوں نے رغبت کی تھی اور وہ دنیا تم کو برباد کر دے جیسا ان لوگوں کو اس نے برباد کر دیا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ اور عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک فلاح پائی اس شخص نے جو مسلمان ہوا اور گزارے کا اس کو رزق دیا گیا اور جو کچھ اس کو اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر قناعت بھی کی۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرزندِ آدم میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا بھر دوں گا تیرے سینہ کو غنا سے اور بند کر دوں گا تیری محتاجی کو اور اگر تو ایسا نہ کرے گا بھر دوں گا تیرے ہاتھ کو شغل سے اور نہ بند کروں گا تیری محتاجی کو۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابنِ ماجہ نے۔

اور سہیل بن اسعدؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پَر برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور ابنِ ماجہ نے

ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے دوست رکھا دنیا کو، گزند پہنچایا اس نے اپنی آخرت کو اور جس شخص نے دوست رکھا آخرت کو ضرر پہنچایا اپنی دنیا کو۔ پس فنا ہونے والی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دو۔ روایت کیا اس کو احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

کعب بن مالک سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے گلّے میں چھوڑ دیئے جاویں وہ بھی اتنا تباہ نہ کریں گے جس قدر آدمی کے دین کو مال اور جاہ کی حرص تباہ کر ڈالتی ہے (ترمذی، دارمی)

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو کر اٹھے تو آپؐ کے بدن مبارک پر اس کا نشان بن گیا تھا ابنِ مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہم

کو اجازت دیں تو کچھ فرش بچھادیا کریں۔ اور بھی اہتمام کردیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ دنیا سے کیا علاقہ! میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کھڑا ہوگیا۔ پھر اس کو چھوڑ کر آگے چل دیا۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے۔

ابی امامہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پروردگار نے مجھ پر یہ بات پیش کی کہ مکۂ معظمہ کی زمین کو سونے کی بنادوں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے پروردگار بس ایک روز پیٹ بھر لیا کروں۔ ایک روز بھوکا پڑا رہوں۔ جب بھوکا ہوؤں تو آپ سے تضرع کروں۔ اور آپ کو یاد کروں اور جب پیٹ بھرے تو آپ کی تعریف کروں اور شکر کروں۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔

اور ان کے علاوہ اس کثرت سے دنیا کی مذمت اور حرص وحبِّ مال وجاہ کی برائی میں اور زہد وقناعت وطلبِ آخرت وگمنامی کی فضیلت میں احادیث صحیحہ صریحہ موجود ہیں جن کا احاطہ محال ہے۔

اصلاح خیالات ترقی خواہان دنیا وتحقیق ترقی محمود وترقی مذموم

ہمارے زمانے میں ترقی کا بڑا شور وغل ہے جب اس کی حقیقت کی تفتیش کی گئی بجز طول امل وحرص مال وجاہ اس ترقی کا حاصل نکلا۔ سو ایمان والا تو اس میں ہرگز شک نہیں کر سکتا کہ اس ترقی کی ترغیب دنیا حقیقت میں اپنے حکیم وشفیق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقدس تعلیم کا پورا معارضہ ہے اگرچہ اپنی کارروائی کی غرض سے اس ترقی کی ایسی ملمع تقریر کرتے ہیں جس سے بھولے آدمی دھوکہ کھا سکتے ہیں وہ یہ کہ اصل مقصود ہمارا اسلامی ترقی ہے مگر زمانہ کی رفتار کا مقتضا ہوگیا ہے کہ بدون ظاہری شان وشوکت کے اسلام کی وقعت وعظمت لوگوں کی نظر میں بالخصوص غیر قوموں کی نگاہ میں نہیں ہوسکتی۔ اس لئے دنیوی ترقی بھی ضروری ٹھہری۔

صاحبو! یہ تقریر نری رنگ آمیزی ہے اول تو یہی بات غلط ہے کہ بدون دنیوی ٹیپ ٹاپ کے اسلام کی وقعت کسی کی نظر میں نہیں ہوسکتی۔ اسلام کا وہ خداداد حسن وجمال ہے کہ سادگی میں بھی وہ دلفریب ہے بلکہ سادگی میں اسکا زیادہ روپ کھلتا ہے اور زیب وزینت سے تو چھپ جاتا ہے۔ صحابہ کے زمانہ سے اس وقت تک سیر وتواریخ سے تحقیق کر لیجئے کہ جس

کسی شخص میں کامل اسلام ہوا تمام موافق و مخالف اس کی ہیبت و عظمت کو مان گئے اور ہماری جو وقعت بدون نمائش و تصنع کے نہیں ہے سبب اس کا یہی ہے کہ ہمارا اسلام قوی و کامل نہیں ہے اس کے رخنوں کو مہمل زیب و زینت سے رفو کرتے پھرتے ہیں اب بھی اللہ کے بندے اس قسم کے جہاں کہیں موجود ہیں ان کی وقعت و عظمت خود جاکر آنکھ سے دیکھ لیجئے ابھی کا قصہ ہے۔ حضرت مولانا سیدنا الشاہ محمد فضل الرحمٰن کے دربار شریف میں بڑے بڑے امراء و حکام کا حاضر ہونا اور ادب و تعظیم کے ساتھ پیش آنا کس کو معلوم اور یاد نہیں وہاں کون سی ظاہری شان و شوکت تھی۔ یہی سیدھا سادھا اسلام تھا جس کی یہ کشش تھی۔ عارف شیرازی کا قول گویا اسی مضمون میں ہے۔

زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست ❊ بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را[1]

اور بالفرض اگر اس تسبب و ترتب کو تسلیم بھی کرلیا جاوے تب بھی یہ کہنا کہ مقصود بالذات اسلام کی ترقی ہے اور ترقی دینوی محض اس کا واسطہ اور مقصود بالعرض اس وقت مانا جاتا کہ یہ حضرات مدعین جس قدر دنیا کا اہتمام کرتے ہیں دین کا اس سے زیادہ اور برابر نہیں تو اس سے نصف و ربع کچھ تو کرتے تو سمجھا جاتا کہ اصل مقصود دین ہے اور دنیا محض ضرورت کی چیز اب تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان صاحبوں میں ایسے منہمک ہیں کہ نہ خدا کی خبر نہ رسول کی یاد نہ عقائد کی فکر نہ احکام کی پروا۔

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد[2]

کے اچھے خاصے مصداق ہیں پھر ہم کیسے اس دعوے کو تسلیم کریں۔ بعض حضرات ان میں صحابہ رض کی ترقی کو نظیر میں پیش فرما دیتے ہیں ہم اس نظیر پر بدل و جان راضی ہیں۔ آیئے اس سے ہمارے آپ کے درمیان میں محاکمہ ہوا جاتا ہے۔

نظر و تحقیق و انصاف سے دیکھ لیجئے کہ صحابہؓ نے کس چیز میں ترقی کی تھی دین میں یا دنیا میں، اگر توسیع ممالک میں کوشش کی تھی تو کیا اس سے ترقیٔ تجارت یا زراعت یا رفعت و صنعت مقصود تھی یا نماز و روزہ و قرآن و ذکر اللہ و اقامت حدود و عدل مطمع نظر تھا۔ قرآن مجید جو سب سے سچی تاریخ ہے اس سے اس کی تصدیق کرلیجئے اوپر سے صحابہ مہاجرین کا ذکر فرما کر ارشاد ہوتا ہے۔

---

[1] محبوب کا جمال ہمارے ناقص عشق کا محتاج نہیں خوبصورت چہرے کو رنگ و روغن اور زیب و زینت کی ضرورت نہیں۔

[2] جب سوتا ہے تو مصیبت زدہ ہوتا ہے اور جب اٹھتا ہے تو مصیبت زدہ اٹھتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (الحج،۴۱) وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر اختیار دے دیں ہم ان کو زمین میں تو قائم کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور بتلائیں نیک باتیں اور روکیں بُرے کاموں سے اللہ ہی کے لئے ہے انجام سب کاموں کا۔

اور احادیث وسیر سے ان حضرات کے حالات تحقیق کر لیجیے کہ باوجود ان فتوحاتِ وسیعہ کے کبھی پیٹ بھر کر کھایا نہیں نیند بھر سوئے نہیں شب وروز خوف وخشیت وذکر وفکر میں گزرتے تھے بلکہ دنیا کی اس کثرت سے فراخی کو دیکھ کر ڈرتے تھے اور روتے تھے۔ کجا صحابہؓ کی ترقی کجا اس وقت کی معکوس ترقی ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا [۱]

اصل بات یہ ہے کہ حرص وشہوت نے ہر چہار طرف سے گھیر لیا ہے۔ طبیعت آرام پسند ہے، خواہش ہوتی ہے کہ اسباب تنعم وتلذذ کے جمع ہوں، دین واسلام کا نام محض بطور امتیاز و شعار قومی کے باقی رہے۔ باقی نماز کس کی روزہ کس کا۔ بلکہ ان احکام کے ساتھ استخفاف واستہزاء سے پیش آتے ہیں۔ صاحبو! یہ کیسا دین ہے۔ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖٓ اِیْمَانُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

رفع اشتباہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ میں تحصیلِ دنیا سے منع کرتا ہوں یا اس کے اسباب ووسائل مثلاً انگریزی پڑھنا، صنائع جدیدہ ایجاد کرنا وغیرہ کو حرام کہتا ہوں۔ بھلا بلا دلیل شرعی محض تعصباً میں اس پر حرمت کا فتویٰ دے کر اللہ پر افترا کرنے والا بننا کیسے پسند کروں گا ہرگز یہ میرا مطلب نہیں، خوب دنیا کماؤ، نوکری کرو، اس کے وسائل بہم پہنچاؤ بلکہ ظاہری اطمینان اکثر باطنی کا ذریعہ ہوتا ہے ؎

خداوند روزی بحق مشتغل پراگندہ روزی پراگندہ دل [۲]

مگر دین کو مت ضائع کرو، بے وقعت مت سمجھو، تحصیلِ دنیا میں احکام وقوانین الٰہی کی پابندی رکھنے کی کوشش کرو، دنیا کو دین پر ترجیح مت دو، جس جگہ دونوں نہ تھم سکیں۔ نفع دنیا کو چولہے میں ڈال دو۔ تعلیم علوم دنیویہ میں نماز روزہ سے غافل مت ہو جاؤ۔ عقائد اسلام

---

[۱] دیکھو راستے کا اختلاف کہاں سے کہاں تک ہے۔ [۲] روزی کا مالک حق کے ساتھ مشغول رہتا ہے جس کی روزی پریشان ہے۔ اس کا دل پریشان ہے۔

پر پختہ رہو، بری صحبت سے بچتے رہو اور نہ بچ سکو تو کم از کم بلا ضرورت دوستی اور اختلاط تو نہ کرو علماء و صلحاء کی صحبت سے نفور مت کرو۔

اپنے عقائد و اعمال کو ان کی خدمت میں جاکر سنوالتے رہو، کوئی شبہ ہو دریافت کر لیا کرو اور غیر حق پر نظر مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے اقوال و افعال پر بصیر و خبیر سمجھو۔ حساب و جزار سے ڈرتے رہو۔ وضع و لباس میں شریعت کا پاس رکھو، غرباء و مساکین کو حقیر مت سمجھو ان کی خدمت و سلوک کو فخر سمجھو۔ اپنے کو تواضع اور مسکنت سے رکھو، بڑوں کا ادب کرو، کسی پر ظلم و غصہ مت کرو، دل میں رقت پیدا کرو، سنگدل، لاابالی مت بنو۔ جس قدر وجہ حلال سے مل جاوے اس پر قناعت کرو۔ اپنے سے زیادہ مالداروں کو دیکھ کر حرص و ہوس مت کرو، سادگی سے بسر کرو تاکہ فضول خرچی سے بچو، اس وقت کثرتِ آمدنی کی بھی حرص نہ ہوگی اور اسی طرح جس قدر اسلامی اخلاق ہیں ان کو برتاؤ میں رکھو۔ تصحیح عقائد پابندی اعمال و اخلاق و وضع اسلامی کے ساتھ اگر لندن جاکر بیرسٹر بن آؤ، منصفی کرو، ڈپٹی کلکٹری و ججی سے ممتاز ہو۔ چشم ماروشن دلِ ماشاد ورنہ

مبادا دل آن فرومایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین

شکر الحمد للہ کہ یہ تیئسویں شعبے قلب کے متعلق مع فضائل و متعلقات کے لکھے گئے۔ اگر کوئی صفتِ قلبیہ اور دیکھو سنو غور کرو گے تو ان ہی تیس میں سے کسی نہ کسی میں داخل پاؤ گے۔ اے طالبانِ حق خوب کوشش کر کے ان صفات سے اپنے قلب کی اصلاح کرو۔ اگر قلب درست ہوگیا تو زبان و جوارح کا درست ہونا بہت آسان ہے۔ جیسا حدیث شریف میں ہے۔ ان فی الجسد مضغۃ فاذا اصلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ

مگر یہ نہ کیجیو کہ جب تک یہ حاصل نہ ہوں زبان و جوارح کے اعمال کو مہمل چھوڑ دو، وہ بھی بجائے خود فرض ہیں دوسرے کبھی ظاہر کی اصلاح سے باطن کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے اب وہ شعبے سنو جو زبان سے متعلق ہیں۔

دوسرا باب

بیان میں ان ایمانی شعبوں کے جو زبان سے متعلق ہیں اور وہ سات ہیں۔

(۱) کلمہ توحید کا پڑھنا (۲) قرآن مجید کی تلاوت (۳) علم سیکھنا (۴) علم سکھلانا۔ (۵) دعا کرنا (۶) ذکر کرنا (۷) لغو اور منع کلام سے بچنا۔

مثل شعب متعلقہ قلب کے ان شعبوں کے بھی مختصر فضائل اور متعلقات چند فصول میں مرقوم ہوتے ہیں۔

فصل:۔ حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی بندہ جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہو اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوگیا ہو مگر داخل ہوگا وہ بہشت میں۔ میں نے عرض کیا کہ اگرچہ زنا کرے؟ اور چوری کرے؟ آپؐ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے اسی طرح تین بار سوال وجواب ہوا۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔

ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کرو اپنے مرنے والوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے مقاتلہ کروں یہاں تک کہ کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پس جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، کہہ لیوے اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچالیا مگر اس کے حق[1] سے اور حساب اس کا اللہ کے حوالہ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔

امام احمدؒ نے حدیث روایت کی ہے کہ اپنا ایمان تازہ کرلیا کرو۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! ایمان کس طرح تازہ کیا کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کثرت سے کہا کرو۔

ف:۔ ان احادیث سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی حضراتِ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے اسی کی مشق کے طرح طرح کے طریقے نکالے۔ اب اس مقام پر چند امور قابلِ تحقیق ہیں۔

تحقیق اقرار کے شرط وشطر ہونے کی | ایمان میں تحقیق کا وجود تو سب اہلِ حق کے نزدیک ضروری ہے لیکن اقرار اور عمل میں گفتگو یہ ہے کہ آیا ایمان کا شطر ہے یا شرط

---

[1] یعنی اگر یہ شخص دوسرے کے مال وجان کا نقصان کرے گا تو اس کا بدلہ لیا جاوے گا یا اور کوئی ایسا جرم کرے جس سے مال یا جسمانی سزا کا مستحق ہو ۱۲ منہ

یعنی ایمان میں داخل ہے یا خارج۔ نظرِ دقیق میں یہ اختلافِ محض اختلافِ عنوان ہے کیونکہ اس پر سب متفق ہیں کہ بدون اقرار کے وجودِ ایمان کا ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ شطر و شرط بالمعنی الاصطلاحی مراد نہیں ہے ورنہ کوئی شئے بدون وجودِ جزو شرط کے ممکن الوجود نہیں ہوتی بلکہ جس نے شرط کہا ہے اجرائے احکامِ ظاہرہ کے لئے کہا ہے اور جس نے رکن کہا ہے اس نے تصریح کر دی ہے کہ یہ رکن زائد قابلِ سقوط ہے سو معنوں میں دونوں قائل متفق ہیں کہ اقرار موقوف علیہ حقیقتِ ایمان کا نہیں لیکن احکام بدوں اقرار کے جاری نہ ہوں گے اسی کو کسی نے شرط کہہ دیا کسی نے شطر ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔

تحقیق اعمال کے شرط و شطر ہونے کی اور عمل میں گفتگو یہ ہے کہ یہ ایمان میں داخل ہے یا خارج اس میں بھی نظرِ تحقیق سے اختلاف لفظی ہے کیونکہ جنہوں نے داخل کہا ہے اس کے وہ بھی قائل ہیں کہ اعمالِ صالحہ کے ترک کر دینے سے ایمان سلب نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ جنہوں نے داخل کہا ہے انہوں نے ایمان سے مراد ایمان کامل یعنی مقرون بالاعمال لیا ہے اور جنہوں نے خارج کہا ہے انہوں نے نفس تصدیق مراد لی ہے پس ایمان کے دو معنی ہوئے ایمان بالمعنی الاوّل دخول فی النار سے نجات دلانے والا ہے اور ایمان بالمعنی الثانی خلود فی النار سے بچانے والا ہے۔

تحقیق زیادت و نقصان ایمان ایمان زائد یا ناقص ہوتا ہے یا نہیں؟ حقیقت میں یہ اختلاف بھی لفظی ہے کیونکہ ایمان کامل مقرون بالعمل تو اعمال کی کمی و زیادتی سے زائد و ناقص ہوتا ہے اور نفس تصدیق چونکہ کیفیات سے ہے اور زیادت و نقصان کمیات میں ہوتا ہے وہ زائد ناقص نہیں ہوتی البتہ زیادت و نقصان کبھی شدت و ضعف پر بولا جاتا ہے اس معنیٰ کے اعتبار سے تصدیق میں بھی کمی زیادتی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں جو زیادت وغیرہ الفاظ آئے ہیں وہاں زیادت بمعنی شدت ہے۔ اہلِ لغت کے نزدیک زیادت کا لفظ عام ہے البتہ اہلِ اصطلاح کے نزدیک شدت و زیادت میں تباین ہے۔ فارتفع الاشکال۔

تلاوتِ قرآن مجید ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑھا کرو۔ پس بے شک وہ قیامت کے دن آوے گا شفاعت کرتا ہوا اپنے پڑھنے والوں کے لئے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور بیہقیؒ نے حدیث نقل کی ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی تمام عبادات میں

افضل قرآن مجید کا پڑھنا ہے۔

اور امام احمدؒ نے حدیث روایت کی ہے کہ قرآن والے وہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں اور حدیثیں فضائل تلاوتِ قرآن مجید میں وارد ہوئی ہیں۔

آداب ضروری تلاوت قرآن مجید تلاوتِ قرآن کے بہت سے آداب ہیں کچھ ظاہری کچھ باطنی۔ مختصر یہ ہے کہ جب قرآن مجید پڑھے باوضو ہو۔ پاک کپڑا ہو۔ جگہ پاک ہو، وہاں بدبو نہ ہو، قبلہ رو ہو تو بہتر ہے، حرف صاف صاف پڑھے۔ جب بالکل دل نہ لگے اس وقت موقوف کر دے۔ پڑھتے وقت دل حاضر ہو۔ اس کا سہل طریق یہ ہے کہ قبل از تلاوت کے یوں تصور کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو کچھ قرآن سناؤ اور میں اس فرمائش کی تعمیل کے لئے پڑھتا ہوں اور ان کو سناتا ہوں اس مراقبہ سے بے تکلف تمام آداب کی خود رعایت ہو جاوے گی۔

قرآن کے ساتھ برتاؤ افسوس کہ ہمارے زمانے میں اکثر عوام بلکہ خواص بھی قرآن مجید کی طرف سے بالکل بے توجہ ہو گئے ہیں۔ بعض لوگ تو اس کے پڑھنے پڑھانے کو نعوذ باللہ بیکار سمجھتے ہیں۔ جو مر مار کر پڑھ بھی لیتے ہیں وہ اس کے یاد رکھنے کی فکر نہیں کرتے اور ہمیشہ جو پڑھتے رہتے ہیں اس کو اس کی تصحیح کا خیال نہیں رہتا۔ بعض طالب علموں کے قرآن پڑھنے پر پورا پورا یہ شعر صادق آتا ہے [1]

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

جو تصحیح بھی کر لیتے ہیں ان کو فہم معانی کی طرف التفات نہیں جو ترجمہ یا کوئی تفسیر بھی پڑھ لیتے ہیں وہ بھی تدبر و تفکر سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے جو اس مرحلہ کو بھی طے کر لیا تو عمل کا خیال نہیں اور یہ شکایت تو عام ہے۔ اکثر اہلِ علم قرأتِ سبعہ متواترہ سے ناواقف ہیں گویا بجز ایک قرأت کے دوسری قرأتیں شارع علیہ السلام سے منقول و ثابت ہی نہیں۔ بہر حال خوب مل جل کر قرآن کو متروک کر دیا ہے۔ ڈرنا چاہیئے کبھی قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ فرماویں۔

یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان: ۳۰) اے میرے پروردگار بیشک میری قوم نے ٹھہرا لیا تھا قرآن مجید کو ایک چھوڑی ہوئی چیز

[1] اگر تو قرآن اس طریقہ سے پڑھے گا تو مسلمانی کی رونق ختم کرے گا۔

علم سیکھنا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو بھلائی منظور ہوتی ہے اس کو دین کا علم اور سمجھ عنایت فرماتے ہیں روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اور ارشاد فرمایا کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان پر۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

علم سکھانا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص پوچھا جاوے کوئی علم کی بات پھر وہ اس کو چھپالیوے لگام دے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کی لگام۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے سب فرشتے اور آسمان والے اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی دعائے خیر کرتی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو خیر کی یعنی دین کی تعلیم دیتا ہو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فضائل علم دین و اقسام علم مفروض یہ جو فضائل تعلیم و تعلّم کے وارد ہیں یہ سب علوم دینیہ کے ساتھ خاص ہیں یا جو علوم ان علوم کے خادم ہیں اور جو فنون علوم دینیہ میں کچھ دخل نہیں رکھتے یا دخل رکھتے ہوں مگر کبھی ان کو خدمت علم دین کا ذریعہ نہ بنایا جاوے۔ تمام عمر انہی خرافات میں پھنسا رہے ان کو ان فضائل سے کچھ تعلق نہیں، بلکہ ایسے علوم کی شان میں ؏۔ وارد ہوا ہے یعنی بعض علم بھی جہل ہے۔ شیخ فرماتے ہیں ؏۔

علمیکہ رہ بحق نہ نماید جہالت است [1]

اور اس علم دین میں دو مرتبے ہیں۔ ایک فرض عین دوسرا فرض کفایہ، فرض عین تو وہ ہے جس کی ضرورت واقع ہوئی ہو۔ مثلاً نماز سب پر فرض ہے تو اس کے احکام کا جاننا بھی سب پر فرض ہے۔ زکوٰۃ مالداروں پر فرض ہے اس کے احکام جاننا بھی ان ہی پر فرض ہوگا۔ علیٰ ہٰذا القیاس جو جو حالت ہوتی جاوے اس کے احکام کا سیکھنا فرض ہوتا جاوے گا۔

علماء پر کسب دنیا نہ کرنے سے جو الزام ہے اس کا جواب

اور فرض کفایہ یہ کہ ہر جگہ ایک دو آدمی ایسے ہونے چاہئیں جو اہل بستی کی دینی ضرورتوں کو رفع کر سکیں اور مخالفین اسلام کے شبہات و اعتراضات کا جواب دے سکیں۔

ایقاظ۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہوتی ہے کہ کسی شئے میں پورا کمال بدوں کمال اشتغال

[1] وہ علم جو راہ حق نہیں دکھاتا وہ جہالت ہے۔

کے حاصل نہیں ہوتا اور کمال اشتغال بدون قطع تعلقات و حصول یکسوئی کے میسر نہیں ہوتا سو علوم دینیہ میں تبحر اور اس کی پوری طرز سے خدمت کرنی دوسرے اشتغال کے ساتھ عادتاً محال ہے سو اکثر نادان ابنائے زبان کا علماء دین پر یہ اعتراض کہ یہ لوگ اور کسی کام کے نہیں کس قدر کم فہمی کی دلیل ہے۔

سب طریقے حصول علم دین کے عوام کے لیئے تیسں جو علم فرض عین ہے۔ اس کے لئے عربی زبان کی تحصیل ضروری نہیں بلکہ فارسی یا اردو میں مسائل و عقائد کا سیکھ لینا کافی ہے لوگوں کو چاہئے کہ کم از کم اپنے بچوں کو اتنا علم سکھلا دیا کریں کہ دو چار نسلوں کے بعد شاید دین سے ایسی اجنبیت نہ ہو جاوے کہ دین و اسلام کے انتساب سے بھی عار آنے لگے خدا کے لئے اس طوفانِ بدتمیزی کے روکنے کی فکر کرو اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے اردو فارسی پڑھنا بھی نہ ہو تو علماء کی صحبت میں اپنے عقائد و مسائل کی تصحیح کرلے اور اولاد کو بھی تاکید کرے کہ روزمرہ یا تیسرے چوتھے اور دس پندرہ منٹ کے لئے کسی خوش عقیدہ متقی محقق عالم کی صحبت سے فیض اٹھایا کریں۔ صحبت کے عجیب منافع و برکات ہیں۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — گو نشیند در حضورِ اولیاء [1]
یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا مغز ہے عبادت کا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قدر کی کوئی چیز نہیں روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا نفع دیتی ہے اس بلا سے جو نازل ہو چکی ہے اور اس بلا سے بھی جو نازل نہیں ہوئی (جو مصیبت واقع ہو گئی ہے اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور جو واقع نہیں ہوئی وہ ٹل جاتی ہے) اپنے ذمہ لازم کرلو اے اللہ کے بندو دعا کو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص

---

[1] جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی کرنا چاہے اس کو کہہ دو کہ وہ اولیاء اللہ کے حضور میں بیٹھے۔ تھوڑا زمانہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

نہیں جو دعاء مانگے مگر اس کو اللہ تعالیٰ یا تو اس کو مانگی چیز دیتے ہیں یا کوئی برائی اس سے روک دیتے ہیں جب تک کہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ اللہ کی قبولیت کا یقین رکھو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل قلب سے دعاء قبول نہیں فرماتے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ف:۔ ان احادیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو دعا کی فضیلت اور تاثیر اکثر لوگ شدائد میں طرح طرح کی تدابیر کرتے ہیں مگر دعا کی طرف مطلقاً التفات نہیں کرتے حالانکہ وہ اعظم تدابیر ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دعا کبھی بے کار نہیں جاتی یا تو وہی چیز مل جاتی ہے یا کوئی اور آنے والی بلا ٹل جاتی ہے یا موافق ایک روایت کے آخرت میں اس کے لئے جمع ہو جاتی ہے بہر حال قبولیت ضرور ہوتی ہے۔ آج کل یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی اس سے یہ شبہ جاتا رہا۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ قبولِ دعا کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ خلافِ شرع درخواست نہ ہو اور حضورِ قلب سے ہو اور قبولیت کا یقین ہو۔ آج کل ان سب شرائط میں غفلت ہے اکثر یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہم جو چیز مانگ رہے ہیں موجب ناخوشی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تو نہ ہوگی، نہ حضور قلب میسر ہوتا ہے بلکہ حالت یہ ہے:۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر[1] ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر قلب پر ہے۔ قلب کی بے التفاتی کی بالکل ایسی مثال ہے کہ کسی حاکم کی پیشی میں درخواست دی جاوے اور اس کی طرف پیٹھ کرکے کھڑے ہو جاویں۔ ظاہر ہے کہ اس بے رخی کا کیا اثر ہوگا اور سب سے بڑی بلا یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کا یقین نہیں ہوتا، تردد ہوتا ہے کہ دیکھئے منظور ہوگئی ہے یا نہیں اس کی بعینہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی حاکم کے یہاں نوکری کی تحریری درخواست دے۔ اول میں تو بہت خوشامد کے الفاظ ہوں اور اس کے ساتھ آخر میں یوں بھی لکھ دے "کہ مجھ کو آپ سے امید تو نہیں ہے کہ آپ مجھ کو نوکری دیں گے"۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ایسی مہمل درخواست کا کیا اثر ہوگا۔ بجز اس کے کہ نا منظور

[1] زبان پر سبحان اللہ ہو اور دل میں گدھا اور گائے ہو ایسی تسبیح کیسے اثر رکھتی ہے۔

ہو بلکہ غالباً اور الٹا عتاب وعقاب ہونے لگے۔ اسی طرح دل میں جب قبولیتِ دُعا کا یقین نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تو دل کی کیفیات پر مطلع ہیں، دل میں تردّد رکھنا ان کے نزدیک ایسا ہی ہے۔ جیسے حکام مجازی کے روبرو زبان یا قلم سے تردّد کا اظہار کرنا پھر ایسی دعاء کیسے قبول ہونے کے لائق ہے۔

اور منجملہ شرائط قبول دعاء کے یہ بھی ہے کہ خوراک وپوشاک حرام سے بچے۔ اس شرط کو تو آج کل بالکل محال سمجھ رکھا ہے اور روزی حلال کو عنقا قرار دے رکھا ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے شریعت مطہرہ نے وجوہ طرق معیشت میں بہت وسعت دی ہے جو چیز موافقِ فتوائے علمائے شرع کے حلال ہو وہ حلال ہے اور تقویٰ کا درجہ تو بہت بڑھا ہوا ہے وہ مقام صدیقین کا ہے عوام کے لئے فتویٰ پر عمل کر لینا جائز ہے۔

ذکر اللہ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اس شخص کی جو ذکر کرتا ہو اپنے رب کا اور اس شخص کی جو نہ ذکر کرتا ہو مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم وبخاری نے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ کلام مت کیا کرو بجز ذکر اللہ کے کیونکہ زیادہ کلام بجز ذکر اللہ کے قساوتِ قلب کا سبب ہے اور سب سے زیادہ دور اللہ تعالیٰ کے وہ قلب ہے جس میں قساوت ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کے لئے صیقل ہے اور دلوں کا صیقل ذکر اللہ ہے۔ روایت کیا اس بیہقی نے۔

عربی طریقہ تصوّف ان احادیث سے ذکر اللہ کی بزرگی کس درجہ ثابت ہوتی ہے صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے طریقہ کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ ان کو اس کا نہایت اہتمام ہے۔ اس کے طرح طرح کے طریقے سوچ سوچ کر تعلیم فرماتے ہیں۔ یہ ذکر اوّل زبانی ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ خود قلب میں اثر پہنچتا ہے اس سے بالطبع اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بے تکلف اطاعت ہونے لگتی ہے اور جو جو آثار واحوال پیدا ہوتے ہیں کرنے والے کو خود معلوم ہو جاوے گا۔

غرض ذکر اللہ عجب چیز ہے۔ کسی شیخ کامل سے اس کا طریقہ دریافت کر کے کم وبیش ہر شخص کو اس کام کا اہتمام ضروری ہے۔

استغفار ذکر اللہ میں استغفار بھی داخل ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی میں استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص لازم کرلے استغفار کو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نجات کی سبیل اور ہر فکر و غم سے کشادگی کر دیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔

لغو اور ممنوع کلام سے بچنا سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ذمہ دار ہو جائے میرے واسطے اس چیز کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور جو اس کی ٹانگوں کے بیچ میں یعنی شرمگاہ۔ میں اس کے لئے ذمہ دار ہوں بہشت کا (بخاری)

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کی کیا صورت ہے؟ آپؐ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تمہارا گھر تمہارے گنجائش والا ہونا چاہئے یعنی گھر سے بلا ضرورت مت نکلو اور اپنی خطا پر روتے رہو۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے۔

آفات زبان منجملہ آفاتِ عظیمہ کے زبان کی آفت ہے کہ بظاہر نہایت خفیف ہے اور حقیقت میں نہایت ثقیل۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سنبھالنے کے لئے بہت تاکید فرمائی ہے کیونکہ اکثر آفتیں زبان کی بدولت نازل ہوئیں جب تک زبان نہیں چلتی نہ کسی سے لڑائی ہو نہ جھگڑا نہ عدالت نہ خصومت اور جہاں یہ چلی سب کچھ آموجود ہوا۔ بزرگوں نے حدیثوں سے اس کی آفات مستنبط کر کے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو لکھا اور اردو میں حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحبؒ نے اس مضمون کو اپنے رسالہ ضمان الفردوس میں بقدر کافی تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالہ کا دیکھنا بلکہ اپنا وظیفہ بنا لینا ہر شخص کے لئے ضروری ہے راقم الحروف اس مقام پر صرف ان گناہوں کے جو زبان کے متعلق ہیں شمار کرتا ہے اور تفصیل

اور وعید کو کتابیں مذکورین پر حوالہ کرتا ہے۔ یہاں لکھنا سب کا تطویل ہے اور تحصیل حاصل بھی وہ سب آفات موافق شمار امام غزالی کے بیس ہیں۔ (۱) کلام کرنا ایسے امر میں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ (۲) حاجت سے زائد کلام کرنا۔ (۳) بے ہودہ باتوں میں خوض کرنا مثلاً غیر عورتوں کی حکائتیں بیان کرنا یا فساق و فجار و ظالموں کی حکایت محض دلچسپی کے بیان کرنا جیساکہ اکثر بیٹھکوں میں ہوتا ہے۔ (۴) بحث مباحثہ کرنا (۵) لڑائی و جھگڑا کرنا (۶) کلام میں تکلف و تصنع کرنا (۷) فحش گالیاں بکنا (۸) بدزبانی کرنا (۹) لعنت کرنا کسی پر یعنی پھٹکار ڈالنا۔ یہ عادت عورتوں میں بہت ہوتی ہے۔ (۱۰) گانا اور شعر پڑھنا جو خلافِ شرع ہو جیساکہ آج کل کثرت سے یہی ہے۔ (۱۱) حد سے زیادہ خوش طبعی کرنا (۱۲) استہزاء کرنا جس میں دوسرے کی تحقیر ہو یا وہ برا مانے۔ (۱۳) کسی کا راز ظاہر کر دینا (۱۴) جھوٹا وعدہ کرنا (۱۵) جھوٹ بولنا، البتہ جہاں ضرورتِ شدیدہ ہو اور دوسرے کی حق تلفی نہ ہوتی ہو وہاں اجازت ہے۔ (۱۶) غیبت۔ یہ سب سے بڑھ کر ہم لوگوں کی غذا ہو رہی ہے اور اس سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم تو سچ کہہ رہے ہیں پھر غیبت کہاں ہوئی۔ یہ شبہ بالکل مہمل ہے کیونکہ غیبت تو جب ہی ہوتی ہے جب وہ بات سچ ہو ورنہ بہتان ہے۔ البتہ جس شخص سے کسی کو دینی یا دنیوی مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہے اس کا حال بیان کر دینا جائز ہے۔ (۱۷) چغلخوری کرنا ہر گروہ میں جاکر اس کی سی باتیں بنا دینا۔ (۱۸) کسی کے منہ پر اس کی تعریف یا خوشامد کرنا۔ البتہ اگر اس کی تعریف سے مخاطب کو خود بینی پیدا نہ ہو بلکہ امر خیر کی اور زیادہ رغبت پیدا ہو جاوے تو مضائقہ نہیں۔ (۱۹)۔ بول چال میں باریک غلطیوں کا لحاظ نہ رکھنا مثلاً اکثر لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اوپر خدا نیچے تم۔ بری بات ہے اس میں شبہ مساواتِ خالق و مخلوق کا ہوتا ہے۔ (۲۰) علماء سے ایسے سوالات کرنا جن سے اپنی کوئی ضرورت متعلق نہیں۔

طریق حفظِ لسان علاج اس کا یہ ہے کہ جب کوئی بات کہنے کا ارادہ ہو تو بے تامل نہ کہہ ڈالے۔ کم از کم دو تین سیکنڈ یہ سوچ لے کہ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں، میرے مالکِ حقیقی کو ناخوش کر دینے والی تو نہیں ہے۔ اگر پورا اطمینان ہو تو بولنا شروع کرے مگر ضرورت کے موافق اور اگر ذرہ بھی خلجان ہو تو خاموش رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سہولت سے سب آفات سے بچ جائے گا۔ شیخ سعدیؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

مزن بے تامل بگفتار دم ۔ نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم (اللہ تعالیٰ توفیق بخشے)

۱ الحمد للہ کہ اس مقام پر وہ شعبے جو زبان سے متعلق ہیں ختم ہوئے۔

تیسرا باب

ان شعبوں کے بیان میں جو باقی جوارح سے متعلق ہیں اور وہ چالیس شعبے ہیں۔ سولہ تو مکلف کی ذاتِ خاص سے متعلق ہیں۔ (۱) طہارت حاصل کرنا۔ اس میں بدن جامہ، مکان کی طہارت، وضو کرنا غسل کرنا، جنابت سے، حیض سے، نفاس سے سب کچھ داخل ہوگیا (۲) نماز کا قائم کرنا۔ اس میں فرض نفل و قضا سب آگیا۔ (۳) صدقہ، اس میں زکوٰۃ، صدقہ فطر، طعام جود، طعام اکرام مہمان سب داخل ہے (۴) روزہ۔ فرض و نفل (۵) حج و عمرہ (۶) اعتکاف، شبِ قدر کا تلاش کرنا اسمیں آگیا۔ (۷) اپنے دین کو بچانے کے لئے کہیں بھاگ نکلنا۔ اس میں ہجرت بھی آگئی (۸) نذر پوری کرنا (۹) قسم کا خیال رکھنا (۱۰) کفارہ ادا کرنا (۱۱) بدن چھپانا نماز اور غیر نماز میں (۱۲) قربانی کرنا (۱۳) جنازہ کی تجہیز و تکفین و تدفین (۱۴) ۔ دین ادا کرنا (۱۵) معاملات میں راست بازی کرنا اور غیر مشروع معاملات سے بچنا۔ (۱۶) سچی گواہی ادا کرنا اور اس کو پوشیدہ نہ کرنا۔

اور چھ اپنے اہل و توابع کے متعلق ہیں۔ (۱) نکاح سے عفت کرنا۔ (۲) اہل و عیال کے حقوق ادا کرنا۔ اس میں غلام نوکر خدمت گزار سے نرمی و لطف کرنا بھی آگیا۔ (۳) والدین کی خدمت اور ان کو ایذا نہ دینا (۴) اولاد کی پرورش کرنا۔ (۵) ناتہ داروں سے سلوک کرنا (۶) آقا کی اطاعت کرنا۔

اور اٹھارہ عام لوگوں سے متعلق ہیں (۱) حکومت سے عدل کرنا (۲) مسلمانوں کی جماعت کی اطاعت کرنا۔ (۳) حکام کی اطاعت کرنا (۴) لوگوں میں اصلاح کر دینا۔ اس میں خوارج اور باغیوں کے ساتھ قتال کرنا بھی داخل ہے کیونکہ فساد کا دفع کرنا اصلاح کا سبب ہوتا ہے (۵) نیک کام میں مدد دینا (۶) نیک بات بتلانا (۷) بری بات سے منع کرنا (۸) جہاد کرنا۔ اس میں سرحد کی حفاظت بھی آگئی (۹) امانت ادا کرنا۔ اس میں خمس نکالنا بھی داخل ہے (۱۰) قرض دینا کسی حاجت مند کو (۱۱) پڑوسی کی خاطر داری کرنا (۱۲) خوش معاملگی (۱۳) مال کو اس کے موقع میں صرف کرنا۔ اس میں فضول خرچی سے بچنا بھی آگیا (۱۴) سلام کا جواب دینا۔ (۱۵) چھینکنے والے کو جواب دینا یعنی جب الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا (۱۶) لوگوں کو ضرر نہ پہنچانا (۱۷) لہو و باطل سے بچنا۔ (۱۸) ایذا دینے والی چیز جیسے کانٹا ڈھیلا راہ سے ایک طرف کر دینا۔ ۱۶، ۶، اور ۱۸ کا مجموعہ چالیس ہوا مثل شعبِ مذکورہ کے ان شعب کے بھی مختصر فضائل اور متعلقات کے لئے چند فصلیں منعقد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اتمام فرماویں۔

طہارت اور ہر قسم کی صفائی اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طہارت نصف ایمان ہے روایت اس کو مسلم نے۔

ف:۔ اس میں ہر قسم کی صفائی داخل ہوگئی چنانچہ ارشاد ہوا پانچ چیزیں فطرتِ سلیمہ کا مقتضا ہیں (۱) ختنہ کرنا (۲) استرہ لینا (۳) لبیں ترشوانا (۴) ناخن کٹانا (۵) بغل کے[1] بال اکھاڑنا روایت کیا اس بخاری ومسلم نے۔

اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک صاف ہیں۔ صفائی کو پسند کرتے ہیں۔ سو اپنے گھروں کے آگے میدانوں کو صاف رکھا کرو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

دیکھئے شریعت مطہرہ نے صفائی کی کیسی تعلیم فرمائی۔ افسوس کہ ہم لوگ شریعت پر عمل چھوڑ کر غیر قوموں سے ہنسواتے ہیں اور شریعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کی شریعت اصلاح معاش کے لئے کافی نہیں اور دوسری قومیں ہمارے اصول واحکام لے کر اپنی طرف نسبت کرتی ہیں اور فخر کرتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون سادگی سے رہو مگر صاف رہو کپڑا بدن، مکان سب ستھرا رہے میلا پن نہایت ذلت اور دوسرے کی ایذاء کا سبب ہے۔

فصل:۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ حضور سرورِ عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا کہ جو شخص نماز پر محافظت کرے یعنی اس کو ہمیشہ برعایت شرائط وارکان پڑھتا رہے اس کے لئے وہ نماز قیامت کے روز روشنی اور برہان اور سبب نجات ہو جاوے گی اور جو شخص اس پر محافظت نہ کرے گا نہ وہ اس کے لئے نور ہوگی نہ برہان نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے دن فرعون وقارون وہامان واُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ روایت کیا اس کو احمد اور دارمی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کرو اپنی اولاد کو نماز کا جب وہ سات برس کے ہو جاویں اور ان کو نماز کے لئے مارو جب وہ دس برس کے ہو جاویں علیحدگی کر دو ان کے درمیان خوابگاہ میں یعنی جب وہ ہوشیار ہو جاویں تو ان کو علیحدہ علیحدہ بستر پر سلاؤ۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ف:۔ نماز کی فضیلت اور اس کے ترک پر وعید کے بارہ میں بے شمار احادیث موجود ہیں اکثر لوگ نماز میں بہت غفلت کرتے ہیں، طرح طرح کے بہانے پیش لاتے ہیں۔ بڑا عذر کم فرصتی کا ہوا کرتا ہے۔

---

[1] افضل ہے اور مونڈنا بھی جائز ہے کیونکہ مقصود ازالہ ہے ۱۲ عفی عنہ

صاحبو! اگر عین ہجوم کاروبار کے وقت پیشاب یا پائخانہ کا دباؤ پڑے اس وقت کیا کرو اپنا کام کرتے رہو یا سب چھوڑ چھاڑ بمپولیس دوڑے جاؤ۔ پھر افسوس کیا نماز کی اتنی بھی ضرورت اور قدر نہیں ہے سب سے بڑھ کر افسوس یہ ہے کہ بعض درویش اس کو ضروری نہیں سمجھتے اور دوسرے عوام اور جاہلوں کو گمراہ کرتے ہیں درویشی تو اس واسطے اختیار کیا کرتے ہیں کہ پہلے سے زیادہ عبادت وطاعت میں مشغولی ہوگی جو کام دین کا پہلے دشوار تھا وہ آسانی سے ہونے لگے گا نہ یہ کہ جو لنگڑا لنجا نماز روزہ تھا وہ بھی رخصت کر دیا گیا۔ اس سے بڑھ کر رنج کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن مجید کی آیات میں تحریف کر کے اپنے مطلب کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

صاحبو! تفصیلی جواب تو طالب علموں کے سمجھنے کے ہیں ان بچاروں سے اتنا پوچھ لینا کافی ہے کہ قرآن مجید جن پر نازل ہوا وہ زیادہ سمجھتے تھے یا تم پھر وہ تو عمر بھر نماز پڑھتے رہے پھر تم نے کس بنا پر نماز چھوڑ دی۔ بات یہ ہے کہ یہ بھی نفس کی شرارت ہے کہ بزرگی کے پردے میں لذتِ نفس کو پورا کیا جاتا ہے یا اثنائے سلوک میں کوئی دھوکہ ہو گیا ہے جس کا منشاء جہل اور دوسروں سے اپنے کو بڑا سمجھنا ہے ورنہ کسی کامل جامع شریعت وحقیقت سے رجوع کرتے غلطی نکل جاتی۔ اللہ تعالیٰ سب آفات سے محفوظ رکھے جو لوگ اب نماز کی طرف متوجہ ہوں ان کو پچھلی ناغہ نمازیں قضا کرنی چاہئیں وہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتیں اور قضا کے لئے یہ ضروری نہیں کہ فجر کی قضا فجر کے وقت ہو ظہر کی قضا ظہر کے وقت ہو یہ کچھ ضروری نہیں بجز تین وقتوں کے اور تمام اوقات میں قضا جائز ہے وہ تین وقت یہ ہیں (۱) آفتاب نکلتے وقت، (۲) جب آفتاب برابر ہو (۳) جب آفتاب چھپنے لگے۔ البتہ اس میں اکثر لوگوں کو آسانی ہوتی ہے کہ ایک ایک ادا نماز کے ساتھ ایک ایک نماز پڑھ لیا کریں۔

صدقہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے روز اس کا مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جاوے گا۔ جس کی آنکھوں پر نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بڑا زہریلا ہوتا ہے) وہ اس کے گلے میں بمنزلہ طوق کے ڈالا جائے گا پھر وہ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔ تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ولا تحسبن الذین یبخلون۔ الآیۃ، (اس میں بھی مال کے طوق ہونے کا ذکر ہے) روایت کیا اس کو بخاری نے۔

زکواۃ نہ دینے والوں کے خیالات کی عقلی طور پر اصلاح اکثر مالدار زکواۃ دینے میں کوتاہی کرتے ہیں، ڈرتے ہیں کہ روپیہ کم ہو جاوے گا۔ صاحبو! اول تو اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ زکواۃ و صدقہ دینے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا اس وقت اگر کسی قدر نکل جاتا ہے تو کسی موقع پر اس سے زیادہ اس میں آ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔

دوسرے اگر بالفرض کم ہی ہو گیا تو کیا ہے آخر اپنے حظوظِ نفس میں ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہو وہ بھی تو کم ہی ہوتا ہے۔ سرکاری ٹیکس اور محصول میں بہت کچھ دینا پڑتا ہے اور نہ دو تو باغی، مجرم قرار دیئے جاؤ۔ آخر اس میں بھی تو گھٹتا ہے۔ پھر اس کو خدائی ٹیکس سمجھو۔

تیسرے یہ کہ یہاں گو کم ہوتا ہوا نظر آتا ہے مگر وہاں جمع ہو جاتا ہے آخر ڈاک خانہ میں بنک میں روپیہ جمع کرتے ہو تمہارے قبضہ سے تو نکل ہی جاتا ہے مگر اطمینان ہوتا ہے کہ معتبر جگہ ہے نفع بڑھتا رہتا ہے۔ اسی طرح صاحب ایمان کو خداوند جل شانہ کے وعدوں پر اعتماد کر کے سمجھنا چاہئے کہ وہاں جمع ہو رہا ہے اور قیامت کے دن اصل مع نفع کے ایسے موقع پر ملے گا کہ اس وقت بہت ہی سخت ضرورت ہوگی اس کے علاوہ حفاظتِ مال کے واسطے چوکیدار نوکر رکھتے ہو اس کو تنخواہ دینی پڑتی ہے باوجودیکہ یہ مقدار گھٹ جاتی ہے مگر اس ڈر سے کہ تھوڑی بچت کے واسطے کہیں سارا روپیہ چوری نہ ہو جاوے۔ یہ رقم صرف کرنا گوارا کرتے ہو۔ اسی طرح زکواۃ کے ادا کرنے کو مال کا محافظ سمجھو۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ زکواۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ فرماتے تھے کہ "نہیں مخلوط ہوتی زکواۃ کسی مال میں کبھی ہلاک کر دیتی ہے وہ اس مال کو روایت کیا اس کو شافعیؒ نے اور بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں در حمیدی نے اور اس قدر انہوں نے اور زیادہ کیا ہے کہ تجھ پر زکواۃ واجب ہوئی اور تو نے اس کو نہ نکالا ہو سو یہ حرام اس حلال کو ہلاک کر ڈالتا ہے سو وہ اپنے مال کی حفاظت کے لئے اس کو چوکیداروں کی تنخواہ ہی سمجھ لیا کرو پھر یہ کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو کچھ نہ کچھ حاجت مندوں کے لئے خرچ کرنا پڑتا ہو۔ کاش اگر حساب کر کے خرچ کریں تو زکواۃ سہولت سے ادا ہو جاوے۔

صدقہ فطر ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آخر رمضان میں فرمایا کہ اپنے روزہ کا صدقہ نکالو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے ایک صاع خرما ہو یا جو یا نصف صاع گیہوں ہر شخص پر خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا۔ روایت

کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو اس واسطے مقرر فرمایا ہے کہ روزے لغو اور فحش سے پاک ہو جاویں اور غریبوں کو کھانے کو ملے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

صدقۂ فطر کے مفصل مسائل کتب فقہ سے لینا چاہئیں۔

مال میں علاوہ زکوٰۃ اور بھی حقوق ہیں دفع غلطی اکثر قانونی طبیعت کے لوگ یوں سمجھا کرتے ہیں کہ جب ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی اب کوئی حق ہمارے ذمہ نہ رہا۔ پھر ان کی قساوت کی یہ حالت ہوتی ہے کہ کوئی غریب محتاج کیسا ہی بھوکا مرتا ہو اور ان بزرگ کے پاس ہزاروں روپیہ بھرا پڑا ہو مگر ان کو نہ اس پر رحم آتا ہے نہ اس کو ایک پیسہ دیتے ہیں اور اپنے زعم میں بڑے بے فکر بیٹھے ہیں کہ ہم زکوٰۃ تو ادا کر چکے ہیں اب ہمارے ذمہ کوئی حق نہیں رہا۔ یہ خیال نہایت غلط ہے خود حدیث میں موجود ہے اِنَّ فِی الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّکٰوۃِ ثُمَّ تَلَا لَیْسَ الْبِرَّ رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی یعنی مال میں اور بھی حق ہے سوا زکوٰۃ کے پھر آپ نے تصدیق کے لئے یہ آیت پڑھی لیس البر الخ

وجہ تصدیق کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مال دینے کو فرمایا اس کے بعد زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا۔ سو معلوم ہوا کہ یہ مال کا دینا علاوہ ادائے زکوٰۃ کے ہے۔ اسی طرح احادیث کثیرہ سے اور حقوق کا ثبوت ہوتا ہے بات یہ ہے کہ حقوق مالیہ دو قسم کے ہیں، معین اور غیر معین۔ زکوٰۃ معین حق ہے جو خاص وقت میں خاص شرائط میں خاص مقدار کے ساتھ مقرر ہے۔

اور دوسرے حقوق غیر معین ہیں جن کا مدار اہل حقوق کی حاجت پر ہے اس کا کوئی ضابطہ نہیں مثلاً ایک محتاج سائل جس کو ایک روپیہ کی ضرورت ہے اور ہمارے پاس حاجت سے زائد ایک روپیہ موجود ہے کیا ہمارے ذمہ اس کی دستگیری ضرور نہ ہوگی بے شک ضرور ہوگی۔ اسی طرح کسی کو قرض دے دینا کوئی چیز عاریۃً دے دینا کاموں میں اعانت کرنا یہ سب بقدرِ وسعت ضروری ہے

روزہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی کے تمام اعمال کا یہ قانون ہے کہ ایک نیکی دس حصہ سے سات سو تک بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سوائے روزہ کے کہ وہ خاص میرا ہے اور اس کی جزا میں خود دوں گا۔ میری خاطر سے اپنی شہوت کو اپنے کھانے کو چھوڑ دیتا ہے۔

روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت، دوسری خوشی اپنے

پروردگار کی ملاقات کے وقت اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشبوئے مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔

اور جب تم میں کوئی روزہ رکھے تو فحش باتیں نہ کرے اور شور و غل نہ مچائے اگر کوئی گالی گلوچ کرنے لگے یا لڑنے لگے تو یوں کہہ دینا چاہئے کہ بھائی میرا تو روزہ ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

روزوں میں کوتاہی کرنے والوں کی اصلاح اور بے شمار حدیثیں روزہ کے فضائل اور ترک روزہ کی برائی میں وارد ہیں۔ افسوس اس زمانے میں اکثر اہل تنعم روزہ سے جی چراتے ہیں کہتے ہیں بھوک پیاس کی تاب نہیں ہوتی۔ بڑے تعجب کی بات ہے اگر حکیم صاحب کسی بیماری میں فرمائیں کہ چار وقت کا فاقہ کرنا نہیں تو مر جاؤ گے تو حضرت چار وقت کی جگہ احتیاطاً پانچ وقت کا فاقہ خوشی سے کرنے کو تیار و مستعد ہو جاویں گے۔ افسوس خدا کا حکم حکیم کے حکم کے برابر بھی نہ ہوا افسوس حیٰوۃ اخرویہ کی قدر حیٰوۃ دنیویہ کے برابر بھی نہ ہوئی۔ یا اللہ ہمارے بھائیوں کو نیک سمجھ نصیب فرما اور نفس و شیطان کے غلبہ کو ان سے رفع فرما۔ تقسیم روزہ تین طرح پر ہے

۱۔ فرض ۱۔ رمضان شریف کا اور نذر کا اور کفارہ کا اور قضا کا اور بدل ہدی کا۔ ۲۔ نفل ۱۔ جس میں شش عید ذی الحجہ کے نو دن یوم عاشورہ کے، شعبان کی پندرھویں معیّن ہیں۔ ۳۔ اور باقی غیر معیّن ممنوع۔ عید، بقرہ عید، تین روز بقر عید کے۔

حج و عمرہ ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے لئے یہ چیزیں حج سے مانع نہ ہوں کھلی محتاجی یا ظالم بادشاہ یا کوئی بیماری جس سے جانہ سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ روایت کیا اس کو دارمی نے ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو وہ قبول فرماتے ہیں اگر یہ لوگ استغفار کرتے ہیں تو وہ مغفرت فرماتے ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے کو یا جہاد کرنے کو گھر سے نکلا پھر وہ راہ ہی میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ثواب حاجی اور معتمر اور غازی کا لکھتے ہیں (روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں)

حج کے متعلق بعض غلط خیالات کی اصلاح روپیہ والے اکثر حج میں بھی کوتاہی کرتے ہیں کوئی اپنے کاروبار کا بہانہ کرتا ہے کوئی سمندر سے ہَول کھاتا ہے کوئی بدوؤں کو ملک

الموت سمجھتا ہے۔

صاحبو! یہ تمام حیلے بہانے محض اس وجہ سے ہیں کہ حج کی وقعت دل میں نہیں حاضری دربار خداوندی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے دل خالی ہے ورنہ کوئی چیز بھی سد راہ نہ ہوتی ادنیٰ اسی مثال سے عرض کرتا ہوں۔

اگر ملکۂ معظمہ اپنے پاس سے خرچِ راہ بھیج کر آپ کی طلبی کا ایک اعزازی فرمان آپ کے پاس بھیجیں۔ قسم کھا کر فرمائیے آپ جواب میں یہ فرمائیں گے کہ صاحب میرے مکان میں کوئی کارِ بار دیکھنے والا نہیں میں نہیں آ سکتا یا مجھے تو سمندر سے ڈر لگتا ہے اس لئے معذور ہوں یا راہ میں فلاں مقام پر لوٹ مار ہوتی ہے۔ میں جانا خلافِ احتیاط سمجھتا ہوں۔ جناب عالی کوئی حیلہ کرنے کو دل نہ چاہے گا۔ تمام ضرورتیں اور عذر چولہے میں ڈال دو گے اور نہایت شوق و مسرت سے جس طرح بن پڑے گا افتاں و خیزاں دوڑے جاؤ گے اور ساری مشکلیں آسان نظر آئیں گی۔

بات یہ ہے کہ ارادہ سے تمام کام سہل ہو جاتے ہیں اور جب ہمت اور ارادہ ہی پست کر دو تو آسان کام بھی مشکل نظر آتے ہیں۔ بالخصوص بدوؤں کا بدنام کرنا بالکل ہی ناواقفیت ہے جو لوگ حج کر کے آئے ہیں اور کسی قدر حالاتِ واقعیہ کی تحقیق کا شوق بھی ان کے دل میں ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ بدوؤں کی کوئی نئی حالت نہیں ہے نہ کوئی نیا واقعہ پیش آتا ہے جو اتفاق ہندوستان میں پیش آتے ہیں اور جو اسباب ان کے پیش آنے کے ہیں وہی اتفاقات و اسباب وہاں ہیں۔ یہاں گاڑی بانوں کو دیکھ لیجئے کہ ان کو ذرا بات چیت سے کھانے سے تمباکو سے ذرا خوش رکھئے غلام بن جاتے ہیں اور اگر سختی کیجئے گالی دیجئے کہیں گاڑی الٹ دیں گے کہیں پریشان کریں گے علیٰ ہذا باوجود اس انتظام شدید کے بارہا تھوڑے ہی میدان میں اسٹیشن سے شہر کو آتے ہوئے حادثے ہو جاتے ہیں۔ وارداتیں ہوتی ہیں ایسا ہی وہاں سمجھ لیجئے بلکہ وہاں کی حالت کے اعتبار سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہاں کوئی چوکی نہیں پہرہ نہیں پھر واقعات کی کمی بالکل تعجب ہے اور جس قدر ہوتا ہے وہ بھی مسافرین کی بے انتظامی و بے احتیاطی سے ہوتا ہے ورنہ ہر طرح سے سلامتی ہے عافیت ہے۔

اکثر لوگوں کو ان واقعات کے سخت معلوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اجنبی ملک اجنبی زبان اس لئے برداشت نہیں ہوتی اور سب گفتگو کے بعد میں کہتا ہوں اچھا سب کچھ ہوتا ہے پھر کیا ہوا ایک آدمی کسی کے عشق میں تمام ذلت و کلفت گوارا کرتا ہے کیا خدائی محبوب کا اتنا بھی حق نہیں ہے

اے دل آں بہ کہ خراب از مئی گلگوں باشی[1] ۔۔ بے روز گنج بصد حشمت قارون باشی
در رہِ منزلِ لیلےٰ کہ خطرہاست بجان[2] ۔۔ شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنون باشی

مشورۂ حجاج (نصیحت) حجاج کو چند امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اوّل:۔ سفر میں خصوصاً جہاز میں نماز قضا نہ کرے۔ بڑی بری بات ہے کہ ایک فرض کے لئے اتنے فرض اڑا دیئے جائیں۔ دوم:۔ سفر میں نہ کسی سے تکرار کریں نہ کسی پر اعتماد، سوم:۔ مطوّف ایسے شخص کو مقرر کریں جو مسائل حج بخوبی جانتا ہو اور امین اور خیر خواہ ہو۔ چہارم:۔ خرچ کافی لے جاویں اور خرچ کرنے میں نہ بخل کریں کہ طرح طرح کی مصیبت جھیلنی پڑے نہ اسراف کریں کہ محتاج ہوکر پریشان ہوں۔ پنجم:۔ قافلہ سے باہر ہرگز کسی وقت نہ جائیں۔

ششم:۔ بدؤں کو کہ قلیل پر قانع ہو جاتے ہیں خوش رکھیں

ہفتم:۔ اس سفر کو سفرِ عشق سمجھیں۔

اعتکاف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے عشرۂ اخیر کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی پھر آپؐ کی بیبیاں اعتکاف کرتی تھیں۔ آپؐ کے بعد۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے اور اس کو نیکیوں کا اتنا ثواب ملتا ہے جیسے تمام نیکیاں کرنے والے کو۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے۔

غرضِ اعتکاف فائدہ اعتکاف سے بقول اہل تحقیق یہ ہے کہ شبِ قدر کو اس میں تلاش کیا جائے۔ کیونکہ اکثر احادیث کے موافق یہ شب عشرہ اخیر میں ہوتی ہے۔ اور اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ:۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ داخل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ تمہارے پاس آگیا ہے اور اس میں ایک شب ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یہی شب قدر ہے) جو اس سے محروم رہا وہ تمام خیر سے محروم رہا۔ اور اس کی خیر سے وہی محروم رہے گا جو بالکل محروم ہی ہو۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے

---

[1] اے دل یہ بہتر ہے کہ (محبت کی) شراب سے مست ہو جائے۔ بغیر سونے اور خزانے کے قارون سے زیادہ بارعب ہو جائے [2] لیلےٰ (محبوبہ) کی راہ جس میں جان کو بہت خطرے ہیں اس کی شرط اول یہ ہے کہ تو مجنوں ہو جائے۔

بعض لوگ اعتکاف کے یہی معنی سمجھتے ہیں کہ دس روز تک مسجد میں مقید رہے چاہے وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے خرافات میں مشغول رہے ایسا اعتکاف تو محض صورتِ بے معنی ہے۔ مغزِ اعتکاف کا ذکر و فکر و مشغولی عبادت اور توبہ و استغفار و انتظار صلوٰۃ وغیرہ مامور ہیں۔ اپنی اوقات ان امور میں مشغول رکھنا چاہیئے۔ اور طاق راتوں میں شب قدر کا غالب احتمال ہے۔ جس قدر ممکن ہو اس میں شب بیداری کرے۔ اور یہ ضرور نہیں کہ تمام شب جاگے خواہ زبان بھی لڑکھڑائے۔ رکوع سجدہ میں سہو بھی ہو جائے۔ نیند کے جھونکے سے گر بھی پڑے۔ اگر ایسی حالت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے سو رہنا چاہیئے۔ شریعت کا یہ حکم نہیں ہے کہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو بلکہ اصلی منشا م یہ ہے کہ غفلت و کاہلی و اعراض و نسیان نہ ہونا چاہیئے۔ اُدھر کی دھن لگی رہے اور اپنی کوشش بھر کوتاہی نہ کرے اور تکان کے وقت بے تکلف آرام کرے۔ ایسا آرام بھی عبادت سے درجہ میں کم نہیں ہے۔

ہجرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے ہی دنوں میں ایسی حالت ہو جائے گی کہ مسلمان کا سب سے بہتر مال بکریاں ہوں گی۔ جن کے پیچھے پیچھے پھرتا ہو، پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور بارش کے موقعوں پر اپنے دین کو لیے ہوئے بھاگا ہوا پھرتا ہے فتنوں سے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہجرت منہدم کر دیتی ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہو چکے ہوں۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف ۔ اگر کسی شہر میں یا کسی محلہ میں یا کسی مجمع میں دین کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو وہاں سے بشرط قدرت علیحدگی واجب ہے۔ البتہ اگر یہ شخص عالم مقتدا ہے اور لوگوں کو اس سے دینی حاجت واقع ہوتی ہے تو ان میں رہ کر صبر کرے اور اگر کوئی اس کو پوچھتا ہی نہیں نہ ان کی اصلاح کی امید ہے تو پھر بھی بہتر ہے کہ ان سے علیحدہ ہو جائے۔

وفاءِ نذر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نذر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اطاعت کرنا چاہیئے اور جو نذر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو نافرمانی نہ کرے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے

یعنی جو نذر موافق شرع کے ہو اس کو پورا کرے۔ اور جو شرع کے خلاف ہو اس کا پورا کرنا جائز نہیں۔ مثلاً کسی نے منت مانی کہ میرا بیٹا اچھا ہو جائے تو ناچ کا جلسہ کروں گا۔ یہ بے ہودہ نذر ہے۔ اس کا پورا کرنا جائز نہیں۔

بعضے مروج اور ممنوع نذریں | اسی طرح اس زمانے میں بہت سے اُمور مکروہ و بدعت کی نذر مانی جاتی ہے۔ عوام بالخصوص مستورات اسمیں زیادہ مبتلا ہیں۔ امام حسینؓ کا فقیر بنانا کسی کے نام کی چوٹی رکھنا یا بالی پہنانا کسی مزار پر غلاف بھیجنا شیخ سدو کا بکرا کرنا خدائی رات کرنا، جیسی آج کل ہوتی ہے۔ مشکل کشا کا روزہ رکھنا اور بہت سی واہی تباہی باتیں مشہور و معروف ہیں جن کی شریعت میں کچھ بھی اصل نہیں۔ بلکہ کلیتہً یا جزئیتہً ممانعت آئی ہے۔ بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض پڑھے لکھے لوگ ان رسوم کے حامی و ناصر ہیں۔ بالخصوص شیخ سدو کے بکرے کو حلال و طیب سمجھنے والے تو بکثرت ہیں۔

صاحبو! قرآن مجید میں صاف لفظ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ موجود ہے۔ اہلال عربی لغت ہے کتب لغت میں دیکھنا چاہیئے۔ حلّت و حرمت مسئلہ فقہیہ ہے۔ کتب فقہ در مختار وغیرہ میں ملاحظہ فرمانا چاہیئے۔ اور اہلال کی بعض تفاسیر میں جو ذبح کے ساتھ تفسیر کی ہے باعتبار عادت اس زمانے کے ہے۔ بعض آیات میں جو تحریم سے نہی آئی ہے وہ بمعنی ارتکاب سبب حرمت ہے۔ نہ اعتقادِ حرمت۔ فافہم۔

حفظ یمین و آداب آں | فرمایا اللہ جل شانہٗ نے وَاحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ یعنی سنبھالا کرو اپنی قسموں کو۔ حفظِ قسم میں کئی چیزیں آگئیں۔

اوّل یہ کہ غیر اللہ کی قسم نہ کھائے چنانچہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے وہ مشرک ہوجاتا ہے مراد مشرک عملی ہے یعنی یہ مشرکوں کا عمل ہے۔ اکثر آجکل بیٹے کی باپ قسم کھایا کرتے ہیں۔ اس سے بہت احتیاط چاہیئے۔ یا بعض لوگ یوں قسم کھاتے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو ایمان مجھ کو نصیب نہ ہو اس کی بھی سخت ممانعت آئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر جھوٹا ہے تب تو ایمان جاتا رہا۔ اور اگر سچا ہے تب بھی صحیح و سلامت اسلام کی طرف نہ آوے گا۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

دوم یہ کہ اللہ کی قسم کھاوے تو سچ کھاوے چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کی قسم مت کھاؤ۔ مگر جس حالت میں سچے ہو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور نسائی نے)

سوم:۔ یہ کہ زیادہ قسم نہ کھائے اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نون میں حلّاف کو اوصافِ ذم میں یاد فرمایا ہے۔

چہارم:۔ یہ کہ اگر شرع کے موافق کسی امر پر قسم کھائی ہے تو اس کو پورا کرے۔

اور اگر خلاف شرع ہے مثلاً کسی گناہ پر قسم کھائی ہے کہ فلاں پر ظلم کروں گا یا کسی کا حق تلف ہوتا ہے مثلاً قسم کھائی کہ باپ یا بھائی یا کسی اور مسلمان سے نہ بولوں گا یا فلاں حقدار کو کچھ نہ دوں گا۔ ایسی قسم کو توڑ ڈالے۔ چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بات پر قسم کھائے اور پھر دوسری بات اس سے اچھی نظر آئے تو اپنی قسم کا کفارہ دے۔ اور اس کام کو کرے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

پنجم یہ کہ کسی کا حق مارنے کے واسطے پھیر اور پیچ کی قسم نہ کھائے۔ البتہ اگر اس پر ظلم ہوتا ہو تو جائز ہے۔ مثلاً تمہارے ذمہ زید کا کچھ روپیہ آتا ہے تو تم قسم اس طرح کھانا چاہو کہ جھوٹی بھی نہ ہو اور روپیہ بھی نہ دینا پڑے۔ مثلاً یوں کہو کہ میرے پاس تمہارا روپیہ نہیں ہے۔ اور تمہارا مطلب یہ ہو کہ اس وقت ہماری جیب میں نہیں ہے۔ یہ حیلہ گناہ ہے۔ البتہ اگر کوئی ظالم چور ڈاکو تمہارے گھر کا دفینہ خزینہ پھر دریافت کرے تو اس وقت ایسی تاویل سے قسم کھالینا کہ میرے پاس تو ایک آدھی بھی نہیں ہے۔ مجھے کیوں تنگ کرتے ہو تو یہ جائز ہے بلکہ اکثر علمائے محققین کے نزدیک ایسے وقت میں صریح جھوٹ بھی جائز ہے۔

ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم کھانے والے کی نیت پر قسم واقع ہوتی ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

رفع غلطی و کفارہ قسم واقسام آں | کفارہ کی کئی قسمیں ہیں۔ کفارہ یمین، کفارہ قتل کفارہ ظہار، کفارہ رمضان یہ سب قسمیں قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔

کفارہ یمین:۔ کفارہ قسم کو کہتے ہیں یعنی اگر قسم ٹوٹ جاوے تو یا دس مسکین کو کھانا دو وقت پیٹ بھر کر کھلا دیوے یا ان کو ایک ایک جوڑا کپڑا دے دے۔ یا ایک غلام آزاد کرے۔ ان تینوں میں اختیار ہے کہ جو چاہے ادا کرے۔ جب ان تینوں امر سے عاجز ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو اس وقت تین روزہ لگاتار رکھے۔ اکثر لوگ تین روزوں پر ٹال دیتے ہیں اگرچہ کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتے ہوں یہ جائز نہیں ہے۔ اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ اور اگر دس مسکین کو فی مسکین نصف صاع گیہوں جو ۸۰ کے سیر سے پونے دو سیر ہوتے ہیں۔ یا اس کے دام دے دے تب بھی بجائے کھلانے کے ہے۔

کفارہ قتل:۔ اگر بھول چوک سے کوئی خون ہو جاوے تو اس میں علاوہ دیت یعنی خون بہا کے جس کے احکام و مقدار کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ ایک غلام آزاد کرنا واجب

ہے اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے یہ توبہ کی تکمیل کے لیے ہے۔

کفارہ ظہار:۔ اگر بیوی کو اپنے محرمات ابدیہ میں سے کسی کے عضو محرم کے ساتھ تشبیہ دی جائے اس کو ظہار کہتے ہیں۔ وہ عورت اس پر حرام ہوتی ہے۔ جب تک کفارہ نہ دے کفارہ اس کا یہ ہے کہ اوّل ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ لگاتار روزے رکھے۔ اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اب وہ عورت بدستور حلال ہو جاوے گی۔

کفارہ رمضان:۔ کوئی روزہ قصداً بلا عذر افطار کر دیا جاوے تو علاوہ قضاء کے کفارہ بھی دینا پڑے گا۔ اور یہ کفارہ اور اس کی ترتیب بالکل مثل کفارہ ظہار کے ہے۔

تنبیہ:۔ روزوں میں لگاتار ہونا شرط ہے۔ اگر ایک روزہ بھی خواہ بعذر یا بلا عذر درمیان میں رہ جائے تو از سر نو پھر سلسلہ شروع کرنا پڑے گا۔ البتہ عورت کے لئے حیض کا آجانا عذرِ مقبول ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ پاک ہوتے ہی فوراً شروع کرے۔ اگر پاک ہونے کے بعد ایک روز کی بھی غفلت ہو گی تو پھر از سر نو شروع کرنا پڑے گا۔ اور نفاس عذر نہیں ہے۔ یعنی بعد فراغ نفاس پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا پڑے گا۔

بدن چھپانا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو وہ حمام میں بے لنگی باندھے نہ جائے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اور معاویہ بن حیدہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے چھپانے کا بدن ہم کس موقع پر چھپا دیں اور کس موقع پر ویسے ہی چھوڑ دیں) آپؐ نے فرمایا سب سے اپنے ستر کو محفوظ رکھو بجز بی بی کے یا لونڈی کے۔ انہوں نے سوال کیا کہ کبھی ایک شخص دوسرے کے پاس رہتا ہے۔ (یعنی ہر وقت ایک جگہ رہنے سے محافظت مشکل ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر تم سے یہ بات ہو سکے تو اس کو کوئی نہ دیکھے تو ایسا ہی کرو۔ انہوں نے سوال کیا کہ کبھی آدمی تنہائی میں ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا مناسب ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

پردہ کے بہت ضروری احکام یہ جو فرمایا کہ بے لنگی باندھے حمام میں نہ جاوے وجہ اس کی یہ ہے کہ حمام میں کئی کئی آدمی یکجا غسل کرتے ہیں۔ اس لیے پردہ واجب ہے۔ اور لونڈی سے جو بے پردہ ہونے کی اجازت دی اس سے مراد وہ لونڈی نہیں جو ہندوستان میں اکثر بڑے گھروں میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ تو شرعی قاعدہ سے آزاد ہیں۔ نہ ان سے جبراً خدمت لینا جائز ہے۔ نہ ان سے خلوت اور صحبت کی اجازت۔ بالکل اجنبی آزاد عورت کے مثل ہیں۔

نوکروں کی طرح ان سے برتاؤ کرنا چاہیئے، خدمت بھی رضامندی سے (خواہ تنخواہ پر رضامند ہوں یا کھانے کپڑے پر) ہونا چاہیئے۔ اور ان کو اختیار ہے جس سے چاہیں نکاح کریں۔ جب چاہیں جہاں چاہیں چلی جائیں۔ ان پر کوئی بس نہیں ہے۔

اور حدیث مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ ہونا (خواہ کل بدن سے یا بعض بدن سے جس کا چھپانا مجمع میں واجب ہے۔) جائز نہیں ہے؛ اللہ تعالیٰ سے اور ملائکہ سے حیا کرنا چاہیئے۔ کتب فقہ میں بدن چھپانے کے مسائل بہ تفصیل لکھے ہیں۔ یہاں اس قدر سمجھ لینا ضروری ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک بدن ڈھانکنا ضروری ہے اور عورت کو سر سے پاؤں تک۔ ہاں جس کو نامحرم کے روبرو کسی ضرورت سے سامنے آپڑتا ہو اس کا چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹے تک اور دونوں پاؤں ٹخنے کے نیچے تک کھولنا جائز ہے۔ اس صورت میں اگر بدنگاہ سے کوئی دیکھے گا وہ گنہگار ہوگا۔ اس پر کوئی الزام نہیں لیکن اور تمام بدن موٹے کپڑے سے اور اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ یہ کپڑا سفید اور سادہ ہو مکلف نہ ہو۔ ڈھکا ہونا چاہیئے۔ خوشبو وغیرہ بھی نامحرم کے روبرو لگا کر نہ آنا چاہیئے زیور جہاں تک ممکن ہو چھپا ہوا ہو۔ بہت باتیں بالخصوص بے تکلفی اور لطف کی باتیں غیر محرم سے نہ کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز بضرورت جائز ہے وہ زائد از ضرورت ممنوع ہے۔

اے مردو! اور اے بیبیو! ان باتوں کی خوب احتیاط رکھو۔ دیکھو اللہ و رسول تم پر بہت شفیق ہیں۔ جس چیز سے منع کیا ہے اس کے ماننے سے سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اس زمانہ میں نہ بدن کا پردہ ہے نہ آواز کا پھر دیکھو طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے۔"

قربانی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم، یہ قربانی کیا چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سنت ہے۔ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی انہوں نے عرض کیا کہ پھر ہم کو اس میں کیا ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ انہوں نے عرض کیا اور اون والے جانور میں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اس میں بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابن ماجہ نے"

......

غلطی مہتممین مدارس در صرف قیمت چرم قربانی

اور بہت احادیث فضائل قربانی میں وارد ہیں۔ اور گوشت پوست قربانی کا خواہ اپنے کام میں لائے خواہ کسی کو ہدیۃً یا صدقۃً دے۔ مالک کو اختیار ہے لیکن فروخت کر کے اپنے کام میں لانا جائز نہیں۔ اور اگر فروخت کیا تو اس کا مصرف مثل زکوٰۃ کے ہے۔ اسی طرح جو مالک کا نائب و وکیل ہے اس کو بھی اس قاعدہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

اکثر مدارس عربیہ میں قربانی کی کھال کے داموں کو مہتمم جہاں مدرسہ میں ضرورت ہوتی ہے صرف کر ڈالتا ہے۔ یہ بے احتیاطی ہے۔ صرف مصارف زکوٰۃ میں اسکو صرف کرنا چاہیئے

تجہیز و تکفین و صلوٰۃ و دفن جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلے بسبب ایمان اور طلب ثواب کے اور برابر اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو جائے تو وہ شخص دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔ ایک ایک قیراط اُحد کے پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص اس پر نماز پڑھے اور قبل دفن چلا آئے تو اس کو ایک قیراط ملے گا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف:۔ اکثر لوگ جنازہ کی نماز اور اس کے ساتھ مقبرہ تک جانے میں کاہلی کرتے ہیں۔ اور بہت بڑے اجر سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس سستی کا یہاں تک نتیجہ ہوتا ہے کہ بعض جنازے کے ساتھ چار آدمی مصیبت سے ملتے ہیں۔ اگر مقبرہ دور ہو ان کو وہاں تک لے جانا موت ہوتا ہے۔

صاحبو! یہ سب مسلمانوں کے ذمہ حق ہے۔ اس میں کوتاہی کرنے سے کوئی اکیلا گنہگار نہ ہوگا۔ سب سے دار و گیر ہوگی۔

ف:۔ جو دعائیں جنازہ کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہیں ہم ان کو نقل کئے دیتے ہیں۔ کہ ان کا پڑھنا جنازہ پر موجب اتباعِ سنت اور فائدہ بخش میت اور سبب افزونی ثواب مصلی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ

اَلْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَیْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

دیگر ——— اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔

دیگر ——— اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

دیگر ——— اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَیْتَهَا اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِیَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهٗ۔

اداۓ دین | عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جانا سب چیز کا کفارہ ہوجاتا ہے مگر دین۔ روایت کیا اسکو مسلم نے

مقدمہ قرض میں بے احتیاطیاں | صاحبو! شہادت سے بڑھ کر کیا چیز ہے۔ جب دین اس سے بھی معاف نہ ہوا اور کس عمل سے معاف ہوگا اس سے دین کی بڑی سختی معلوم ہوتی ہے۔ اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ اس مقدمہ میں کئی بد پرہیزیاں ہوتی ہیں۔

پہلی ۔ بلا ضرورت کسی کا مدیون ہو جانا۔ اکثر ایسے ہی ہوتا ہے کہ فضولیات کے لیے قرض لیا جاتا ہے۔ بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہے جو مصیبت کے مارے قرض لیتے ہوں۔ اور مصیبت زدوں کو ملتا کب ہے۔ اکثر مالدار اہل جائداد کو ملتا ہے۔ تو فرمائیے اس پر کیا بلا نازل ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے قرضدار ہوا۔ اور قرض داری بھی یا تو کسی شادی میں برباد کرنے کو یا کوئی عالی شان محل تیار کرنے کو یا رسوم غمی میں جو اکثر خلاف عقل اور خلاف شرع ہیں اڑانے کو۔ غرض نام آوری کے کاموں میں صرف کرنے کو قرض ہوتا ہے۔ پھر خدا کے فضل

سے نام بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور اگر نام بھی ہوا تو اس کی کیا قیمت ہے۔ اور پھر کل کو اس سے بڑھ کر جو بدنامی ہوگی اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

دوسری:۔ بدپرہیزی یہ کہ اپنے زیور یا جائیداد محفوظ رکھنا اور دوسروں سے قرض لینا اکثر سودی قرض ملتا ہے۔ چند روز میں دوگنے چوگنے ہوکر وہ تمام زیور اور جائداد برباد ہو جاتی ہے۔ اور خسارہ اور گناہ رہا کھاتے ہیں۔ بس اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو ہرگز موجود چیز کی محبت نہ کرے۔ خدائے تعالیٰ پھر عطا فرمائیں گے۔ اپنی راحت و عافیت کے مقابلے میں زیور و جائیداد کیا بلا ہے۔

تیسری:۔ بدپرہیزی یہ کہ لے کر بے فکر ہو جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ اس کا خیال رکھیں۔ تھوڑا تھوڑا ادا کرتے رہیں اپنے بعض غیر ضروری مصارف کو روک کر اپنی آمدنی میں سے پس انداز کر کے کچھ کچھ پہنچاتے رہیں۔ بدنام ہوتے ہیں۔ ذلیل ہوتے ہیں نادہند مشہور ہو جاتے ہیں۔ اعتبار جاتا رہتا ہے۔ لوگ معاملہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اور سب سے طرہ یہ کہ مواخذہ آخرت سر پر۔ البتہ جو سخت ضرورت میں قرض لے اور ادا کی پوری فکر ہو حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے دین کے ذمہ دار ہیں خواہ دنیا میں ادا کریں یا آخرت میں صاحب حق کو راضی کر دیں۔

صدق فی المعاملہ ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجر سچا امانت دار ہمراہ ہوگا انبیاء اور صدیقین اور شہداء کے، روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی اور قطنی نے۔

حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ اگر بائع و مشتری سچ بولیں اور اپنے اپنے مال کے عیب و صواب کو ظاہر کر دیں تو ان کے لیے بیع میں برکت ہوتی ہے۔ اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں مٹا دی جاتی ہے۔ برکت ان دونوں کے معاملہ کی، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

عبداللہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کرنا کسب حلال کا فرض ہے، فرض معہود (نماز، روزہ وغیرہ) کے، روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سے پوچھا گیا یا رسول اللہؐ! کون سی کمائی

سب سے زیادہ پاک ہے آپؐ نے فرمایا دستکاری اور وہ تجارت جو دغا فریب سے خالی ہو روایت کیا اس کو احمد نے۔

جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا جنت میں وہ گوشت جو بڑھا ہو حرام سے اور جو گوشت حرام سے بڑھا ہو اس کے لائق تو دوزخ ہی ہے۔ روایت کیا اس کو دارمی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس شخص پر کہ نرم ہو بیچنے کے وقت اور خریدنے کے وقت اور اپنا حق مانگنے کے وقت۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ف :۔ ان احادیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل :۔ یہ کہ کسب حلال فرض ہے۔ یعنی جس کے لیے کوئی طریق حلال معاش کا بجز کسب کے نہ ہو

دوسرے :۔ یہ کہ سب کمائیوں میں بہتر دو چیزیں ہیں دستکاری اور تجارت یعنی غریبوں کے لیے دستکاری اور مالداروں کے لیے تجارت۔

تیسرے :۔ یہ کہ معاملہ میں صدق و امانت کا لحاظ رکھیں۔ دغا فریب نہ کریں ورنہ اسمیں برکت نہیں ہوتی۔

چوتھے :۔ یہ کہ معاملات میں زیادہ تنگی نہ کیا کریں کہ ایک ایک کوڑی پر رال ٹپکاتے پھریں یا ذرا سے مطالبہ کے لیے دوسرے کی جان کھا جاویں۔ آدمیت اور مروت بھی کوئی چیز ہے

پانچویں :۔ یہ کہ حرام خوری کا انجام آتش دوزخ ہے۔

معاملاتِ فاسدہ و باطلہ کی تفصیل کتب فقہ و علماء سے تحقیق کر لینا ضروری ہے دو چار کے نام جو کثرت سے پھیل رہے ہیں لکھے دیتا ہوں۔ (۱) کسی چیز پر کئی آدمیوں کا مل کر چٹھی ڈالنا۔ (۲) سود لینا دینا، اس میں بنک اور ڈاک خانہ کا منافع بھی آگیا۔ (۳) ابھی مال اپنے قبضے میں نہیں آیا فقط بیجک آنے پر معاملہ کر لینا۔ (۴) تصویر دار کتاب یا موضوع قصہ جس میں کسی نبی یا اہل بیت و صحابہؓ کی طرف نسبت ہو چھاپنا۔ (۵) سنار یا صراف وغیرہ سے چاندی یا سونے کا زیور کم و بیش چاندی یا سونے سے یا ادھار خریدنا، بیچنا، (۶) روپیہ کے کچھ پیسے اب لے کر کچھ دوسرے وقت لینا۔

اداۓ شہادت | فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو چھپا دے گا گواہی کو سو اس کا دل گنہگار ہوگا۔

زید بن خالد سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم کو خبر نہ کر دوں سب سے اچھے گواہ کی یہ وہ شخص ہے جو گواہی دے دے قبل اس کے کہ اس سے درخواست کی جاوے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

جھوٹی گواہی اور جھوٹی نالش کی برائی اور ایسے مقدمہ میں وکیل بنتا

اس آیت حدیث سے معلوم ہوا کہ گواہی کا چھپانا درست نہیں بلکہ اگر ایک شخص کا حق ضائع ہو رہا ہے اور اس شخص کو گواہ نہیں ملتے اور ہم کو اس واقعہ کی اطلاع اور مشاہدہ ہے اور اس شخص کو یہ بات معلوم نہیں کہ میرے واقعہ سے واقف ہیں ایسے وقت میں خود گواہی دینے کو مستعد ہو جانا چاہیئے۔ اور اس کی درخواست کا انتظار نہ کرے۔ کیوں کہ اس کو ہمارا شاہد ہونا معلوم نہیں اس وجہ سے درخواست نہیں کرتا البتہ اگر بعد ہمارے جتلا دینے کے پھر وہ ہماری گواہی نہ چاہے تو خواہ مخواہ عدالت میں خود حاضر ہو کر گواہی دینا ضروری نہیں۔ اور یہ حکم سچی گواہی کا ہے اور جھوٹی گواہی جیسا آج کل بکثرت رائج ہے بڑا گناہ ہے۔

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جب آپ فارغ ہوئے سو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے (یعنی قرآن مجید میں) آپ نے اس کو تین بار فرمایا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ الخ یعنی بچو تم پلید چیز سے یعنی بتوں سے اور جھوٹ بات سے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔

اس آیت میں شرک اور قول زور کو ایک جگہ لاتے ہیں سو معلوم ہوا کہ دونوں میں کچھ مناسبت ہے اسی طرح جھوٹا مقدمہ نالش دائر کرنا یا جھوٹا حلف کرنا نہایت وبالِ عظیم ہے

ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دعویٰ کرے ایسے حق کا جو واقع میں اس کا نہ ہو سو وہ شخص ہم میں سے نہیں رہا اور اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دعویٰ کرے ایسے حق کا جو واقع میں اس کا نہ ہو سو وہ شخص ہم میں سے نہیں رہا۔ اور اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قطع کرے حق کسی مسلمان آدمی کا (یہ قید اتفاقی ہے حق محترم سب کا برابر ہے) اپنے حلف سے سو یہ تحقیق واجب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ کو اور حرام کرے گا اس پر جنت کو کسی شخص نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ تھوڑی چیز ہو یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اگرچہ پیلو کی لکڑی ہی کیوں نہ ہو (روایت کیا اس کو مسلم نے)

اسی طرح جھوٹے مقدمہ کا وکیل بننا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔ ولا تکن للخائنین خصیما الخ

تعفف بانکاح

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اے جماعت جوانوں کی جو شخص تم میں بی بی کو رکھ سکے (یعنی نان و نفقہ بھی اور صحبت پر بھی قادر ہو) تو وہ نکاح کرے کیونکہ اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے۔ اور شرم گاہ محفوظ رہتی ہے (بخاری و مسلم)

ف:۔ اور جس شخص کو قدرت یا حاجت نہ ہو اس کو نکاح کرنا ضروری نہیں۔

ادائے حقوق عیال

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کرو اس شخص سے جو تمہارے عیال میں ہو۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور ارشاد فرمایا سب سے افضل وہ دینار ہے جس کو آدمی اپنے عیال پر خرچ کرے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور ارشاد فرمایا کافی ہے آدمی گنہگار ہونے کے لیے یہ کہ ضائع کر دے اس شخص کو جس کا قوت اس کے ذمہ ہے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔

ف:۔ اگر آدمی کے پاس زیادہ مال نہ ہو تو غیروں کی نسبت عیال کا زیادہ حق ہے ایسی سخاوت شرعاً محمود نہیں کہ اپنے تو ترستے رہیں دوسروں کو بھرتا رہے۔ البتہ اگر سب کی خدمت کر سکتا ہے تو سبحان اللہ اس سے بہتر کیا چیز ہے۔

ف:۔ اور غلام نوکر خدمت گار بھی عیال کے حکم میں ہیں۔ ان کی مدارات و مواسات بھی ضرور ہے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں خادم سے کس قدر معاف کیا کروں فرمایا ہر روز ستّر مرتبہ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

مراد یہ ہے کہ ہر بات میں اس پر سختی کرنا اور اس سے تنگ ہونا نہ چاہیے جس آدمی سے بہت سی راحت پہنچتی ہے۔ اگر ایک آدھ تکلیف بھی ہو جائے تو صبر کرے۔ اور اس کو معذور سمجھے

خدمتِ والدین ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا والدین کے راضی ہونے میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناخوشی والدین کی ناخوشی میں ہے۔ (ترمذی)

ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سب سے بڑھ کر عمل کون سا ہے۔ فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر۔ انہوں نے عرض کیا پھر کون سا عمل، آپؐ نے فرمایا ماں باپ کی خدمت کرنا۔ انہوں نے عرض کیا پھر کون سا عمل۔ آپؐ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف:- اور بہت سی آیات و احادیث اس باب میں وارد ہیں آج کل اس میں بہت کوتاہی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ اور نیک توفیق عطا فرمائیں۔

تربیّت اولاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی تین لڑکیاں ہوں کہ ان کو علم و ادب سکھلاوے اور ان کی پرورش کرے اور ان پر مہربانی کرے اس کے لیے ضرور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے ادب میں)۔ اور بخاری نے ادب میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جیسا کہ تمہارے والد کا تم پر حق ہے اسی طرح تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے۔

ف:- چونکہ اولاد سے طبعی محبّت ہوتی ہے اس لیے اس حق کے بیان کرنے میں شریعت نے زیادہ اہتمام نہیں فرمایا۔ اور لڑکیوں کو چونکہ حقیر سمجھتے ہیں اسلئے انکی تربیت کی فضیلت بیان فرمائی۔

صِلۂ رحم ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں داخل نہ ہوگا جو شخص ناتہ داروں سے بدسلوکی کرے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

اطاعت آقا غلام جب خیر خواہی کرے اپنے آقا کی اور اچھی طرح بجالاوے عبادت اپنے پروردگار کی سو اس کو دُہرا ثواب ملے گا (بخاری)

حکومت میں عدل کرنا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرماویں گے۔ ایک ان میں سے حاکم عادل ہے۔ روایت کیا۔ اس کو بخاری و مسلم نے۔

اتباع جماعت ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم کو پانچ چیزوں کا حکم کرتا ہوں۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم فرمایا ہے۔ سننا، ماننا، اشاعت دین کرنا، ہجرت کرنا، جماعت کے ساتھ رہنا۔ کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی نکلا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال پھینکا مگر یہ کہ پھر جماعت میں چلا آوے (روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے)

ف:- یعنی عقائد و اعمال میں جماعت اہل حق کی متابعت کرے۔ اور علامت

اہل حق ہونے کی یہ ہے کہ وہ جماعت کتاب وسنت کے موافق چلتے ہوں اور موافقت کتاب وسنت کی کھلی علامت سلف صالحین کے ساتھ تشبہ ہے جس قدر صحابہؓ وتابعینؒ کے ساتھ مشابہت ہوگی۔ اس کو کتاب وسنت سے زیادہ موافقت ہوگی۔

اطاعت حاکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور کہنا سنیو اور مانیو۔ اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ف:۔ اگرچہ حبشی غلام قاعدۂ شرعیہ سے امام وخلیفہ نہیں ہو سکتا مگر شرع میں جس طرح امام خلیفہ کی اطاعت واجب ہے اسی طرح سلطان کی بھی یعنی جس کو تسلط وشوکت حاصل ہوجائے اور مسلمان اس کے سایۂ حمایت میں امن وعافیت سے رہ سکیں۔ سو سلطان ہونے کے لیے وہ شرائط نہیں جو امامت وخلافت کے لیے ہیں۔ البتہ اسلام شرط ہے۔ لقولہ تعالیٰ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الآیۃ

اور اگر کافر حاکم سے معاہدہ ہو جاوے۔ اس معاہدہ کا پورا کرنا واجب ہے لقولہ تعالیٰ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ البتہ اگر شرعی ضرورت اس عہد کے توڑنے کی ہو تو اس کو اول اطلاع اس معاہدہ کے اٹھ جانے کی کردے لقولہ تعالیٰ فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ورنہ غدر کا سخت گناہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ

اصلاح باہمی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر دو جماعتیں مسلمانوں میں سے لڑنے لگیں تو اصلاح کردو ان کے درمیان۔ پھر بھی اگر ایک زیادتی کرے دوسرے پر اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ لوٹ آوے خدائے تعالیٰ کی طرف۔ فقط

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ اول لڑائی کرنے والوں میں صلح کی کوشش کرو۔ دوسری یہ کہ اگر پھر بھی ایک ظلم پر کمر باندھے تو مظلوم کو تنہا مت چھوڑو بلکہ اس کی مدد کرو۔ اور ظالم کے ظلم کو دفع کرو۔

اعانت کار خیر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی مدد کرو نیک کام میں اور تقویٰ پر۔

ف:۔ اس زمانہ میں اگر کوئی شخص نیک کام کرنے کو کھڑا ہوتا ہے لوگ اس کا سارا بوجھ اسی کے ذمے ڈال دیتے ہیں۔ اور اس کا شخصی کام سمجھتے ہیں۔ کوئی اس کی بات

تک نہیں پوچھتا۔ اس آیت سے تاکید معلوم ہوئی کہ سب کو اس کی مدد جسقدر اور جسطرح ممکن ہو کرنا ضرور ہے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے کہ نیکی کی طرف بلاتے ہوں۔ اور اچھی بات کا حکم کریں اور بری بات سے روکیں اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم میں کوئی برائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دینا چاہیئے۔ اگر یہ قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے دل سے اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا بہت ہی کمزور درجہ ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف:۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بقدر استطاعت واجب ہے۔ جو ہاتھ سے مٹا سکے جیسے حاکم گھر کا مالک کسی مجمع کا افسر وہ ہاتھ سے مٹا دے جو زبان سے روک سکے جیسے واعظ ناصح یا جس کی بات چلتی ہو وہ زبان سے کہے ورنہ خاموشی بہتر ہے فتنہ وفساد سے کیا فائدہ بس دل سے اس کو برا جانے اور اگر دل سے بھی نفرت نہ ہو تو ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔ واجب تو اتنا ہی ہے باقی اگر کسی شخص کو ہمت ہو۔ اور باوجود خوف کے پھر بھی تمام مصائب وتکالیف کی برداشت کر سکے تو بہت بڑی اولوالعزمی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۞

اقامت حدود ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کرنا ایک حد کا اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے بہتر ہے چالیس دن کی بارش سے۔ اللہ تعالیٰ کے ملک میں (روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے)

اور ارشاد فرمایا قائم کیا کرو حدود اللہ کو اپنوں میں اور غیروں میں نہ پکڑے تم کو اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت۔ (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے)

حدود وہ سزائیں ہیں جو شریعت میں بعض معاصی پر مقرر ہیں۔ ان میں کسی کی رعایت جائز نہیں وہ مثل نماز وروزہ کے فرض ہیں اس میں تصرف کرنا جیسے نماز روزہ میں تصرف کرنا اور جن افعال پر سزا مقرر نہیں اس میں سزا دینا تعزیر ہے۔ یہ حاکم کی رائے پر ہے اس میں کمی کرنا کسی مصلحت سے رعایت ودرگزر کرنا جائز ہے بلکہ بعض مواقع پر بہتر ہے جیسا کہ ایک حدیث میں مذکور ہے۔

اشاعت دین اشاعت دین کرنا۔ اور اس کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔

ادائے امانت ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان نہیں جس میں صفت امانت داری نہیں۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔

اور طبرانی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ خیر خواہی کرو علم میں کیونکہ علم میں خیانت

کرنا مال میں خیانت کرنے سے سخت ہے یعنی کسی کو علم میں دھوکہ مت دو۔ غلط بات مت بتلاؤ جو نہ آتی ہو کہہ دو کہ ہم نہیں جانتے۔

قرض دینا ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ صدقہ دینے سے دس گنا ثواب ملتا ہے۔ اور کسی کو قرض دینے سے اٹھارہ گنا ثواب ملتا ہے۔ فقط۔ وجہ اس کی ایک تو یہ ہے کہ صدقہ تو بدوں حاجت بھی مانگ لیا جاتا ہے۔ اور قرض حاجت مند ہی مانگتا ہے۔ دوسری یہ کہ صدقہ دے کر بے فکری ہو جاتی ہے۔ قرض دے کر اس کی طرف التفات اور تعلق لگا رہتا ہے اور دیر میں وصول ہونے سے خصوصاً اپنی حاجت کے وقت وصول نہ ہونے پر سخت کلفت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کا ثواب زیادہ ہے۔

نکتہ اٹھارہ میں یہ ہے کہ اصل میں اس کا ثواب صدقہ سے مضاعف ہے۔ یعنی صدقہ میں ایک روپیہ کا ثواب برابر دس روپیہ کے ملتا ہے۔ تو اس میں ایک ایک کی جگہ دو دو ملتے ہیں تو کل بیس روپیہ ہوئے۔ لیکن چونکہ اس نے اپنا روپیہ وصول کر لیا۔ ۲ روپیہ اس میں گھٹ کر اٹھارہ رہ گئے (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

مدارات ہمسایہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اپنے پڑوسی کو نہ ستائے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کرو اپنے پڑوسی سے۔ ہو جاؤ گے تم ایمان والے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے) اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ یہ بات حلال نہیں کہ خود پیٹ بھر کر کھاوے اور پڑوسی بھوکا پڑا رہے۔

حسن معاملہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر ہو کر اٹھائے جائیں گے۔ مگر جس نے اللہ کا خوف کیا اور پاک معاملہ کیا اور سچ بولا (روایت کیا اس کو ترمذی نے) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تقاضا کسی حق کا کیا۔ اور بہت سختی کی۔ آپؐ کے صحابہؓ نے اس کی تنبیہ کا ارادہ کیا آپؐ نے فرمایا اس کو کچھ مت کہو۔ اس لیے کہ حق دار کو کہنے کا حق ہے اور اس کے لیے ایک اونٹ خرید دو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کے اونٹ سے اچھا ملتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہی خرید کر دو۔ پس بیشک تم سب میں اچھا وہ شخص ہے کہ دوسرے کا حق اچھی طرح ادا کرے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف:۔ صاحبو! آپ نے حضورؐ کی خوش معاملگی دیکھی آپ سے کوئی ذرا تقاضا کرتا

ہے تو مزاج بگڑ جاتا ہے۔ افسوس بدنام کنندہ بزرگان ہم ہی لوگ ہیں۔

انفاق فی الحق:۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ناپسند کیا ہے۔ مال کا ضائع کرنا۔ روایت کیا اس کو شیخین نے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔ یعنی مال کو اُڑاؤ مت۔

قدردانی مال حلال | مال حلال کی قدر کرنا چاہیئے۔ اس کو برباد نہ کرے مال پاس رہنے سے نفس کو اطمینان رہتا ہے۔ ورنہ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی چیز کام نہ آئے گی بجز دینار و درہم کے (روایت کیا اسکو احمد نے) یعنی جس کے پاس روپیہ ہوگا وہ حرام کسب سے، حسد سے، دین فروشی سے، سوال و ذلت سے، اُمراء کے دروازوں پر جانے اور ان کی خوشامد کرنے سے ظالموں کے ظلم وستم سے اپنے دین و علم کو برباد و خوار کرنے سے بدولت مال کے بچا رہے گا۔ اس لیے ہاتھ تھام کر خرچ کرنا چاہیئے۔ فضولیات میں خرچ نہ کرے۔ گو مباح ہی کیوں نہ ہو۔ اور غیر مشروع میں خرچ کرنا تو صریح حرام ہے اس کا ذکر ہی کیا۔ خصوصاً جو لوگ اہل تعلق و محبوس اسباب ہیں ان کو تو یہ امر بہت ضروری ہیں بلکہ جس قدر آمدنی ہو اس میں سے جتنا ممکن ہو پس انداز کرتا رہے تاکہ محتاجی پیری قحط و سختی کے زمانہ میں کام آوے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں اگر اچھی نیت ہو تو ثواب ہے جیسا وارد ہے نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ۔

جواب سلام و عطس | شیخین نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے حقوق مسلمان پر پانچ ہیں (ان میں دو یہ فرمائے) (۱) سلام کا جواب دینا (۲) اور چھینکنے والے کو جواب دینا۔ (ف) قرآن مجید میں ہے کہ جب تم کو کوئی سلام کرے تو اس سے اچھا جواب دو یا ویسا ہی لوٹا دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلام کے جواب میں سر ہلا دینا یا ہاتھ اٹھا دینا ہی کافی نہیں۔ اسی طرح سلام کا صیغہ حدیث شریف میں ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ یا اس کے قریب قریب الفاظ آئے ہیں۔ آداب، بندگی، کورنش یہ سب بدعت سیئہ ہیں خیر اگر کوئی سلام کے لفظ سے بہت ہی بُرا مانے تو اس کو حضرت سلامت یا تسلیم یا تسلیمات کہنے تک گنجائش معلوم ہوتی ہے چھینکنے والے کا جواب یہ معنی کہ جب کوئی چھینک لے کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو اس کے جواب میں يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا چاہیئے۔

کسی کو ایذا و ضرر نہ دینا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ نہ ایک کی طرف سے ضرر پہنچنا چاہئیے نہ دونوں طرف سے۔ روایت کیا اس کو دارقطنی نے۔
اور ارشاد فرمایا آپؐ نے مسلمان تو وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ بچے رہیں (روایت کیا اس کو بخاری نے) ف:۔ دوسری حدیث سے مسلمان کو پہلی حدیث سے عام مخلوق کو ضرر پہنچانے کو منع فرمایا۔ گو وہ زبانی ہو۔ مثلاً کسی کو گالیاں دینا، غیبت و شکایت کرنا یا ہاتھ سے مارنا، ظلم کرنا۔

اجتناب عن اللہو عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی چیزیں لہو و لعب کی ہیں سب بیہودہ ہیں۔ مگر ایک تو کمان سے تیر پھینکنا دوسرے گھوڑے کو سدھانا تیسرے اپنی بیوی سے ملاعبت کرنا۔ یہ تینوں کھیل فائدہ کے ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔
ف:۔ یعنی اکثر دل بہلانے کی چیزیں وقتِ عزیز کی ضائع کرنے والی اور لغو ہیں مگر یہ تینوں یا جو ان کے مثل ہو جس میں کوئی معتد بہ فائدہ ہو ان کا مضائقہ نہیں۔ یہاں سے شطرنج گنجفہ، چوسر، اور ہزاروں لغویات کا حال معلوم ہو سکتا ہے بلکہ ان کے آثار مذمومہ میں اگر غور کر کے دیکھا جائے تو باطل سے بڑھ کر کسی لقب کے مستحق نہیں۔ اور جو فائدے اس میں بیان کئے جاتے ہیں۔ عقلاء کے نزدیک یا دور مشت سے زیادہ ان کی وقعت نہیں ہے۔

راہ سے ڈھیلا و پتھر ہٹا دینا ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص چلا جاتا تھا۔ راہ میں کوئی خار دار شاخ پڑی دیکھی اس کو ہٹا دیا تھا کہ چلنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اللہ نے اس کی قدر کی اس کو بخش دیا۔ شیخین کی حدیث میں اس کو تمام شعب الایمان میں ادنیٰ، فرمایا ہے۔ اور اسی پر بفضلہ تعالیٰ خاتمہ ہو گیا۔ شعب الایمان کے بیان کا۔

دعا و شکر یاالٰہی صدقہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس رسالہ کو جس طرح اپنے فضل سے اتمام کو پہنچایا اسی طرح شرفِ قبولیت سے مشرف بھی فرمائیے۔ اور مسلمانوں کے حق میں اس کو مفید و نافع کیجئے۔ کہ اس کو سمجھ کر اور عمل کر کے اپنے ایمان کو کامل بنا دیں اور سب کے طفیل و برکت سے اس ناکارہ کو ایمان کامل بخش کر اس رسالہ کو وسیلہ نجات و ذریعہ اپنے قرب و رضامندی کا کیجئے۔

ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

بحمد الله سبحانه وتعالیٰ قد وقع الفراغ من تسویدها الذی ھو تبییضھا لخمس عشر خلون من شھر الله المحرم الحرام یوم الخمیس ۱۳۸۵ھ من الھجرة فی بلدة الکانفور مدرسة جامع العلوم الملحقة بجامع البامدة صانھما الله تعالیٰ عن النصب والھموم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ولا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین o
سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین o (رواہ الترمذی)

ضمیمہ مفیدہ

قال النبی صلی الله علیه وسلم اکثروا ذکر ھاذم اللذات یعنی الموت۔

چونکہ تکمیل ایمان اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ سے ہوتی ہے جیسا کہ رسالہ ہذا میں مذکور ہوا اور تحصیل ان اعمال و اخلاق کی بوجہ نسیان آخرت و حُبِّ دنیا کے دشوار ہو رہی ہے اس لیے اس مرض کا علاج حدیثِ مذکور میں یہ فرمایا گیا کہ تم موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔ اس سے سب کام بن جاتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ موت کی یاد ہی ہے کہ اس کے سب اگلے پچھلے حالات متعلقہ پیش نظر کیے جاویں۔ اس لیے اس مضمون کا ایک قصیدہ سلیس حضرت شیخ سعدیؒ کے کلام سے نقل کرتے ہیں کہ اس کو گاہ گاہ مطالعہ کر کے سفر آخرت میں چست و چالاک ہوں۔

قصیدہ

روزے کہ زیر خاک تن ما نہاں شود ۔۔۔ آنہا کہ کردہ ایم یکایک عیاں شود
یارب بہ فضل خویش ببخشائے بندہ را ۔۔۔ آں دم کہ عازم سفر آں جہاں شود
بے چارہ آدمی کہ اگر خود ہزار سال ۔۔۔ مہلت بیابد از اجل و کام راں شود
ہم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد ۔۔۔ با صد ہزار حسرت ازاینجا رواں شود
فریاد ازاں زماں کہ تن نازنین ما ۔۔۔ بر بستر ہواں فتد و ناتواں شود
اصحاب را چو واقعۂ ما خبر کنند ۔۔۔ ہر دم کسے برسم عیادت رواں شود
وانکس کہ مشفق ست و لش مہربان ماست ۔۔۔ در جستن دوا بہ برایں و آں شود

وانگه که چشم بر رخ ما افگند طبیب ــ در حال ما چو فکر کند بدگمان شود
گوید فلان شراب طلب کن که سود تست ــ ما را بدن ہئید ہ بے لسے در زیاں شود
شاید که یک دو روز دگر ماند عمر ما ــ واں یک دو روز بر سر سود و زیاں شود
یاران و دوستاں ہمہ در فکرِ عاقبت ــ کاحوال بر چہ گونہ و حال از چساں شود
تاآں زماں کہ چہرہ بگرود ز حال خویش ــ وآں رنگ ارغوانی ما زعفراں شود
واں رنج در وجود بنوعے اثر کند ــ کز لاغری بساں یکیے ریشماں شود
در ورطۂ ہلاک فتد کشتی وجود ــ نیز از عمل بماند وبے بادباں شود
آید شہ ملائکہ در وقتِ قبض روح ــ چون بنگریم دیدہ ما خون فشاں شود
باید کہ در چشیدن آن جامِ زہرناک ــ شیرینی شہادت[1] ما در زباں شود
یارب مدد بخش کہ مارا دراں زماں ــ قولِ زبان موافق قولِ جنان[2] شود
ایمان ما ز غارت شیطان نگاه دار ــ تا از عذاب و خشم تو جان و امان شود
فی الجملہ روح و جسم ز ہم مفترق شوند ــ مُرغ از قفس برآید و در آشیان شود
جان از بود پلید شود در زمین فرود ــ در پاک باشد او زبر آسمان شود
آوارہ در سرائے بیفتد کہ خواجہ مُرد ــ در یم و زیر خانہ ہم آہ و فغان شود
از یک طرف غلام بگرید بہای ہائے ــ وز یک طرف کنیز بزاری کناں شود
دُرِّ یتیم گوہر یک دانہ راز اشک ــ جزع دو دیدہ پُر ز عقیق یماں شود
تابوُت و پنبۂ و کفن آرند مردہ شوی ــ اوراد و ذکرِ آن ز کران تا کران شود
آرند نعش تا بلب گور و ہر کہ ہست ــ بعد از نماز باز سرِ خان[3] و مان شود
ہر کس رود بہ مصلحتِ خویش و جسم ما ــ محبوس و مستمند دران خاکدان شود
پس منکر و نکیر بہ پرسندِ حالِ ما ــ وین جملہ حکمہا زپے امتحان شود
گر کردہ ایم خیر و نماز خلافِ نفس ــ آن خاکدان تیرہ بما گلستان شود
در جرم و معصیت بود و فسق کار ما ــ آتش در فتد بہ لحد ہم دُخان شود
یک ہفتہ یا دو ہفتہ کم و بیش صبح و شام ــ با گریہ دوست ہمدم و ہمداستان شود
حلوا سہ چار صحن شب جمعہ چند بار ــ بہر ریا بخانہ ہر گور خال شود
واں مصرعہ نیز کہ از سدہ رست داشت ــ خواہد کہ باز بستۂ عقد فلاں شود

---

[1] کلمۂ توحید، [2] بہشت، [3] بمعنی اسباب۔

میراث گیر کم خرد آید بہ جستجوئے — پس گفتگوئے بر سر باغ و دکان شود
نامی زما بماند و اجزائے ما تمام — در زیر خاک با غم و حسرت نہاں شود
وانگاہ چند سال برین حال بگذرد — آں نام نیز گم شود و بے نشاں شود
واں صورتِ لطیف شود جملہ زیر خاک — واں جسم زورمند کفِ استخواں شود
از خاکِ گورخانہ ما خشتہا پزند — واں خاک و خشت و ستکش گل گراں شود
دوران روزگار بما بگذرد بسے — گاہے شود بہار و دگر گہ خزاں شود
تا روز رستخیز کہ اصناف خلق را — تنہا ز بہر عرض قرینے رواں شود
حکم خدائے عزّ و جلّ کائنات را — در فصل ہر فیصلہ یکلی رواں شود
از گفتن و شنیدن واز کردہائے بد — در مؤقف محاسبہ یک یک عیاں شود
میزان عدل نصب کنند از برائے خلق — یک سر سبک برآید و یک سر گراں شود
ہر کس نگہ کند بہ بد و نیک خویشتن — آنجا یکے غمین و یکے شادماں شود
بندند باز بر سر دوزخ پل صراط — ہر کس ازو گذشتہ مقیم جناں شود
وآنکس کہ از صراط بہ لرزید پائے او — در خواری[۱] و عذاب ابد جاوداں شود
اشرار را حرارت دوزخ کند قبول — وابرار را عنایت حق سائباں شود
پس روئے ہمچو ماہ ز خجلت شود سیاہ — پس قد کہ ہمچو تیر ز ہیبت کماں شود
پس شخص بینوا کہ ورا از علو قدر — عشرتِ سرائے جنت اعلیٰ مکاں شود
پس پیر مستمند کہ در گلشن مراد — بوئے بہشت بشنود نوجوان شود
مسکین اسیر نفس و ہوا کاندرانِ مقام — با صد ہزار غصہ قرین ہواں شود
برگے کہ از برائے مطیعان کشد خدائے — عاصی چہ گونہ بر سر آں برگ خوان شود
خرم و سے کہ در حرم آباد امن و عیش — حق را بخوانِ لطف و کرم میہماں شود

ایں کار دولت ست نداند کسے یقین
سعدیؒ یقین بجنت و خلدت چپاں شود

جمعہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

[۱] خواری۔

حقوقُ الاسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ شَرَّفَنَا فِیۡ کِتَابِہٖ بِقَوۡلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمَانَاتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِیۡ ایقظنا بِقَوۡلِہٖ مَنۡ کَانَتۡ لَہٗ مَظۡلَمَۃٌ لِاَخِیۡہِ مِنۡ عِرۡضِہٖ اَوۡ مَالِہٖ فَلۡیَتَحَلَّلۡہُ مِنۡہُ الۡیَوۡمَ قَبۡلَ اَنۡ لَا یَکُوۡنَ دِیۡنَارٌ وَّلَا دِرۡہَمٌ اَیۡ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الَّذِیۡنَ وَصَلُوۡا کُلَّ فَرۡعٍ اِلَی الۡاَصۡلِ

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو کہ نقلاً وعقلاً یہ امر ثابت ہے کہ ہم لوگوں سے کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے، جس میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بعض بندوں کے۔ اور بندوں کے حقوق میں سے بعض دینی ہیں اور بعض دنیوی، پھر دنیوی میں بعضے حقوق اقارب کے ہیں، بعض اجانب کے اور بعض حقوق خاص لوگوں کے ہیں، بعض عام مسلمانوں کے، بعض اپنے سے بڑوں کے ہیں۔ بعض چھوٹوں کے، بعض مساوی درجہ والوں کے وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

اور بوجہ لاعلمی کے اکثر لوگوں کو بعضے حقوق کی اطلاع بھی نہیں اور بعض کو بوجہ بدعملی اُن کے ادا کرنے کا اہتمام نہیں، اس لیے دل نے چاہا کہ ایک مختصر تحریر اس باب میں جمع ہو جائے۔ تو امید فائدہ کی ہے۔ چونکہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "حقیقت الاسلام" جس کا حوالہ احقر نے فروع الایمان میں دیا ہے، اس مضمون میں کافی دوانی تھا۔ اس لئے اسی کا خلاصہ کر دینا کافی سمجھا گیا۔ البتہ بعض مضامین کہیں کہیں بضرورت بڑھائے گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اور اس کا نام "حقوق الاسلام" رکھتا ہوں۔ اور اس میں چند فصلیں ہیں اور ہر ایک فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق

سب سے اوّل بندہ کے ذمہ اللہ جل شانہ کا حق ہے۔ جس نے طرح طرح کی نعمتیں ایجادؔ و ابقا کی عنایت فرمائیں۔ گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے۔ ہدایت پر عمل کرنے کے صلہ میں طرح طرح کی نعمتوں کی امید دلائی، اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ذمہ یہ ہیں۔ (۱) ذات و صفات کے متعلق موافق قرآن و حدیث کے اپنا اعتقاد رکھے۔ (۲) عقاید و اعمال و معاملاتؔ و اخلاق میں جو اُن کی مرضی کے موافق ہو اختیار کرے۔ اور جو اُن کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اس کو ترک کرے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت کو سب کی رضا و محبت پر مقدم رکھے۔ (۴) جس سے محبت یا بغض رکھے یا کسی کے ساتھ احسان یا دریغؔ کرے سب اللہ کے واسطے کرے۔

پیغمبروں کے حقوق

چونکہ ذات و صفات و مرضیات و نامرضیات الٰہی کی شناخت ہم لوگوں کو بتوسط حضرت انبیاء علیہ السلام کے ہوئی اور اُن کے پاس ملائکہ وحی لائے اس طرح بہت سے دنیوی منافع و مضار بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے دریافت ہوئے اور بہت سے ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعین ہیں اور باذن الٰہی ان کاموں کو انجام دے رہے ہیں۔ اس لئے حضرات انبیاء علیہم السلام و حضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق حق تعالےٰ کے حق میں داخل ہو گیا۔ بالخصوص سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان سب سے زاید ہم پر ہے اس لیے آپ کا حق بھی سب سے زاید ہے۔

وہ چند حقوق یہ ہیں۔ (۱) آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھے۔ (۲) تمام احکام میں آپ کی اطاعت کرے (۳) آپ کی عظمت اور محبت کو دل میں جگہ

ؔ۱ پیدا کرنے اور باقی رکھنے کی ۱۲ محمد شفیع ۔ ۲۔ ترک احسان ۱۲ ش

دے۔ (۴) اور آپ پر صلوٰۃ پڑھا کرے۔

حضرات ملائکہ علیہم السلام کے یہ حقوق ہیں۔ (۱) اُن کے وجود کا اعتقاد رکھے۔ (۲) اُن کو گناہوں سے پاک سمجھے۔ (۳) جب اُن کا نام آئے علیہ السلام کہے۔ (۴) مسجد میں بدبودار چیزیں کھا کر جانے سے یا مسجد میں ریح صادر کرنے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے اس سے احتیاط کرے۔ اور بھی جن امور سے ملائکہ کو تکلیف و تنفر ہو ان سے احتراز لازم سمجھے مثلاً تصویر رکھنا یا بلاضرورت شرعی کتا پالنا یا جھوٹ بولنا یا جنابت میں براہ سستی پڑا رہنا کہ نماز بھی برباد ہو جائے، بلاضرورت شرعی یا طبعی برہنہ ہونا گو خلوت میں ہو

صحابہؓ واہل بیتؓ کے حقوق

حضرات صحابہ واہل بیت رضی اللہ تعالٰے عنہم کو چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینی اور دنیوی دونوں طرح کا تعلق ہے اس لئے آپ کے حق میں ان حضرات کے حقوق بھی داخل ہو گئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) ان حضرات کی اطاعت کرے۔ (۲) ان حضرات سے محبت رکھے۔ (۳) ان کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھے۔ (۴) ان کے محبین[۲] سے محبت اور مبغضین[۳] سے بغض رکھے۔

علماء اور مشائخ کے حقوق

چونکہ علماء ظاہر و باطن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور مسند نشین ہیں۔ اس لئے ان حضرات کے حقوق بھی حضور کے حق میں داخل ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) فقہائے مجتہدین و علمائے محدثین و اساتذہ و مشائخ طریقت و مصنفین دینیات کے لئے دعاء خیر کرتا رہے۔ (۲) حسب قاعدہ شرعی ان کا اتباع کرے۔ (۳) جو ان میں زندہ ہوں ان سے تعظیم اور محبت سے پیش

---

[۱] جیسے کچا لہسن۔ پیاز۔ مولی۔ پان۔ تمباکو وغیرہ اسی طرح مسجد میں مٹی کا تیل جلانے یا دیا سلائی کھینچنے سے بھی بدبو پھیلتی ہے۔ اس سے بھی اجتناب کریں۔ ۱۲ محمد شفیع

[۲] محبت رکھنے والے۔ ۱۲ [۳] بغض و عداوت رکھنے والے ۱۲

آئے۔ ان سے بغض و مخالفت نہ کرے۔ (۴) حسب وسعت و ضرورت ان حضرات کی مالی خدمات بھی کرتا رہے۔

والدین کے حقوق

یہ حضرات مذکورین تو دینی نعمتوں میں واسطہ تھے، اس لئے اُن کا حق لازم تھا۔ بعضے لوگ دنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں۔ ان کا حق شرعاً ثابت ہے۔ مثلاً ماں باپ کہ ایجاد اور پرورش اُن کی توسط سے ہوتی ہے اُن کے حقوق یہ ہیں۔ (۱) اُن کو ایذا نہ پہنچائے اگرچہ اُن کی طرف سے کوئی زیادتی ہو۔ (۲) قولاً و فعلاً ان کی تعظیم کرے۔ (۳) مشروع امور میں ان کی اطاعت کرے۔ (۴) اگر ان کو حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرے۔ اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق

(۱) ان کے لئے دعاءِ مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نوافل و صدقاتِ مالیہ کا ان کو پہنچاتا رہے۔ (۲) ان کے ملنے والوں کے ساتھ رعایت مالی و خدمت بدنی و حسن اخلاق سے پیش آئے۔ (۳) اُن کے ذمہ جو قرضہ ہو اس کو ادا کرے۔ (۴) گاہ گاہ ان کی قبر کی زیارت کرے۔

دادا، دادی، نانا، نانی کے حقوق

دادا، دادی، نانا نانی، کا حکم شرعاً مثلِ ماں باپ کے ہے۔ پس اُن کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیئے۔ اس طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث[1] میں اس طرف اشارہ آیا ہے۔

اولاد کے حقوق

جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں۔ اسی طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق ہیں، وہ یہ ہیں۔ (۱) نیک بخت عورت سے نکاح کرنا تاکہ

---

[1] هل لك من خالة ۱۲ لوا عطيتها اخوالك ان عم الرجل صنو ابيه

اولاد اچھی پیدا ہو۔ (۲) بچپن میں محبت کے ساتھ ان کو پرورش کرنا کہ اولاد کو پیار کرنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔ بالخصوص لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا، اُن کی پرورش کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر انا کا دودھ پلانا پڑے تو خلیق اور دیندار انا تلاش کرنا کہ دودھ کا اثر بچہ کے اخلاق میں آتا ہے۔ (۳) ان کو علم دین و ادب سکھلانا۔ (۴) جب نکاح کے قابل ہوں ان کا نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاح ثانی ہونے تک اس کو اپنے گھر آرام سے رکھنا، اس کے مصارف ضروریہ کا برداشت کرنا۔

دودھ پلانے والی انا کے حقوق

انا بھی بوجہ دودھ پلانے کے مثل ماں کے ہے۔ اس کے حقوق بھی وارد ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) اس کے ساتھ ادب و حرمت سے پیش آنا۔ (۲) اگر اس کو مالی حاجت ہو اور خود کو وسعت ہو تو اس سے دریغ نہ کرنا۔ (۳) اگر میسر ہو تو ایک غلام یا لونڈی خرید کر کے اس کو خدمت کے لیے دینا۔ (۴) اس کا شوہر چونکہ اس کا مخدوم ہے اور یہ اس کی مخدومہ ہے۔ تو اس کے شوہر کو مخدوم المخدوم سمجھ کر اس کے ساتھ بھی احسان کرنا۔

سوتیلی ماں کے حقوق

سوتیلی ماں چونکہ باپ کے قرین ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے تحت جو ذکر ہوا وہ کافی ہے۔

بہن بھائی کے حقوق

حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے۔ اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان میں باہمی حقوق ویسے ہی ہوں گے جیسے مابین والدین و اولاد کے ہیں۔ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن

کو قیاس کر لینا چاہیے۔

رشتہ داروں کے حقوق

اسی طرح باقی قرابت داروں کے بھی حقوق آئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اپنے محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بقدر کفالت ان کے نان و نفقہ کی خبر گیری مثل اولاد کے واجب ہے۔ اور محارم کا نان و نفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے (۲) گاہ بگاہ اُن سے ملتا رہے (۳) اُن سے قطع قرابت نہ کرے، بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے (۴) اگر کوئی قریب محرم اس کی ملک میں آجائے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے۔

استاد اور پیر کے حقوق

استاد اور پیر چونکہ باعتبار تربیت باطنی کی مثل باپ کے ہیں اس لئے ان کی اولاد یا اقارب سے ایسا ہی معاملہ کرنا چاہیے جس طرح اپنے ماں باپ یا اقارب کے ساتھ۔ لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کی یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضرات سادات کرام کا اکرام و احترام بھی معلوم کرنا چاہئے۔ اور چونکہ شاگرد و مرید مثل اولاد کے ہیں تو اپنے استاد کا شاگرد یا اپنے پیر کا مرید بمنزلہ اولاد اپنے باپ کے ہوا۔ پس اس کے حقوق مثل بھائی کے سمجھے قرآن مجید میں لصاحب بالجنب جو آیا ہے اس میں بھی داخل ہے۔

شاگرد اور مرید کے حقوق

چونکہ شاگرد و مرید بمنزلہ اولاد کے ہے شفقت و دلسوزی میں، ان کا حق مثل حق اولاد کے ہے۔

زوجین کے حقوق

حقوق زوجین میں شوہر کے ذمہ یہ ہیں۔ (۱) اپنی وسعت کے موافق

اس کے نان ونفقہ میں دریغ نہ کرے (۲) ان کو مسائل دینیہ سکھلاتا رہے اور عمل نیک کی تاکید کرتا رہے (۳) اس کے محارم اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے۔ اس کی کم فہمیوں پر اکثر صبر و سکوت کرے۔ اگر احیاناً ضرورت تادیب کی ہو تو توسط کا لحاظ رکھے۔ اور زوجہ کے ذمہ یہ حقوق ہیں (۱) اس کی اطاعت اور ادب و خدمت و دلجوئی و رضا جوئی پورے طور سے بجا لائے۔ البتہ غیر مشروع امر میں عذر کر دے۔ (۲) اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے (۳) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے۔ (۴) اس کے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

حاکم اور محکوم کے حقوق

حاکم و محکوم کے حقوق میں حاکم میں بادشاہ و نائب بادشاہ اور آقا وغیرہ اور محکوم رعیت اور نوکر وغیرہ سب داخل ہیں۔ اور جہاں مالک و مملوک ہوں وہ بھی داخل ہو جائیں گے۔ حاکم کے ذمہ یہ حقوق ہیں۔ (۱) محکوم پر دشوار احکام نہ جاری کرے۔ (۲) اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت ہو جائے عدل کی رعایت کرے۔ کسی جانب میلان نہ کرے۔ (۳) ہر طرح اُن کی حفاظت و آرام رسانی کی فکر میں رہے۔ دادخواہوں کو اپنے پاس پہنچنے کے لئے آسان طریقہ مقرر کرے۔ (۴) اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہو جائے۔ کثرت سے معاف کر دیا کرے۔ اور محکوم کے ذمہ یہ حقوق۔ (۱) حاکم کی خیر خواہی و اطاعت کرے۔ البتہ خلاف شرع امر میں اطاعت نہیں۔ (۲) اگر حاکم سے کوئی امر خلافِ طبع پیش آئے صبر کرے۔ شکایت و بدعا نہ کرے۔ البتہ اس کی نرم مزاجی کے لئے دعا کرے۔ اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ حکام کے دل کو نرم کر دیں ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے۔ (۳) اگر حاکم سے آرام پہنچے اس کے ساتھ

احسان کی شکر گذاری کرے۔ (۴) براہ نفسانیت اس سے سرکشی نہ کرے۔ اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں۔ غلاموں کا نان نفقہ بھی واجب ہے اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگنا حرام ہے۔ باقی محکومین آزاد ہیں دائرۂ حکومت میں رہنے تک حقوق ہوں گے اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار ہیں۔

سسرالی عزیزوں کے حقوق

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ علاقہ مصاہرۃ کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے وبہنوئی اور داماد اور بہو اور ربیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر ہوتا ہے۔ اس لئے ان تعلقات میں بھی رعایتِ احسان واخلاق کے کسی قدر خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

عام مسلمانوں کے حقوق

علاوہ اہل قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔ اصبہانی نے ترغیب وترہیب میں بروایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حقوق نقل کئے ہیں۔ (۱) بھائی مسلمان کی لغزش کو معاف کرے۔ (۲) اس کے رونے پر رحم کرے۔ (۳) اس کے عیب کو ڈھانکے۔ (۴) اس کے عذر کو قبول کرے۔ (۵) اس کی تکلیف کو دور کرے۔ (۶) ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے (۷) اس کی حفاظت ومحبت کرے (۸) اس کے ذمہ کی رعایت کرے۔ (۹) بیمار ہو تو عیادت کرے (۱۰) مرجائے تو جنازے پر حاضر ہو۔ (۱۱) اس کی دعوت قبول کرے۔ (۱۲) اس کا ہدیہ قبول کرے۔ (۱۳) اس کے احسان کے مکافات کرے۔ (۱۴) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ (۱۵) موقع پر اس کی نصرت کرے۔ (۱۶) اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے۔ (۱۷) اس کی حاجت روائی کرے۔ (۱۸) اس کی درخواست کو سُنے۔ (۱۹) اس کی سفارش قبول کرے

(۲۰) اس کی مراد سے ناامید نہ کرے۔ (۲۱) وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے (۲۲) اس کی گمشدہ چیز کو اس کے پاس پہنچادے۔ (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے۔ (۲۴) نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔ (۲۵) اس کے ساتھ احسان کرے۔ (۲۶) اگر وہ اس کے بھروسہ قسم کھا بیٹھے تو اس کو پورا کردے۔ (۲۷) اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اس کی مدد کرے۔ اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو روک دے۔ (۲۸) اس کے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے۔ (۲۹) اس کو رسوا نہ کرے۔ (۳۰) جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے۔

اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں۔ (۳۱) ملاقات کیوقت اس کو سلام کرے اور مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے۔ (۳۲) اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جائے تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے۔ (۳۳) اس پر بدگمانی نہ کرے۔ (۳۴) اس پر حسد و بغض نہ کرے۔ (۳۵) امر بالمعروف ونہی عن المنکر بقدر امکان کرے۔ (۳۶) چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہو جائے اُن میں باہم صلاح کرادے (۳۸) اس کی غیبت نہ کرے۔ (۳۹) اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائے نہ مال میں نہ آبرو میں۔ (۴۰) اگر سواری پر سوار نہ ہو سکے یا اس پر اسباب نہ لاد سکے تو اس کو سہارا لگادے۔ (۴۱) اس کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ (۴۲) تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی باتیں نہ کریں۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ جن لوگوں کے حقوق اوپر مذکور ہو چکے ہیں وہ حقوق خاص ہیں اور ان حقوق عام میں وہ بھی شریک ہیں۔

ہمسایہ کے حقوق

اور جن میں علاوہ اس کے اور بھی کوئی صفت ہو اس کے حقوق زائد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہمسایہ کہ اس کے حقوق یہ ہیں۔ (۱) اس کے ساتھ احسان

اور مراعات سے پیش آئے۔ (۲) اس کے اہل و عیال کی حفظ آبرو کرے۔ (۳) وقتاً فوقتاً اس کے گھر ہدیہ وغیرہ بھیجتا رہے بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے۔ (۴) اس کو تکلیف نہ دے۔ اور خفیف خفیف امور میں اس سے نہ اُلجھے۔ اس کی رفع تکلیف کے واسطے شریعت نے اس کے لئے حق شفعہ ثابت کیا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ جیسے حضر ہمسایہ ہوتا ہے اس طرح سفر میں۔ یعنی رفیق سفر جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً اس کی معیت ہو گئی ہو۔ حدیث میں ایک کو جار مقام دوسرے کو جار بادیہ فرمایا ہے۔ اس کا حق بھی مثل ہمسایہ حضر کے ہے اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے۔ بعض لوگ سفر ریل میں مسافروں کے ساتھ بہت کشمکش کرتے ہیں۔ یہ بہت بری بات ہے۔

یتیموں ضعیفوں کے حقوق

اسی طرح جو دوسروں کا دست نگر ہو۔ جیسے یتیم و بیوہ یا عاجز و ضعیف یا مسکین و بیمار و معذور یا مسافر یا سائل، ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں۔ (۱) ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا۔ (۲) ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا۔ (۳) ان لوگوں کی دلجوئی و تسلی کرنا۔ (۴) ان کے حاجت و سوال کو رد نہ کرنا۔

مہمان کے حقوق

اسی طرح مہمان کہ اس کے یہ حقوق ہیں۔ (۱) آمد کے وقت بشاشت ظاہر کرنا، جانے کے وقت کم از کم دروازہ تک مشایعت کرنا۔ (۲) اس کی معمولات و ضروریات کا انتظام کہ جس سے ان کو راحت پہنچے۔ (۳) تواضع و تکریم و مدارات کے ساتھ پیش آنا۔ بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کی خدمت کرنا۔ (۴) کم از کم ایک روز اس کے لئے کھانے میں کسی قدر متوسط درجہ کا

تکلف کرنا مگر اتنا ہی کہ جس میں نہ اپنے کو تردد ہو نہ اس کو حجاب ہو۔ اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمانداری کرنا۔ اتنا تو اس کا ضروری حق ہے۔ اس کے بعد جس قدر وہ ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے مگر خود مہمان کو مناسب ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے۔ نہ زیادہ ٹھہر کر، نہ بے جا فرمائشیں کر کے، نہ اس کی تجویز طعام و نشست و خدمت وغیرہ میں دخل دے۔

دوستوں کے حقوق

اسی طرح جس سے خصوصیت کے ساتھ دوستی ہو قرآن مجید میں اس کو اقارب و محارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اس کے یہ آداب و حقوق ہیں۔ (۱) جس سے دوستی کرنا ہو اوّل اس کے عقاید و اعمال و معاملات و اخلاق خوب دیکھ بھال لے۔ اگر سب امور میں اس کو مستقیم و صالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ دور رہے۔ صحبت بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدہ سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے۔ جب کوئی ایسا ہم جنس ہم مشرب میسر ہو اس سے دوستی کا مضائقہ نہیں۔ بلکہ دنیا میں سب سے بڑھ کر راحت کی چیز دوستی ہے۔ (۲) اپنی جان و مال سے کبھی اس کے ساتھ دریغ نہ کرے (۳) کوئی امر خلاف مزاج اس سے پیش آجائے اس سے چشم پوشی کرے۔ اگر اتفاقاً شکر رنجی ہو جائے فوراً صفائی کر لے اس کو طول نہ دے۔ دوستوں کی شکایت حکایت کبھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے۔ (۴) اس کی خیر خواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے۔ نیک مشورہ سے کبھی دریغ نہ کرے۔ اس کے مشورہ کو نیک نیتی سے سُنے۔ اور اگر قابل عمل ہو قبول کرے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان میں جس طرح متبنّٰی بنانے کی رسم ہے کہ اس کو بالکل تمام احکام میں مثل اولاد کے سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اثر تبنیت کا دوستی

کے اثر سے زائد نہیں، چونکہ اس کے ساتھ قصداً خصوصیت پیدا کی ہے اس لئے دوستی کے ضابطہ میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مل سکتی، کیوں کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری نہیں۔ کہ جس کو چاہا میراث دلوادی، جس کو چاہا محروم کر دیا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جو رسم عاق کرنے کی ہے یعنی کسی اولاد کی نسبت کہہ مرتے ہیں کہ اس کی میراث نہ دی جائے۔ شرعاً محض باطل ہے جیسا اوپر معلوم ہوا کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری نہیں۔

غیر مسلموں کے حقوق

جس طرح مشارکت قرابت یا اسلام سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں، بعضے حقوق محض مشارکتِ نوعی کی وجہ سے ثابت ہو جاتے ہیں۔ یعنی صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ان کی رعایت واجب ہوتی ہے۔ گو مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں۔ (۱) بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دیں۔ (۲) بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔ (۳) اگر کسی مصیبت، فاقہ و مرض میں مبتلا دیکھے اس کی مدد کرے، کھانا، پانی دیدے، علاج معالجہ کر دے۔ (۴) جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے۔ اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے۔ اس کو ترسا دے نہیں۔

جانوروں کے حقوق

اسی طرح مشارکت جنسی سے بھی ان کی رعایت لازم ہے۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) جس جانور سے کوئی معتد بہ غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے۔ بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا۔ بڑی بے رحمی ہے۔ (۲) جانور قابل انتفاع ہیں ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے۔ اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا

ہیں۔ (۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کی خورد و نوش و راحت رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ اُن کی قوت سے زیادہ اُن سے کام نہ لے۔ ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔ (۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کردے، اس کو تڑپائے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

خود اپنے پر عائد کردہ حقوق

یہ حقوق مذکورہ تو وہ تھے جو ابتداءً اس کے ذمہ لازم ہیں۔ اور بعضے وہ حقوق ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے ذمہ کرلیتا ہے۔ ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور وہ تین قسم ہیں۔

قسم اول

وہ حق جس کا سبب طاعت ہے وہ نذر ہے۔ سو اگر عبادت مقصودہ کی نظر ہو تو اس کا ایفا فرض و واجب ہے۔ اور اگر عبادت غیر مقصودہ کی ہو تو ایفا مستحب ہے۔ اور اگر مباح کے ہو لغو ہے۔ اگر معصیت کے ہو ایفا حرام ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا قریب شرک کے ہے۔

قسم دوم

جس کا سبب امر مباح ہے۔ جیسا کفارۂ یمین مباح اور قضائے رمضان مسافر و مریض کے لئے یہ حقوق واجب الادا ہیں۔

قسم سوم

جس کا سبب معصیت ہے۔ جیسے حدود اور کفارات جو بلا عذر شرعی روزہ افطار کرنے سے یا قتلِ خطا یا ظہار سے واجب ہوتے ہوں۔ یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں۔ اور جن حقوق کا سبب اختیاری ہے بعض ان میں حقوق العباد ہیں وہ بھی مثل تقسیم مذکور تین قسم ہیں۔

قسم اول

جس کا سبب اطاعت ہو وہ وعدہ کا پورا کرنا ہے یہ ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا علامت نفاق کی فرمائی گئی۔

قسم دوم

جس کا سبب امر مباح ہو وہ دین ہے اور جو مثل دین کے ہو جس طرح مبیع کا تسلیم کرنا اور منکوحہ کا اپنے نفس کو سپرد کرنا اور شفیع کو جائداد مطلوبہ دیدینا، قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا۔ مزدور کی مزدوری دینا، عاریت اور امانت واپس کرنا یہ سب واجب ہیں۔

قسم سوم

جس کا سبب معصیت ہو جیسے کسی کو قتل کر دینا کسی کا مال چھین لینا یا چرالینا یا خیانت کرنا یا کسی کی آبروریزی کرنا سخت زبانی سے یا غیبت سے ان امور کا تدارک اور معاف کرانا فرض ہے ورنہ آخرت میں اس کے بدلہ عبادت دینی ہوگی یا سزا جھیلنی پڑے گی۔

خاتمہ

جو حقوق ان کے ذمہ ہوں اگر وہ حقوق اللہ ہیں سو اگر عبادت سے ہیں تو ان کو ادا کرے۔ مثلاً اس کے ذمہ نمازیں یا کچھ روزے یا زکوٰۃ وغیرہ رہ گئی ہو ان کو حساب کر کے پورا کرے۔ اور بہ صورت عدم گنجائش وقت یا مال ان کے ادا کرنے کا ارادہ دل میں رکھے۔ جب وسعت ہو اس وقت کوتاہی نہ کرے۔ اور اگر معاصی میں سے ہیں اُن سے توبۂ صادق کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب معاف ہو جائے گا۔ اور اگر وہ حقوق العباد ہیں۔ جو ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے معاف کرائے۔ مثلاً قرض یا خیانت وغیرہ اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرالے، مثلاً

غیبت وغیرہ اور اگر کسی وجہ سے اہل حقوق سے نہ معاف کرا سکتا ہے۔ نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں مگر جب قدرت ایفا دیا استغفار کی ہو اس وقت اس میں دریغ نہ کرے اور جو حقوق خود اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں۔ جن سے امید وصول کی ہو بہ نرمی اُن سے وصول کرے اور جن سے امید نہ ہو یا وہ قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگر قیامت میں ان کے عوض حسنات ملنے کی توقع ہے، مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے اس لئے بالکل معاف کر دینا بالکل بہتر ہے، بالخصوص جب کوئی شخص معذرت ومعافی چاہے۔

فقط والسلام

ازالۃ الرّین عن حقوق الوالدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد حمد وصلوٰۃ کے مؤلف رسالۂ ہٰذا اپنے برادرانِ اسلامی کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ عرصے سے دیکھتا تھا کہ بعض اسلامی بھائی ادائے حقوق والدین میں اس قدر زیادتی اور مبالغہ کرتے ہیں کہ جس سے دیگر اہل حقوق کے حق ضائع ہوتے ہیں اور حضرت ذوالجلال والاکرام کی نافرمانی ہوتی ہے اور پھر اس برتاؤ کو عمدہ شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت نے ہم کو اطاعتِ والدین اسی طرح سکھلائی ہے۔ اور اپنی کج فہم کے موافق آیات واحادیث پیش کرتے ہیں۔ سو اس ناشائستہ حرکت کو دیکھ کر دل دُکھتا تھا اب بفضلِ خالق اکبر ایک مضمون اس بارے میں لکھنے کا قصد کیا اور اپنے پیارے پروردگار رحیم وکریم سے اختتام رسالہ اور راہِ صواب کی دعا کی، اللہ تعالیٰ بطریق حق اس کتاب کو پورا فرماوے۔ آخر میں ایک مفید تذئیل اضافہ کی جائے گی جس میں حقوق شوہر اور حقوق استاد کا مبالغہ بیان ہوکر امرِ حق واضح کیا جاوے گا۔ اصل مقصود رسالے سے امور مذکورہ ہیں، مگر ضمناً اور فوائد بھی بیان کئے جاویں گے۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیے۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہم کو حق تعالےٰ نے اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور مقصود اور مستقل بالذات ہمارے ذمہ اس خالق اکبر ہی کی تابعداری ہے۔ اور باقی جن حضرات کی تابعداری ہمارے ذمہ اللہ پاک نے لازم کی ہے وہ مقصود بالغیر اور تابع ہے اور ظاہر ہے کہ اصل تابع پر ہمیشہ اور مقصود ذریعہ پر دواماً مقدم ہوا کرتا ہے۔ اگر وسیلہ اور فرع کی اطاعت سے اصل اور مقصود کی تابعداری میں نقصان ہوگا تو وہ تابعداری مذموم اور ناجائز ہوگی حسب قواعد عقلیہ ونقلیہ دعرفیہ۔ ورنہ اصل کا فرع اور فرع کا اصل ہونا لازم آوے گا۔ اور یہ قلب موضوع ہے جو باطل، اور مقصود

سے دُور ہے۔ پس اس قاعدۂ کلّیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات اور احادیث
وغیرہ سے مقصود کو ثابت کرتا ہوں، خوب غور سے سمجھئے، یہ رسالہ انشاءاللہ
تعالےٰ عوام وخواص کی غلطی رفع کرے گا۔ بعض خواص بھی بوجہ عدم تدبّر
اس مغالطہ عظیمہ میں مبتلا ہیں۔ واللہ یقول الحق ویھدی السبیل
اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۞

آغاز مقاصد کتاب

پارہ پندرہ سورۃ بنی اسرائیل وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَـقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝

ترجمہ یہ ہے:۔ اور قطعی حکم دیدیا تیرے رب نے کہ کسی کو نہ پوجو اس (اللہ) کے سوا۔ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو۔ اگر پہنچ جاویں بڑھاپے کو تیرے سامنے والدین میں کا ایک یا دونوں (بڑھاپے کی قید اہتمام کے لئے ہے کہ یہ حالت زیادہ تعظیم کی مقتضی ہے۔ اور نیز اس حالت میں انکو خدمت کی زیادہ حاجت ہے اور ایسی حالت میں اولاد کو بوجہ شفقتِ شدید غصہ آنے کا احتمال ہے، ورنہ بغیر بڑھاپے کی حالت کا بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ سورۃ لقمان کی آیت وصاحبھما فی الدنیا معروفًا (اور ان کا ساتھ دے دنیا میں عمدہ طور پر) اس حکم کو مطلقاً ثابت کرتی ہے۔ اس لئے کہ ایذائے والدین ایسے ساتھ دینے کے خلاف ہے جس کا حکم ہے اور جس لفظ کا کہنا حالتِ بڑھاپے میں حرام کیا گیا ہے وہ ایذا ہے خوب سمجھ لو) تو اُن کو ہوں بھی نہ کہنا اور نہ اُن کو جھڑکنا اور کہہ اُن سے تعظیم کی بات اور جھکا دے اُن کے آگے عاجزی کا بازو (یعنی عاجزی کا برتاؤ کر) نیاز سے۔ اور کہہ اے میرے پروردگار اُن پر رحم فرما۔ جیسا انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم سعادت مند ہوگے

تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے۔ (یعنی سعادت سمجھ کر والدین کی خدمت کرنا یا ایک بوجھ سمجھ کر نباہنا سب کچھ ہم خوب جانتے ہیں۔ البتہ اگر نیت نیکی پر ہو اور کسی وقت تنگ دلی یا غصہ میں کچھ ناراض کر بیٹھو اور پھر توبہ کر لو۔ تو ہم (اپنی نافرمانی کا گناہ) معاف کر دیں گے۔ (اور خود اُن سے بھی کہ جن کا قصور کیا ہے بحالت قدرت معافی مانگنا ضرور ہے۔ مجبوری میں اُن کے لئے کثرت سے استغفار کرے۔ حق تعالیٰ قیامت میں معاف کرا دیں گے اور سعادت مند ہونے کی قید خصوصیت سے معافی کے لئے ہے ورنہ گناہ تو کسی طریق پہ ہو سچی توبہ سے معاف کر دیا جاتا ہے۔) اور دے قرابت دار کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو مت اڑا بکھیر کر (حق تعالیٰ نے حدِ اعتدال قائم رکھنے کو حقوق والدین کے متصل دیگر حقوق کا ادا کرنا بھی فرض کر دیا۔ کیونکہ احتمال تھا کہ اس شدّومد کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم دیکھ کر کوئی شخص کسی دوسرے کے ادائے حقوق کو محض معمولی بات خیال کر کے اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنا اور رضائے والدین کو مقدم کرنا۔ مثلاً والدین کہتے کہ تو اپنے اہل و عیال کو ایذا دے، خورد و نوش واجب میں کمی کر تو یہ کرنے لگتا پس رحیم و کریم نے بتلا دیا کہ ہر چیز کی حد ہے، والدین کی وجہ سے کسی دوسرے کی حق تلفی نہ کرو یہ وجہ ربط ہے دونوں مضمونوں میں دوسری وجہ یہ کہ اوّل والدین کا حق بیان کیا جو نہایت مؤکدہ ہے پھر دیگر اہل قرابت اور دوسرے حضرات کے حقوق کا بیان کیا، پس اعلیٰ کو مقدم اور ادنیٰ کو مؤخر کیا)۔ فوائد اس آیت سے والدین کو اُف (یعنی ہوں) کہنا منع ثابت ہوا (اور جو دوسرا لفظ یا برتاؤ ایسا ہی ہوا اس کا بھی حکم یہی ہے) اور وجہ اس لفظ کے ممنوع ہونے کی حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایذائے والدین بیان فرمائی ہے یعنی اس لفظ اور مثل اس کے دیگر الفاظ اور برتاؤ سے ان کو رنج پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ ہتک

اور بے عزتی کا ہے۔ پس قاعدہ کلیہ یہ ہوا کہ جس بات میں والدین کو واقعی ایذا ہو(۱) (جو عند الشرع معتبر ہے) وہ ہر برتاؤ قولی ہو یا فعلی ان کے ساتھ منع اور حرام ہوگا اور جس برتاؤ سے رنج مذکور بشروط مذکورہ نہ ہو وہ منع نہ ہوگا۔ اس علت اور حکم کا ہر جگہ خیال رکھیے۔ تمام احکام کا مدار اسی علت پر ہے اور قرآن میں اس آیت سے زیادہ کسی آیت میں حقوق والدین کی شدت نہیں بیان ہوئی۔ اگر یہ لفظ یا اس کے مثل کسی قوم میں بطور تعظیم بولا جاتا ہو تو اس کا اطلاق والدین پر جائز ہوگا۔ چنانچہ فقہا نے تصریح کی ہے، چند مسائل اس علت پر مبنی کر کے بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں۔ پھر جن احادیث سے لوگوں کو شبہ پڑا ہے اُن کو نقل کر کے جواب معقول قلمبند کروں گا۔ اور بعض احادیث جو غیر معتبر ہیں۔ اس باب میں وہ بھی اس کے بیان غیر معتبر کے ساتھ نقل کرونگا

کن چیزوں میں والدین کا حکم ماننا ضروری نہیں

۱۔ جو سفر خواہ تجارت کا سفر ہو خواہ حج وغیرہ کا بشرطیکہ وہ سفر فرض و واجب نہ ہو، ایسا ہو جس میں غالب ہلاکی کا اندیشہ نہیں بغیر اجازت والدین درست ہے۔ اگر والدین اس سفر سے منع کریں۔ تو اُن کے کہنے سے سفر نہ کرنا ضروری نہیں۔ چنانچہ یہ مسئلہ درمختار اور عالمگیری میں موجود ہے۔ اور جو سفر فرض یا واجب ہو اس میں تو بطریق اولیٰ یہ حکم ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جب والدین اپنی ضروری خدمت کے محتاج نہ ہوں۔ خواہ اُن کو حاجت ہی نہ ہو یا ہو۔ تو دوسرا کوئی خدمت کرنے والا موجود

---

(۱) روی عن بعض التابعین رضی اللہ قال من دعا لابویہ فی کل یوم خمس مرات فقد ادی حقہما لان اللہ تعالیٰ قال ان شکرلی ولوالدیک الی المصیر فشکر اللہ تعالیٰ ان تصلی فی کل یوم خمس مرات وکذالک لوالدین ان یدعو لہما فی کل یوم خمس مرات کذا قال الفقیہ ابو اللیث قدس سرہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو علم اللہ شیئاً من العقوق ادنیٰ من اُف نہی عن ذلک فیعمل العاق ماشاء ان یعمل فلن یدخل الجنۃ ویعمل البار ماشاء ان یعمل فلن یدخل النار رواہ الفقیہ الممدوح قلت انہ ینبغی ان یتصدق عنہم اذا ادی الزکوٰۃ وغیرہا وقال صلی اللہ علیہ وسلم لا یجزی ولد والدا الا ان یجدہ مملوکا فیشتریہ فیعتقہ مروی بسند صحیح ۱۲

ہو۔ وجہ یہ ہے کہ مذکورہ صورتوں میں والدین کو کوئی رنج و تکلیف واقعی اور قابل اعتبار نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے اس صورت میں والدین کے خلاف کام کرنا درست ہے نہ حرام نہ مکروہ۔

۲۔ اگر والدین کو ضروری حاجت کے لئے (جس کو شریعت نے ضروری کہا ہے مثلاً طعام و لباس وغیرہ واداۓ قرض اخرچ کی ضرورت نہ ہو اور اولاد کے پاس اپنی ضروری حاجت سے روپیہ یا دوسری قسم کا مال زائد ہو اور والدین اولاد سے طلب کریں تو اولاد کو دینا ضروری نہیں۔

۳۔ والدین بغیر احتیاج خدمت نوافل پڑھنے کو منع کریں یا کسی دوسرے غیر ضروری کام کرنے سے روکیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ خدمت ضروری کے محتاج ہوں اور نوافل وغیرہ میں مشغولی اُن کو تکلیف دے اور کوئی دوسرا خادم نہ ہو تو اولاد پر ضرور اور واجب ہے کہ نوافل وغیرہ چھوڑ کر ان کی خدمت کرے۔

۴۔ اگر والدین حقہ نوش ہوں اور حقہ پینا بغیر مرض اور معذوری کے ہو اور اولاد سے حقہ تیار کرنے کی فرمائش کریں (حقہ پینا سخت مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر کوئی خاص حقہ ہو اور اس سے کسی ضرر اور بدبو منہ میں پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ یا کوئی ایسا مریض ہو کہ سوائے حقہ کے کسی وجہ سے دوسرا علاج ممکن نہ ہو تو شرعاً بلا کراہت اجازت ہے۔ صاحب مجالس الابرار نے نہایت تحقیق اور تفصیل سے حقہ کی مذمت ثابت کی ہے) تو اولاد پر اس کہنے پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ ایک فعل مکروہ کا مرتکب ہونا ہے جو شرعاً مذموم ہے۔ اور ضرورت کی حالت میں جس کی تفصیل بیان ہو چکی اس فرمائش کی تعمیل واجب ہے۔

۵۔ اگر کسی کی بیوی سے کوئی (واقعی) تکلیف اور رنج اس شخص کے والدین کو نہ پہنچتا ہو خواہ مخواہ والدین اس شخص کو حکم کریں کہ تو اپنی عورت

کو طلاق دیدے، اس کہنے کی تعمیل اس آدمی پر ضروری نہیں بلکہ اس صورت میں طلاق دینا عورت پر ایک طرح کا ظلم کرنا ہے۔ طلاق اللہ پاک کے نزدیک بڑی بُری چیز ہے۔ فقط مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے۔ خواہ مخواہ طلاق دینا ظلم اور مکروہ تحریمی ہے۔ نکاح تو وصال کے لئے موضوع ہے یہ فراق بلاوجہ کیسے روا ہوسکتا ہے۔ وفصلہٗ ابن الہمامؒ فی فتح القدیرؒ وحققہٗ۔

۶۔ اگر والدین کسی گناہ کا حکم دیں کہ فلاں گناہ کرو، مثلاً فرمائیں کہ اہل حق کی مدد نہ کرو یا زکوٰۃ نہ دو یا دینی تعلیم نہ کرو یا اور کوئی ایسی ہی بات کا حکم دیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا حرام ہے اور ان کی مخالفت فرض ہے جب کہ وہ کام ضروری ہو جس سے وہ روکتے ہیں۔ ہاں اگر اُن کو کوئی (واقعی اور سخت) تکلیف ہو مثلاً وہ بیمار ہوں۔ اور کوئی خادم نہ ہو اور نماز کا وقت ہے اگر ان کی خبر گیری نہ کی جائے تو سخت تکلیف کا اندیشہ ہے پس ایسی صورت میں اگر وہ نماز قضا کرنے کو کہیں تو قضا کر دے، پھر کسی وقت قضا پڑھ لے۔ اور اگر کسی مستحب کام سے روکیں اور اپنی کسی ضروری حاجت (واقعی اور معتبر) کی وجہ سے روکیں تو اُن کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ اور خواہ مخواہ روکیں تو واجب ہے۔

۷۔ اگر والدین کہیں کہ تم ہماری فلانی اولاد کو (کہ وہ صاحبِ حاجت نہیں ہے) اس قدر رقم دے دو تو باوجود گنجائش کے بھی یہ رقم دینا واجب

لہ لا ترد علینا حال سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بطلقات کثیرۃ لازواجہ کما ہو مذکور فی الکتب فانہ لا یظن انہ کان یفعلہ بغیر سبب ولو فرضنا کذالک فہو قیاس الصحابیؓ فلا یلزم علینا اتباعہٗ ۱۲

لہ قال الشیخ ابن الہمام فی کتاب الطلاق من فتح القدیر ولا یخفی ان کلامہم فیما سیاتی من التعالیل یصرح بانہ محظور لما فیہ من کفران نعمۃ النکاح وللحدیثین المذکورین وغیرہما وانما ابیح للحاجۃ والحاجۃ ما ذکرنا فی بیان سببہ فبین الحکمین منہم تدافع فالاصح خطرہ الا لحاجۃ الادلۃ المذکورۃ ویحمل لفظ المباح علی ما ابیح فی بعض الاوقات اعنی اوقات تحقق الحاجۃ المبیحۃ انتہی الی منہا کلامہ ثم طول کلامہ فان شئت فارجع الیہ ۱۲

نہیں۔ (یہاں تک مع نظائر یہ بیان ہو گیا کہ کس کس جگہ والدین کے حکم کی تعمیل واجب اور کس مقام پر منع ہے۔ اور کس مقام پر جائز ہے۔ غرض ہر جگہ اطاعت والدین ضروری نہیں۔)

والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا صحیح مطلب

حدیث میں ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا افضل ہے نماز سے اور روزہ سے اور حج سے اور عمرہ سے اور جہاد سے راہ خدا میں (یہ حدیث ثابت نہیں اس لئے قابلِ اعتبار نہیں۔ اور اس کو حدیث کہنا روا نہیں، جیسا کہ امام شوکانیؒ نے مختصر سے نقل کیا ہے فوائد مجموعہ میں اور قاعدۂ شرعی کے خلاف ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔

مشکوٰۃ باب البر والصلہ میں بروایت ترمذی مذکور ہے رضائے پروردگار رضائے والدین میں ہے (یعنی والدین اگر راضی رہیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی رہے اور اگر وہ ناراض رہیں تو خدا بھی ناراض رہے) اور ناخوشی پروردگار کی ناخوشی والدین میں ہے۔

ف یہاں سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ ہر کام والدین کی رضا پر لازم ہے ورنہ گناہ ہوگا۔ حالانکہ یہ حکم نہیں۔ پس مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جن امور میں اطاعت والدین شریعت سے لازم ہے اُن امور میں اگر کوتاہی کرے گا تو ناراضی حق حاصل ہوگی۔ اور نافرمان جب ہی ہوگا۔ جب کہ حقوق ضروریہ ادا نہ کرے۔ پس یہ حکم مطلقاً نہیں بلکہ داخل ہے اُس قاعدۂ کلیہ میں جو ابتداً قائم کیا گیا ہے۔ کہ جس بات کے کرنے سے والدین کو تکلیف ہو وہ کام نہ کرنا واجب ہے۔ اور اس حدیث کا شان نزول خصوصیت بیان حقوق والدین اور مراد مذکور پر دلالت کرتا ہے۔ جس کو اشعۃ اللمعات میں نقل کیا ہے اور راز یہ ہے کہ ہر امر میں اطاعت کا حکم دیا جاتا اور اسی طرح عورت کو ہر امر میں خاوند کی اطاعت کا حکم ہوتا تو بہت سے لوگ عبادت الٰہی سے جو پیدائش انسان سے اصلی مقصود ہے محروم ہو جاتے اور اپنے اصلی محبوب کی یاد سے

اور اس کے ذکر کی حقیقی لذت اور کمالات عالیہ سے محروم رہتے جس بغیر طالب خالق اکبر کو چین ہی نہیں اور مقصود بھی وہی ہے جیساکہ تمہید میں بیان کر چکا ہوں۔

انسانی پیدائش کا اصل مقصد

قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ہ

اور ہم نے جن وانسان کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے ۔

اور حدیث قدسی جو باعتبار سند ضعیف مگر ہمارے مقصود کو غیر مضر اور باعتبار تحقیق حضرات اہل کشف صحیح ہے اسی مضمون کو بتلاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق "میں خزانہ میں پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں سو پیدا کیا میں نے مخلوق کو" پس معلوم ہوا کہ عبادت الٰہی اور معرفت محبوب حقیقی مقصود ہے پیدائش مخلوق سے پس ہر جگہ اس کو مقدم رکھا جائے گا۔

والدین کے حکم کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے یا نہیں؟

۴۔ مشکوٰۃ کے مقام مذکور میں حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد اُن کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک بیوی ہے جس کے طلاق دینے کا میری ماں حکم کرتی ہے (آیا طلاق دوں یا نہیں) پس فرمایا اس سے حضرت موصوف نے میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ باپ (اور ماں) افضل دروازہ بہشت کا ہے (یعنی سبب داخل ہونے جنت میں افضل دروازے جنت سے رضائے والد (اور والدہ) ہے۔ پس اگر تو چاہے تو حفاظت کر دروازے کی یا ضائع کر دے اس کو (یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اُس عورت سے اُس مرد کی والدہ کو تکلیف (واقعی) پہنچتی تھی اس وجہ سے طلاق دلانا چاہتی تھی۔ ورنہ خواہ مخواہ طلاق دلانا ظلم ہے اور ظلم پر مدد کرنا ظلم ہے، پس طلاق جو ظلم ہے صورت مذکورہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

اس کی کیسے اجازت دے سکتے تھے۔ نیز یہی جواب ہے اُس حدیث کا
جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ اُن کے صاحب زادے
اپنی بیوی کو طلاق دیدیں۔ صاحبزادے طلاق نہیں دینا چاہتے تھے تو
انہوں نے جناب سرورِ عالم سے مسئلہ دریافت کیا آپ نے طلاق دینا ارشاد
فرمایا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے مقبول صحابی کسی پر کیسے ظلم کرتے، اگر
بفرضِ محال ایسا کرتے تو حضور سرورِ عالم کیسے گوارا فرماتے اور ظلم کی کس طرح
اعانت فرما سکتے تھے۔ اس حدیث کی تقریر قریب اسی تقریر کے حضرت امام
ہمام غزالی قدس سرہ نے احیاء العلوم میں فرمائی ہے)

والدین کے حقوق ادا کرنے پر جنت کی بشارت

۵ حضرت ابن عباسؓ سے مشکوٰۃ کے باب مذکور میں بروایت بیہقی روایت
ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبول نے جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ فرماں
بردار ہو۔ حق تعالیٰ کا ماں باپ کے (حق ضروری) ادا کرنے میں تو وہ ایسے
حال میں صبح کرتا ہے کہ دو جنّت کے دروازے اس کے لئے کھلے ہیں۔ اور
اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور یہ برتاؤ اس کے ساتھ کیا جائے تو بطریق
مذکور ایک دروازہ جنت کا اس کے لئے کھلا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جو صبح
کرے اس حال میں کہ نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ کی والدین کے حقوق (ضروریہ)
میں تو دو دروازے جہنم کے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک
زندہ ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ ایک مرد نے عرض کیا کہ اگرچہ والدین
اس پر ظلم کریں (یعنی باوجود اُن کے ظلم و زیادتی کے بھی ان کی اطاعت ہی
کرے) حضور اقدس نے تین بار فرمایا کہ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔
(تب بھی اس کو اطاعت ہی چاہئے۔ اور ضرور ہے۔ واضح رہے کہ مطلب
یہ ہے کہ والدین کے ظلم کرنے کی وجہ سے جو حقوق اُن کے اولاد پر ضرور

لہ اس حدیث کو ترمذی نے اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ ۱۲

ہیں اُن کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ برائی کی ہم بھی ایسا ہی کریں۔

خدا کی نافرمانی کے لئے کسی کا حکم نہیں ماننا چاہیئے۔

یہ غرض نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے کام کا حکم کریں جو شرعاً ظلم ہو۔ اور اس میں ان کا کہنا مانے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے لاطاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق۔ نہیں ہے کسی طرح کی تابعداری کسی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں۔ یعنی کسی مخلوق کا کسی قسم کا حکم ماننا جو خالق کے حکم کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں۔ (اور یہ جملہ صورۃً خبر ہے اور مراد اس سے نہی ہے۔ اور نہی بصورت خبر ابلغ ہوتی ہے خود نہی کے صیغہ سے۔ پس نہایت تاکید سے یہ امر ثابت ہوا کہ کسی مخلوق کا کوئی کہنا ماننا جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، ہرگز جائز نہیں۔ خوب سمجھ لو۔)

ماں باپ کا نفقہ کب واجب ہوتا ہے

۶۔ بیوی کے نفقہ کے سوا اور اہل قرابت کا نفقہ مرد کے ذمہ اسوقت واجب ہوتا ہے، جب کہ وہ اس قدر مال کا مالک ہو جس سے صدقہ فطر، واجب ہوتا ہے۔ اور والدین بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ اور بیوی کا نفقہ ہر صورت میں فرض ہے خواہ شوہر فقیر ہو یا امیر ہو (حاشیہ شرح وقایہ) پس معلوم ہوا کہ جب تک بقدر مال مذکور مرد کے پاس نہ ہو والدین کا نفقہ (ضروری خرچ) واجب نہ ہوگا۔ اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ انسان والدین سے بے رُخی اور ان کے ادائے حقوق میں کوتاہی اور ان کی احسان فراموشی کرے کہ یہ تو بہت بُری بات ہے۔ بلکہ غرض اس تمام تقریر سے یہ ہے کہ مبالغہ رفع کر دیا جاوے۔ وہ حقوق بھی بیان ہو جاویں جو واجب ہیں، اور وہ بھی جو غیر ضروری اور مستحب یا مُباح ہیں۔ والدین رب مجازی ہیں ان کا بڑا لحاظ اور بڑی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور چونکہ حقوق والدین مشہور

ہیں اُن کے بیان کی حاجت نہیں۔ نیز یہ کتاب جس مبالغہ رفع کرنے کے واسطے موضوع ہے وہ اس کا اصلی مقصد ہے اور صورتِ مذکورہ میں مستحب مؤکدہ ہے کہ اگر کوئی خاص مجبوری نہ ہو تو باوجود اس قدر مال نہ ہونے کے بھی ان کی خدمت کرے۔ اگرچہ خود کو تکلیف ہو۔

والدین کے حکم سے مشتبہ مال کھانا واجب نہیں

۷۔ والدین کے فرمانے سے مشتبہ مال کا کھانا واجب[1] نہیں ہوتا اسلئے کہ اس میں والدین کو کوئی معتبر اور واقعی تکلیف نہیں، ہاں اگر اولاد مرنے لگے، اور سخت تکلیف ہو اور والدین اصرار کریں کہ مشتبہ مال صرف کر اور حلال طیب مال پر اُن کو قدرت نہ ہو تو اُن کی فرمانبرداری کے لئے بقدر حاجت کھالے۔ ہاں اگر وہ کھانے والا صاحب قلب صافی اور بزرگ ہو تو جب بھی نہ کھاوے کہ ایسا مال ایسے شخص کو حسی اور ظاہری اور باطنی اور معنوی سخت نقصان دیتا ہے۔ جیساکہ بندہ کا اور دیگر حضرات کا تجربہ ہے اور ایسی صورت میں والدین کی فرمانبرداری واجب نہیں۔ اس لئے اپنی ذات کو ازخود ہلاکی میں ڈالنا ممنوع ہے۔ اور اس میں نافرمانی خالق ہے اور مخلوق کی اطاعت ناراضی خالق میں روا نہیں۔ اور ایسی صورت تکلیف سے اگر مرجاوے اور خراب مال نہ کھاوے تو بڑا ثواب ہوگا۔

جہاد میں کافر باپ کو قتل کرنا درست ہے

۸۔ لباب النقول میں ہے کہ جنگ بدر میں ادھر مسلمانوں کے لشکر خدائی گروہ میں حضرت عبیدہؓ بن الجراح[2] تھے۔ ادھر کفار کے لشکر شیطانی گروہ میں اُن کے باپ جو مشرک تھے اپنے بیٹے کے جان سے مارنے کی تگ و دو میں لگے ہوئے تھے حضرت ابو عبیدہؓ نے جب دیکھا میرا باپ کافر مجھ کو میرے اسلام کی وجہ سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ ادھر اُدھر بچے پھرتے رہے۔ آخر کار موقعہ پاکر باپ

---

[1] وبہ قال بعض العلماء نقلہ الغزالی قدس سرہ قلت ان من افتی بذالک فہو کان محققاً ۱۲
[2] یہ بڑے زاہد صحابی ہیں۔

کو مار ڈالا۔ تو آیات ذیل نازل ہوئیں، نیز حضرت ابوبکر صدیقؓ کے باپ ابو قحافہؓ نے کفر کی حالت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ منہ سے نکالا۔ حضرت صدیقؓ نے فوراً منہ پر طمانچہ کھینچ مارا، وہ گر پڑے اور حضور سے شکایت کی سرور عالم نے یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ ایسے بے جا کلمات پر گردن اڑا دیتا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ان آیات کا شانِ نزول یہ دو سبب ہیں۔ اور وہ آیتیں سورۂ مجادلہ پارہ ۲۸ میں درج ہیں۔ جن کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ ”تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور روز آخرت پر کہ وہ دوستی کریں۔ ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے گو وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے کنبے کے بھی ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ (یعنی خوب رچا دیا ہے) اور ان کی تائید کی فیضان غیبی سے اور ان کو داخل فرمائے گا۔ ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ خدائی لشکر ہے۔ سنو جی۔ اللہ کا لشکر وہی فلاح پانے والے ہیں۔ یہاں سے بخوبی روشن ہو گیا کہ اللہ پاک کے حق کے سامنے والدین کے حق کی کیا وقعت ہے اور ثابت ہوا کہ جہاد میں باپ کو خود قتل کرنا درست ہے۔ اور ہدایہؒ میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ جہاد میں اپنے باپ کے مارنے کو دوسرے کو اشارہ کر دے خود نہ مارے سو ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم مستحب ہے۔ کہ ادب پدری بھی ملحوظ رہے گا۔ اور مقصود بھی حاصل ہو جائے گا۔ اور یہ بھی جب کہ دوسرا شخص موجود ہو ایسے موقع پر اس کو بخوبی مار سکے۔ کفر اور فسق کا انجام ذلت ہے۔ پس ادب پدری پورے طور پر نہیں باقی رہ سکتا۔

۱۔ پھر یہ اسلام لے آئے تھے۔ ۱۲

۲۔ یدل علیہ ما رواہ الزمخشری عن حذیفۃ انہ استاذن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قتلِ ابیہ وہو فی صف المشرکین فقال دعہ یلیہ غیرک انتہی وقلت بالاستحباب تطبیقا بین الاحادیث ولعل ہذا الحدیث ثابت لکن لم اطلع علی وضعہ ولا ثبوتہ فی غیر الکشاف والبیضاوی۔ وتتبعت کتب الموضوعات ۱۲

فاسق والدین کو اچھے طریق سے نصیحت کرے

پس اگر والدین فاسق ہوں تو خوب اچھے طریق پر نصیحت کرے۔ اور اگر ضرورت ہو اور جھڑک دے تاہم کچھ گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے معاملۂ دینی میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔ لیکن حتی المقدور خاص طور پر ادب ملحوظ رکھے جہالت سے نہ پیش آوے۔ متانت اور ادب کا برتاؤ کرے۔ حد شریعت کے اندر اندر خوب سمجھ لو۔ اور حضرت ابراہیم نے جو اپنے کافر باپ کو باوجود کفر اور نصیحت نہ ماننے کے کوئی تکلیف نہیں دی۔ سو اس وجہ سے کہ اُن کو بظاہر امید تھی کہ یہ نرمی سے نصیحت قبول کریں گے۔ اور اسی شفقت کی وجہ سے استغفار کرنے کا اُن کے لئے وعدہ کیا تھا۔ مگر جب یہ امید منقطع ہوگئی اور معلوم ہوا کہ یہ دشمن خدا ہے۔ اور استغفار بوجہ کفران کو مفید نہ ہو گی تب اُن سے بیزار ہوئے۔

۹۔ احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو خدا کا فرماں بردار نہ ہو اور والدین کا فرماں بردار ہو (تو بوجہ اطاعت والدین نامۂ اعمال میں) وہ نیک لکھا جاتا ہے۔ اور جو اس کے خلاف ہو وہ بد لکھا جاتا ہے۔ (یہ روایت اگر طریق معتبر سے ثابت ہو تو اس سے وہم ہو سکتا ہے کہ اطاعت خالق کا درجہ اور حقوق الٰہیہ کا مرتبہ ہر موقع پر حقوق والدین سے کم ہے، مگر ایسا نہیں ہے۔ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو شخص اطاعت والدین کرے ان امور میں جہاں ان کی اطاعت جائز ہے۔ خواہ وہ طاعت واجبہ ہو یا مستحبہ ہو تو اس کی برکت سے حقوق الٰہیہ کا ادا کرنا معاف ہو جاتا ہے۔ اور

ؔ جھڑکنے کی ممانعت قرآن کی نص صریح میں ہے اور محققین فقہاء نے ایسی صورتیں کہ والدین کسی گناہ میں مبتلا ہوں سمجھانے پر بھی باز نہ آئیں۔ یہ لکھا ہے کہ اولاد کو چاہئے۔ کہ اُن کے لئے دعا پر اکتفا کرے جھڑکنے اور دلآزاری کے طریقہ سے بچے کذا فی خلاصۃ الفتاویٰ۔ ۱۲ محمد شفیع دیوبندی

جب کہ والدین کے ضروری حقوق ادا نہ کرے تو دیگر اعمال متعلق حقوق الٰہیہ ادا کرنے سے یہ نافرمانی والدین معاف نہیں ہوتی۔ پس نافرمان لکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حقوق العباد باوجود قدرت بغیر ادا کئے یا بغیر معافی اصحاب حقوق ساقط نہیں ہوتے کہ اللہ غنی اور بندہ محتاج ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ والدین کا غیر ضروری حکم نہ ماننے سے باوجود اطاعت حقوق الٰہیہ بندہ نافرمان لکھا جائے۔ خوب سمجھ لو۔

اولاد کو اچھی تعلیم دینا باپ پر فرض ہے

۱۰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی باپ نے اپنے بیٹے کی اس کو رنج و ایذا دینے کی شکایت کی۔ آپ نے بیٹے سے وجہ دریافت کی اور کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا باپ کا حق بہت بڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موافق حکم حدیث میرے ان پر (خاص طور پر) تین حق تھے۔ نام اچھا رکھنا۔ تعلیم کرانا۔ اپنی شادی اچھی جگہ (شرعی طور پر) کرنا کہ لڑکے کو طعنہ نہ دیں۔ بوجہ ماں کے رذیل و خراب ہونے کے انہوں نے کوئی حق ادا نہیں کیا (بغیر تعلیم کسی کا حق کیسے معلوم ہو سکتا ہے جو ادا کرے) پس حضرت فاروق اعظمؓ نے لڑکے سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ (اور فرمایا باپ سے کہ تو کہتا ہے کہ میرا بیٹا مجھے ایذا دیتا ہے بلکہ اس کے ایذا دینے سے پہلے تو اس کو ایذا دے چکا ہے، میرے سامنے سے اٹھ جا" یہ حدیث امام فقیہ ابو اللیث نے روایت کی ہے۔ مختصر کر کے نقل کیا ہے۔ ہر شخص کے حقوق کا لحاظ شریعت میں کیا گیا ہے اور اسی کے موافق مطالبہ ہے) امام علامہ سیوطیؒ نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضرت سعیدؒ بن المسیب (یہ بڑے درجہ کے تابعی ہیں۔ علم میں کوئی تابعی اس درجہ کو نہیں پہنچا) اور بزرگ تھے اور

ے لفظ وسعید بن المسیب ہجر اباہ حتی مات وکان الثوری یتعلم من ابی لیلی فمات ابن ابی لیلی ولم یشہد الثوری جنازتہ وقد نقلتہ لان الاستاذ اب روحی لکن لا یبلغ درجۃ الاب الحقیقی فافہم ۔ ۱۲

صاحب کرامت تھے انہوں نے اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کی اور بالکل چھوڑ دیا دینی وجہ سے یہاں تک کہ اُن کی وفات ہوگئی حضرت موصوف کی یا ان کے باپ کی سبحان اللہ اللہ والے کسی رعایت نہیں کرتے بمقابلہ احکام کی مخالفت اُن کو گوارا نہیں گو کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔

۱۱۔ ذکر کرنا والدین یا دیگر حضرات کی مالی خدمت و نیز دوسری غیر ضروری خدمتوں سے افضل ہے اور علمی عبادت تو بطریق اولیٰ افضل ہے یہ مضمون حدیث سے ثابت[۱] ہے۔

الحمد للہ کہ یہاں تک بخوبی ثابت ہوگیا کہ خلاف شرع حکم والدین کا ماننا جائز نہیں۔ اور وہ مقامات بھی معلوم ہوگئے جہاں اطاعت والدین فرض مستحب ہے۔ الغرض ہر حکم والدین کی تعمیل لازم نہیں۔ اور معتبر حدیث میں ہے کہ نزلوا الناس منازلہم۔ (یعنی لوگوں کو ان کے درجوں پر قائم کرو) نہ کسی کو حد سے زیادہ بڑھاؤ اور نہ حد سے زیادہ گھٹاؤ خود افضل البشر سید الانبیاء نے اپنی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے منع فرمایا ہے حالانکہ آپ کا رتبہ والدین وغیرہ سب سے زیادہ ہے

-) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا المرسلین وآلہ اجمعین وسلم

تذئیل مفید

اُستاد و مرشد اور زوجین کے حقوق

۱۔ استاد و مرشد کا بڑا حق ہے۔ لیکن والدین سے کم ہے۔ بعضے حضرات سے غلطی ہوئی ہے جنہوں نے استاد و مرشد کے حق کو والدین کے حق پر ترجیح دی ہے اور والدین کے حق کو استاد و مرشد کے حق سے کم فرمایا ہے۔ اور شاید[۲]

---

[۱] قد جاء فی فضل الذکر عایت یدل علیہ وان شئت شرحہ فانظر فی شرح المشکوٰۃ للشیخ الدہلوی۔

[۲] فلا تلتفت الی ما قال فی عالمگیریہ ناقلا عن شرح شرعۃ الاسلام من تقدیم حقوق الاستاذ علی الابوین فان لیس فیہ نص ولا قیاس صحیح ولا الاجماع ۱۲ منہ

اُن کی دلیل یہ ہوگی کہ والدین تربیت ظاہری و جسمانی کرتے ہیں اور یہ حضرات تعلیم باطنی اور تربیت روحانی فرماتے ہیں۔ اور روح و باطن کا فضل جسم پر ظاہر ہے۔ مگر یہ دلیل نہایت ضعیف قابل اعتماد نہیں کہ جزئی فضل سے کلی فضل نہیں۔ پس ایک جہت سے بزرگی ہونا دوسری جہات سے افضل ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ کہیں قرآن و حدیث میں اس قدر اہتمام کے ساتھ استاد و مرشد کے حقوق کا بیان ہے۔ جیساکہ والدین کے حقوق کا اہتمام شدت سے فرمایا گیا ہے۔ استاد و مرشد میں فقط تعلیم کی وجہ سے حق قائم ہوتا ہے۔ والدین بے شمار سختیوں اور بے طمع محبت سے اولاد کی پرورش کرتے ہیں باوجود اولاد کی گستاخی اور سرکشی کے اپنی اضطراری محبت سے اولاد پر شفقت کرنے سے اعراض نہیں فرماتے اور جان و دل ان پر قربان کرتے ہیں۔ بخلاف استاد و پیر کے کہ تھوڑی خفگی کی بھی اس قدر برداشت دشوار ہے جیسا کہ والدین بے شمار سختیوں کا تحمل کرتے ہیں۔ اور جزا بمقدار عمل ہوا کرتی ہے پس چونکہ والدین کا عمل بہت بڑا ہے۔ لہٰذا درجہ بھی بڑا ہوا۔ گو بطریق شذوذ و ندرت بعض والدین میں شفقت مرشد و استاد سے کم پائی جائے۔ اور بعض استاد و مرشد میں والدین سے زائد شفقت پائی جائے۔ پس اس کا اعتبار نہیں اس لئے کہ بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے۔ مدار حکم یہ امر نہیں ہو سکتا، مدار حکم وہی ہے جو بیان ہوا۔ خوب سمجھ لو۔ اور مرشد و استاد کا حق دل و جان سے سعی کر کے ادا کرو کہ ان کے ذریعہ سے انسانیت اور رضائے الٰہی نصیب ہوتی ہے۔ مگر حد کو ملحوظ رکھو۔ یہ مختصر مضمون اس موقع پر کافی ہے بعضے کہتے ہیں کہ استاد کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا ضرور ہے۔ یہ غلط محض ہے اور ہر موقع پر تو والدین کا بھی اتنا حق نہیں جیساکہ بیان ہو چکا سوائے عظمت و تکریم اور ضرورت کے وقت مثل خدمت دیگر حضرات اُن کی خدمت کرنے کے مثل والدین ان کی اطاعت لازم نہیں۔ ہاں قریب واجب ضرور ہے اس

موقع پر جہاں والدین کی اطاعت لازم ہے خوب سمجھ لو۔ اور استاد اگر فاسق یا کافر ہو تو بھی اس کی تعظیم اور ادائے حقوق میں کمی نہ کرے ہاں دل سے برا سمجھے۔

بیوی کے ذمہ خاوند کا حق

۲۔ بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت اور اس کی خواہش کو پورا کرنا لازم اور فرض ہے وہ کوئی مباح کام ایسا نہیں کرسکتی جس میں خاوند کی خدمت وغیرہ میں خلل پڑے، دنیا میں بیوی پر خاوند کا جتنا حق ہے اتنا کسی کا کسی پر نہیں۔ جیساکہ حدیث (مشکوٰۃ) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کہ اگر میں سجدہ کرنے کا غیر خدائے تعالیٰ کے لئے حکم کرتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، یہاں سے کس قدر عظمت شوہر کی ثابت ہوئی کہ عبادت جو مخصوصات خداوندی میں سے ہے، اگر غیر خدا کے لئے روا ہوتی تو اس کا اہل شوہر کے سوا کوئی دوسرا نہ ہوتا۔ لیکن ہر حکم خاوند کا ماننا ضروری نہیں۔ ہاں خاوند کا وہ حکم جس کے نہ کرنے سے اُسے تکلیف ہو اس کی خدمت کا حرج ہو یا کسی کام کے کرنے سے ایسا ہو۔ پس ضرور ہے کہ ایسے امور میں (بشرطیکہ وہ امور خلاف شرع نہ ہوں) خاوند کی تابعداری کرے۔ اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اور کسی طرح اُس کے حقوق میں کمی نہ کرے۔ اور یہ مضمون والدین کے حقوق کے بارہ میں تفصیلی بیان ہو چکا ہے۔ بعینہٖ وہی حکم یہاں ہے۔ مگر یہاں زیادہ مؤکد ہے۔ سمجھانے کے لئے چند مسائل نمونے کے طور پر لکھتا ہوں۔

بیوی اور شوہر کا مال شرعاً علحدہ علحدہ ہے

۱۔ خاوند اور زوجہ کا مال شرعاً جدا جدا سمجھا جاتا ہے۔ جس چیز کی خرید و فروخت اور ہر قسم کے تصرف کا حق زوجہ کو حاصل ہوگا وہ مال اس کا مملوک ہوگا اور جس مال پر اسی طرح زوج کا تصرف ہو وہ مال زوج کا ہے خلط ملط اور گڑبڑ کرنے سے اگر مال حد نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ وغیرہ ساقط نہ ہو

گی۔ پس اگر خاوند کہے کہ میرا تیرا ایک ہی معاملہ ہے تو زکوٰۃ نہ ادا کر تو ہرگز اس کا کہنا نہ مانے۔ کہ اس میں مخالفتِ خداوندی ہے اور کسی مخلوق کی اطاعت مخالفت الٰہی میں جائز نہیں، لوگ اس مسئلہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔

شوہر کے حکم سے فرض واجب و سنّت کو نہیں چھوڑا جا سکتا

۲۔ اگر خاوند عورت کے مملوک مال جائز موقع میں صرف کرنے سے روکے تو عورت کو اس کے حکم کی تعمیل واجب نہیں جب کہ بغیر کسی وجہ شرعی کے روکے ہاں یہ ضرور ہے کہ باہم فساد برپا کرنا اچھا نہیں حتی المقدور خوب موافقت سے رہنا چاہیئے۔ بعضے شوہر چونکہ دیندار نہیں ہوتے اس وجہ سے ایسے موقعوں پر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے فساد سے بچنے کے لئے جائز اور مکروہ تنزیہی امور میں اس کی اطاعت کر سکتی ہے۔ ہاں فرض و واجب و سنّت مؤکدہ کو اس کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتی۔

۳۔ بغیر اجازت شوہر کسی بزرگ سے بیعت ہونا جائز ہے، ہاں کسی فساد کا اندیشہ ہو تو اس فساد رفع کرنے کی وجہ سے یہ جائز ہے کہ بیعت نہ ہو۔ مثلاً خاوند منع کرے کہ تو بیعت نہ ہو اور وہ بیعت ہونا چاہتی ہے تو اگر باہمت ہو تو اللہ کے بھروسہ پر بیعت ہو جائے۔ لیکن پھر کوئی رنج اس وجہ سے پیش آئے تو صبر کرے۔ ناشکری نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پیش آتی ہیں۔ آخرت میں ایسے لوگوں کا بڑا درجہ ہے۔ اور یہی حکم اُن کاموں کا ہے جو مکروہ تنزیہی ہیں اور خاوند اُن کے کرنے کو کہے۔

خاوند کی موجودگی میں نفلی عبادت کا حکم

۴۔ اگر خاوند مکان پر موجود ہو تو نفلی روزہ، نماز بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے۔ اس لئے کہ شاید اس کی خدمت میں اس وجہ سے کوتاہی ہو جائے ہاں اُس کی اجازت سے پڑھے۔ حدیث شریف میں مکان پر موجود ہونے کی قید آئی ہے۔ اگر باہر ہو تو بغیر اجازت مضائقہ نہیں، اور اسی حدیث سے

ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خاوند کے حقوق میں خلل انداز ہوں۔ان کا کرنا بغیر اس کی اجازت جائز نہیں۔اور باقی سب کام شرع کے موافق کرنے درست ہیں۔

۵۔اگر شوہر کوئی جائز کام کسی اپنے قرابت دار یا کسی غیر کا عورت سے کروائے بغیر کسی مجبوری تو اس کا کرنا عورت کے ذمہ ضروری نہیں۔مثلاً کسی کے لئے روٹی پکوائے یا کپڑا سلوائے یا کوئی ایسا ہی کام کرائے اگر کسی مجبوری سے کرائے تو چونکہ اُس کام نہ کرنے میں خاوند کو تکلیف ہوگی اس لئے ضرور ہے کہ کر دے۔(فائدہ جلیلہ) اگر عورت کسی غیر محرم کا (بلا سخت مجبوری) کپڑا سیئے تو اگر وہ شخص اچھا دیندار ہے اور کوئی فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی گناہ نہیں۔اگر وہ شخص بددین ہوا اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو سینا درست نہیں۔بعضے بدچلن لوگ سیون دیکھ کر لذت حاصل کرتے ہیں۔بطور نمونہ یہ تھوڑا سا مضمون مبالغہ سے بچانے کے لئے لکھ دیا گیا۔تاکہ وہ مواضع معلوم ہوں کہ جہاں اطاعت شوہر ضروری اور جہاں غیر ضروری ہے۔ورنہ خاوند کی اطاعت شرع کے موافق جس قدر ہو بڑی عمدہ بات ہے۔بڑا درجہ جنت میں ایسی عورت کو حاصل ہوگا۔ہاں نوافل وغیرہ عبادات کا بھی خیال رکھے کہ اصلی مقصود پیدائش مخلوق سے طاعت الٰہی ہے۔اور اس کا تفصیلی حال کہ جس حالت میں ذکر اللہ والدین کی غیر ضروری طاعت سے افضل ہے پیشتر بیان کر چکے ہیں وہی حکم یہاں بھی ہے ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

الحمد للہ تعالیٰ کہ تذئیل مفید تمام ہو گئی۔اللہ تعالیٰ مقبول اور نافع فرمائے۔بطفیل جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

آداب المعاشرت

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اس وقت دین کے پانچ اجزاء میں سے عوام نے تو صرف دو ہی جزء کو داخلِ دین سمجھا، یعنی عقائد و عبادات کو، اور علماء ظاہر نے تیسرے جزء کو بھی دین اختیار کیا، یعنی معاملات کو۔ اور مشائخ نے چوتھے جزء کو بھی دین قرار دیا، یعنی اخلاقِ باطنی کی اصلاح کو۔ لیکن ایک پانچویں جزء کو کہ وہ ادب معاشرت ہے قریب قریب ان تینوں طبقوں نے الا ماشاء اللہ اکثر نے تو اعتقاداً دین سے خارج اور بے تعلق قرار دے رکھا ہے اور اسی وجہ سے اور اجزاء کی تو کم و بیش خاص طور پر یا عام طور پر یعنی وعظ میں کچھ تعلیم و تلقین بھی ہے، لیکن اس جزء کا کبھی زبان پر نام تک بھی نہیں آتا۔ اسی لئے علماً و عملاً یہ جزء بالکلیہ نسیاً منسیاً ہو چلا ہے۔ اور میرے نزدیک باہمی الفت و اتفاق میں (جس کی شریعت نے سخت تاکید کی ہے۔ اور اس وقت عقلاً بھی بہت چیخ و پکار کر رہے ہیں۔) جو کمی ہے۔ اس کا بڑا سبب یہ سوءِ معاشرتﹰ بھی ہے کیونکہ اس سے ایک کو دوسرے سے تکدر و انقباض ہوتا ہے۔ اور وہ رافع مانع ہے انبساط و انشراح کا اعظم مدار ہے الفت باہمد گر کا، حالانکہ خود اس عیال کو کہ اس کو دین سے کوئی مس نہیں، آیات و احادیث و اقوال حکمائے دین کے رد کرتے ہیں چنانچہ ان میں سے بعض بطور نمونہ کے پیش کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ فراخ کر دو تو جگہ کو فراخ کر دیا کرو، اور جب تم سے کہا جائے،

لے بھول بھلیاں ۱۲ ؎ خراب برتاؤ

کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑا ہو جایا کرو۔[1]

اور ارشاد ہے کہ

دوسرے کے گھر میں (گو وہ مردانہ ہو۔ مگر خاص خلوت گاہ ہو) بے اجازت لئے مت جایا کرو۔[2] دیکھئے اس میں اپنے جلیسوں کی راحت کی رعایت کا کس طرح حکم فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک ساتھ کھانے کے وقت دو دو چھوارے ایک دم سے نہ لینا چاہئے، تا وقتیکہ اپنے رفیقوں سے اجازت[3] نہ لے لے۔" دیکھئے اس میں ایک نہایت خفیف امر سے محض اس وجہ سے کہ بے تمیزی ہے اور دوسروں کو ناگوار ہوگا۔ ممانعت کر دی۔ اور حضورؐ ہی کا ارشاد ہے کہ جو شخص لہسن اور پیاز (خام) کھائے۔ تو ہم سے یعنی (مجمع) سے علیحدہ[4] رہے۔" دیکھئے اس خیال سے کہ دوسروں کو ایک خفیف سی اذیت ہوگی۔ منع فرما دیا۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ مہمان کو حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اس قدر قیام کرے کہ وہ تنگ ہو جائے[5]۔ اس میں ایسے ممانعت ہے جس سے دوسروں کے قلب پر تنگی ہو۔" اور ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں کے ساتھ کھانے کے وقت گو پیٹ بھر جائے مگر جب تک کہ دوسرے لوگ فارغ نہ ہو جائیں۔ ہاتھ نہ کھینچے۔ کیونکہ اس سے دوسرا کھانے والا اکثر شرما کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے، اور شاید اس کو ابھی کھانے کی حاجت[6] باقی ہو۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا کام نہ کرے۔ جس سے دوسرا آدمی شرما جائے۔ بعضے آدمی طبعی طور پر مجمع میں کسی چیز سے شرماتے ہیں اور ان کو گرانی ہوتی ہے یا ان سے مجمع میں کوئی چیز مانگی جائے تو انکار وعذر کرنے سے شرماتے ہیں۔ گو پہلی صورت میں لینے کو جی چاہتا ہے اور دوسری صورت میں دینے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسے شخص کو مجمع میں نہ دے۔ نہ مجمع میں اس سے مانگے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت

---

[1] سورۂ مجادلہ [2] سورۂ نور [3] متفق علیہ [4] متفق علیہ [5] متفق علیہ [6] رواہ ابن ماجہ ۱۲

جابرؓ درِ دولت پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا کون ہے، انہوں نے عرض کیا میں ہوں۔ آپ نے ناگواری سے فرمایا میں ہوں میں ہوں[۱]۔ اس سے معلوم ہوا کہ بات صاف کہے کہ جس کو دوسرا سمجھ سکے اور ایسی گول بات کہنا جس کے سمجھنے میں تکلیف ہو الجھن میں ڈالنا ہے۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا، مگر آپ کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کہ جانتے تھے کہ آپؐ کو ناگوار ہوتا ہے[۲]۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی خاص، ادب وتعظیم یا کوئی خاص خدمت کسی کے مزاج کے خلاف ہو۔ اس کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرے۔ گو اپنی خواہش ہو، مگر دوسرے کی خواہش کو اس پر مقدم رکھے۔ بعضے لوگ جو بعض خدمات میں اصرار کرتے ہیں، بزرگوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور ارشاد ہے کہ "ایسے دو شخصوں کے درمیان میں جو قصداً پاس پاس بیٹھے ہوں، جاکر بیٹھنا حلال نہیں۔ بدون ان کے اذن کے[۳]"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسروں کو کدورت ہو، نہ چاہیئے۔ اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔ اور آواز کو پست فرماتے[۴]، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جلیس کی اتنی رعایت کرے کہ اس کو سخت آواز سے بھی اذیت ودحشت نہ ہو۔ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو جو شخص جس جگہ پہنچ جاتا وہاں ہی بیٹھ جاتا یعنی لوگوں کو چیر پھاڑ کر آگے نہ بڑھتا[۵]، اس سے بھی مجلس کا ادب ثابت ہوتا ہے کہ ان کو اتنی ایذا بھی نہ پہنچائے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً[۶] اور حضرت انسؓ سے مرفوعاً اور حضرت سعید بن المسیبؒ سے مرسلاً[۷]

[۱] متفق علیہ ۱۲ [۲] ترمذی ۱۲

[۱] ترمذی ۱۲ [۲] ترمذی ۱۲ [۳] ابوداؤد ۱۲ [۴] رزین [۵] و ۱۲ [۶] بیہقی ۱۲

مروی ہے کہ عیادت میں بیمار کے پاس زیادہ نہ بیٹھے۔ تھوڑا بیٹھ کر ہی جلد اُٹھ کھڑا ہو۔ اس حدیث میں کسی قدر دقیق رعایت ہے اس امر کی کہ کسی کی گرانی کا سبب بھی نہ بنے۔ کیونکہ بعض اوقات کسی کے بیٹھنے سے مریض کو کروٹ بدلنے میں یا پاؤں پھیلانے میں یا بات چیت کرنے میں ایک گونہ تکلف ہوتا ہے۔ البتہ جس کے بیٹھنے سے اس کو راحت ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے غسل جمعہ کے ضروری ہونے کی یہی علت بیان فرمائی ہے کہ ابتدائے اسلام میں اکثر لوگ غریب مزدوری پیشہ تھے۔ میلے کپڑوں میں پسینہ نکلنے سے بدبو پھیلتی ہے، اس لئے غسل واجب کیا گیا تھا۔ پھر بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس کی کوشش واجب ہے کہ کسی کو کسی سے معمولی اذیت بھی نہ پہنچے۔ اور سنن نسائی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ شب برات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر سے آہستہ اُٹھے اور اس خیال سے کہ حضرت عائشہؓ سوتی ہوں گی۔ بے چین نہ ہوں۔ آہستہ نعل مبارک پہنے اور آہستہ سے کواڑ کھولے اور آہستہ سے باہر تشریف لے گئے اور آہستہ سے کواڑ بند کئے۔ اس میں سونے والے کی کس قدر رعایت ہے کہ ایسی آواز یا کھڑکا بھی نہ کیا جائے جس سے سونے والا دفعتہً جاگ اٹھے اور پریشان ہو۔ اور صحیح مسلم میں حضرت مقدادؓ بن اسود سے ایک طویل قصے میں مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے، بعد عشاء اگر لیٹ رہتے، حضور اقدس دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے اور جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا۔ اس لئے سلام تو کرتے تھے کہ شاید جاگتے ہوں، اور ایسا آہستہ سلام کرتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے۔ اس سے بھی وہی اہتمام معلوم ہوا جو اس سے پہلی حدیث میں معلوم ہوا تھا۔ اور بکثرت حدیثیں اس باب کی موجود ہیں، روایات فقہیہ میں ایسے شخص کو جو طعام وغیرہ یا درس یا اوراد[۳] میں

[۱] ابوداؤد [۲] اور جن احادیث کے حوالے متن میں نہیں ہیں وہ سب مشکوٰۃ و تعلیم الدین سے نقل کی ہے [۳] وظیفوں ۱۲

مشغول ہو، سلام نہ کرنا مصرح ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت کسی مشغول شغل ضروری کے قلب کو منتشر اور جاب کرنا شرعاً ناپسند ہے اسی طرح گندہ ذہنی کے مرض میں جو شخص مبتلا ہو اس کو مسجد میں نہ آنے دینا بھی فقہاء نے نقل کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی اذیت کے اسباب کا انسداد نہایت ضروری ہے۔ ان دلائل میں مجموعی طور پر نظر کرنے سے بدلالت واضحہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے نہایت درجہ پر اس کا خاص طور سے اہتمام کیا ہے کہ کسی شخص کی کوئی حرکت، کوئی حالت دوسرے شخص کے لئے ادنیٰ درجہ میں بھی کسی قسم کی تکلیف واذیت یا ثقل وگرانی، یا ضیق وتنگی یا تکدر یا انقباض یا کراہت وناگواری، یا تشویش وپریشانی یا توحش وخلجان کا سبب وموجب نہ ہو اور شارع علیہ السلام نے اپنے قول اور اپنے فعل ہی سے صرف اس کے اہتمام کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ خدام کے قلت[1] اعتناء کے موقع پر ان آداب کے عمل کرنے پر بھی مجبور فرمایا اور ان سے کام لے کر بھی بتلایا ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ایک ہدیہ لے کر آپ کی خدمت میں بدون سلام اور بدون استیذان[2] داخل ہو گئے، آپ نے فرمایا باہر واپس جاؤ اور السلام علیکم کیا میں حاضر ہوں کہہ کر پھر آؤ۔ اور فی الحقیقت حسن اخلاق مع الناس کا راس واساس ایک امر ہے کہ کسی کو کسی سے کلفت وایذا نہ پہنچے۔ جس کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔ المسلم[3] من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ (رواہ البخاری) اور جس امر سے اذیت ہو گو وہ صورت خدمت مالی ہو یا جانی ہو، یا ادب وتعظیم ہو، جو عرف میں حسن خلق[4] سمجھا جاتا ہے مگر اس حالت میں وہ سب سوء[5] خلق میں داخل ہے۔ کیونکہ راحت، کہ جان خلق ہے مقدم ہے خدمت پر کہ پوست خلق ہے اور قشر بلا لب[6] کا بیکار ہونا ظاہر ہے۔

---

[1] لاپرواہی ۱۲ [2] بغیر اجازت ۱۲ [3] مسلمان (کامل) تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے بھی کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ۱۲ [4] اچھی عادت ۱۲ [5] بری عادت ۱۲ [6] چھلکا بغیر مغز کے ۱۲

اور گو شعائر ہونے کے مرتبہ میں باب معاشرت مؤخر ہے باب عقائد و عبادات فریضہ سے۔ لیکن اس اعتبار سے (کہ عقائد و عبادات کے اخلال سے اپنا ہی ضرر ہے اور معاشرت کے اخلال سے دوسروں کا ضرر ہے، اور دوسروں کو ضرر پہنچانا اشد ہے اپنے نفس کو ضرر پہنچانے سے) اس درجہ میں اس کو ان دونوں پر تقدم ہے، آخر کوئی بات تو ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں: "اَلَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا"[1] کو، کہ دال ہے حسنِ معاشرت پر ذکر میں مقدم فرمایا، صلوٰۃ و خشیت[2] و اعتدال فی الانفاق و توحید پر جو کہ باب طاعات مفروضہ و عقائد سے ہیں اور یہ تقدم علی الفرائض[3] تو محض بعض وجوہ سے ہے۔ لیکن نفل عبادت پر اس کا تقدم من کل الوجوہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو عورتوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک تو نماز روزہ کثرت سے کرتی تھی، (یعنی نوافل، کیونکہ کثرت اسی میں ہو سکتی ہے) مگر اپنے ہمسایوں کو ایذا پہنچاتی تھی۔ دوسری زیادہ نماز روزہ نہ کرتی تھی (یعنی صرف ضروریات پر اکتفا کرتی تھی) مگر ہمسایوں کو ایذا نہ دیتی تھی۔ آپ نے پہلی کو دوزخی دوسری کو جنتی فرمایا۔[4] اور باب معاملات سے گو اس حیثیتِ مذکورہ سے یہ مقدم نہیں کیونکہ اس کے اخلال سے بھی دوسروں کو ضرر پہنچتا ہے، مگر ایک دوسری حیثیت سے یہ اس سے بھی اہم ہے۔ اور وہ یہ کہ گو عوام نہ سہی مگر خواص باب معاملات کو داخل دین سمجھتے ہیں۔ اور باب معاشرت کو بجز اخص الخواص کے بہت خواص بھی داخلِ دین نہیں سمجھتے۔ اور جو بعض سمجھتے بھی ہیں مگر معاملات کے برابر اس کو مہتم بالشان[5] اعتقاد نہیں کرتے۔ اور اسی وجہ سے عملاً بھی اس کا اعتنا[6] کم کرتے

---

[1] جو لوگ کہ زمین پر متواضع چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل کوئی بات چیت کرتے ہیں تو اچھی بات کہتے ہیں۔ [2] نماز اور خوف و خرچ میں اعتدال کرنے اور توحید ۱۲ [3] فرائض پر مقدم کرنا ۱۲۔ [4] ترغیب و ترہیب منذری عن احمد و بزار و ابن حبان و حاکم و ابو بکر بن ابی

[5] اہتمام کے قابل ۱۲ [6] پرواہ

ہیں اور اخلاق باطنی کی اصلاح عبادات مفروضہ کے حکم میں ہے، جو حیثیت تقدم معاشرت علی العبادات کی اوپر مذکور ہو چکی ہے وہ یہاں بھی جاری ہے غرض اس جزو یعنی باب معاشرت کا سب اجزاء دین سے مقدم و مہتم بالشان ہونا کسی سے من وجہ اور کسی سے من وجہ ثابت ہو گیا، مگر باوجود اس کے عوام کا تو بکثرت اور خواص میں سے بعض کا اس کی طرف خود عملاً بھی التفات کم ہے اور جو کسی نے خود عمل بھی کیا، مگر دوسروں کو خواہ وہ اجانب ہوں یا اپنے متعلقین ہوں روک ٹوک یا تعلیم و اصلاح کرنا تو مفقود محض ہے۔ اس وجہ سے مدت سے اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کچھ ضروری آداب معاشرت جن کا اکثر اوقات موقع اور اتفاق پڑتا ہے، تحریراً ضبط کر دیئے جائیں، اور گو یہ احقر مدتوں سے اپنے متعلقین کو ایسے مواقع پر زبانی احتساب کرتا رہتا ہے گو اس میں میری اتنی خطا ضرور ہے کہ بعض وقت مزاج میں حدت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر کے اصلاح فرمائے۔ اور اکثر وعظ میں بھی ایسے امور کی تعلیم و تبلیغ کرتا ہوں، مگر حسب قول مشہور العلمُ صیدٌ والکتابۃُ قیدٌ "جو بات تحریر میں ہے تقریر میں کہاں" اس لئے تحریر کی کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی۔ مگر اتفاق سے دیر ہی ہوتی گئی، خدائے تعالیٰ کے علم میں اُس کا یہی وقت مقدر تھا، اور "کیف ما اتفق" جو بات یاد آئے گی یا پیش آئے گی بلا کسی خاص ترتیب کے لکھتا چلا جاؤں گا۔ اگر یہ رسالہ بچوں بلکہ بڑوں کو بھی پڑھایا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں لطف جنت نصیب ہونے لگے گا۔ جیسا کہا گیا ہے ؎

بہشت آنجا کہ آزاری نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

واللہ ولی التوفیق وھو خیر رفیق

ؔ الحمد للہ کہ اب اسکی نوبت آئی۔ میں ہر تعلیم کے لیے لفظ ادب کو سرخی قرار دوں گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادب ۱۔ جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جاؤ اور اس کو کسی شغل کی وجہ سے فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن کی تلاوت کر رہا ہے یا وظیفہ پڑھ رہا ہے۔ یا قصداً مقامِ خلوت میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے یا سونے کے لئے آمادہ ہے، یا قرائن سے اور کوئی ایسی حالت معلوم ہو جس سے غالباً اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا حرج ہوگا یا اس کو گرانی و پریشانی ہوگی، ایسے وقت میں اس سے کلام و سلام مت کرو، بلکہ یا تو چلے جاؤ۔ اور اگر بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو مخاطب سے پہلے پوچھ لو کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہہ دے۔ اس سے تنگی نہیں ہوتی اور یا فرصت کا انتظار کرو جب اس کو فارغ دیکھو مل لو۔

ادب ۲۔ جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو ایسے موقع پر اور اس طور سے مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اس کی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے، بلکہ اس سے دور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب ۳۔ مصافحہ ایسے وقت مت کرو کہ دوسرے کے ہاتھ ایسے شغل میں رُکے ہوں کہ ہاتھ خالی کرنے میں اس کو خلجان ہوگا، بلکہ سلام پر کفایت کرو اور اسی طرح مشغولی کے وقت میں بیٹھنے کے لئے منتظر اجازت مت رہو بلکہ خود بیٹھ جاؤ۔

ادب ۴۔ بعضے آدمی صاف بات نہیں کہتے۔ تکلف کے کنایات کے استعمال کو ادب سمجھتے ہیں۔ اس سے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے جس سے فی الحال یا فی المآل پریشانی ہوتی ہے، بات بہت واضح کہنا چاہئے۔

ادب :- بعضے آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس سے دل اُلجھتا ہے، یا پشت کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں۔ سو اگر وہ اپنی جگہ سے اُٹھنا چاہے تو پیچھے نماز پڑھنے والے کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتا اور محبوس ہو جاتا ہے اور اس سے تنگی ہوتی ہے۔

ادب :- بعضے آدمی مسجد میں ایسی جگہ نیت باندھتے ہیں کہ گذرنے والوں کا راستہ بند ہو جاتا ہے مثلاً در کے سامنے یا دیوارِ شرقی سے بالکل مل کر نہ پشت کی طرف سے نکلنے کی گنجائش رہے اور نہ سامنے سے بوجہ گناہ کے گذر سکے۔ سو ایسا نہ کرے، بلکہ دیوار قبلہ کے قریب ایک گوشہ میں نماز پڑھے۔

ادب :- کسی کے پاس جاؤ تو سلام سے یا کلام سے یا روبرو بیٹھنے سے غرض کسی طرح سے اس کو اپنے آنے کی خبر دو۔ اور بدون اطلاع کے آڑ میں ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کو تمہارے آنے کی خبر نہ ہو، کیونکہ شاید وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہے جس پر تم کو مطلع نہ کرنا چاہے تو بدون اس کی رضا کے اس کے راز پر مطلع ہونا بری بات ہے۔ بلکہ اگر کسی بات کے وقت یہ احتمال ہو کہ بے خبری کے گمان میں وہ بات ہو رہی ہے تو تم فوراً وہاں سے جدا ہو جاؤ یا اگر تم کو سوتا سمجھ کر ایسی بات کرنے لگے تو فوراً اپنا بیدار ہونا ظاہر کر دو۔ البتہ اگر تمہارے یا کسی اور مسلمان کی ضرر رسانی کی کوئی بات [illegible]تی ہو تو اس کو ہر طرح سن لینا درست ہے تا کہ حفاظت ضرر سے ممکن ہو۔

ادب :- کسی ایسے شخص سے کوئی چیز مت مانگو کہ قرائن سے یقین ہو کہ وہ باوجود گرانی کے بھی انکار نہ کر سکے گا۔ اگرچہ یہ مانگنا بطور قرض یا رعایت ہی کے ہو۔ البتہ اگر یہ یقین ہو کہ اس کو گرانی ہی نہ ہو گی یا اگر گرانی ہوئی تو یہ آزادی سے عذر کر دے گا تو مضائقہ نہیں۔ اور یہی تفصیل ہے

کسی کام بتلانے میں کوئی فرمائش کرنے میں، کسی سے کسی کی سفارش کرنے میں اس میں آج کل بہت ہی شامل ہے ۔

ادب۹ ۔ اگر کسی بزرگ کا جوتہ اٹھانا چاہو تو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہوں اس وقت ہاتھ میں مت لو۔ اس سے بعض اوقات دوسرا آدمی گر پڑتا ہے ۔

ادب ۔ بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہیئے۔ کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے ، اور یہ بات اس مخدوم کی صریح ممانعت یا قرائن سے معلوم ہوتی ہے ۔

ادب۱۱ ۔ کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبراوے اور نہ اس قدر فاصلے سے بیٹھو کہ بات چیت کرنے میں تکلف ہو۔

ادب۱۲ ۔ مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مت تکو کہ اس سے دل بٹتا ہے اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

مہمانی کے آداب

ادب۱۳ ۔ اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کھانا کھانا منظور نہ ہو، خواہ تو اس وجہ سے کہ کھا چکے ہو یا روزہ ہو یا کسی وجہ سے کھانے کا ارادہ نہ ہو تو فوراً جاتے ہی ان کو اطلاع کر دو کہ میں اس وقت کھانا نہ کھاؤں گا ، ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو تعب بھی ہو پھر کھانے کے وقت اس سے یہ اطلاع کرو تو اس کا یہ سب اہتمام و طعام ضائع ہی گیا۔

ادب۱۴ ۔ اسی طرح مہمان کو چاہیئے کہ کسی کی دعوت بدون میزبان سے اجازت حاصل کئے ہوئے قبول نہ کرے ۔

ادب۱۵ ۔ اسی طرح مہمان کو چاہیئے کہ جہاں جائے میزبان سے

اطلاع کر دے تاکہ اس کو کھانے کے وقت تلاش میں پریشانی نہ ہو۔

ادب ۱۶۔ کوئی حاجت لے کر کہیں جائے تو موقع پاکر فوراً اپنی بات کہہ دے۔ انتظار نہ کرائے۔ بعضے آدمی پوچھنے پر تو کہہ دیتے ہیں کہ صرف ملنے آئے ہیں جب وہ بے فکر ہو گیا۔ اور موقع بھی نہ رہا۔ اب کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ کہنا ہے تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔

ادب ۱۷۔ اسی طرح جب بات کرنا ہو، سامنے بیٹھ کر بات کرے پشت پر سے بات کرنے سے الجھن ہوتی ہے۔

ادب ۱۸۔ کوئی چیز کئی شخصوں کے استعمال میں آتی ہے تو جو شخص اس کو اٹھا کر کام لے بعد فراغ جس جگہ سے اٹھائی تھی وہاں ہی رکھدے اس کا بہت اہتمام کرے۔

ادب ۱۹۔ بعض دفعہ کسی ایسے موقعہ پر جہاں ہر وقت چارپائی نہیں بچھی رہتی سونے یا بیٹھنے کے لئے چارپائی بچھائی جاتی ہے۔ سو جب فارغ ہو جائے اس جگہ سے اٹھا کر کہیں ایک طرف رکھ دے۔ تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

ادب ۲۰۔ کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو، نہ حاضرانہ جیسے بعضے آدمی لکھتے ہیں۔ دیکھتے جاتے ہیں۔ اور نہ غائبانہ۔

ادب ۲۱۔ اسی طرح کسی کے سامنے کاغذات رکھے ہوں، ان کو اٹھا کر مت دیکھو، شاید وہ شخص کسی کاغذ کو تم سے پوشیدہ کرنا چاہتا ہے، گو وہ چھپا ہوا کیوں نہ ہو، کیونکہ بعض دفعہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کاغذ کا اس شخص کے پاس ہونا تم کو معلوم ہو۔

ادب ۲۲۔ جو شخص کھانے کے لئے جا رہا ہو یا بلایا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک، مت جاؤ۔ کیونکہ صاحب خانہ شرما کر کھانے کی تواضع کرتا ہے، اور دل اندر سے نہیں چاہتا اور بعضے جلدی قبول کر لیتے ہیں تو صاحب خانہ کی بلا رضا کھانا کھایا اور اگر قبول نہ کیا ہو تو صاحب خانہ کی سبکی ہے۔

پھر خود صاحب خانہ کا اول دہلہ ہیں تردد یہ بھی مستقل ایذا ہے۔

ادب ۲۳۔ جب کسی شخص سے کوئی حاجت پیش کرنا ہو، جس کو پہلے بھی ذکر کر چکا ہو تو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہئے قرائن پر یا پہلی بات کے بھروسہ پر ناتمام بات نہ کہے۔ ممکن ہے مخاطب کو پہلی بات یاد نہ رہی ہو، اور غلط سمجھ جائے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔

ادب ۲۴۔ بعضے آدمی پیچھے بیٹھ کر کھنکارا کرتے ہیں تاکہ کھنکارنے کی آواز سن کر یہ شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے سو اس حرکت سے سخت اذیت ہوتی ہے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سامنے آبیٹھے، اور جو کچھ کہنا ہو کہہ دے، اور مشغول آدمی کے ساتھ یہ بھی جب کرے کہ سخت ضرورت ہو، ورنہ بہتر یہی ہے کہ اس کے فارغ ہونے تک ایسی جگہ بیٹھ جائے کہ اس کو اس کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہو ورنہ اس سے بھی احیاناً پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر جب یہ فارغ ہو جائے پاس آبیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہہ سن لے۔

ادب ۲۵۔ جو آدمی تیزی کے ساتھ جا رہا ہو راستہ میں اس کو مصافحہ کے لئے مت روکو، کہ شاید اس کا کوئی حرج ہو، اسی طرح اس کو ایسے وقت میں کھڑا کر کے بات مت کرو۔

ادب ۲۶۔ بعضے آدمی مجلس میں پہنچ کر سب سے الگ الگ مصافحہ کرتے ہیں۔ اگرچہ سب سے تعارف نہ ہو اس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے اور فراغ تک تمام مجلس مشغول اور پریشان رہتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جس کے پاس قصداً کر کے آئے ہو۔ اس کے مصافحہ پر کفایت کرو، البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو مضائقہ۔

ادب ۲۷۔ اگر کہیں جائے اور صاحب خانہ سے کچھ حاجت یا فرمائش کرنا ہو۔ مثلاً کسی بزرگ سے کوئی تبرک لینا ہو تو ایسے وقت میں اس کو ظاہر کر دو اور درخواست کرو کہ اس شخص کو اس کے پورا کرنے کا وقت بھی

ملے۔ بعضے آدمی عین رخصت ہونے کے وقت فرمائش کرتے ہیں تو اس میں صاحب خانہ کو بہت تنگی پیش آتی ہے۔ وقت تو محدود ہوتا ہے کیونکہ مہمان جانے پر تیار ہے اور ممکن ہے کہ اس محدود وقت کے اندر اس کو مہلت نہ ہو کسی کام میں مشغول ہو پس نہ تو اس کے کام کا حرج گوارا ہے نہ اس درخواست کا رد کرنا گوارا ہے تو اس سے بہت تنگی پیش آتی ہے۔ تو ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص کو تنگی ہو روا نہیں۔ اور تبرک مانگنے میں اس کا بھی لحاظ رکھو کہ وہ چیز ان بزرگ سے بالکل زائد ہو۔ ورنہ سہل یہ ہے کہ چیز اپنے پاس سے یہ کہہ کر ان کو دے دو کہ آپ اس کا استعمال کر کے ہم کو دیجئے۔

ادب ۲۸۔ بعضے آدمی تھوڑی بات پکار کر کہتے ہیں اور تھوڑی بات بالکل آہستہ کہ بالکل سنائی نہ دے۔ یا ناتمام سنائی دے اور دونوں صورتوں میں ممکن ہے۔ کہ سامع کو غلط فہمی یا تردد و الجھن ہو اور دونوں کا نتیجہ ناگوار ہے، بات کے ہر جز، کو بہت صاف کہنا چاہیئے۔

ادب ۲۹:۔ بات کو اچھی طرح توجہ سے سننا چاہیئے۔ اور اگر کچھ شبہ رہے تو متکلم سے فوراً دوبارہ تحقیق کرنا چاہیئے بے سمجھے محض اجتہاد سے عمل نہ کرے، بعض اوقات غلط فہمی کے ساتھ عمل کرنے سے متکلم کو اذیت ہوتی ہے

ادب ۳۰۔ اگر کوئی اپنا مطاع کوئی کام بتلائے تو اس کو پورا کر کے ضرور اطلاع دینا چاہیئے۔ اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے۔

ادب ۳۱۔ کہیں مہمان جائے تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونے کی حیثیت سے ہرگز دخل نہ دے۔ البتہ اگر میزبان کوئی خاص انتظام اس کے سپرد کر دے تو اس کے اہتمام کا مضائقہ نہیں؛

ادب ۳۲۔ جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو بدون اس کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہیئے۔

ادب ۳۳۔ ایک نووارد شخص سے پوچھا گیا کہ تم کب جاؤ گے؟ اس نے جواب دیا جب حکم ہو۔ اس پر تعلیم کی گئی کہ یہ مہمل جواب ہے۔ مجھ کو کیا خبر کہ تمہاری کیا حالت ہے، کیا مصلحت ہے، کس قدر گنجائش وقت میں ہے۔ یوں چاہیئے کہ جواب میں اپنے ارادہ سے اطلاع دے۔ اور اگر ایسا ہی ادب و اطاعت و تفویض کا غلبہ ہے تو بعد اطلاع ارادہ کے اتنا اور کہہ دے کہ میرا ارادہ تو اس طرح ہے۔ آگے جس طرح حکم ہو۔ غرض ایسا جواب مت دو کہ پوچھنے والے پر بار پڑے۔

ادب ۳۴۔ ایک طالب علم نے کسی کے لئے تعویذ دردِ زہ مانگا اس کو تعلیم کیا گیا کہ طالب علم کو دوسروں کے حوائج دنیویہ پیش نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص اس سے ایسی فرمائش کرے تو عذر کر دے کہ ہم کو اس سے معاف کرو، خلافِ ادب ہے۔

ادب ۳۵۔ ایک طالب علم مہمان آئے جو پہلے بھی آئے تھے اور دوسری جگہ ٹھیرے تھے اور اب کی بار یہاں ٹھیرنے کے قصد سے آئے مگر ظاہر نہیں کیا کہ اس دفعہ تمہارے پاس ٹھیرا ہوں۔ اس لئے کھانا نہیں بھیجا گیا۔ بعد میں پوچھنے سے معلوم ہوا کھانا منگایا گیا۔ اور ان کی فہمائش کی کہ ایسی حالت میں ازخود ظاہر کر دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ بے کہے کیسے معلوم ہو، اور بوجہ اس کے کہ پہلے اور جگہ قیام کیا تھا۔ کیسے احتمال ہو کہ خود ہی پوچھ لیا جائے۔

ادب ۳۶۔ مہمان را با فضولے چہ کار، ایک مہمان نے دوسرے مہمان سے کہا تھا کہ کھانا تیار ہے۔

ادب ۳۷۔ ایک مہمان صاحب نے میزبان کے خادم سے پانی یہ کہہ کر مانگا کہ پانی لاؤ۔ فرمایا کہ تحکم کا لہجہ ہرگز نہیں چاہیئے۔ یہ بداخلاقی ہے۔ یوں کہنا چاہیئے کہ تھوڑا پانی دیجئے گا۔

ادب ۳۸۔ ہدیہ کے آداب میں یہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے۔اس میں جہدی الیہ کو یا تو مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل۔اسی طرح ہدیہ سفر میں بعض اتنی مقدار میں دیتے ہیں کہ لے جانا زحمت ہو جاتا ہے۔اگر ایسا شوق ہو مقامِ قیام پر پارسل کے ذریعہ سے بھیج دے۔

ادب ۳۹۔ (بدنی) خدمتِ شیخ پہلی ملاقات میں کرنا سخت بار معلوم ہوتا ہے اگر شوق ہے پہلے بے تکلفی پیدا کرے۔

ادب ۴۰ اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو ہو رہی ہو تو نئے آنے والے کو یہ چاہیئے کہ خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کر کے سلسلۂ گفتگو میں مزاحم نہ ہو، بلکہ چاہیئے کہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائے پھر موقعہ سے سلام وغیرہ کر سکتا ہے۔

ادب ۴۱۔ کھانے پر اصرار تکلف کے ساتھ خلاف مصلحت مہمان نہ چاہیئے۔

ادب ۴۲۔ خواہ مخواہ بیٹھ کے پیچھے بیٹھنا سخت بار معلوم ہوتا ہے تعظیم کے لئے ہر نشست و برخاست کے موقعہ پر اکثر باوجود ضرورت اٹھنے سے مانع ہوتا ہے نہیں چاہیئے۔

ادب ۴۳۔ جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو اس کو ہٹا کر اپنا جوتہ رکھ کر جگہ کر کے مسجد وغیرہ میں نہ جانا چاہیئے، جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو وہ اسی کا حق ہے، وہیں آکر دیکھے گا۔ نہ ملے گا پریشان ہوگا۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد

ادب ۴۴۔ وظیفہ پڑھتے وقت خاص طور سے قریب بیٹھ کر انتظار کرنا قلب کو متعلق کر کے وظیفہ کو مختل کرتا ہے۔ البتہ اپنی جگہ بیٹھا رہے تو کچھ حرج نہیں۔

ادب ۴۵۔ بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہہ دے۔ تکلیف کی تمہید وغیرہ نہ کرے۔

ادب ۴۶۔ کسی کے توسط سے بلا ضرورت پیغام نہ پہنچائے، جو کچھ کہنا ہو خود بے تکلف کہہ دے۔

ادب ۴۷۔ ہدیہ کے بعد فوراً ہدیہ دینے والے کے سامنے اس رقم کو چندہ خیر میں بھی دینا دل شکنی ہے، ایسے وقت میں دے کہ اس کو معلوم نہ ہو۔

ادب ۴۸۔ ایک دیہاتی کچھ باتیں کر رہا تھا، بعض باتیں بے تمیزی کی بھی کرنے لگا۔ ایک شخص نے اہل مجلس میں سے اشارہ سے اس کو روک دیا، اس شخص کو سختی سے تنبیہ کی کہ تم کو اس کے روکنے کا کیا حق تھا۔ تم لوگوں کو مرعوب کرتے ہو۔ میری مجلس کو فرعون کی مجلس بناتے ہو، اگر کہا جائے کہ بے تمیزی کرتا تھا سو بے تمیزی سے روکنے کے لئے خدا نے مجھ کو بھی زبان دی ہے۔ تم کیوں دخل دیتے ہو، اور اس دیہاتی سے کہا کہ جو کچھ کہنا ہے آزادی سے کہو۔

ادب ۴۹۔ اپنے بزرگ کے ساتھ اگر ان کے بعض متعلقین کی بھی دعوت کرے تو خود اُن سے نہ کہے کہ فلاں کو بھی لیتے آیئے بعض اوقات یاد نہیں رہتا نیز اپنا کام اُن سے لینا خلافِ ادب بھی ہے۔ بلکہ اُن سے اجازت لے کر اس متعلق سے خود کہہ دے اور اس متعلق کو بھی چاہیئے کہ اپنے بزرگ سے پوچھ کر منظور کرے۔

ادب ۵۰۔ ایک شخص گلاس میں پانی لاتا تھا۔ کبھی اپنے لیے پڑھواتا تھا، کبھی کسی اور کے لئے، مگر بدون پوچھے یہ نہیں بتلاتا تھا کہ اس وقت کس کے لئے پڑھواتا ہوں اس کو فہمائش کی گئی کہ مجھ کو علم غیب نہیں امتیاز کا اور کوئی قرینہ اصطلاحیہ بھی مقرر نہیں کیا گیا تو ہر بار میں استفسار کا بار مجھ پر رکھنا یہ بھی خلافِ تہذیب ہے۔ گلاس رکھ کر از خود یہ کہہ دیا کرو کہ فلاں شخص کے لئے پڑھوانا ہے۔

ادب ۵۱۔ بعض لوگ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ایک تعویذ دے دو، اور بدون پوچھے نہیں بتلاتے کہ کس بات کا، اس میں بھی تکلیف ہوتی ہے

ادب ۵۲۔ ایک شخص نے کچھ آٹا لاکر رکھ دیا کہ یہ لایا ہوں اور یہ نہیں کہا کس واسطے، اس کو واپس کر دیا کہ جب تک پیش کرنے کے ساتھ از خود یہ نہ کہو گے کہ میرے واسطے لائے ہو یا مدرسہ کے لئے۔ اس وقت تک نہ لیا جائے گا۔

ادب ۵۳۔ استنجا خانہ کو جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک طالب علم وہاں پیشاب کر رہا ہے، اس کے فارغ ہونے کے انتظار میں ذرا فاصلے سے آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ جب زیادہ دیر ہو گئی تو سامنے ہو کر دیکھا تو وہ طالب علم صاحب پیشاب سے فارغ ہو کر استنجا خشک کرنے کے لئے بھی وہیں کھڑے ہیں۔ اس پر ان کو فہمائش کی گئی کہ اب اس جگہ کو محبوس کرنے کی کیا ضرورت ہے، یہاں سے ہٹ کر استنجا خشک کرنا چاہئے تھا۔ بعضے لوگ لحاظ کے سبب اس جگہ کے خالی ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔ دوسرے کے ہوتے ہوئے آتے ہوئے شرماتے ہیں۔

ادب ۵۴۔ ایک شخص کو دیکھا کہ استنجا سکھلاتا ہوا ایک عام گذرگاہ پر ٹہل رہا ہے اس پر فہمائش کی کہ حتی الامکان لوگوں کی نظر سے چھپ کر استنجا سکھلانا چاہئے جس قدر بھی دوری ممکن ہو!

ادب ۵۵۔ مجھ کو مدرسہ کی ایک کتاب کی ضرورت ہوئی جو میرے ایک دوست کے پاس امانت تھی وہ اس وقت موجود نہ تھے، میں نے ان کے بیٹھنے کی جگہ اس کی تلاش کرائی نہ ملی۔ خود دیکھنے اٹھا نہ ملی۔ دفعۃً کسی کی نظر پڑی کہ اسی جگہ ایک طالب علم صاحب وہاں ہی بیٹھے تکرار کسی کتاب کا کر رہے ہیں اور سر کے نیچے بطور تکیہ کے وہ مدرسہ کی کتاب رکھ چھوڑی ہے جو ان کے کتاب کے نیچے ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتی۔ دفعۃً وہ پہچانی گئی

تب وہ ملی۔ ان طالب علم صاحب کو ملامت کی گئی کہ بلا اطلاع کسی کی چیز کا استعمال کرنا اول تو ناجائز ہے۔ دوسرے اس میں یہ خرابی ہے کہ تمہاری بدولت اتنی دیر تک کئی آدمی پریشان رہے۔ ایسی حرکتیں مت کیا کرو؛

ادب ۵۶۔ کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اس کو انجام دے کر اطلاع بھی دینا چاہئے، تاکہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہ ہو؛

ادب ۵۷ پنکھا جھلنے والوں کو کئی رعایت رکھنے کے لئے کہا گیا۔ اول تو یہ کہ پہلے پنکھے کو ہاتھ سے یا کپڑے سے خوب جھاڑو، کیونکہ بعض اوقات پنکھے کے فرش پر پڑے رہنے سے اس میں کچھ گرد و غبار کبھی کوئی باریک سا ریزہ مٹی کا یا چونے کا یا کنکر کا لگا رہتا ہے اور حرکت دینے سے وہ آنکھ وغیرہ میں جا پڑتا ہے، جس سے تکلیف ہوتی ہے، دوسرے ہاتھ ایسے انداز سے رکھو کہ نہ تو سر وغیرہ میں لگے اور نہ اس قدر اونچا رہے کہ ہوا ہی نہ لگے۔ اور ایسے زور سے بھی مت جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو۔ تیسرے اس کا خیال رکھو کہ کسی پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو ایذا نہ ہو؛ مثلاً پنکھا اس کے منہ سے اڑا دیا جائے، یا دیوار کی طرح اس کے سامنے بطور آڑ کے ہو جائے۔ چوتھے جب مخدوم اٹھنے کو ہو تو خیال رکھو کہ پہلے ہی پنکھا ہٹا لو۔ تاکہ لگ نہ جائے۔ پانچویں اگر کوئی کاغذ وغیرہ نکالنے لگیں تو پنکھا روک لو مشین کی طرح تار نہ باندھ دو۔

ادب ۵۸۔ بعض طبائع پر ایسے شخص سے ہدیہ لینا گراں گذرتا ہے۔ جن کی کوئی حاجت ان سے متعلق ہو، مثلاً دعا کرانا، کوئی تعویذ لینا، سفارش کرانا، مرید ہونا، ومثل ذالک، سو اس کی بہت احتیاط رکھے۔ ہدیہ تو محض محبت سے ہونا چاہیئے جس میں کوئی غرض نہ ہو، اگر کوئی حاجت ہی ہو تو اس کے ساتھ نہ ملائے بلکہ جب حاجت پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ

ف۔ اس نمبر اور نمبر ۲۰ کا مضمون ایک ہے بظاہر یہ تکرار سہواً ہوا ہے۔ محمد شفیع ۱۲

وہ ہدیہ اس واسطے دیا تھا۔ اور جب ہدیہ پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی حاجت کے لیے دیا ہے۔

ادب ۹۵۔ ایک صاحب تو میرے لئے قبل از نماز صبح اس خیال سے کہ میں گھر سے آکر وضو کروں گا، لوٹا پانی کا بھر کر اور اس پر مسواک رکھ کر رکھدیا۔ جب میں مسجد میں آیا تو اتفاق سے مجھ کو وضو تھا۔ سیدھا مسجد میں چلا گیا، مگر مسجد میں پہنچ کر اتفاق سے بلا قصد اس لوٹے پر نظر پڑی، اپنی مسواک پہچان کر سمجھا کہ یہ لوٹا میرے لئے رکھا گیا ہے میں نے تحقیق کیا کہ کس نے رکھا ہے، بہت تشویش کے بعد رکھنے والے نے خود ظاہر کیا، میں نے اس وقت مجملاً اور نماز پڑھ کر مفصلاً ان صاحب کو فہمائش کی کہ دیکھو تم نے محض احتمال پر کہ شاید میں وضو کروں لوٹا بھر کر رکھدیا، اور یہ احتمال نہ ہوا کہ شاید وضو ہو، چنانچہ وہ تمہارا واقع میں غلط نکلا۔ اور یہ دوسرا احتمال واقع ہوا تو اس صورت میں اگر اتفاق سے میری نظر لوٹے پر نہ پڑتی اور رکھنے والے خود بھی غائب تھے تو یہ لوٹا یوں ہی بھرا ہوا رکھا رہتا۔ اور کوئی برت نہ سکتا۔ اول تو اس کے بھرے ہونے کی وجہ سے کہ یہ قرینہ ہے، کہ کسی نے اپنے لئے رکھا ہے اور دوسرے اس پر مسواک رکھے رہنے کے سبب سے کہ یہ تو عادتاً قرینہ قطعیہ ہے دوسروں کو استعمال سے روکنے کا، پس جب اس کو کوئی نہیں خرچ کر سکتا تو تم نے ایسی چیز کو بلا ضرورت محبوس کیا جس کے ساتھ نفع عام متعلق ہے جو کہ اس کی وضع و نیت واقف کے خلاف ہے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے یہ لوٹے کے متعلق ہوا، اب مسواک رہی سو تم نے بلا ضرورت اس کو محفوظ جگہ سے ہٹا ایک غیر محفوظ جگہ میں رکھدیا۔ اور چونکہ اس کا انتظام نہیں کیا گیا کہ رکھنے کے بعد اس کی نگرانی بھی کی جائے کہ بعد فراغ اس کو پھر پہلی جگہ رکھ دیا جائے، کیونکہ لوٹے پر رکھ کر بزعم خود یقین کر لیا

گیا کہ فلاں شخص اس کو استعمال کرے گا اور استعمال کر کے اٹھا کر بھی رکھ دے گا۔ تو اس لئے اس کو ضیاع کے خطرہ میں ڈال دیا تمہاری یہ خدمت اتنے ناجائز امور اور کلفتوں کا سبب ہوئی۔ آئندہ سے کبھی ایسا مت کرو یا تو اجازت لے کر ایسا کرو، یا جس وقت دیکھو کہ وضو کے لئے آمادہ ہے اس وقت مضائقہ نہیں ورنہ بے قاعدہ خدمت سے بجائے راحت کے اور الٹی کوفت ہوتی ہے۔

لطیفہ:۔ یہی حال ہے بدعات کا کہ صورت ان کی طاعت کی ہے، جیسے یہ صورت خدمت تھی، مگر اس میں مفاسد مخفی و مضمر ہوتے ہیں جن کو کم فہم نہیں جانتے جیسے اس خدمت میں باریک خرابیاں تھیں جن کو خدمت کرنے والے نے نہ جانا۔

ادب ۹ - ایک طالب علم نے مدرسہ ہی میں ایک رقعہ میں حاجت کپڑے کی لکھوا کر دوسرے طالب علم کے ہاتھ بھیجا۔ درخواست کنندہ کو بلا کر اس کی وجہ پوچھی گئی اس نے بیان کیا کہ مجھ کو کوئی کام نکل آیا تھا اس لئے دوسرے کے ہاتھ بھیج دیا۔ اس پر فہمائش کی گئی کہ ایک تو اس میں قلتِ ادب ہے کہ باوجود ہر وقت ایک جگہ رہنے کے محض بسبب ایک کام نکل آنے کے۔ نہ کہ بسبب خجالت و حیاء کے (کہ وہ بھی ایک درجہ میں عذر ہوتا ہے) خود آکر استدعا نہیں کی دوسرے کے ہاتھ پیام بھیجا جو کہ مساوات کے درجہ میں ہوتا ہے۔ دوسرے اس میں بے رغبتی کی صورت ہے کہ بیگار سی ٹال دے۔ تیسرے اس میں دوسرے سے خدمت لینا ہے ابھی سے مخدومیت سیکھتے ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ اس بے تمیزی کی سزا یہ ہے کہ چار روز کے لئے یہ درخواست واپس کرتا ہوں۔ پھر اپنے ہاتھ سے دینا، چنانچہ چوتھے روز پھر اپنے ہاتھ سے درخواست دی اور خوشی سے لے لی گئی۔

ادب ۱۰ - چند مواقع پر کئی شخصوں کو فہمائش کی گئی کہ بات

بہت صاف لفظوں میں کہو کہ سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔

ادب ۹۲۔ آج کل کی سفارش جبر و اکراہ ہے کہ اپنے اثر سے دوسروں پر زور ڈالتے ہیں جو شرعاً جائز نہیں۔ اگر سفارش کرو تو اس طرح سے کہ مخاطب کی آزادی میں ذرہ برابر خلل نہ پڑے۔ وہ جائز بلکہ صواب ہے۔

ادب ۹۳۔ اسی طرح کسی کی وجاہت سے کام نکالنا مثلاً کسی بڑے آدمی سے قرابت ہے اور اس کے کسی معتقد یا اثر ماننے والے کے پاس اپنی کوئی حاجت لے جائے اور قرائن سے معلوم ہو کہ وہ بطیبِ خاطر اس حاجت میں سعی نہ کرے گا بلکہ محض اس بڑے آدمی کے تعلق اور اثر سے کہ بے توجہی میں وہ ناراض نہ ہو جائے تو اس طرح سے کام نکالنا یا کام کی فرمائش کرنا حرام ہے۔

ادب ۹۴۔ ایک شخص نے تعویذ مانگا۔ اس کو ایک وقت معین پر آنے کو کہہ دیا وہ دوسرے وقت آیا اور آکر تعویذ مانگا۔ اور کہا کہ مجھ کو تم نے بلایا تھا آیا ہوں۔ اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کس وقت بلایا تھا، میں نے پوچھا کہ بھائی کس وقت آنے کو کہا تھا، تب اس نے وقت بتلایا، میں نے کہا کہ اب تو دوسرا وقت ہے۔ جس وقت بلایا تھا اس وقت آنا چاہئے تھا اس نے کسی کام کا عذر کیا۔ میں نے کہا کہ جس طرح تم کو اس وقت عذر تھا ہم کو اس وقت عذر ہے۔ اب یہ کیسے ہو کہ ہر وقت ایک ہی کام کے لئے بیٹھا رہوں، اپنا کوئی کام نہ کروں۔

ادب ۹۵۔ ایک طالب علم نے دوسرے طالب علم کے ذریعہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا اور خود پوشیدہ سننے کھڑا ہو گیا۔ اتفاقاً میں نے دیکھ لیا پاس بلا کر دھمکا کر سمجھایا کہ چوروں کی طرح چھپ کر سننے کے کیا معنی؟ کیا کسی نے یہاں آنے سے منع کیا ہے؟ اور اگر شرم آتی تھی تو اپنے فرستادہ سے جواب پوچھ لیتے۔ چھپ کر کسی کی باتیں سننا عیب اور گناہ کی بات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ متکلم کوئی ایسی بات کرے جس کو مستمع سے مخفی کرنا چاہے۔

ادب ۶۶۔ ایک شخص فرشی پنکھا کھینچنے لگے۔ میں کسی کام کو اٹھنے لگا تو انہوں نے پنکھے کی رسی اپنی طرف زور سے کھینچ لی تاکہ پنکھا میرے سر میں نہ لگے۔ میں نے سمجھایا کہ ایسا مت کرو۔ اگر میں پنکھے کی جگہ خالی دیکھ کر اسی جگہ کھڑا ہو جاؤں اور اتفاق سے رسی تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو پنکھا سر میں آ کر لگے، بلکہ یہ چاہئے کہ رسی بالکل چھوڑ دو۔ تاکہ پنکھا اپنی جگہ آ کر مستقر ہو جائے پھر اٹھنے والا خود سنبھل کر اٹھ جائے۔

ادب ۶۷۔ مہمان کو چاہئے کہ اگر مرچ کم کھانے کا عادی ہو یا پرہیزی کھانا کھاتا ہو تو پہنچتے ہی میزبان سے اطلاع کر دے۔ بعض لوگ جب کھانا دسترخوان پر آجاتا ہے اس وقت نخرے پھیلاتے ہیں۔

ادب ۶۸۔ دسترخوان پر بعض اوقات شکر بھی ہوتی ہے، اس وقت بعض خادم اس طرح پنکھا جھلتے ہیں کہ شکر برتن سے اڑنے لگتی ہے، اور بعض اوقات اس برتن سے جب چمچہ میں لیتے ہیں تو چمچہ میں سے اڑنے لگتی ہے سو خادم کو ان باتوں کی تمیز چاہئے۔

ادب ۶۹۔ بھائی کے گھر سے ایک بند خط میرے پاس اپنے کارندہ کے ہاتھ بھجوایا گیا تاکہ اس کو ڈاک میں چھوڑ دیا جائے اور میں ہی اس کی فرمائش کرایا تھا کیونکہ اس خط کا مجھ سے تعلق تھا۔ راہ میں کارندہ نے دیکھا کہ اس وقت ڈاک لے کر ہرکارہ اسٹیشن جاتا ہے۔ کارندہ صاحب نے یہ خیال کر کے کہ ڈاک خانہ میں جانے سے کل نکلے گا۔ اس ہرکارہ کو دے دیا کہ آج ہی روانہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ہرکارہ ریل کے سب پوسٹ ماسٹر کو دے گا اب میں اس کا منتظر کہ بھائی کے گھر والے میرے پاس خط بھیجیں گے۔ جب وہ خط نہ آیا تو میں نے تحقیق کیا کہ اس وقت یہ سب قصہ معلوم ہوا۔ میں نے کارندہ صاحب کو بلا کر فہمائش کی کہ تم نے امانت میں بلا اذن کے کیسے تصرف کیا، تم کو کیا معلوم کہ میرے پاس بھیجنے میں کیا مصلحت تھی، اور تم کو

کیا معلوم کہ ڈاک خانہ کے ذریعہ سے بھیجنے کو ہرکارہ کے ہاتھ بھیجنے پر کس مصلحت سے ترجیح دیتا، تم نے اپنے اجتہاد فاسد سے یہ سب مصلحتیں برباد کیں تم کو دخل دینا کیا ضرور تھا۔ تمہارا کام صرف اس قدر تھا کہ وہ خط میرے پاس پہنچا دیتے۔ کارندہ نے معذرت کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا

ادب: ایک طالب علم بازار میں جانے کی اجازت لینے کے لئے آیا اور کھڑا ہوگیا۔ میں کسی بات میں مشغول ہوگیا۔ وہ میرے انتظار فراغ میں کھڑا رہا اور مجھ کو اس کا کھڑا ہونا بوجہ صورتِ تقاضہ کے بار معلوم ہوا۔ میں نے سمجھایا کہ اس سے طبیعت تنگ ہوتی ہے، تم کو چاہئے تھا کہ جب مشغول دیکھا تھا بیٹھ جاتے اور جب فارغ دیکھتے گفتگو کرتے۔

ادب: ایک مہمان نے بقصد ہدیہ دینے کے دو روپے میرے قلمدان میں رکھ دیئے اور مجھ کو خبر نہیں کی۔ میں نماز عصر کو اٹھا قلمدان وہیں رکھا رہا۔ نماز کے بعد کسی ضرورت سے قلمدان منگایا تو اس میں روپے دیکھے پوچھا گیا تو کسی قدر توقف سے ان صاحب نے اس کی اطلاع کی۔ میں نے وہ روپے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ جب تم کو ہدیہ دینا نہیں آیا تو ہدیہ دینا ہی کیا ضرور۔ کیا یہی طریقہ ہے دینے کا۔ اول تو ہدیہ دیتے ہیں۔ راحت و مسرت پہنچانے کو اور جب کہ اس کی تحقیقات میں اس قدر پریشانی ہوئی تو اس کی غرض ہی فوت ہوگئی۔ دوسرے اگر قلمدان میں سے کوئی لے جاتا جس کی نہ تم کو خبر ہوتی اور نہ مجھ کو، تو تم اس گمان میں رہتے کہ ہم نے دو روپے دیئے۔ اور میں اس سے ذرا بھی منتفع نہ ہوتا تو مفت کا احسان ہی میرے سر پر رہتا۔ تیسرے اگر کوئی لے بھی نہ جاتا اور میرے ہی ہاتھ آتے تب بھی مجھ کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ یہ کس نے دیئے اور کس کو دیئے اور جب نہ معلوم ہوتا تو چندروز امانت رکھنے پر مجھ کو بار ہوتا۔ پھر لقطہ کی مد میں صرف کر کر دیا جاتا۔ یہ ساری مصیبت تکلف کی ہے۔ سیدھی بات تو یہ ہے کہ جس کو دینا ہو اس کے ہاتھ میں سپرد کر دے۔ اور اگر مجمع سے لحاظ معلوم

ہو تو تنہائی میں دیدے۔ اور اگر تنہائی میسر نہ ہو تو کہہ دے کہ میں تنہائی میں کچھ کہوں گا۔ پھر تنہائی ہو دیدے۔ اور مہدی الیہ کو مناسب ہے کہ اس ہدیہ کو ظاہر کر دے۔ خواہ مہدی کے ہوتے ہوئے خواہ اس کے چلے جانے کے بعد جب کہ اس کے شرمانے کا احتمال ہو!

ادب۔ ایک سفر میں ایک موضع میں لوگوں نے بلایا۔ وہاں سے جب رخصت ہو کر چلنے لگا تو گاؤں والوں نے چاہا کہ تھوڑا تھوڑا سب یکجا جمع کر کے کچھ ہدیہ پیش کریں۔ مجھ کو اطلاع ہوئی، میں نے منع کر دیا، کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کریں۔ اس میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ بعض اوقات تحریک کرنے والے اس کا لحاظ نہیں کرتے کہ مخاطب طیب خاطر سے دے رہا ہے۔ یا محرک کے الفاظ سے۔ دوسرے اگر طیب خاطر کی بھی رعایت کر لی، تب بھی جو مصلحت ہے، ہدیہ میں کہ باہم محبت بڑھے، جب یہی پتہ نہ لگا کہ کس نے کیا دیا ہے تو وہ مصلحت مرتب نہ ہوئی، تیسرے بعض اوقات کسی عذر سے بعض ہدایا کا قبول کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے اور اس عذر کی تحقیق مہدی ہی سے ہو سکتی ہے سو مجتمع ہدایا میں یہ تحقیق بھی دشوار ہے۔ اس لئے جس کو دینا ہو وہ اپنے ہاتھ سے اس کو دے یا بلا تحریک بطور خود کسی اپنے معتمد کے ہاتھ بھیجے یا ہدیہ کے ساتھ مہدی کا رقعہ ہو!

ادب۔ ایک سفر میں بعض لوگ اپنے مکان پر لے جا کر ہدیہ دینے لگے۔ ان کو سمجھا دیا گیا کہ ایسا کرنے سے دیکھنے والے گھر لے جانے کے واسطے اس کو لازم سمجھیں گے، تو غربا بلا کر تردد میں پڑیں گے یا نہ بلانے کی حسرت ہوگی، جس کو کوئی چیز دینا ہو میری فرودگاہ پر آ کر گفتگو کرو۔ تاکہ میری آزادی میں خلل نہ پڑے۔

ادب۔ ایک شخص سہارنپور سے جمعہ کے روز بارہ بجے دن کی گاڑی میں آئے ایک عزیز نے ان کے ہاتھ کچھ برف بھیجا تھا، وہ مدرسہ میں ایسے وقت پہنچے کہ طلبہ جمعہ میں نہ گئے تھے، وہ شخص برف ایک طباق میں رکھ کر

جامع مسجد چلے گئے۔ بعد جمعہ ایک دوست جن سے میں نے وعظ کی درخواست کی تھی وعظ کہنے لگے چونکہ وہ مجھ سے شرماتے تھے میں مدرسہ چلا آیا وہ شخص وعظ میں شریک رہے۔ بہت دیر کے بعد مدرسہ میں آئے۔ اور اس وقت وہ برف پیش کیا جو ایک رومال میں لپٹا ہوا تھا۔ اوّل تو یہی بات نامناسب معلوم ہوئی، برف کے ساتھ کمبل یا ٹاٹ یا برادہ لاتے مگر یہ فعل دوسرے کا تھا اور ان کے اختیار سے باہر تھا لیکن جو کام اُن کے کرنے کا تھا انہوں نے اس میں بھی کوتاہی کی۔ یعنی اوّل تو آتے ہی برف گھر پہنچاتے، اگر یہ کسی وجہ سے ذہن میں نہیں آیا تھا تو بعد نماز فوراً آجاتے اور اگر آنے کو جی نہیں چاہتا تھا تو جب بھی آنے لگا تھا۔ تو اس وقت مجھ سے اس کی اطلاع کر دیتے میں اس کو لے لیتا۔ اب دو گھنٹہ کے بعد آکر سپرد کیا۔ جو قریب قریب کُل کے گھل گیا۔ برائے نام تھوڑا باقی رہ گیا۔ مجھ کو تمام قصہ معلوم ہوا تو میں نے فہمائش بھی کی، اور چونکہ میری رائے میں باقتضائے خصوصیت ان کی طبیعت کے خالی فہمائش ناکافی ہوئی اس لئے میں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ تاکہ ان کو ہمیشہ یاد رہے وہ بہت پریشان ہوئے۔ میں نے کہا کہ تم نے ایک شخص کی امانت ضائع کی، اور جب ضائع ہوگئی۔ اب مجھ کو دینا چاہتے ہو۔ بلا وجہ احسان لینا نہیں چاہتا اب اس بقیہ کو آپ ہی خرچ کرو، تم کو یا تو امانت نہ لینا چاہیئے تھا اور اگر لی تھی تو اس کا حق پورا پورا ادا کرنا چاہیئے تھا۔

ادبؔ۔ میں صبح کو صحرا سے مدرسہ میں آیا اور سہ دری میں آکر بیٹھا۔ وہاں ایک عزیز سوتے تھے، میں آہستہ سے بیٹھ گیا، ڈاک لے جانے والا دکھلانے کے لئے روانگی کے خطوط لایا، میں نے دیکھ کر لے جانے کے لئے حوالے کر دیئے۔ تو اس نے ٹین کے نلکہ میں جو اسی کام کے لئے موضوع ہے زور سے خط چھوڑے جس سے کارڈ اس سے لگ کر بولے میں نے فہمائش کی کہ سوتے ہوئے کی رعایت کرنا چاہیئے۔

ادب۳۱ عشاء کی نماز کے بعد میں مسجد میں اتفاقاً لیٹ گیا۔ ایک شخص مسافر نا آشنا سا آکر پاؤں دبانے لگے مجھ پر بار ہوا، پوچھا کون؟ انہوں نے اپنا نام اور پتہ بتلایا، مگر میں نے نہیں پہچانا، میں نے پاؤں دبانے سے روک دیا، اور کہا اول ملاقات کرنا چاہئے۔ پھر اجازت لے کر خدمت کا مضائقہ نہیں، ورنہ خدمت سے گرانی ہوتی ہے اور اگر مقصود اس سے ملاقات ہی ہے تو ملاقات کا یہ طریقہ نہیں۔ پھر میں نے سمجھا دیا کہ اب عشاء کے بعد آرام کا وقت ہے کہ تم بھی آرام کرو، صبح کو ملنا، چنانچہ صبح ملے، اس وقت پھر اچھی طرح سمجھا دیا؛

ادب۳۲ ایک صاحب نے خط میں بعض مضامین جواب طلب لکھے اور اس میں یہ بھی لکھ دیا کہ پانچ روپے کا منی آرڈر بھیجتا ہوں، اس مضمون کی وجہ سے اس کے انتظار میں اس خط کا جواب نہ گیا کہ وصول ہونے کے بعد ساتھ ہی ساتھ رسید بھی لکھدی جائے گی، اس میں کئی روز گذر گئے اور معلوم نہیں کیا سبب روپیہ وصول نہ ہوا اور دوسرے مضامین کے سبب قلب پر تقاضہ جواب کا ہوتا تھا۔ کئی روز یہی کشمکش و انتظار رہا۔ آخر ان کو لکھا گیا کہ یا تو خط میں اس کی اطلاع نہ دینا تھا یا اور کچھ جواب طلب مضامین نہ لکھنے تھے؛

ادب۳۳ ۔ ایک صاحب اپنے لڑکے کو ساتھ لائے اور ایک مکتب کی شکایت کی کہ اس کے مہتمم نے میرے لڑکے کو نکال دیا۔ بندہ نے نرمی سے سمجھا دیا کہ میرا اس مکتب میں کوئی دخل نہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے سنا تھا کہ تم اس کے سرپرست ہو، میں نے کہا کہ البتہ وہاں کی تنخواہ میری معرفت دی جاتی ہے۔ باقی انتظامی امور میں میرا کچھ دخل نہیں، وہ پھر اس مہتمم کی شکایت کرنے لگے۔ میں نے کہا اس تذکرہ کا کوئی نتیجہ نہ ہوا، اس سے کیا فائدہ بجز غیبت سنانے کے، تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہونے لگے اور وداعی مصافحہ کرتے

وقت پھر کہا کہ اس مہتمم نے بڑی زیادتی کی کہ میرے لڑکے کو خارج کر دیا چونکہ میں مناسب تصریح کے ساتھ اصل حقیقت ظاہر کر کے ان کو اس شکایت سے منع کر چکا تھا، ان کی اس مکرر سہ کرر شکایت سے مجھ کو برہمی ہوئی اور میں نے ان سے تیزی کے ساتھ باز پرس کی کہ افسوس باوجود اس تمام تر اہتمام کے پھر وہی بات کی جو طبیعت کے خلاف اور محض بے نتیجہ، انہوں نے کچھ تاویلیں کرنا چاہیں، مگر سب لغو اسی حالت سے ان کو رخصت کیا

ادب ۔ ایک صاحب جو پہلے مل چکے تھے، عشاء کے بعد جس جگہ بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا ادھر کو آنے لگے، اور ذرا رُک رُک کر اور مجھ کو دیکھ، دیکھ کر آتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے پاس آنا چاہتے ہیں مگر انتظارِ اجازت میں رُکتے ہیں۔ ایک تو عشاء کے بعد کا وقت ملنے ملانے کا نہیں ہوتا، خاص کر جو شخص کہ پہلے مل چکا ہو، پھر جب کہ معلوم ہو کہ کوئی کام نہیں محض مجلس آرائی و دربارداری ہی غرض ہے۔ جیسا کہ اکثر کی عادت ہے۔ پھر وظیفہ میں دوسری طرف متوجہ ہونا گراں گذرتا ہے بالخصوص بلا ضرورت پھر طلب اجازت کی صورت سے تقاضہ ہوتا ہے کہ کچھ بولو۔ یہ سب امور جمع ہو کر ناگواری بڑھی، آخر وظیفہ چھوڑ کر کہنا پڑا کہ صاحب یہ وقت پاس بیٹھنے کا نہیں ہے، کہنے لگے میں تو پانی پینے جاتا تھا۔ اس پر اور زیادہ ناگواری ہوئی کہ اوپر سے بات بناتے ہیں، مگر انہوں نے کہا کہ واقعی پانی پینے جاتا تھا میں نے کہا کہ پھر ایسی ہیئت کیوں اختیار کی جس سے پورا شبہ ہو اور دوسری طرف سے اور بے رکے جانا چاہئے تھا۔

ادب ۔ ایک طالب علم مثلاً زید نے مجھ سے اجازت چاہی کہ فلاں طالب علم مثلاً عمرو کے ساتھ شام کو جنگل چلا جایا کروں۔ اور اس طالب علم یعنی عمرو کے ساتھ ایک اور طالب علم کم عمر مثلاً بکر پہلے باجازت استاد کے جایا کرتا تھا اور زید کا اجتماع بکر کے ساتھ ہم لوگوں کے نزدیک خلاف مصلحت تھا تو زید کے ذمہ لازم تھا کہ اس کی اجازت مانگنے کے وقت یہ بھی ظاہر کرتا کہ

اس کے ساتھ بکر بھی جاتا ہے تاکہ پورے واقعہ پر نظر کر کے رائے قائم کی جاتی، مگر نہیں معلوم قصداً یا لاپرواہی سے اس کا خفا کیا، سو اگر مجھ کو احتمال نہ ہوتا تو صرف مضمون درخواست میں کسی مانع کے نہ ہونے سے میں ضرور اجازت دیتا، اور یہ بہت بڑا دھوکہ ہوتا، مگر اتفاق سے مجھ کو یہ بات معلوم تھی اس لئے مجھ کو یاد آگیا۔ اور پوچھا کہ عمرو کے ساتھ کوئی اور بھی جاتا ہے؟ کہا کہ بکر جاتا ہے، میں نے پوچھا کہ پھر تم نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ دھوکہ دینا چاہتے تھے اور میں نے اس کوتاہی پر سخت ملامت کی اور سمجھایا کہ خبردار جس کو اپنا بڑا اور خیر خواہ سمجھتے ہیں اس کی ساتھ ایسا معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہئے

ادب ۵۳۔ ایک طالب علم سے ایک ملازم کی نسبت دریافت کیا کہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ سو رہا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اپنی کوٹھری میں جاگتا تھا۔ اس پر اس طالب علم کو فہمائش کی کہ اول تو محض تخمین پر ایک بات کو تحقیقی سمجھنا یہ غلط ہے، اگر خود اس کو غیر تحقیقی سمجھتے تھے تو مخاطب پر اس کے تخمینی ہونے کو ظاہر کرنا چاہئے تھا۔ یوں کہتے کہ شاید سو رہے ہوں، اور یہ بھی علی سبیل التنزیل کہا جاتا ہے، ورنہ اصل جواب تو یہ ہے کہ معلوم نہیں دیکھ کر بتلاؤں گا، پھر تحقیق کر کے صحیح جواب دیتے، دوسرے اس میں یہ خرابی ہے کہ اگر مجھ کو اس کا جاگنا بعد میں معلوم نہ ہوتا اور اسی خیال میں رہتا کہ وہ سوتا ہے تو بعض اوقات بلکہ مجھ کو تو بہت اوقات ایسے موقع پر یہی خیال ہوتا ہے کہ سوتے آدمی کو جگانا بے آرام کرنا بدون ضرورت کے بے رحمی ہے اور اسی خیال سے نہ جگاتا۔ اور ممکن ہے کہ اس وقت اس سے کسی ضروری کام میں حرج ہو جاتا، گو وہ ضرورت شدت کے درجہ تک نہ ہوتی، مگر اس حرج کو اس لئے گوارا کر لیا جاتا کہ سوتے کو جگانا اس سے زیادہ ناگوار تھا۔ پھر جب بعد میں معلوم ہوتا کہ وہ سوتا نہ تھا، اب اس حرج کی ناگواری کا اثر قلب پر ہوتا۔ اور اس راوی پر غصہ آتا تو یہ تمام تر پریشانیاں، بدولت اس کے

ہوتیں کہ بلا تحقیق ایک بات کہہ دی تھی، اس کی ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہیئے۔

مرقومہ ایک طالب علم

واصلاح دادۂ مؤلف

ادب ۲۵۲ - ایک شخص آئے، دریافت فرمایا کیسے تشریف لائے کچھ فرمانا ہے؟ جواب میں کہا جی نہیں، ویسے ہی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تھا، جب جانے لگے مغرب کے بعد فرض وسنت کے درمیان میں تعویذ کی فرمائش کی، فرمایا ہر کام کے واسطے ایک موقع اور محل ہوتا ہے، یہ وقت تعویذ کا نہیں، جب آپ تشریف لائے تھے، تو میں نے استفسار کیا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ ویسے ہی ملاقات کے واسطے آیا ہوں، اب اس وقت یہ فرمائش کیسی، اسی وقت پوچھنے کے ساتھ ہی آپ کو فرمائش کرنا چاہیئے تھا، لوگ اس کو ادب سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ بڑی بے ادبی ہے، اس کے معنی تو یہ ہیں کہ دوسرا شخص ہمارا نوکر ہے، کہ جس وقت چاہیں فرمائش کریں اس کی تعمیل ہونا چاہیئے۔ اب آپ ہی ذرا غور سے کام لیجئے کہ مجھ کو اس وقت کتنے کام ہیں۔ ایک تو سنتیں و نوافل پڑھنا، پھر بعض ذاکرین و شاغلین کو کچھ کہنا ہے، ان کو سننا، مہمانوں کو کھانا کھلانا افسوس ہے کہ فی زمانناً دنیا سے بالکل ادب و تہذیب مرتفع ہو گیا۔ اب تعویذ کے لئے پھر تشریف لائیے، یاد رکھئے۔ جہاں جائے اول مقصود کا ذکر کر دینا چاہیئے، بالخصوص پوچھنے پر، میں تو ہر شخص سے آتے کیساتھ ہی دریافت کر لیتا ہوں، تاکہ جو کچھ کہنا ہے کہہ دے اور اس کا حرج نہ ہو۔ اور نہ میرا حرج ہو، اور میں خود اس وجہ سے پوچھ لیتا ہوں کہ اکثر اہل حوائج آتے ہیں اور بعض اشخاص بوجہ شرم وحیا خود نہیں کہہ سکتے۔ یا مجمع کی وجہ سے پوشیدہ بات کو ظاہر نہیں کر سکتے، پوچھنے سے وہ بتلا دیتے

ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ خلوت میں کہنے کی بات ہے، میں جب موقع پاتا ہوں علیحدگی میں ان کو بلا کر سن لیتا ہوں۔ اور جب آدمی منہ ہی سے نہ بولے تو کیسے خبر ہو سکتی ہے، مجھے علم غیب تو ہے ہی نہیں؛

ادب ۳۳ - بعد مغرب ایک ذاکر شاغل کو جس کی استدعا پر اس کو یہ وقت دیا گیا تھا۔ کچھ تلقین کے واسطے پکارا، کیونکہ ذرا دور تھے۔ ان صاحب نے زبان سے ہاں تک نہیں کیا۔ بلکہ خود اپنی جگہ سے اُٹھ کر روانہ ہوئے جس کی اطلاع نہ ہوئی، اس لئے دوبارہ اس خیال سے پکارا کہ شاید سنا نہ ہو۔ اتنے میں وہ خود آگئے، استفسار فرمایا کہ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا یا جواب کے لائق مجھ کو نہیں سمجھا، جواب دینے سے داعی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مدعو نے سن لیا۔ اور جواب نہ دینے میں کلفت ہوتی ہے کہ وہ دوسری مرتبہ پکارے، تیسری دفعہ آواز دے، تو دوسرے کو یہ تکلیف محض آپ کی لاپروائی اور سستی کی وجہ سے ہوئی کہ آپ سے زبان نہیں ہلائی گئی۔ اگر آپ ہاں کہہ دیتے تو کیا مشکل تھا، آج کل علوم کی تعلیم ہر جگہ ہے لیکن اخلاق کی تعلیم مثل عنقا ہے، اب طبیعت پریشان ہو گئی پھر دوسرا وقت آپ کو دیا جائے گا، اس میں اس امر کا لحاظ رکھنا؛

ادب ۳۴ - ایک ذاکر نے اثنا تعلیم میں کہ ابھی تقریر ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اپنا خواب بیان کرنا شروع کیا، فرمایا یہ کیا حرکت ہے کہ ایک گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی دوسری بات اس میں داخل کر دی ہے

سخن را سرست اے خردمند ابن — میاں در سخن در میانِ سخن
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش — نگوید سخن در میانِ سخن

آپ کی دخل دہی کے یہ معنی ہیں کہ مقصود خواب بیان کرنا تھا اور تعلیم و تلقین آپ کے نزدیک فضول ہے، گویا میرا اتنی دیر تقریر کرنا ضائع گیا آئندہ ایسی حرکت کبھی نہ کرنا، اب اٹھو دوسرے وقت بتلا دیا جائے گا، اس وقت تم نے تعلیم کی بے قدری کی ہے۔

تمام ہوا مضمون لکھا ہوا ان طالب علم صاحب کا

ادب ۵۔ جب کوئی تم سے بات کرے بے توجہی سے نہ سنو، کہ متکلم کا دل اس سے افسردہ ہو جاتا ہے خصوصاً جو تمہاری ہی مصلحت کے لئے کوئی بات کہے یا تمہارے سوال کا جواب دینا ہو اور اس میں بھی خصوص جس کے ساتھ تمکو نیاز مندی کا بھی تعلق ہو وہاں بے التفاتی کرنا اور بھی قبیح ہے۔

ادب ۶۔ جس سے تم خود اپنی کوئی حاجت دنیوی یا دینی پیش کرو اور وہ اس کے متعلق تم سے کسی بات کی تحقیق کرے تو اس کو گول جواب مت دو، اس سے تلبیس نہ کرو جس سے اس کو غلط فہمی، یا الجھن و پریشانی ہو، خواہ مخواہ بار بار پوچھنے میں اس کا وقت ضائع ہو، کیونکہ وہ تمہاری غرض کے لئے پوچھ رہا ہے، اس کا کوئی مطلب نہیں۔ پھر اگر اس کا صاف جواب دینا منظور نہ تھا تو اپنی حاجت پیش نہ کی ہوتی خود ہی اس کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا، اور پھر اس کو دق کرتے ہو۔

ادب ۷۔ گفتگو میں متکلم جس دلیل پر رد دیا جس دعوے کے خلاف ثابت کر چکا ہو تم کو ان مقدمات پر کلام کرنا تو مضائقہ نہیں، مگر بعینہ اسی دعویٰ یا دلیل کا اعادہ کرنا اپنے مخاطب کو ایذاء پہنچانا ہے اس کا بہت خیال رکھو۔ ادب ۸۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کام کرنے والے آدمی کے پاس بلاضرورت بیکار آدمی کا بیٹھنا اس کے قلب کو مشغول و مشوش کرنا ہے۔ خاص کر جب اس کے پاس بیٹھ کر اس کو تکتا بھی رہے، اسکا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے

ادب ۹۔ بالاخانہ کے بعض پرنالے لب سڑک خاص برسات کے لئے ہوتے ہیں، دوسرے اوقات میں ان میں پانی چھوڑنا راہگیروں کو تکلیف دینا ہے، گو کوئی تمہارے لحاظ سے نہ بولے مگر تم کو بھی تو خیال دلحاظ رکھنا چاہیئے ادب ۱۰۔ ایک مقام سے ایک لفافہ میں پچاس روپے کا بیمہ آیا، چونکہ بدون لفافہ کھولے ہوئے معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ کہ کس غرض سے یہ رقم آئی ہے اور ممکن ہے کہ بعد کھولنے کے کوئی ایسی غرض معلوم ہوتی جس کو میں

پورا نہ کرسکتا اور اس لئے وہ رقم واپس کرنی پڑتی یا اس غرض میں کوئی ابہام ہوتا جس کی مکرر تحقیق کی حاجت ہوتی، اور اس کی تحقیق تک اس رقم کو بلا ضرورت امانت رکھنا پڑتا، اور واپسی میں بلا ضرورت مجھ کو مصرف کا بار اٹھانا پڑتا کیوں کہ بعض اوقات ایسا ہوچکا ہے، کہ بلا استفسار میرے بلانے کے لئے خرچ بھیج دیا، اور میں نہ جاسکا، یا کوئی مصرف مبہم یا غیر مبہم مگر جس کا کوئی جزو قابل تحقیق تھا لکھا اور یہاں سے استفسار کرنا پڑا اور جواب میں دوسری جانب سے دیر ہوئی تو بس اب ان کی محتاجی ہوگئی اور جس شخص کو مشاغل زیادہ ہوں اس کو ان امور سے کوفت ہوتی ہے اس لئے وہ لفافہ میں نے واپس کردیا جس شخص کی حالت مجھ جیسی ہو اس کے ساتھ لزوماً اور دوسروں کے ساتھ استحباناً ایسے موقع پر یہ طریقہ برتنا چاہئے کہ اول اطلاع یا استفسار کرکے اجازت حاصل کرلیں۔ تب بھیجیں یا منی آرڈر کے کوپن میں صاف لکھ دیں تاکہ مرسل الیہ کو معلوم تو ہوجائے پھر خواہ وصول کرے یا واپس کرے۔

ادب ۹۱۔ جلال آباد میں ایک مکتب کے مدرس مریض ہوگئے۔ مہتمم مکتب نے مجھ سے درخواست کی کہ دو چار روز کے لئے کسی شخص کو تعلیم کے واسطے بھیجدیا جاوے، میں نے اس خیال سے کہ میرے کہنے سے مجبور نہ ہو ان ہی سے کہہ دیا کہ یہاں کے رہنے والوں سے پوچھ لیا جاوے جو آزادی کے ساتھ راضی ہو میری طرف سے اجازت ہے، انہوں نے ذاکر کو راضی کیا، اور اس ذاکر نے یہ شرط لگائی کہ فلاں شخص سے (یعنی مجھ سے) پوچھ کر آجاؤں گا، وہ مہتمم تو چلے گئے اگلے دن مجھ سے آکر اپنا عذر بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جاسکتا میں نے کہا کہ یہ عذر ان مہتمم صاحب سے کہنا چاہئے تھا، ان سے بشرط میری اجازت کے وعدہ کرلیا' اب نہ جانے وہ اپنے دل میں کہیں گے کہ وہ تو آنے پر رضامند تھے فلاں شخص نے منع کردیا ہوگا، تو تم مجھ پر الزام رکھنا چاہتے ہو، کیسی ناشائستہ حرکت

ہے، اب تم جلال آباد جاؤ کہ فلاں شخص نے مجھ کو اجازت دیدی تھی مگر فلاں عذر ہے میں نہیں رہ سکتا، چنانچہ میں نے اُن کو بھیجا۔ یہ نصیحت عام ہے، خود کو سُرخرو ہونا اور دوسرے کو متہم کرنا نہایت ہی مہمل بات ہے۔

ادب ۹۲۔ ایک دفعہ ایک دوسرے شخص کا یہ ہوا کہ ان کو ایک اور شخص سے بھی کچھ کہنا تھا اور آنے سے یہ بھی مقصود تھا۔ انہوں نے جانا چاہا تھا مگر خود ناواقف تھے اور وہ آدمی اس وقت ملتا بھی نہیں، اس لئے ان کو مشورہ دیا گیا کہ شام کو ملنا، گو اس میں کوئی خلجان پیش نہیں آیا، لیکن اور بعض مہمانوں کو ایسا قصہ پیش آیا کہ اس دوسرے کام میں چلے گئے اور دیر ہوگئی یہاں کھانے میں انتظار کی تکلیف ہوئی، پھر گھر والے دیر تک کھانا لئے بیٹھے رہے جس میں حرج بھی ہوا دل تنگ بھی ہوا۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ جہاں طالب و تابع بن کر جائے دوسرے حوائج نہ لے جائے بعض اوقات غیر مقصود قصوں میں ضروری مقصود کی رعایت فوت ہو جاتی ہے اور ضرر ہوتا ہے۔ ادب ۹۳۔ ایک شخص کا اور قصہ ہوا عشاء کے بعد آپ کہنے لگے کہ میں ایک جگہ سے رضائی اوڑھنے کے لئے لے آؤں تب اُن سے کہا گیا کہ اس وقت مدرسہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، تم پکار کر سب کو بے آرام کرو گے اور ان کو کپڑا دیا گیا۔ اور اس وقت افسوس ہوا کہ یہ دن میں کیا سوتے تھے۔ یہ کام کرنا جب ضروری تھا تو سویرے سے کر کے فارغ ہونا لازم تھا

ھدیہ دینے کے آداب

ادب ۹۴۔ اس میں کچھ آداب ہدیہ کے مختصر لکھتا ہوں، جن کا لحاظ نہ رکھنے سے ہدیہ کا لطف اور اصلی غرض یعنی ازدیادِ محبت فوت ہو جاتی ہے۔ (۱) جس کو ہدیہ دے پوشیدہ دے آگے اس کو مناسب ہے کہ ظاہر کر دے۔ یہ اب اُلٹا قصہ ہے کہ دینے والا اظہار کی اور لینے والا اخفا کی کوشش کرتا ہے (۲) اگر ہدیہ غیر نقد ہو، تو حتی الامکان مہدی الیہ کی رغبت کی تحقیق کرے ایسی چیز دے جو اسے مرغوب ہو۔ (۳) ہدیہ دے کر یا ہدیہ سے پہلے

اپنی کوئی غرض پیش نہ کرے کہ مہدی الیہ کو شبہ خود غرضی کا ہوتا ہے۔ (۴) مقدار ہدیہ کی اتنی زیادہ نہ ہو کہ مہدی الیہ کی طبیعت پر بار ہو، اور کم جتنا چاہے ہو مضائقہ نہیں، اہل نظر کی نظر مقدار پر نہیں ہوتی خلوص پر ہوتی ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں واپسی کا احتمال ہو۔ (۵) اگر مہدی الیہ کسی مصلحت سے واپس کرنے لگے تو وجہ واپسی کی تحقیق کر کے آئندہ اس کا خیال رکھے لیکن اس وقت اصرار نہ کرے، البتہ جو وجوہ بنا واپسی کی ہے اگر وہ وجہ واقعی نہ ہو تو اس کے عدم وقوع کی اطلاع فوراً کرنا بھی مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ (۶) جب تک مہدی الیہ پر اپنا خلوص ثابت نہ کر دے ہدیہ پیش نہ کرے۔ (۷) حتی الامکان ریلوے پارسل کے ذریعہ ہدیہ نہ بھیجے، کہ مہدی الیہ کو کئی طرح کا اس میں تعب ہے۔

آداب خط وکتابت

ادب ۹۵۔ اس میں کچھ آداب خط وکتابت لکھتا ہوں۔ (۱) خط کی عبارت اور مضمون اور خط بہت صاف ہو، (۲) ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھنا ضروری ہے۔ مکتوب الیہ کے ذمہ نہیں ہے کہ اس کو حفظ یاد رکھا کرے (۳) اگر کسی خط میں پہلے خط کے کسی مضمون کا حوالہ دینا ہو تو پہلا خط بھی اس مضمون پر نشان بنا کر ہمراہ بھیجے، تاکہ سوچنے میں تعب نہ ہو، اور بعض اوقات یاد ہی نہیں آتا۔ (۴) ایک خط میں اتنے سوالات نہ بھر دے کہ مجیب پر بار ہو، چار پانچ سوال بھی بہت ہیں، بقیہ جواب آنے کے بعد پھر بھیج دے۔ (۵) کثیر المشاغل مکتوب الیہ کو پیام وسلام پہنچانے سے معاف رکھے اسی طرح اپنے معظم کو بھی تکلیف نہ دے۔ خود ان لوگوں کو براہ راست جو لکھنا ہو وہ لکھ دے۔ اور جو کام مکتوب الیہ کے لئے مناسب نہ ہو اس کی فرمائش لکھنا تو اور بھی بے تیزی ہے (۶) اپنے مطلب کے لئے بیرنگ خط نہ بھیجے، (۷) بیرنگ جواب بھی نہ منگائے، بعض اوقات یہ شخص ڈاکیہ کو نہیں ملتا اور وہ اس خط کو واپس کر دیتا ہے، تو بلا ضرورت

مجیب پر تاوان پڑتا ہے (۸) جوابی رجسٹری خط بھیجنا خلافِ تہذیب ہے۔
حفاظت میں تو غیر جوابی رجسٹری کے برابر ہوتی ہے، پھر اتنی بات اس
میں زیادہ ہے کہ مکتوب الیہ سے کر انکار نہیں کرسکتا، سو ظاہر ہے کہ
اپنے معظم کو بھیجنا گویا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس پر بھی جھوٹ بولنے کا
شبہ کیا جاتا ہے سو کتنی بڑی بے ادبی ہے، یہ قریب سو آداب کے ہیں۔
اور اسی قسم کے آداب معاشرت کسی قدر بہشتی زیور کے دسویں حصہ میں لکھ
دیئے ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمالیا جائے جن میں سے بعضے عنقریب
ذیل میں بھی مذکور اور خلاصہ ان تمام تر آداب کا یہ ہے کہ اپنے کسی قول
فعل یا حال سے دوسرے کی طبیعت پر کوئی بار یا پریشانی یا تنگی نہ ڈالے
یہی خلاصہ ہے حسن اخلاق کا جو شخص اس قاعدہ کو مستحضر کرلے گا وہ زیادہ
تفصیل سے مستغنی ہو جائے گا۔ اس لئے اس فہرست کو بڑھایا نہیں گیا، البتہ
اس قاعدہ کے لحاظ کے ساتھ اتنا کام اور کرنا پڑے گا کہ ہر قول و فعل کے
قبل ذرا سوچنا ہوگا کہ ہماری یہ حرکت موجب ایذا تو نہ ہوگی پھر غلطی بہت
کم ہوگی اور چند روز کے بعد خود طبیعت میں صحیح مذاق پیدا ہو جاوے گا
کہ پھر سوچنا بھی نہ پڑے گا۔ یہ سب امور مثل طبعی کے ہو جاویں گے۔

بعضے آداب بہشتی زیور سے

ادب ۹۶۔ اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے
اتنی دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج
ہونے لگے۔

ادب ۹۷۔ جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا
نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دیا کرو کہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے
نہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ
ہو، یا وہ یہ سمجھے کہ تم یہ کام کردو گے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو، تو ناحق دوسرا

آدمی بھروسہ بیٹھا رہا۔

ادب ۹۸: کسی کے گھر میں مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو۔ بعض دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت، مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

ادب ۹۹: جہاں دو آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر تھوکو مت، ناک مت صاف کرو، اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے جاکر فراغت کر آؤ۔

ادب ۱۰۰: کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو، جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو۔ بعضے نازک مزاجوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

ادب ۱۰۱: بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے، ناحق دل ٹوٹے گا، بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ سب دکھ جاتا رہے گا۔

ادب ۱۰۲: اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو۔ اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہوگا، اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے بھی درست ہو۔ اور اگر درست نہ ہو، تو ایسی بات کرنا گناہ ہے۔

ادب ۱۰۳: بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو، اگر دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن کے کپڑے ہی دھو ڈالو۔

ادب ۱۰۴: آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔

ادب ۱۰۵: مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سالن روٹی دسترخوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہوگیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔

ادب ۱۰۶: راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا کوئی برتن یا اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو۔

ادب ۱۰۷: بچوں کو ہنسی میں اچھالو مت، اور کسی کھڑکی وغیرہ سے

مت لٹکاؤ، شاید گر پڑیں،

ادب ۱۰۸ - پردہ کی جگہ کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو کہ کہاں ہے۔

ادب ۱۰۹ - گٹھلی چھلکا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو۔

ادب ۱۱۰ - کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لے گا۔

ادب ۱۱۱ - جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اسکے گھر کا حال مت پوچھو۔

ادب ۱۱۲ - کسی کے غم یا پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنو تو قبل پختہ تحقیق کے کسی سے نہ کہو، بالخصوص اس کے عزیزوں سے۔

ادب ۱۱۳ - دسترخوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے مت ہٹاؤ، دوسرے برتن میں لے آؤ۔

ادب ۱۱۴ - لڑکوں کے سامنے کوئی بات بے شرمی کی مت کہو۔

تمام ہوئے بعض آداب بہشتی زیور سے، اور یہاں تک اکثر آداب وہ ہیں جن کا برابر والوں یا اکابر کے ساتھ لحاظ رکھنا ضروری ہے، اب دو چار آداب ایسے بھی بتلاتا ہوں جن کا لحاظ بڑوں کو چھوٹوں کیساتھ رکھنا مناسب یا واجب ہے۔

بڑوں کے لئے ضروری آداب

ادب ۱۱۵ - بڑوں کو بھی بہت نازک مزاج نہ ہونا چاہئے کہ بات بات میں بگڑا کریں بات بات پر جھنکا کریں، یہ یقینی بات ہے کہ جیسے دوسرے تم سے بے تمیزی کرتے ہیں تم اگر اپنے سے بڑوں کے ساتھ رہو سہو تو تم سے بھی بہت بدتمیزیاں ہوا کریں یہ سمجھ کر کچھ تسامح بھی کیا کرو۔ اور ایک بار دو بار نرمی سے سمجھا دو جب اس سے کام نہ چلے تو مخاطب کی مصلحت کی نیت سے تندی و درشتی کا بھی مضائقہ نہیں، اگر تم نے تحمل نہ کیا تو صبر کی فضیلت

سے ہمیشہ محروم رہے۔ اور جب خدا نے تم کو بڑا بنایا ہے تو ہر طرح کے لوگ تمہاری طرف رجوع کریں گے، ان میں مختلف طبائع مختلف عقول کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک ہی تاریخ میں سب یکساں کیسے ہو جائیں۔ یہ حدیث قابل یاد رکھنے کے ہے۔ المؤمن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم خیر من الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم،

ادب ۱۱۶۔ جس شخص کی نسبت تم کو قرائن سے متیقن یا مظنون ہو کہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا تو اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں،

ادب ۱۱۷۔ اگر بلا فرمائش کے کوئی تمہاری مالی یا بدنی خدمت کرے تب بھی اس کا خیال رکھو کہ اس کی راحت یا مصلحت میں خلل نہ پڑے، یعنی اس کو زیادہ جاگنے مت دو۔ اس کی گنجائش سے زیادہ اس کا ہدیہ مت لو، اگر وہ تمہاری دعوت کرے بہت سے کھانے مت پکانے دو، ہمراہی میں بہت سے آدمیوں کی دعوت مت کرنے دو۔

ادب ۱۱۸۔ اگر کسی شخص پر قصداً ناخوش ہونا پڑے یا اتفاقاً ایسا ہو جائے تو دوسرے دن اس کا دل خوش کر دو، اگر تم سے واقعی زیادتی ہو گئی ہے تو بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو عار مت کرو۔ قیامت میں وہ تم برابر ہو گے۔

ادب ۱۱۹۔ اگر گفتگو میں کسی کی بدتمیزی پر زیادہ تغیر مزاج میں ہونے لگے تو بہتر ہے کہ بلا واسطہ اس سے گفتگو مت کرو، کسی اور مزاج شناس سلیقہ شعار کو بلا کر اس کے واسطے سے گفتگو کرے تاکہ تمہارا تغیر دوسرے پر اور اس کی بدتمیزی تم پر اثر نہ کرے۔

ادب ۱۲۰۔ اپنے کسی خادم یا متعلق کو اپنا ایسا مقرب مت بناؤ کہ دوسرے لوگ اس سے دبنے لگیں یا وہ دبانے لگے، اسی طرح اگر وہ لوگوں کی روایات وحکایت تم سے کہنے لگے منع کر دو۔ ورنہ لوگ اس سے خائف ہو جائیں گے

اور تم لوگوں سے بدگمان ہو جاؤ گے، اسی طرح اگر وہ کسی کا پیام یا سفارش تمہارے پاس لائے سختی سے منع کر دو، تاکہ لوگ اس کو واسطہ سمجھ کر اس کی خوشامد نہ کرنے لگیں، اس کو نذرانے نہ دینے لگیں۔ یا وہ لوگوں سے فرمائش نہ کرنے لگے، خلاصہ یہ ہے کہ تمام لوگوں کا تعلق براہِ راست اپنے سے رکھو کسی شخص کو واسطہ مت بناؤ، ہاں اپنی خدمت کے لئے ایک آدھ شخص خاص کر لو مضائقہ نہیں، مگر اس کو لوگوں کے معاملات میں ذرہ برابر دخل نہ دو۔ اس طرح مہمانوں کا قصہ کسی پر مت چھوڑو، خود سب کی دیکھ بھال کرو گو اس میں تم کو تعب زیادہ ہوگا، مگر دوسروں کو تو راحت و سہولت رہے گی اور بڑے تو تعب کے لئے ہوا ہی کرتے ہیں خوب کہا گیا ہے ؎

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی
کانگشت نمائے عالمے خواہد شد

اب ان آداب و قواعد کو ایک بے قاعدگی کے قاعدہ پر ختم کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان میں بعض آداب تو عام ہیں، ہر حالت اور ہر شخص کے لئے اور بعضے آداب وہ ہیں جن سے بے تکلف مخدوم یا بے تکلف خادم مستثنیٰ بھی ہیں، چونکہ اس درجہ کی بے تکلفی تک پہنچ جانے کا ادراک وجدانی و ذوقی ہے، اس لئے ایسے آداب کی تعیین بھی وجدانِ ذوق پر چھوڑتا ہوں، اور اس رسالہ کو اس شعر پر جو کہ ادبِ تکلف اور ادبِ تکلفی دونوں کے لئے جامع ہے تمام کرتا ہوں۔

طرق العشق کلہا آداب
ادبوا النفس ایہا الاصحاب

وَيوم ختامہ ہو یوم ختام رسالۃ اغلاط العوام بفضل قدر اکثر من ساعۃ واقل من ساعتین وہو ثامن المحرم ۱۳۳۲ھ فی تھانہ بھون

***

اغلاط العوام

حرفِ آغاز

بعد الحمد والصلوٰۃ مقصود بالاظہار یہ امر ہے کہ باوجود اس کے کہ اس وقت بفضلہ تعالیٰ علم دین کا سامان یعنی کتب مطبوعہ کی دستیابی اور ارزانی پھر ان کا اردو ترجمہ ہوجانا اور علماء حقانی کا جابجا وجود اور دین پر وعظ کہنا اور بعض حضرات کا حسبِ ضرورت از خود یا بلانے پر جانا بھی یہ سب جس کثرت سے ہے ظاہر ہے اور محل شکر ہے۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی اکثر عوام بلکہ بعض خواص کالعوام میں بھی بعضے ایسے غلط مسئلے مشہور ہیں جن کی کوئی اصلِ شرعی نہیں اور وہ اُن کا ایسا یقین کئے ہوئے ہیں کہ اُن کو ان میں شبہ بھی نہیں پڑتا تاکہ علماء سے تحقیق ہی کرلیں۔ اور اکثر علما کو بھی ان غلطیوں میں عوام کے مبتلا ہونے کی اطلاع نہیں، تاکہ وہی وقتاً فوقتاً ان کا ازالہ کرتے رہیں۔ جب نہ عوام کی طرف سے تحقیق ہو اور نہ علماء کی جانب سے تنبیہ ہو تو ان غلطیوں کی اصلاح کی کوئی صورت ہی نہ رہی۔ اس لئے مدت سے خیال تھا جو بفضلہ تعالیٰ اب ظہور میں آیا کہ ایسی غلطیوں پر جہاں تک اطلاع ہو ان کو ضبط کردیا جائے جس طرح علماء نے احادیث میں موضوعات کو مدون کیا ہے۔ یہ رسالہ فقہیات کا موضوعات ہے اور گو یا مسائل مختلف ابواب کے ہیں مگر ترتیب وار لکھنا دشواری سے خالی نہ تھا اس لئے مختلط طور پر لکھ دیا ہے۔ بعد ضبط ہوجانے کے اگر کوئی صاحب نظر ثانی کرکے اس کا مرتب کرنا چاہیں اس وقت سہل ہوگا[1] ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب ؏

---

[1] الحمد للّٰہ اب یہ رسالہ جدید اضافات اور فقہی ترتیب کے ساتھ شائع ہورہا ہے۔ ۱۲ ناشر

عقیدے

مسئلہ ۱۔ مشہور ہے کہ جو شخص نیا مسلمان ہو اس کو مسہل دینا چاہئے۔ ورنہ وہ پاک نہیں ہوتا، سو یہ بات محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲۔ مشہور ہے کہ گالی دینے سے چالیس روز تک ایمان سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر اس مدت میں مر جاوے تو بے ایمان مرتا ہے سو یہ محض غلط ہے۔ ہاں گالی دینے کا گناہ الگ بات ہے۔

مسئلہ ۳۔ بعض عوام کا یہ اعتقاد ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اُس کا پیر شیطان ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔

مسئلہ ۴۔ بعض عوام یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ چوتھے آسمان پر ہے۔ جامع مسجد دہلی اس کی نقل ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مسجد اقصیٰ شام میں ہے اور جامع مسجد دہلی اس کی نقل نہیں۔

مسئلہ ۵۔ اکثر عوام اور خصوصاً عورتیں مرض چیچک اور کنٹھی میں علاج کرنے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اور بعض عوام اس مرض کو بھوت پریت کے اثر سے سمجھتے ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

مسئلہ ۶۔ بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر نئی دلہن اپنے گھر یا صندوق وغیرہ کو قفل لگا دے تو اس کے گھر کا تالا لگ جاتا ہے یعنی ویران ہو جاتا ہے یہ خیال بالکل غلط ہے۔

مسئلہ ۷۔ بعضے عوام سمجھتے ہیں کہ جو کوئی قل اعوذ برب الناس کا وظیفہ پڑھے اس کا ناس ہو جاتا ہے۔ یہ خیال محض غلط ہے۔ بلکہ اس کی برکت سے تو وہ مصائب سے نجات پاتا ہے۔

مسئلہ ۸۔ بعض عوام خصوصاً عورتیں کہتی ہیں کہ دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھ کر کھانا کھانے سے مقروض ہو جاتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔

مسئلہ ۹۔ بعض عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو مُردوں

کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں اور ایک کونے میں کھڑے ہو کر دیکھتی ہیں کہ ہم کو کون ثواب بخشتا ہے اگر کچھ ثواب ملے گا تو خیر ورنہ مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہیں۔

مسئلہ ۱۰۔ بعضی عورتیں ایسی عورت کے پاس کہ جس کے بچے اکثر مر جاتے ہوں۔ خود جانے اور بیٹھنے سے رُکتی ہیں اور اپنے بچوں کو بھی ایسی جگہ جانے سے روکتی ہیں اور یوں کہتی ہیں کہ مُرت بیائی لگ جائے گی یہ بہت بُری بات ہے۔ ایسا کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۔ بعض عوام خصوصاً عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہر آدمی پر اس کی عمر کا تیسرا اور آٹھواں اور تیرھواں اور اٹھارواں اور اکیسواں اور اڑتیسواں اور تینتالیسواں اور اڑتالیسواں سال بھاری ہوتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے اور بُرا عقیدہ ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ کتے کے رونے سے کوئی وبا یا بیماری پھیلتی ہے۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ مشہور ہے کہ اگر کسی گھر میں لڑائی کروانی منظور ہو تو اُس گھر میں سہ (قنفذ) کا کانٹا رکھ دو سو جب تک وہ کانٹا اس گھر میں رہے گا۔ اہل خانہ لڑتے رہیں گے۔ سو یہ محض غلط بات ہے۔

مسئلہ ۱۴۔ جہلا میں دستور ہے کہ جب کوئی سفر کو جاوے تو عورتیں کہتی ہیں کہ ابھی جھاڑو مت دو۔ کیونکہ فلاں ابھی ابھی سفر کو گیا ہے سو یہ لغو بات ہے۔

مسئلہ ۱۵۔ مشہور ہے کہ جب اولا پڑے تو موسل کو سیاہ کر کے باہر پھینک دیا جائے تو اولے بند ہو جاتے ہیں سو یہ غلط ہے۔

مسئلہ ۱۶۔ مشہور ہے کہ خرمن میں ہاتھ دھو کر کھانا نہ کھانا چاہئے اور اس سے اخذ کیا جاتا ہے کہ خرمن ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں سو

لہ قنفذ ایک جانور ہے جس کو سہ کہتے ہیں۔ اس کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں۔

یہ غلط ہے مسئلہ ۱۷ مشہور ہے کہ عورت حالت حیض یا حمل میں فوت ہو جائے اس کو سنگل ڈال کر دفن کیا جاوے کیونکہ وہ ڈائن ہو جاتی ہے اور جو اس سے ملے اسے کھاتی ہے سو یہ شرک ہے۔

مسئلہ ۱۸ مشہور ہے کہ جہاں میت کو غسل دیا جائے وہاں تین دن چراغ کیا جائے سو یہ بات بے اصل ہے۔

کتاب الطہارۃ والنجاستہ

مسئلہ ۱ بعض عورتوں میں مشہور ہے کہ کوا وغیرہ گھڑے میں چونچ ڈال دے تو اس میں اتنا پانی بھرے کہ باہر کو نکل جاوے اس سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کی کچھ اصل نہیں جس جانور کا جھوٹا مکروہ یا ناپاک ہے پانی تر جانے سے بھی ویسا ہی رہیگا اور اگر پاک ہے تو اس کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۲ بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر پانی میں ناخن ڈوب جائے تو اس کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ اگر ناخن میں میل مجتمع ہو تو ایسا کرنا لطافت کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۳ عوام میں مشہور ہے کہ چراغ کا تیل ناپاک ہوتا ہے مگر یہ محض بے اصل ہے عجب نہیں کہ کسی نے اس سے احتیاط رکھنے کو اس بنا پر کہا ہو کہ لوگ چراغ کو جگہ بے جگہ رکھ دیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں سے کتا وغیرہ چاٹ جاتا ہے اس لئے اس تیل سے احتیاط کا مشورہ کسی نے دیا ہوگا عوام نے اس کو یقینی ناپاک ہی قرار دیدیا۔ اور اس کی وجہ بھی بعض عوام سے سُنی گئی ہے کہ وہ جلتا ہے اس لئے ناپاک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلنے کو ناپاک ہونے میں کوئی دخل نہیں، غرض دعویٰ اور دلیل دونوں مہمل ہیں۔

مسئلہ ۴ حقہ کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں اگرچہ اس سے بچنا لطافت کے لئے ضروری ہے لیکن اس سے نجس ہونا لازم نہیں آتا۔

مسئلہ۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ اگر کتے سے کوئی چیز کپڑا برتن وغیرہ چھو جائے تو وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے۔ یہ غلط ہے البتہ رال لگنے سے ناپاک ہو جاوے گا۔

وضو و غسل

مسئلہ ۱۔ مشہور ہے کہ کسی کا ستر کھلا ہوا نظر پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۲۔ مشہور ہے کہ سُور کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۳۔ مشہور ہے کہ استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا چاہیئے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴۔ بعضے کہتے ہیں کہ جس وضو سے جنازہ کی نماز پڑھی ہو اس سے پنجگانہ نمازوں میں سے کوئی نماز نہ پڑھے۔ سو یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ ۵۔ بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ باہر پھرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سو یہ محض غلط ہے البتہ بے ضرورت باہر نکلنا بُرا ہے۔

تیمم و مسح

مسئلہ۔ بعضے آدمی کپڑے یا تکیہ پر تیمم کر لیتے ہیں اگرچہ اس پر زیادہ غبار نہ ہو سو یہ بالکل درست نہیں۔

حیض و نفاس

مسئلہ ۱۔ مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں یہ بھی غلط ہے حیض اور نفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۲۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ چلّے کے اندر زچہ خانے میں خاوند کو نہ جانا چاہیئے۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ۳۔ عوام کہتے ہیں کہ جو عورت حالتِ حیض میں اور زچہ مر جائے اس کو دوبارہ غسل دینا چاہئے۔ یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۴۔ عام عورتیں زچہ خانہ میں چالیس روز تک نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتیں۔ اگرچہ پہلے ہی پاک ہوجائیں سو یہ بالکل دین کیخلاف بات ہے۔ چالیس دن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ باقی اقل مدت کی کوئی حد نہیں جسوقت پاک ہوجائے غسل کر کے فوراً نماز شروع کرے اسیطرح اگر چالیس دن میں بھی خون موقوف نہ ہو تو چالیس دن کے بعد پھر اپنے آپ کو پاک سمجھ کر نماز شروع کر دے۔

اذان واقامت وامامت

مسئلہ۱۔ مشہور ہے کہ اذان نماز کے لئے مسجد میں بائیں طرف ہو اور اقامت یعنی تکبیر داہنی طرف شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ۲۔ مشہور ہے اگر مقتدی عمامہ باندھے ہو اور امام صرف ٹوپی پہنے ہو تو نماز مکروہ ہے۔ یہ محض بے اصل بات ہے۔ البتہ جو شخص خالی ٹوپی سے بازار اور مجمع احباب میں جاتا ہوا منقبض ہو اس کو بدون عمامہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے خواہ وہ امام یا مقتدی ہو۔

مسئلہ۳۔ بعض لوگ اذان کے سامنے سے یا دعا کے سامنے سے جانا ناجائز سمجھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ۴۔ عوام متکبرین میں مشہور ہے کہ جس امام کے گھر میں پردہ نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں سو سمجھ لیا جاوے کہ معترضین کی بیبیاں اگر ایک نامحرم کے رُوبرُو بھی آتی ہوں تو ان کو بھی بے پردہ کہا جاوے گا اور امام ومقتدی سب یکساں ہونگے۔ مسئلہ۵۔ بعض کو طاعون میں آذانیں دیتے ہوئے دیکھا ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

نماز وجماعت وخطبہ

مسئلہ۱۔ مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے سو

یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲ ۔ مشہور ہے کہ چاند اور سورج کے گہنے کے وقت کھانا پینا منع ہے۔ سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں البتہ وہ وقت توجہ الی اللہ کا ہے اس وجہ سے کھانے پینے کا شغل ترک کر دینا اور بات ہے رہا یہ کہ دنیا کے تمام کاروبار بلکہ گناہ تک تو کرتا رہے اور صرف کھانا پینا چھوڑ دے یہ شریعت کو بدل ڈالنا اور بدعت ہے۔

مسئلہ ۳ ۔ بعض عورتیں نماز پڑھ کر جانماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا سو اس میں کسی بات کی بھی اصل نہیں۔

مسئلہ ۴ ۔ اکثر عوام کا معمول ہے کہ مریض جب جماعت میں شریک ہوتا ہے تو تمام صف کے کنارے پر اور بائیں طرف بیٹھتا ہے۔ گویا درمیاں میں کھڑے ہونے کو برا سمجھتے ہیں۔ سو یہ امر محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۵ ۔ بعض کا خیال ہے کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہئے۔ ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے سو اس کی کوئی اصل نہیں اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں۔ کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں سو جان لینا چاہئے کہ سو رہنا بعد تہجد کے درست ہے۔

مسئلہ ۔ مشہور ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا ناجائز ہے سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ اتنی اٹکل ضرور ہے کہ قبلہ سے بے رخ نہ ہو۔

مسئلہ ۔ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ اگر کئی عورتیں ایک جگہ کھڑی ہو کر نماز پڑھیں تو آگے پیچھے کھڑا ہونا درست نہیں محض غلط ہے۔

مسئلہ ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سجدۂ تلاوت کر کے دونوں طرف سلام بھی پھیرے یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ ۹ ۔ عوام میں مشہور ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سو رہنے سے عشاء کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر پھر پڑھے تو قضا کی نیت کرے سو

یہ بالکل غلط ہے البتہ بلا عذر سونا درست نہیں اور نصف شب کے بعد مکروہ وقت ہو جاتا ہے اگرچہ سویا بھی نہ ہو۔

مسئلہ۱۰۔ عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز نہ پڑھیں، سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۱۱۔ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ تلاوت کے سجدہ دو ہونے چاہئیں یعنی ایک آیت پڑھے تو دو سجدے واجب ہو جاتے ہیں سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۱۲۔ عوام میں مشہور ہے کہ نماز میں داہنا انگوٹھا سرک جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سو یہ محض غلط ہے البتہ بلا ضرورت اٹھانا بہت عیب ہے۔

مسئلہ۱۳۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ سنت کے بعد نہ بولے اگرچہ گھوڑے کی ٹاپ میں دب گیا ہو۔ اس کی کچھ اصل نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے میں علاوہ فساد عقائد کے بعض اوقات کوئی واجب شرعی بھی ترک ہو جاوے گا مثلاً کسی نے مسئلہ پوچھا یا کسی امر میں اعانت چاہی۔

مسئلہ۱۴۔ بعض کو دیکھا ہے کہ ریل میں سوار ہو کر بلا عذر بھی نماز بیٹھ کر یا بے رُخ پڑھ لینے کو جائز سمجھتے ہیں سو ریل میں کوئی حکم نہیں بدلتا اور جاننا چاہیے۔ کہ تھوڑی سی دشواری بھی نہیں معمولی دقتیں تو گھر میں بھی پیش آجاتی ہیں۔ اسی طرح نمازن بیبیاں بہلی میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں بہلی کے ٹھہرانے میں خطرہ نہ ہو وہاں زمین پر اُتر کر نماز پڑھنی چاہیے پردہ برقعہ کا کافی ہے۔ مسئلہ۱۵۔ بعضے عوام ایسے مرض میں نماز چھوڑ دیتے ہیں جس میں بدن اور کپڑا پاک رہنا مشکل ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں سو یہ خیال محض غلط ہے کہ علماء سے مسائل پوچھ کر نماز پڑھنا ضروری ہے ایسی حالت میں بھی نماز درست ہو جاتی ہے۔ جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھنے کا ڈر ہو اور کپڑے بدلنے کے لئے زیادہ نہ ہوں تو اسی طرح نماز درست ہو جاتی ہے۔

مسئلہ۱۶۔ بعض عوام کو اس کا بھی پابند دیکھا ہے کہ جب جمعہ کے لئے آتے ہیں اول مسجد میں تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر سنتیں پڑھتے ہیں گو نزدیک ہی سے آئے ہوں اور گو سانس درست کرنے کی بھی ضرورت نہ ہو سواس کی کوئی اصل نہیں اور سانس کی درستگی تھوڑی دیر کھڑے رہنے سے بھی ممکن ہے یہ کیا ضرور ہے کہ بیٹھ ہی جاویں۔

مسئلہ۱۷۔ مشہور ہے کہ جن کی سنتیں صبح کی رہ جاویں اس کے درست ہونیکی یہ شرط ہے کہ سورج نکلنے تک اسی جگہ بیٹھا رہے سو یہ بھی غلط ہے بلکہ یہ جائز ہے کہ کسی کام میں لگ جاوے اور بعد آفتاب نکلنے کے ان کو پڑھ لے۔

مسئلہ۱۸۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ مسجد کا چراغ خود گل نہ کرے سو یہ بات لغو ہے بلکہ جب حاجت نہ رہے گل کر دینا چاہیئے۔ ورنہ اسراف بھی ہے اور تنہائی میں چراغ جلتا چھوڑنا منع بھی ہے۔

مسئلہ۱۹۔ اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ جماعت میں صف بندی کیوقت پاؤں کا انگوٹھا ملا کر سیدھی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ کندھے اور ٹخنے کی سیدھ کرنے سے صف سیدھی کرنی چاہیئے۔

مسئلہ۲۰۔ اکثر عوام کو اسکا التزام کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جمعہ کا پہلا خطبہ سننے کے وقت دونوں ہاتھ کو باندھ لیتے ہیں اور دوسرا خطبہ سننے کیوقت دونوں ہاتھ زانو پر رکھ لیتے ہیں۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔

مسئلہ۲۱۔ اکثر عوام جمعہ کے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ جائز نہیں زبان سے درود شریف نہ پڑھے ہاں دل ہی دل میں پڑھ لینے کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ۲۲۔ بعضے عوام نماز میں بائیں کہنی کھلی رہنے سے نماز میں خرابی آنا سمجھتے ہیں یہ خاص بائیں کہنی کی تخصیص غلط ہے۔ بلکہ دونوں میں سے خواہ دائیں ہو یا بائیں کھلی رہنے سے نماز مکروہ ضرور ہوگی۔

قرأت و تجوید

مسئلہ۔ قرآن مجید میں بعضے مقامات پر بے موقع وصل کرنے سے کفر کا فتویٰ بعض نے لکھ دیا ہے اور اس سے بڑھکر یہ کہ الحمد شریف میں بعضے حروف کے وصل سے شیطان کا نام پیدا ہونا لکھ دیا ہے سو ان دونوں امر کی کچھ اصل نہیں البتہ قواعد قرأت کے اعتبار سے یہ دونوں وصل بے قاعدہ اور قبیح ہیں مگر کفر یا شیطان کے نام کا دعویٰ محض تصنیف ہے۔

مسئلہ۔ حفاظ وغیرہم میں مشہور ہے کہ سورۂ برأت پر کسی حالت میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی سو بات یہ ہے کہ صرف ایک حالت میں اس میں بسم اللہ نہیں ہے کہ اوپر سے پڑھتے پڑھتے سورۂ برات شروع کرے باقی اگر تلاوت اسی سورۃ سے شروع کرے یا درمیان میں کچھ وقفہ کر کے بقیہ سورۃ پڑھے تو بسم اللہ کہے

دعا و ذکر و اذکار

مسئلہ۔ عوام میں مشہور ہے کہ بے وضو درود شریف پڑھنا درست نہیں سو یہ بالکل غلط ہے بلکہ قرآن بھی پڑھنا بلا وضو درست ہے۔ البتہ قرآن شریف کو ہاتھ لگانا بلا وضو درست نہیں۔

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت قرآن پڑھنا ممنوع ہے سو یہ محض غلط ہے البتہ نماز پڑھنا اس وقت ممنوع ہے۔

مسئلہ۔ اس طرف اکثر جاہل بھی التفات نہیں کرتے کہ آیاتِ قرآنیہ کو بے وضو لکھ دیتے ہیں۔ اسیطرح بے وضو آدمی کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں اس کا لکھنا اور مس کرنا دونوں بلا وضو ناجائز ہیں۔

مسئلہ۔ ذکر جہر کو بعض مشائخ بلا کسی شرط کے جائز سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس کے جواز کی ایک بہت ضروری شرط یہ ہے کہ اس سے کسی نماز پڑھنے والے کا دل پریشان نہ ہو اور سونیوالے کی نیند خراب نہ ہو اور جہاں اسکا احتمال ہو آہستہ ذکر کرے اگرچہ پکار کر کرنے کی تعلیم کی گئی ہو۔

مرض الموت و جنازہ

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازہ کا پایا بھی نہ پکڑے سو یہ بھی محض غلط ہے۔ اجنبی لوگوں سے وہ زیادہ مستحق ہے۔

مسئلہ۲۔ مشہور ہے کہ میت اگر گھر میں یا محلہ میں ہو اس کے لیجانے تک کھانا پینا گناہ ہے۔ یہ بات بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۳۔ عوام کہتے ہیں کہ میت کے غسل کے پانی پر پاؤں رکھنا درست نہیں۔ اور اسی خیال سے غسل دینے کے لئے ایک لحد کھودتے ہیں کہ سب پانی اسی میں رہے سو یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۴۔ بعضے عوام حرم میں قبروں پہ تازہ مٹی ڈالنے کو ضروری سمجھتے ہیں سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسئلہ۵۔ بعضے عوام میں اس کا بڑا اہتمام ہے کہ مردے کو گھر کے برتنوں سے غسل نہ دینا چاہیئے بلکہ کورے منگا کر غسل دیویں اور پھر ان برتنوں کو گھر میں استعمال نہ کریں بلکہ مسجد میں بھیجدیں یا چھوڑ دیں یہ بھی محض بے اصل ہے

مسئلہ۶۔ عوام کو دیکھا ہے کہ نماز جنازہ کی تکبیرات کہتے وقت منہ آسمان کی طرف اٹھایا کرتے ہیں یہ بے اصل بات ہے۔

مسئلہ۔ اکثر جگہ دستور ہے کہ جنازہ دفن کرتے وقت مردہ کو قبر میں چت لٹا کر صرف اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں بلکہ قبلہ کی طرف بالکل کروٹ دیدینا چاہیئے۔

مسئلہ۔ اکثر عوام نزع کی حالت میں شربت پلانے کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ پلانے والے کو ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ یہ ضروری ہے نہ قابلِ ملامت، بلکہ ایسا سمجھنا خود بُرا ہے۔

روزہ

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ ایک روزہ رکھنا اچھا نہیں اس مشہور کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسئلہ۔ بعض میں مشہور ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ نہ رکھے کیونکہ یزید کی ماں نے رکھا تھا۔ محض غلط ہے۔

مسئلہ۔ عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شش عید کے روزے رکھنا چاہے اس کو چاہیئے کہ ایک روزہ ضرور عید سے اگلے ہی دن رکھے ورنہ پھر وہ روزے نہ ہونگے سو یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

مسئلہ۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نفل روزے کی سحری نہیں ہوتی سو یہ غلط ہے اس میں فرض اور نفل روزے سب برابر ہیں۔

مسئلہ۔ بعض عوام سے سنا گیا ہے کہ نفل روزہ بعد نماز مغرب کے افطار کرے سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں۔

زکوٰۃ و حج و قربانی و عقیقہ و نذر

مسئلہ۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ بقر عید کے روز قربانی کرنے تک روزہ سے رہے یہ محض بے اصل ہے البتہ قربانی سے اوّل کھانا کھانا مستحب ہے لیکن وہ روزہ نہیں ہے نہ تو کھانا فرض ہے نہ روزہ کا ثواب ہے نہ روزہ کی نیت ہے۔

مسئلہ۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ احرام میں دو پاٹ کی چادر جس کے درمیان میں سلائی ہو درست نہیں یہ محض بے اصل ہے مرد کو ممنوع وہ سلائی ہے جس سے کپڑے کو بدن کی ہیئت پر بنایا جاتا ہے جیسے کرتہ پاجامہ وغیرہ مسئلہ۔ بعض لوگ بدھیا جانور کی قربانی درست نہیں سمجھتے سو یہ نہیں غلط ہے بلکہ بدھیا جانور کی تو اور زیادہ فضیلت ہے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بدھیا دنبہ کی قربانی فرمائی ہے۔

مسئلہ۔ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ۔ نانا نانی۔ دادا دادی کو کھانا درست نہیں سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ اس کا حکم قربانی کا سا ہے۔

مسئلہ ۵ بعض عوام کا خیال ہے کہ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم دی جاوے اور کہا نہ جاوے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو شاید زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی سو یہ خیال بالکل غلط ہے بدون کہے بھی زکوٰۃ ہو جاتی ہے مگر دل میں ارادہ کرنا ضروری ہے

مسئلہ ۶ بعض عوام کا یہ خیال ہے کہ جو زیور چاندی سونے کا روز پہنا جاتا ہے اس میں زکوٰۃ نہیں سو جان لینا چاہیئے کہ رکھا ہوا زیور اور استعمال میں آنے والا زیور سب برابر ہیں۔ سب میں زکوٰۃ ہے۔

مسئلہ۔ بعض عوام سے سنا گیا ہے کہ قسم کھاتے وقت بائیں ہاتھ کا انگوٹھا موڑ لیا جاوے تو قسم نہیں ہوتی سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۔ اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ منت و نذر کی شیرینی مسجد میں لا کر عام طور پر تقسیم کر دیتے ہیں وہاں ان میں بعض سید اور غنی ہی ہوتے ہیں۔ پس سید اور غنی کو دینے سے نذر ادا نہیں ہوتی ہے۔

نکاح و طلاق و خلع وظہار

مسئلہ ۱ بعض جگہ عوام کا یہ گمان ہے کہ بلا گواہ بھی محض مرد و زن کی رضامندی سے نکاح ہو جانے کو درست سمجھتے ہیں۔ اور اسکا نام تن بخشی رکھا ہے سو یہ گمان باطل محض ہے اسطرح ہرگز نکاح نہیں ہوتا وہ زنا ہوگا۔

مسئلہ ۲ مشہور ہے کہ پیر کو مریدنی سے نکاح درست نہیں یہ محض غلط ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں کے پیر تھے۔

مسئلہ ۳ مشہور ہے کہ بیس اولاد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴ بعض عوام کہتے ہیں کہ حوا کو برا کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ بھی محض غلط ہے البتہ حوا کو برا کہنا جائز نہیں

مسئلہ ۵ عوام میں مشہور ہے کہ اگر شوہر کے مرنے پر اس کا جنازہ گھر سے نکلنے سے پہلے اس کی عورت گھر سے دوسرے گھر چلی جائے تو جائز ہے

بعد جنازہ نکلنے کے جائز نہیں گویا ان عوام کے خیال میں عدت وفات کیوقت سے شروع نہیں ہوتی بلکہ جنازہ لیجانے کیوقت سے شروع ہوتی ہے یہ محض غلط ہے

مسئلہ عام دستور ہے کہ کوئی کافر عورت مسلمان ہو تو مسلمان کرتے ہی اسکا نکاح کسی مسلمان سے کر دیتے ہیں سو یہ بڑی غلطی ہے اگر کافروں کی عملداری میں کوئی کافر عورت مسلمان ہو جائے تو تین حیض گذرنے سے تو اس پر طلاق پڑے گی۔ اسکے بعد پھر تین حیض عدت پھر حیض کے بعد نکاح درست ہوگا۔

مسئلہ۔ بیوی اگر شوہر کو باپ کہہ دے تو عوام سمجھتے ہیں کہ نکاح میں خلل ہو جاتا ہے سو یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ اگر شوہر بھی بیوی کو ماں یا بیٹی کہدے تو نکاح میں فرق نہیں آتا۔ البتہ بیہودہ بات ہے۔ ہاں اگر یوں کہہ دے کہ تو مجھ پر مثل ماں بیٹی کے ہے تو اس میں بعض صورتوں میں عورت حرام ہو جاتی ہے جس کی تفصیل ضرورت کے وقت علماء سے معلوم ہو سکتی ہے۔

مسئلہ۔ بعض عوام کو اس میں شبہ رہتا ہے کہ حالت حیض میں نکاح شاید درست نہیں ہوتا سو یہ شبہ بے اصل ہے۔ اس حالت میں بھی نکاح درست ہوتا ہے البتہ ناف سے زانو تک اس حالت میں دیکھنا یا ہاتھ وغیرہ لگانا درست نہیں۔

مسئلہ۔ عوام الناس ممانی اور چچی اور سوتیلی ساس سے نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے سو یہ اعتقاد باطل ہے اور یوں کوئی لحاظ کی وجہ سے ان رشتوں سے نکاح نہ کرے وہ اور بات ہے۔

مسئلہ۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ غصہ میں یا دھمکانے کی نیت سے اگر طلاق دیدے تو طلاق نہیں پڑتی سو یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۔ عوام میں مشہور ہے کہ دونوں عیدوں کے درمیان نکاح نہ کیا جاوے کیونکہ میاں بیوی کا نباہ نہیں ہوتا۔ سو یہ خیال خلاف شریعت ہے۔

خرید و فروخت، کرایہ، رہن حق شفعہ وغیرہ

مسئلہ: مشہور ہے کہ غلہ کی تجارت ناجائز ہے مگر یہ امر بالکل غلط ہے البتہ جب قحط کی ایسی حالت ہو کہ غلہ کسی قیمت سے بھی دستیاب نہیں ہوتا ہو اور اب اس کے نہ بیچنے سے خلائق کو تکلیف ہونے لگے ایسی حالت میں غلہ روکنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ کسی چیز کے خریدنے کے بعد بائع سے کچھ زیادہ مانگنا گناہ ہے جسکو رونگا کہتے ہیں۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ البتہ بائع کو تنگ کرنا حرام ہے لیکن اگر خوشی سے دیدے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۳: بعضے زمیندار سمجھتے ہیں کہ خودرو گھاس محض روکنے سے ملک ہو جاتی ہے اور اسکا فروخت کرنا درست ہے یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں

مسئلہ ۴: یہ بھی بعضے زمینداروں کو کہتے سنا ہے کہ پھل آنے سے پہلے بہار کا بیچنا دیسے تو درست نہیں لیکن اگر اس بیع کے ساتھ کچھ زمین کا ٹھیکہ یعنی اجارہ بھی شامل ہو۔ تو درست ہے سو یہ بات بالکل غلط ہے اس اجارہ سے وہ بیع درست نہیں ہو جاتی۔

مسئلہ ۵: عام زمینداروں کا یہ خیال ہے کہ اگر رہن میں راہن زمین مرہونہ کے منافع کو حلال کر دے تو وہ حلال ہو جاتا ہے سو یہ بالکل صحیح نہیں بلکہ جب رہن میں انتفاع مشروط یا معروف ہوگا حرام ہو گا۔

مسئلہ ۶: بعضے عوام گدھے اور گھوڑے کی جفتی کو برا سمجھتے ہیں سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں البتہ اس کی اُجرت لینا جائز نہیں۔

مسئلہ: بعض عوام سمجھتے ہیں کہ حقِ شفعہ رشتہ دار جدی کے ساتھ خاص ہے سو یہ محض غلط بات ہے۔

مسئلہ: بعض عوام میں مشہور ہے کہ اولاد کے ہوتے ہوئے اگر اپنی جائداد کا جزو یا کل کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو اس کے نافذ ہونے کی شرط یہ

ہے کہ وہ جائداد اس واہب کی یکسوئی ہو اگر جدی ہو تو جائز نہیں یہ محض غلط ہے مکسوب و موروث کا شرعاً ایک ہی حکم ہے۔

شکار و ذبح کا بیان

مسئلہ مشہور ہے کہ ذبح کرنیوالے کی بخشش نہ ہوگی سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۲۔ بعضے کہتے ہیں کہ جس چاقو سے جانور ذبح کیا جاوے اس کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو میں تین کیلیں ہوں سو یہ محض غلط ہے

مسئلہ۳۔ مشہور ہے کہ ولد الزنا کا ذبیحہ درست ہیں سو یہ محض غلط ہے

مسئلہ۴۔ بعض عوام عورتوں کے ذبیحہ کو درست نہیں سمجھتے سو یہ محض غلط ہے

مسئلہ۵۔ بعضے عوام میں مشہور ہے کہ ذابح کے معین پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۶۔ بعضے عوام سمجھتے ہیں کہ ذبح کی اعانت کرنیوالا مثلاً جانور پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں یہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ جب انڈا توڑا جاتا ہے تو اس پر پہلے یہ تکبیر پڑھ لی جائے ؎ سفید انڈا تر بتر۔ نہ اس کے ٹانگیں نہ اس کا سر سنت خلیل اللہ اکبر سو اس کی اصل نہیں۔

مسئلہ۔ مشہور ہے کہ عورت کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں سو یہ غلط بات ہے

لباس و زینت و پردہ

مسئلہ۔ عوام میں مشہور ہے کہ مریدنی کو پیر سے پردہ نہیں سو یہ محض غلط ہے جیسے اور مرد ہیں ایسا ہی پیر ہے۔

مسئلہ۲۔ بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ جس عورت کے ہاتھ میں چوڑی نہ ہو یا کم از کم ایک بھی ناخن میں مہندی نہ ہو اس کے ہاتھ کا پانی مکروہ ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۳۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ نیا جوتا اور نیا کپڑا پہننے سے

اسکے ذمہ حساب ہو جاتا ہے۔ لیکن رجب سے رمضان کے آخری جمعہ تک یا آخری جمعہ کو پہننے سے وہ بےحساب ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے نئے کپڑے اسی مدت میں پہن لے۔ بعضے کئی کئی جوڑے ایکدم پہن لیتے ہیں۔ سو یہ سب محض غلط ہے۔

مسئلہ۴ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کے بائیں ہاتھ میں کوئی نشانی عورت ہونیکی جیسے چوڑی۔ چھلہ ہونا ضروری ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۵ بعض عورتیں صرف عدت میں نامحرم سے سر ڈھانپنے کو لازم سمجھتی ہیں۔ اور ویسے نہیں یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ۶ بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ عمامہ باندھنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اور بعضے بیٹھے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسکی کوئی اصل نہیں۔

سلام مصافحہ، اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا (معاشرات)

بعض لوگ سلام علیک کرتے وقت ماتھے پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں یا جھک جاتے ہیں اور بعض مصافحہ کر کے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہیں یہ سب خلاف شرع اور بے اصل ہے

کھانا پینا

مسئلہ۱ مشہور ہے کہ دعوت میں بھوکا اٹھنا منع ہے سو اس کی کوئی اصل نہیں مسئلہ۲ بہت مشہور ہے کہ جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب سمجھتے ہیں سو اس کی کوئی اصل نظر سے گذری نہ کسی محقق سے سنا۔

مسئلہ۳ بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر گوشت میں ہڈی نہ ہو تو وہ گوشت مکروہ ہو جاتا ہے۔ سو یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۴ اکثر عورتیں مردوں سے پہلے کھانا کھانے کو شرعاً معیوب سمجھتی ہیں۔ یہ بے اصل بات ہے۔

مسئلہ۵۔ اکثر عوام میں دستور ہے کہ اگر کوئی شخص کھانا کھاتے وقت دوسرے شخص کو کھانا کھانے کے لئے بلاتا ہے اور اس کو منظور نہیں ہوتا تو اس کے جواب میں کہا کرتے ہیں کہ بسم اللہ کرو بس چونکہ اس موقع پر اس لفظ

کا استعمال کرنا شرعاً ثابت نہیں ہے لہذا ترک کر دینا چاہیئے۔ اور اس کی جگہ اور کلمے جیسے بارک اللہ وغیرہ کہہ دینا چاہیئے۔

شگون وفال

مسئلہ۔ بعضے کہتے ہیں کہ فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے۔ سو یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ۲۔ بعض طلبہ کو سبق کے باب میں اس کا معتقد دیکھا ہے۔ اذا فات السبت فات السبت سو اسکو اگر قضیہ اتفاقیہ سمجھا جاوے تو خیر لیکن لزومیہ سمجھنا بے اصل اور اختراع ہے اور شعبہ ہے تاثیر ایام کے قائل ہونیکا جو شعبہ ہے نجوم کا۔

مسئلہ۳۔ اسی طرح بعض طلبہ کو بدھ کے روز کتاب شروع کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کو کسی روایت کی طرح مستند سمجھتے ہیں سو اس بات میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

مسئلہ۴۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑکنے سے کوئی مصیبت رنج اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے۔ سو یہ محض غلط خیال ہے

مسئلہ۵۔ بعض عوام صبح کے وقت کسی مقام جیسے انوتہ۔ کیرانہ وغیرہ یا کسی جانور جیسے سانپ، سور وغیرہ کے نام لینے کو منحوس اور برا سمجھتے ہیں یہ بالکل لغو بات ہے

مسئلہ۶۔ بعضے عوام کسی خاص دن یا کسی خاص وقت میں سفر کرنے کو برا یا اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ کفار یا نجومیوں کا اعتقاد ہے۔

مسئلہ۔ اکثر عوام کہتے ہیں کہ ہتھیلی میں خارش ہونے سے مال ملتا ہے اور تلوے میں خارش ہونے سے یا جوتے پر جوتا چڑھنے سے سفر درپیش ہوتا ہے۔ یہ سب لغو اور مہمل بات ہے۔

مسئلہ۔ بعض عورتیں مکان کی منڈیر پر کوے کے بولنے سے کسی مہمان کی آمد کا شگون لیتی ہیں۔ یہ خیال گناہ ہے۔

مسئلہ ۹۔ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ ڈوئی مارنے سے ہوکا ہو جاتا ہے یعنی جسکے ڈوئی ماریجائے وہ کھانا زیادہ کھانے لگتا ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ عوام میں رائج ہے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے جھاڑو لگ جائے تو وہ معیوب سمجھتا ہے اور بُرا مان کر کہتا ہے کہ میں کنوئیں میں نمک ڈال دوں گا جس سے تیرے منہ پر جھائیاں پڑ جائیں گی۔ یہ بھی محض بے اصل ہے

مسئلہ ۱۱۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جھاڑو مارنے سے مضروب الیہ کا جسم سوکھ جاتا ہے۔ جھاڑو پر تھتکار دو سو یہ بات محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ ہمارے یہاں مروج ہے کہ جب کوئی آدمی کہیں جا رہا ہو اور اسکو پیچھے سے بلایا جائے تو وہ لڑائی لڑنے پر تیار ہو جاتا ہے کہ مجھے پیچھے سے تم نے کیوں بلایا ہے کیونکہ میرا کام نہیں ہوگا سو اس بات کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۳۔ ہمارے یہاں عورتیں کوے کے بولنے سے مہمان کے آنے کا شگون لیتی ہیں سو یہ بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۴۔ ہمارے یہاں عورتیں چکی کا ہاتھا چھوٹنے سے مہمان کے آنے کا شگون لیتی ہیں۔ سو یہ مہمل بات ہے۔

مسئلہ ۱۵ عموماً عورتوں میں مشہور ہے کہ صحنک سے آٹا اڑنے سے مہمان آتا ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۶۔ بعض لوگ جوتے پر جوتا چڑھ جانے سے سفر درپیش آنے کا شگون لیتے ہیں سو یہ بے اصل اور لغو بات ہے۔

مسئلہ ۱۷ مشہور ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلی میں خارش ہونے سے کچھ ملتا ہے اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۸۔ ہمارے یہاں ایک شعر مشہور ہے ؎ منگل، بدھ نہ جادیں پاڑ، جوتی پاڑی آدیں باڑ، اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۹۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ شام کے وقت مرغا اذان دے تو اس کو فوراً ذبح کر لو۔ کیونکہ یہ اچھا نہیں سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۲۰۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر مرغی اذان دے تو اسے فوراً ذبح کردو کیونکہ اس سے وبا پھیلتی ہے۔ سو یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ ۲۱۔ اگر مریض کے لئے دو آدمی حکیم کو بلانے جاویں تو اُسے بُرا سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اب مریض صحتیاب نہیں ہوگا سو یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ ۲۲۔ جب کوئی نئی دلہن کوئیں پر پانی لینے جاوئے تو اسکو تاکید کیجاتی ہے کہ پہلے کنوئیں پر چراغ جلایا جاوے پھر پانی لایا جاوے سو یہ غلط بلکہ شرک ہے۔

مسئلہ ۲۳۔ دستور ہے کہ جب کہیں کوئی جا رہا ہو اور کوئی چھینک دیوے تو جانے والا واپس چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب کام نہیں ہوگا سو یہ غلط ہے۔

متفرق مسئلے

مسئلہ ۱۔ عوام میں مشہور ہے کہ ردپے نے بہت دنوں تک (یا عزیز) کا وظیفہ پڑھا ہے۔ سو اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۲۔ مشہور ہے کہ عصر اور مغرب کے درمیان کھانا پینا بُرا ہے اور اسکی وجہ یہ تصنیف کی ہے کہ مرتے وقت یہی وقت نظر آتا ہے اور شیطان پیشاب کا پیالہ پینے کیلئے لاتا ہے سو اگر کھانے پینے کی عادت نہ ہوگی تو انکار کردیگا شرع میں اسکی بھی کوئی اصل نہیں

مسئلہ ۳۔ مشہور ہے کہ ہاتھ میں بید رکھنا درست نہیں یزید نے ہاتھ میں رکھا تھا یہ بھی محض غلط ہے مسئلہ ۴۔ مشہور ہے کہ جھاؤ کی لکڑی کا استعمال درست نہیں سو یہ بھی محض غلط ہے۔ مسئلہ ۵۔ مشہور ہے کہ میاں بیوی ایک پیر کے مرید نہ ہوں ورنہ بہن بھائی ہو جاتے ہیں یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۶۔ مشہور ہے کہ حرام مال مطلقاً مول لینے سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے اسطرح بدل لینے سے حلال ہو جاتا ہے مثلاً کسی نے کوئی چیز چرائی یا پھل آنے سے پہلے بہار خریدلی پھر وہ چیز یا پھل بازار میں فروخت ہونے کیلئے آیا تو بعضے آدمی یوں سمجھتے ہیں کہ جب ہم نے دام دے کر مول لیا تو وہ ہمارے لئے درست ہے اسی طرح اگر کسی نے رشوت لی پھر کسی سے روپیہ بدل لیا تو یوں

سمجھتے ہیں کہ بدلہ کا روپیہ درست ہو گیا سو یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں وہ مسئلہ اور ہے جس کو لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔

مسئلہ مشہور ہے کہ ڈھیکلی کا پانی پینا درست نہیں سو یہ بھی محض غلط ہے

مسئلہ مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت نہ ہلائے کہ وہ بے چین ہوتا ہے یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۹ مشہور ہے کہ تسبیح اس طرح سیدھی اس طرح الٹی اور اسطرح پڑھے اور اسطرح نہ پڑھے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۰ مشہور ہے کہ سوتے میں قطب شمالی کی طرف پاؤں نہ کرے سو اسکی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۱ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر بلی نقصان بھی کرے تو بس صرف موسل میں گالا روئی کا باندھ کر مارنا درست ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح مارا تھا۔ تو یہ مسئلہ اور حدیث دونوں غلط ہیں مسئلہ ۱۲ غسلخانہ اور پاخانہ میں بات کرنے کو عوام ناجائز سمجھتے ہیں سو اسکی کچھ اصل نہیں۔ البتہ بلا ضرورت باتیں نہ کریں

مسئلہ ۱۳ عوام میں بعض اعمال چور کے معلوم کرنے کے لئے جائز اور حجت سمجھتے ہیں سو سمجھ لینا چاہیئے۔ نہ جائز ہیں۔ نہ شرعاً حجت ہیں۔ اور جس فن کا وہ عمل ہے۔ اُس کے اصول سے وہ عمل قابل اعتماد نہیں وہ بالکل خیال کے تابع ہے حتیٰ کہ اگر دو عامل مختلف دو شخصوں پر گمان چوری کا رکھتے ہوں تو ہر عامل کے عمل کا الگ الگ نام نکل آوے گا۔ بلکہ ان عاملوں کا فرضی نام بھی بتلا دیئے جاویں تو اس عمل سے وہی نام نکل آویں گے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمل کوئی چیز نہیں۔

مسئلہ ۱۴۔ یہ عادت بہت شائع ہے کہ اگر نعوذ باللہ قرآن مجید کی بے ادبی ہو جائے تو اس کے برابر اناج تول کر تصدق کرتے ہیں اس میں اصل مقصود تو بہت مستحسن و قرین مصلحت ہے کہ بطور کفارہ اور جرمانہ کے صدقہ دیا جاتا ہے

اس میں نفس کا بھی انتظام ہے کہ آئندہ احتیاط رکھے لیکن دو امر اس میں بے اصل اور قابل اصلاح ہیں ایک یہ کہ قرآن مجید کو ترازو میں اناج کے برابر کرنے کے لئے رکھتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اسکو واجب شرعی سمجھتے ہیں اگر ایسا کریں کہ محض مصلحت مذکورہ کی بنا پر تخمینہ سے کچھ غلہ دیدیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۱۵ بعض کہتے ہیں کہ عورتوں کو استرہ سے ناپاکی کے بال لینا منع ہیں سو یہ غلط بات ہے طبًا مناسب نہ ہو مگر شرعًا گناہ نہیں۔

مسئلہ ۱۶ بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو یا منہ سے چراغ گل کرنیکو یا دمڑے کے کنگھا کرنے کو اگرچہ با اجازت ہو برا سمجھتے ہیں۔ اسکی کچھ اصل نہیں

مسئلہ ۱۷ بعض سے مہر کے بارے میں سنا گیا ہے کہ اذا تنی تلث یعنی اگر کسی ضرورت سے دوسری بار مہر لگانا پڑے تو تیسری بار بھی ضرور لگاوے اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ بعض کو خاص استخارہ اس غرض سے بتلاتے دیکھا ہے کہ اس سے کوئی واقعہ ماضیہ یا مستقبلیہ معلوم ہو جاوے گا سو استخارہ اس غرض کیلئے شریعت میں منقول نہیں بلکہ وہ تو محض کسی امر کے کرنے نہ کرنے کا تردد رفع کرنے کے لئے ہے نہ کہ واقعات معلوم کرنے کے لئے بلکہ ایسے استخارہ کے ثمرہ پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۹ بعض عاملوں کو تو گو وہ اہل علم ہی ہوں بعض عملیات میں دن وغیرہ کی قید کی رعایت کرتے ہوئے دیکھا ہے سو یہ شعبہ نجوم کا ہے۔ اور واجب الترک ہے۔ اور یہ خیال کہ یہ عمل کی شرط ہے محض غلط ہے۔ میں نے ایسے اعمال میں یہ قید بالکل حذف کر دی ہے اور پھر بھی بفضلہ تعالیٰ اثر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ عمل کا اثر زیادہ تر خیال سے ہوتا ہے ان قیود کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ سب دعوے ہیں عاملوں کے۔

مسئلہ ۲۰ مشہور ہے کہ زمین پر نمک گرا دینے سے قیامت کے

دن پلکوں سے اٹھانا پڑے گا۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲۱۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ جمائی آنے پر ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔ یہ غلط ہے البتہ حدیث سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ اسوقت ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان پیٹ میں گھس کر ہنستا ہے

مسئلہ ۲۲۔ مشہور ہے کہ مریض کے لئے جب حکیم کو بلانے جانا ہو تو گھوڑے پر زین مت لگاؤ۔ سو یہ غلط ہے۔

مسئلہ ۲۳۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ سرمہ کی سلائی پر تین مرتبہ سورۂ اخلاص دم کر کے آنکھوں میں سرمہ لگانا چاہئے۔ یہ بے اصل بات ہے۔

*****

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ

خلاصہ

قَصْدُ السَّبِیْل

مُصَنَّفہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

تلخیص وتشریح

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ

(صدر، دارالعلوم کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ
اما بعد

تصوف وطریقت کے متعلق عام غلط فہمیاں

دین کی جو تعلیمات تصوف و طریقت کے نام سے معروف ہوئیں، وہ درحقیقت شریعتِ اسلام کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں جن کے بغیر ایمان واسلام کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ اور درحقیقت شریعت پر مکمل عمل کرنے ہی کا دوسرا نام طریقت وتصوف ہے۔ لیکن ایک عرصہ دراز سے کچھ لوگوں کی غفلت اور کم علمی سے اور کچھ غلط کار لوگوں کی مداخلت سے اس کی حقیقت کچھ ایسی مبہم اور مختلط ہوگئی کہ کسی نے محض درویشوں کی چند رسوم وعادات کا نام تصوف رکھ لیا، کسی نے غیر امتیازی طور پر پیش آنے والے وجدی حالات و کیفیات ہی کو تصوف سمجھ لیا۔ کسی نے کشف وکرامات کا نام تصوف رکھ لیا اور بعض لوگوں نے غلطی سے اس طریق میں کچھ بدعت کے اعمال شامل کر لیے اور انہیں کو تصوف سمجھنے لگے۔ تصوف کا اصل مقصود اکثر لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوگیا۔ اور اس مقصود وغیر مقصود کے اختلاط سے طرح طرح کے نقصان پہنچے۔ مثلاً جن لوگوں نے غیر اختیاری وجدی حالات وکیفیات کو یا کشف وکرامات کو تصوف سمجھ لیا، جو درحقیقت نہ تصوف کے لیے لازم ہیں اور نہ ہر ایک کو حاصل ہوتی ہیں، نہ ان کے حاصل نہ ہونے سے کسی دینی کمال میں کوئی نقصان یا مقصد تصوف میں کوئی کمی آتی ہے۔ ایسا سمجھنے والے سالکین طریق جب محنت و مجاہدہ کے باوجود یہ کیفیات حاصل ہوتی نہیں دیکھتے تو انہیں مایوسی ہونے لگتی ہے، کہ ہمیں اس طریق کا مقصد حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ اور کچھ ناقص العمل بلکہ فاسق فاجر لوگوں کو کسی وظیفہ یا عمل کے پڑھنے سے یہ کیفیات حاصل ہو گئیں تو وہ انہیں کو مقصودِ تصوف سمجھ کر مغرور ہو جاتے ہیں کہ ہمیں اس طریق میں کمال

حاصل ہو گیا۔ حالانکہ احکامِ شرعیہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پابندی کے بغیر کسی کو تصوّف کا مقصد حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ تمام آئمہ صوفیہ کی تصریحات اس بارے میں معروف و مشہور ہیں۔

اس زمانے میں حق تعالیٰ نے سیدی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کو مجددانہ خدمات اور دینی اصلاحات کے لیے چن لیا تھا۔ جس پر ان کی سینکڑوں تصانیف شاہد ہیں۔

تصوف و طریقت کی حقیقت کو واضح کرنے اور اس کے مقصود و غیر مقصود میں امتیاز کرنے اور اس راہ میں صحیح اور کامیاب عمل کے طریقے بتلانے کے لیے حضرت قدس سرہٗ نے بہت سی تصانیف فرمائی ہیں۔ مثلاً التکشف فی مسائلِ تصوف۔ التشرف فی مسائل التصوف۔ مسائل السلوک۔ تعلیم الدین وغیرہ۔ پھر ان سب تحقیقات کا ایک مختصر مجموعہ اور سالکین طریق کے لیے اُن کے مختلف حالات کے اعتبار سے الگ الگ دستور العمل ایک رسالہ میں بنام "قصد السبیل" تصنیف فرمایا۔ پھر اُس کے ساتھ تصوّف و طریقت کی حقیقت کو واضح کرنے اور اس کو آسان کرنیوالے چند مضامین کا اضافہ بطورِ ضمیمہ فرمایا اور مجموعۂ مضامین کو خمسۂ تصوف اور پنج حاسۂ باطنی سے ملقب فرمایا یہ رسالہ رجب ۱۳۵۰ھ میں شائع ہوا۔

چونکہ اس رسالہ کی زبان علمی تھی کم علم لوگوں کو اس سے استفادہ میں دشواری پیش آتی تھی۔ اس لیے حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے قدیم خلیفہ اور صاحبِ کشف و کرامات بزرگ مولانا شاہ لطف رسول صاحب نے حضرت کی اجازت سے اس رسالہ کی تسہیل آسان زبان میں لکھی۔ جو بنام "تسہیل قصد السبیل" بار بار شائع ہو چکی ہے جس کیساتھ کچھ اہم مضامین بطور ضمیمہ شامل کیے گئے تھے لیکن آجکل کچھ تو علمی استعداد کی کمی اور کچھ لوگوں کی سہولت پسندی نے ایسا کر دیا کہ وہ کسی رسالہ کو پڑھیں پھر اسکے مضامین کو الگ دیکھیں پھر سب کے مجموعہ سے کچھ نتیجہ نکالیں یہ سخت مشکل ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسطرح کے لوگوں نے بزرگوں کے ان علمی جواہر پاروں

کو دیکھنا ہی کم کر دیا۔ یہ مختصر رسالہ چونکہ حضرت کی نظر میں تصوف و طریقت کی حقیقت کو واضح کرنے اور اس کے مقصود و غیر مقصود میں امتیاز کرنے اور اس طریق کو آسان کرنے میں دریا بکوزہ کا مصداق ہے جس میں اس طریق کے مبتدی سے لیکر منتہی تک سب کے لیے اہم ہدایات ہیں اس لیے حضرت نے اس وقت اسکی ضرورت محسوس کی کہ مبتدی لوگوں کی سہولت کیلئے اس رسالہ کے مضامین کا خلاصہ اس طرح لکھ دیا جائے کہ تمام کے مضامین کو اصل کیساتھ لکھ دیا جائے اور اصل رسالہ میں جس جگہ کوئی اجمال ہے اسکی تشریح بھی ہو جائے چنانچہ زیر نظر رسالہ میں ابتدائی پانچ ہدایتوں تک کچھ تشریحات بھی شامل کی گئی ہیں چھٹی ہدایت سے آخر تک تقریباً تسہیل قصد السبیل کا پورا مضمون اسی کی عبارت میں لکھا گیا ہے اور یہی مضمون دراصل اس رسالہ کا مقصود ہے یہ خلاصہ مبتدی لوگوں کے لیے لکھا گیا ہے اس کے مطالعہ سے کچھ مناسبت پیدا ہو جانے کے بعد اصل رسالہ قصد السبیل کا پورا مطالعہ بھی نہایت مفید ہے۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ الْمَوْلَی الْجَلِیْلُ ۔ وَعَلَیْہِ مُنْتَھٰی قَصْدُ السَّبِیْلِ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِیْ لَیْسَ لَہٗ فِی الْکَمَالِ الْعَدِیْلِ ۔ وَھُوَ لِذٰلِکَ السَّبِیْلُ خَیْرُ الدَّلِیْلِ ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْبَاذِلِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ فِی اللّٰہِ مِنْ کُلِّ کَثِیْرٍ وَّقَلِیْلٍ ۔ اَلْمُبَلِّغِیْنَ لِلْاٰیَاتِ وَالرِّوَایَاتِ بِعِزِّ عَزِیْزٍ وَّذُلِّ ذَلِیْلٍ

امّا بعد ۔ تصوف و طریقت جو درحقیقت شریعت ہی پر مکمل عمل کرنے کا دوسرا نام ہے ۔ اس میں ایک زمانہ دراز سے کچھ ایسا اختلاط و التباس پیش آرہا تھا کہ بہت سے ناواقف لوگ کچھ بزرگوں کی رسوم و عادات کو اور بہت سے ان کی غیر اختیاری کیفیات اور وجدی حالات ہی کو تصوف سمجھ بیٹھے تھے ۔ مقصود و غیر مقصود میں امتیاز نہ رہنے سے بعض لوگ تو اس طریق کو نہایت دشوار ناقابل عمل سمجھ کر مایوس ہونے لگے اور بعض لوگ خلافِ شرع امور کے ارتکاب اور غیر شرعی عادات و اخلاق کے باوجود کچھ حالات اور اچھے خواب دیکھ کر نفس کی اصلاح اور اعمال کے اہتمام سے بے فکر ہونے لگے ۔ ان خرابیوں کی اصلاح کے لیے اس مختصر رسالہ میں طریقت و تصوف کی حقیقت اور اس کے اصل مقصود اور حصول مقصود کے طریقوں کے متعلق چند اہم اور ضروری مضامین بعنوانِ "ہدایات" لکھے جاتے ہیں ۔

پہلی ہدایت ۔ شریعت و طریقت کے بیان میں ۔

سلوک و طریقت جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں ، اس کی حقیقت یہ ہے[1] کہ مسلمان اپنے ظاہر و باطن کو اعمال صالحہ سے آراستہ کرے اور اعمالِ بد سے بچائے ۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ :۔

اصل مقصود تو حق تعالیٰ کو راضی کرنا ہے ۔ اور اس کا ذریعہ شریعت

---

[1] یہ مضمون حضرتؒ نے اس جگہ مختصر اور آخر میں تذییل قصد السبیل کے عنوان سے بحوالہ التکشف مفصل بیان فرمایا ہے ۔ احقر نے سہولت کیلئے دونوں کو اسی جگہ جمع کر دیا ہے ۔ ۱۲ محمد شفیع

کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ہے۔ ان حکموں میں بعضے متعلق ظاہر کے ہیں جیسے نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اور جیسے نکاح، طلاق اور ادائے حقوق زوجین اور قسم وکفارہ قسم وغیرہ اور جیسے لین دین وپیروی مقدمات وشہادت، وصیت تقسیم ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام کلام اور طعام ومنام اور قعود وقیام اور مہمانی و میزبانی وغیرہ کے احکام ان سب مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں۔

اور بعضے متعلق باطن کے ہیں۔ جیسے خدا تعالیٰ سے محبت رکھنا۔ اور اُس سے ڈرنا۔ خدا کو یاد رکھنا۔ دنیا سے محبت کم کرنا۔ خدا کی مشیت پر راضی رہنا۔ حرص نہ کرنا۔ عبادت میں دل کا حاضر رکھنا۔ اس کے کاموں کو اخلاص کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرنا۔ کسی کو حقیر نہ سمجھنا۔ خود پسندی نہ ہونا۔ غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ۔ ان اخلاق کو سلوک اور طریقت وتصوف کہتے ہیں۔

اور جسطرح احکام ظاہرہ نماز روزہ وغیرہ پر عمل فرض وواجب ہے۔ اسی طرح ان پر عمل بھی از روئے قرآن وسنت فرض وواجب ہے۔ اور باطنی خرابیوں سے بچنے کا اہتمام اسلیے زیادہ ضروری ہے کہ ان باطنی خرابیوں کا اثر ظاہری اعمال پر بھی پڑتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہونے سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی رکوع سجدے کا حق ادا کیے بغیر پڑھ لی یا بخل کے سبب زکوٰۃ یا حج ادا کرنے کی ہمت نہ ہوئی یا تکبر اور غصہ کے غلبہ سے کسی پر ظلم ہوگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ شریعت وطریقت دو الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ شریعت کے تمام احکام ظاہرہ باطنہ پر پورا پورا عمل کرنے کا نام ہی طریقت ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ کی تعریف ہی ایسی کی ہے جس میں اعمال ظاہرہ اور اعمال باطنہ سب داخل ہیں۔

مگر متاخرین نے سہولت تحصیل کے لیے اعمال ظاہرہ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ نکاح طلاق۔ تجارت اجارہ وغیرہ کو الگ جمع کرکے اس کا نام فقہ رکھ دیا اور اعمال باطنہ اخلاص، صبر، شکر، زہد وغیرہ اعمال باطنہ کے احکام کو الگ جمع کرکے اس کا نام تصوف وطریقت رکھ دیا۔ اس اصطلاح کے مطابق

ایک کو دوسرے سے الگ الگ بھی اس طرح کہہ سکتے ہیں جیسے نماز الگ اور روزہ الگ عبادت ہے انسان کا ہاتھ الگ ایک عضو ہے پاؤں الگ دوسرا عضو ہے۔ آنکھ اور چیز ہے کان اور۔ قلب و جگر سب الگ الگ اعضاء ہیں۔ لیکن مجموعۂ انسانیت کی تکمیل ان سب کے مجموعہ ہی سے ہوتی ہے ان میں سے کسی ایک کو لے کر دوسرے سے استغناء نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح متاخرین کی اصطلاح کے مطابق۔ علم عقاید، علمِ فقہ، علمِ تصوف بلاشبہ الگ الگ علوم و فنون ہیں۔ مگر انسان کامل یا مؤمن و مسلم ان سب کے مجموعہ ہی سے بنتا ہے۔ اور قرآن و سنت کی پیروی ان سب ہی پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان میں سے صرف کسی ایک حصہ کو لیکر دوسرے[۱] کو نظر انداز کرنا ایسا ہی مہلک ہے جیسے کانوں کی حفاظت کیجائے آنکھوں کو ضائع کر دیا جائے۔ یا روزہ کی حفاظت کی جائے، نماز کو ضائع کر دیا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے فرمایا ہے :۔

"شریعت بغیر طریقت کے نرا فلسفہ ہے اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے فرمایا :۔

"جس شخص کا ظاہر پاک نہ ہو اس کا باطن پاک ہو ہی نہیں سکتا"۔

ظاہر کے پاک ہونے سے مراد اعمال ظاہرہ کی پابندی جو علمِ فقہ میں بیان کی جاتی ہے اور باطن کے پاک ہونے سے مراد اعمال باطنہ کی پابندی ہے جن کا بیان علمِ تصوف و سلوک میں ہوتا ہے۔

اور امام سہروردیؒ نے عوارف المعارف میں صوفیاء کرام کو پیش آنے والے حالات و کیفیات کے متعلق فرمایا کہ حضرت سہل بن عبد اللہؒ نے فرمایا ہے کہ :۔

---

[۱] یہ مضمون حضرتؒ نے پانچویں ہدایت میں مستقل تحریر فرمایا تھا۔ سہولت کیلئے اس کو اسی پہلی ہدایت میں لکھ دیا گیا ہے۔ ۱۲ محمد شفیع

كُلُّ وَجْدٍ لَّا يَشْهَدُ لَهُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ فَبَاطِلٌ | "جس وجدی کیفیت کی کوئی شہادۃ کتاب وسنت میں موجود نہو وہ باطل ہے"

اور پھر فرمایا کہ صوفیائے کرام کا تو اتباعِ سنت کے مقابلہ میں یہ حال ہے اسلیے جو جاہل صوفی اس کے خلاف حالات کا مدعی ہو وہ فتنہ میں پڑا ہوا کذاب ہے۔ (عوارف بر حاشیہ احیاء العلوم ص۲۸۰ ج ۱)

چوتھی صدی ہجری کے مشہور امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک پیغام اپنے زمانہ کے صوفیاء کرام کے نام بنام "رسالہ قشیریہ" لکھا ہے اس میں بھی اتباعِ سنت ہی کو تمام صوفیائے کرام کا اصل وظیفہ قرار دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض جاہل مدعیانِ تصوف جو یہ کہتے ہیں کہ شریعت وطریقت الگ دو راہیں ہیں، ایک کام جو شریعت میں حرام ہے، ہو سکتا ہے کہ طریقت میں حلال ہو۔ یہ قطعاً گمراہی اور کھلی بے دینی اور تمام صوفیائے کرام کے مسلک کے خلاف ہے۔

دوسری ہدایت. توبہ کے بیان میں

پہلی ہدایت میں جب یہ ثابت ہو گیا کہ تصوف وطریقت کی یہی حقیقت ہے کہ شریعت کے تمام ظاہری اور باطنی اعمال پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان تمام احکامِ شرعیہ پر عمل ہر مسلمان کیلئے فرض وواجب اور ضروری ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پہ لازم ہے کہ اس میں نہ غفلت برتے اس صراطِ مستقیم پہ چلنے میں پوری ہمت سے کام لے۔ اور جو شخص اس کا ارادہ کرے، اُس کے لیے سب سے پہلا کام پچھلے کئے ہوئے گناہوں سے مکمل توبہ کرنا ہے۔ توبہ کا طریقہ آگے مفصل بیان کیا جاتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق جو قابلِ ادائیگی ہیں اُن کی ادائیگی، اور خصوصاً

بندوں کے حقوق[1] جو کسی کے ذمہ ہیں۔ خواہ مالی حقوق ہوں کہ کسی کا مال ناجائز طور پر لے لیا ہو یا جسمانی حقوق ہوں کہ کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا ہو ان سب حقوق کی ادائیگی یا اصحاب حقوق سے معافی شرط، توبہ ہے کہ جبتک کوئی آدمی ان حقوق سے سبکدوش نہ ہو۔ اگر عمر بھر بھی عبادت میں محنت وریاضت کرتا رہے ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچے گا۔

توبہ کی حقیقت اور اُسکا طریقہ

صرف زبان سے توبہ توبہ کہہ لینے یا استغفار کے الفاظ پڑھ لینے سے توبہ نہیں ہوتی۔ بلکہ توبہ کے لیئے تین رکن ضروری ہیں:۔ اوّل یہ کہ پچھلے کیے ہوئے گناہوں پر ندامت وافسوس اور دل میں ایک تڑپ اور رنج وصدمہ پیدا ہو۔ دوسرے:۔ یہ کہ بالفعل ان سب گناہوں کو چھوڑ دے۔ تیسرے یہ کہ آئندہ کے لیے دل میں پختہ ارادہ کرے کہ ان میں سے کسی گناہ کے پاس نہ جاؤنگا۔

توبہ کا پہلا رکن یعنی پچھلے کیے ہوئے گناہوں پر ندامت اور دل میں رنج وغم پیدا ہونا۔ اس کا کوئی ذریعہ بجز علم کے نہیں، کہ اوّل انسان کو یہ معلوم ہو کہ کیا کیا کام گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہیں۔ دوسرے یہ معلوم ہو کہ ان گناہوں کا وبال دنیا و آخرت میں کیا ہے۔ یہ باتیں احقر کے رسالہ "گناہ بے لذّت" سے بھی معلوم ہوسکتی ہیں اور بزرگوں کی دوسری کتابوں سے بھی۔ مثلاً بہشتی زیور۔ جزاء الاعمال۔ تعلیم الدین۔ حیوٰۃ المسلمین۔ تبلیغ دین وغیرہ۔ ان کتابوں کو مسلسل مطالعہ میں رکھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ دل میں اپنے گناہوں پر ندامت افسوس اور رنج وغم پیدا ہوگا۔ پھر توبہ کا دوسرا رکن سب گناہوں کو فوراً چھوڑنا ہے۔ یہ کام بغیر ہمت کے نہیں ہوسکتا۔ اور ہمت پیدا کرنے کا طریقہ بزرگوں اور نیک لوگوں کی صحبت اور اُن کے حالات پڑھنے سُننے کے سوا کچھ نہیں۔ توبہ کا تیسرا رکن آئندہ کے لیے گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ قصد

[1] اس ہدایت کا مضمون کچھ تو قصد السبیل سے لیا گیا اور کچھ احقر نے بطور تشریح حضرت کی دوسری کتابوں سے لکھا ہے۔ محمد شفیع

ہے وہ آدمی کے اپنے اختیار میں ہے، ہر وقت کر سکتا ہے۔ مگر ہمت ہر کام میں ضروری ہے۔ اس معاملہ میں بھی اس کو یہ پختہ ارادہ کرنا ہوگا کہ اللہ و رسولؐ کا حکم ماننے میں چاہے جتنی اپنے آپ کو تکلیف ہو اور چاہے جتنا بڑا نقصان جان کا یا مال کا ہو جاوے اور چاہے کوئی دنیوی فائدہ جاتا رہے اور چاہے جتنی لوگ ملامت کریں سب گوارا کریں گے مگر اللہ و رسول کی فرمانبرداری نہ چھوڑیں گے۔ اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو وہ اللہ کا طالب نہیں۔

حقوق واجبہ کی ادائیگی

جب آپ گناہوں کی تفصیل مذکورہ کتابوں میں دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ان گناہوں میں بعض تو ایسے ہیں جن سے صرف اللہ تعالیٰ کے حق کی خلاف ورزی ہوئی کسی انسان کو اُس سے کوئی تکلیف نہ پہنچی اور بعض وہ ہیں جن سے دوسرے انسان یا انسانوں کو ایذا رو تکلیف پہنچی ہے۔ پہلی قسم حقوق اللہ کہلاتے ہیں اور دوسری قسم حقوق العباد ہیں۔ پھر حقوق اللہ میں ایک وہ حقوق جن کی قضا یا کفارہ ہو سکتا ہے جیسے کچھ نمازیں یا روزے فوت ہو گئے تو ان کی قضاء واجب ہے۔ یا زکوٰۃ پچھلے زمانہ میں ادا نہیں کی تو اب ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح حج فرض ہونے کے باوجود نہیں کیا تو اب کرنا ہے۔ یا جیسے قسم کھا کر توڑنے کا کفارہ کہ پہلے ادا نہیں کیا تو اب کرنا ضروری ہے۔

اور دوسری قسم حقوق اللہ کی وہ ہے کہ جس کا شریعت میں کوئی کفارہ مقرر نہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنے کا گناہ یا نفسیاتی خواہشات میں کسی خلاف شرع کام کا ارتکاب وغیرہ۔ اس دوسری قسم کی توبہ تو صرف یہ ہے کہ پوری زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے اور ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔

اور حقوق اللہ کی پہلی قسم جن کی قضاء یا کفارہ شریعت میں مقرر ہے اُن تمام حقوق کی ادائیگی بذریعہ قضاء یا کفارہ لازم ہے۔ مثلاً غور کر کے

یادداشت لکھ لے کہ عمر بھر میں کتنی نمازیں فوت ہوئیں کتنے روزے نہیں رکھے، اب ان سب کو ادا کرے۔ اگر فوت شدہ نمازیں مقدار میں زیادہ ہیں تو روزانہ بقدر ہمت و فرصت کچھ ادا کرنا شروع کرے اور ہمیشہ کرتا رہے جب تک وہ پوری ہوں۔ اسی طرح اگر گذشتہ زمانے میں مال کی زکوٰۃ نہیں نکالی تو تخمینہ سے حساب کر کے متعین کرے کہ کتنی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے، اُس کو ہو سکے تو فوراً ورنہ تھوڑا تھوڑا ادا کرتا رہے۔

اسی طرح اگر صدقۂ فطر یا قربانی واجب ہونے کے باوجود ادا نہیں کیا ہے تو اب ادا کرنا اور قربانی کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر کوئی قسم توڑی ہے اُس کا کفارہ واجب ہے وہ ادا کرے۔ کوئی روزہ رکھ کر بالقصد توڑا ہے اور اُس کا کفارہ واجب ہے تو وہ کفارہ بھی ادا کرے۔

اسی طرح حقوق اللہ میں جتنے حقوق کی قضا ہو سکتی ہے اُن کی قضا کرے اور جن کا کفارہ دیا جا سکتا ہے اُن کا کفارہ ادا کرے۔ جب تک ان تمام فوت شدہ عبادات کی قضاء اور کفارہ سے سبکدوش نہ ہو محض زبانی توبہ ہرگز کافی نہیں۔

حقوق العباد

دوسری قسم حقوق کی بندوں کے حقوق ہیں۔ وہ بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک مالی حقوق، جیسے کسی سے قرض لیا پھر ادا نہیں کیا۔ یا کسی کا کچھ مال کسی معاہدہ معاملہ کی وجہ سے اس پر لازم تھا وہ ادا نہیں کیا۔ کسی سے ناجائز طور پر مال چھین لیا یا بطور رشوت کے لے لیا اس طرح کے تمام حقوق کی بھی فہرست بنائے اور سب کو ادا کرے۔ اگر بیک وقت ادا نہیں کر سکتا، اپنی وسعت کے مطابق ادا کرنا شروع کرے۔ یہ حقوق جن لوگوں کے ہیں اگر وہ زندہ ہیں اور اُن کے پتے معلوم ہیں تو ادا کرنا آسان ہے۔ اگر وہ مر گئے تو ان کے وارثوں کو تلاش کر کے ادا کرنا ضروری ہے اگر تلاش کے باوجود ان کے پتے معلوم نہ ہوں تو اُن کے حق کے مطابق رقم

اُن کی طرف سے صدقہ کر دی جائے۔

دوسری قسم حقوق العباد کی جسمانی حقوق ہیں جیسے کسی کو ہاتھ یا زبان سے بلا وجہ شرعی کوئی ایذاء و تکلیف پہنچائی ہو کسی کو گالی دی ہو، کسی کی غیبت کی ہو اس سے معاف کرانا ضروری ہے۔ کسی کو مارا پیٹا ہو تو اُس کا بدلہ دینے کے لیے تیار ہو کر اُس سے کہنا ہے کہ تم کو اختیار ہے، مجھے مار کر بدلہ لے لو یا معاف کر دو۔

جب تک اس تفصیل مذکور کے ساتھ تمام مالی اور جسمانی حقوق العباد سے سبکدوشی حاصل نہ کرے، توبہ مکمل نہیں ہو سکتی اور بغیر تکمیل توبہ کے نفلی عبادات اور ذکر شغل میں کتنی بھی محنت عمر بھر کرتا رہے کبھی خدا تک نہ پہنچے گا نہ سیدھا راستہ حاصل ہو گا۔ غرض تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد جو قابلِ ادائیگی ہیں اُن کو ادا کرنا یا معاف کرانا توبہ کے لیے ضروری ہے خصوصاً حقوق العباد کا معاملہ زیادہ سنگین ہے کہ وہ جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے کسی طرح معاف نہیں ہو سکتے۔ اس لیے اللہ کی راہ میں قدم رکھنے والے کے لیے سب سے پہلا کام تکمیل توبہ ہے۔

تیسری ہدایت۔ علم دین حاصل کرنیکے بیان میں

جب دوسری ہدایت کے مطابق پچھلے گناہوں سے توبہ کر لی اور آئندہ کے لیے یہ پختہ عہد کر لیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پوری پوری پابندی کریں گے۔ اس میں کتنی محنت مشقت یا دنیاوی نقصان یا لوگوں کی ملامت ہو اس کو برداشت کریں گے تو ظاہر ہے کہ یہ کام دین کا ضروری علم[1] حاصل کیے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بقدرِ ضرورت شرعی

---

[1] علم دین حاصل کرنے کا یہ مضمون حضرتؒ نے پہلی ہدایت کے ضمن میں تحریر فرمایا تھا۔ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر اس رسالہ میں اس کو ایک مستقل ہدایت کے عنوان سے لکھدیا ہے۔ ۱۲ محمد شفیع۔

احکام و مسائل کا علم حاصل کرنا ضروری ہوگا. خواہ کتابیں پڑھ کر ہو یا علماء سے زبانی مسائل معلوم کر کے اور اگر پڑھیں تو خواہ عربی میں پڑھیں یا فارسی اردو وغیرہ مقامی زبانوں میں سے کسی زبان میں ضروری مسائل دین پڑھ لیں اس کیلئے آسان اردو زبان میں حضرت سیدی حکیم الامت کی تصنیف بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اس کو کسی جاننے والے سے سبقاً پڑھ لیں یا خود ہی مطالعہ کریں۔ اور حضرت کا رسالہ صفائی معاملات اور آداب معاشرت اور تیسرا باب مفتاح الجنۃ کا پڑھ لیں تو دین کی روزمرہ کی ضرورتوں کے لیے کافی ہیں۔ پھر جو مسئلے سیکھے ان پر عمل کرنے کا پکا ارادہ کرے تاکہ نفسی خواہشات اور لوگوں کی ملامت عمل سے مانع نہ ہوں۔

چوتھی ہدایت۔ مرشد کی ضرورت اور اُسکی پہچان

ظاہری اعمال اور اُن کے مسائل سیکھنے کے لیے بھی عادتاً استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر استاد کے یہ کام بھی درست نہیں ہوتا۔ لیکن اعمالِ باطنہ جن میں فرائض و واجبات ہیں کچھ حرام و مکروہ ہیں جو تصوف و طریقت میں بیان کیے جاتے ہیں، اُن کا علم حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کے لیے استاد کی ضرورت اُس سے زیادہ ہے۔ ان مسائل کے استاد کو اصطلاح میں شیخ یا مرشد یا پیر کہا جاتا ہے۔

باطنی رذائل کو سمجھنا اور اُن کا علاج کرنا عادتاً شیخ و مرشد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جو شخص اس طریق میں قدم رکھے، اس کے لیے ضروری ہے کہ شیخ و مرشد کی تلاش کرے جب وہ مل جاوے تو اُس کی طرف رجوع کرے اور اُس کی تعلیم کا پورا پورا اتباع کرے۔ توبہ جس کا بیان دوسری ہدایات میں آیا ہے جب کوئی اُس پر عمل کرنا شروع کریگا تو معلوم ہوگا کہ

اُس کی تکمیل میں بھی جگہ جگہ پیر مرشد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر شیخ کامل کی رہبری کے توبہ بھی مکمل ہونا مشکل ہے۔

پیر کامل کی پہچان

پیر کامل وہ ہے جس میں یہ باتیں موجود ہوں (۱) ضرورت کے موافق دین کا علم اس کو ہو (۲) عقیدے اور عمل اور عادتیں اسکی شرع کے موافق ہوں (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو۔ کامل ہونے کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی دنیا کی ایک شاخ ہے (۴) کسی کامل پیر کے پاس کچھ دنوں تک رہا ہو (۵) اس کے زمانے میں جو عالم اور درویش منصف مزاج ہوں وہ اسکو اچھا جانتے ہوں (۶) عام لوگوں کی نسبت خاص لوگ یعنی جو لوگ سمجھدار اور دیندار ہیں وہ اسکے زیادہ معتقد ہوں (۷) اسکے مریدوں میں اکثر مرید شرع کے پابند ہوں اور ان کو دنیا کی طمع نہ ہو (۸) وہ پیر اپنے مریدوں کی تعلیم جی سے کرتا ہو اور چاہتا ہو کہ یہ درست ہو جاویں اور اگر مریدوں کی کوئی بُری بات دیکھتا ہو یا سنتا ہو تو اُن کو روک ٹوک کرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے (۹) اس کے پاس چند روز بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور اللہ کی محبت میں زیادتی معلوم ہوتی ہو (۱۰) خود بھی وہ ذکر و شغل کرتا ہو۔ کیونکہ بغیر عمل کے پختہ ارادہ کیے ہوئے تعلیم میں فائدہ نہیں ہوتا۔ جس شخص میں یہ نشانیاں موجود ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی ہوتی ہے یا نہیں یا پوشیدہ یا آئندہ ہونیوالی باتیں اسکو معلوم ہوتی ہیں یا نہیں۔ یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا نہیں یا یہ اپنی باطنی قوت سے کچھ کام کر دیتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ یہ باتیں پیر یا ولی کے لیے ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ تڑپتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہ بزرگی کے لیے ضروری نہیں۔ اصل میں اس قسم کا اثر نفس کے متعلق ہے جو مشق کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔ جو شخص پرہیز گار بھی نہیں، بلکہ جو مسلمان بھی نہیں وہ بھی کر سکتا ہے اور اس توجہ دینے سے کچھ زیادہ نفع بھی نہیں ہوتا کیونکہ توجہ کا اثر باقی نہیں رہا کرتا۔ بس توجہ کا اتنا فائدہ ہے کہ جو مرید ایسا ہو کہ اس میں ذکر کا اثر

بالکل نہ ہوتا ہو اس کو پیر چند روز تک توجہ دے تو اس میں توجہ دینے سے ذکر کا اثر ہونے لگتا ہے۔ یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے۔

پانچویں ہدایت۔ پیری مریدی کا مقصد

جب پیر کامل مل جاوے اور اس سے مرید ہونیکا ارادہ کرے تو پہلے یہ سمجھ لے کہ مرید ہونے سے غرض کیا ہے۔ کیونکہ مرید ہونے سے لوگوں کی بہت سی غرضیں ہوتی ہیں۔ کوئی تو یہ چاہتا ہے کہ ہم کرامت والے ہو جاویں اور ہم کو کشف سے وہ باتیں معلوم ہونے لگیں جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتیں۔ سو تیسری ہدایت میں ابھی تمکو معلوم ہو چکا ہے کہ خود پیری میں یہ ہونا ضروری نہیں کہ اس سے کرامتیں ہوں اس کو کشف سے ایسی باتیں معلوم ہو جایا کریں جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتی ہیں تو بیچارہ مرید اُس کی کیا ہوس کرے گا۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مُرید ہونے سے پیر صاحب بخشش کے ذمہ دار ہو جاویں گے۔ قیامت میں وہ دوزخ میں نہ جانے دینگے خواہ کیسے ہی بُرے کام کرتے رہو، یہ بھی محض غلط ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا "یَا فَاطِمَۃُ اِنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ" اے فاطمہ اپنے کو دوزخ سے بچاؤ" یعنی عمل کرو۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ پیر صاحب ایک نگاہ میں کامل کر دیں گے، ہمکو نہ محنت کرنا پڑے گی نہ گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا پڑیگا۔ اگر اسی طرح کام بن جاتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل ہوگا۔ گو کہیں بطور کرامت کے ایسا ہو بھی گیا ہے کہ کسی بزرگ نے ایک نگاہ میں کامل کر دیا۔ لیکن کرامت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہوا کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر ولی سے کرامت ہوا کرے۔ اس بھروسے پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ خوب جوش و خروش و شورش و مستی پیدا ہو خوب نعرے لگایا کریں۔ گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں

گناہ کی خواہش مٹ جاوے نیک کاموں کا ارادہ ہی نہ کرنا پڑے، آپ سے آپ ہو جایا کریں، دل کے وسوسے اور خطرے سب مٹ جاویں۔ بس ایک بیخبری کی کیفیت رہا کرے۔ یہ خیال پہلے سب خیالوں سے اچھا سمجھا جاتا ہے لیکن سبب اس کا ناواقفیت ہے۔ یہ سب باتیں کیفیات اور حالات کہلاتی ہیں اور حالات کا پیدا ہونا آدمی کے اختیار سے باہر ہے اور حالات اگرچہ بہت عمدہ چیز ہیں مگر مقصود نہیں۔ مقصود وہی چیز ہو سکتی ہے جس کا حاصل کرنا اختیار میں ہو۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی خواہشوں میں نفس کا چھپا ہوا مکر ہے۔ وہ یہ کہ نفس آرام اور مزہ اور ناموری چاہتا ہے۔ ان کیفیتوں میں یہ سب باتیں حاصل ہیں۔ جو شخص اللہ کی رضامندی کا طالب ہوگا جس کے متعلق آگے بیان آتا ہے کہ درویشی سے مقصود یہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ ایسے شخص کو ان خواہشوں سے کیا تعلق وہ تو اپنی حالت ایسی رکھے گا جیسے گویا یوں کہہ رہا ہے ؎

فراق و وصل چہ باشد رضاء دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر او تمنائی

یعنی جس کو تم فراق سمجھتے ہو اور جس کو وصال سمجھتے ہو یہ دونوں برابر ہیں۔ اصل چیز اسکی رضامندی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اللہ کے سوا دوسری چیز چاہنا افسوس کے قابل بات ہے ؎

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

یعنی کیفیتیں اور حالات اگر جاتے رہے تو کوئی افسوس کی بات نہیں۔ اللہ کا تعلق رہنا چاہیے جس کی برابر کوئی چیز پاک نہیں ؎

بس زبون وسوسہ باشی دلا
گر طرب را باز دانی از بلا

یعنی اے دل ابھی تو خیال فاسد ہی میں مغلوب ہے اگر تو راحت اور مصیبت میں فرق سمجھے۔ پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کیفیتیں یا حاصل ہونگی یا نہیں۔ اگر حاصل ہو گئیں تب تو بوجہ اس کے کہ یہ شخص اسی کو درویشی سمجھتا تھا، اپنے کو کامل سمجھنے لگتا ہے اور ان ہی کیفیات پر بس کر کے

پرہیز گاری اور عبادت سے بیفکر ہوجاتا ہے اور عبادات کی ضرورت اپنے لیے نہیں سمجھتا ہے یا کم سے کم عبادات کو بے قدر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل نہ ہوئیں تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے۔ اور کچھ اسی کی خصوصیت نہیں بلکہ جو شخص بھی ایسی باتوں کی خواہش کریگا جو اختیار سے باہر ہیں، غم اور پریشانی میں مبتلا رہے گا۔ کوئی کہتا ہے کہ پیر صاحب کے پاس عمل بڑے بڑے اچھے ہیں جب ضرورت ہوگی ان سے تعویذ گنڈے لے لیا کریں گے۔ یا پیر صاحب کی دُعا بہت قبول ہوتی ہے، مقدموں میں اور دنیا کی ضرورتوں میں اُن سے دعا کرا لیا کریں گے اور سب کام ہماری مرضی کے موافق ہوجایا کریں گے۔ گویا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے، یا ہم اُن سے ایسی چیز سیکھ لیں گے کہ ہم برکت والے ہوجاویں گے کہ ہمارے دم کردینے اور ہاتھ پھیر دینے سے بیمار اچھے ہوجاویں گے۔ بلکہ ایسے لوگ بزرگی ان ہی عملوں کو اور ان کے اثر کو سمجھتے ہیں۔ چونکہ ان عملوں کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ نیت بالکل دنیا ہی کا چاہنا ہے۔ اس لیے غلطی در غلطی ہے۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کچھ روشنی دکھائی پڑے گی یا کوئی آواز سنائی دیگی، یہ بھی بالکل غلط خیال اور ناسمجھی ہے کیونکہ اوّل تو یہ ضروری نہیں کہ ذکر و شغل کرنے سے روشنی معلوم ہو یا آواز سنائی دے اور نہ ذکر و شغل کرنے سے روشنی وغیرہ کا دکھلائی پڑنا مقصود ہے۔ دوسرے ذکر و شغل کرنے سے جو روشنی نظر آوے یا جو رنگ دکھلائی دے یا جو آواز سنائی دے بعض دفعہ یہ ذکر و شغل کرنے والے کے دماغ کا فعل ہوتا ہے غیب کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تیسرے اگر مان بھی لیا جاوے کہ غیب کی کوئی چیز دکھلائی پڑی، یا غیب کی آواز سنائی پڑی تو اس سے کیا فائدہ ہوا۔ غیب کی آواز معلوم ہو جانے سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل نہیں ہوجاتی۔ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی تو اسکی عبادت اور فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض دفعہ شیطانوں کے فرشتے دکھائی دیتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد کافروں کو غیب کی بہت سی باتیں معلوم ہوجاویں گی۔ تو جو بات کافر کو بھی حاصل

ہوجاوے اگروہ بات معلوم ہوگئی تو کیا کمال ہوگا۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ جتنی باتیں مذکور ہوئیں مقصود درویشی سے ان میں سے کسی کا حاصل ہونا بھی نہیں اس لیے ان سب خیالوں کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود درویشی سے اللہ کی رضامندی سمجھے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب حکموں کو بجالاوے اور ذکر پابندی سے کرے۔ پیر یہی تبلاتا ہے اور مرید اسی پر عمل کرتا ہے، اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے خیال میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں ذکر اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے بجالانے کا فائدہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے، ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ دوزخ سے نیچے گا۔

بیعت اور پیری مریدی کی حقیقت

اور حقیقت پیری مریدی کی یہی ہے کہ پیر وعدہ کرتا ہے ذکر اور اللہ کے حکموں کے تبلانیکا اور مرید اقرار کرتا ہے کہ پیر جو تبلادے گا اس پر عمل ضرور کرے گا۔ اور اگرچہ پیر کیطرف سے یہ تعلیم اور مرید کیطرف سے پیر کے بتلائے ہوئے پر عمل بدوں اس خاص طریقہ کے بھی ہوسکتا ہے کہ جس طریقہ سے مرید ہونیکا دستور ہے لیکن اس خاص طریقہ سے مرید ہونے میں یہ خاصیت ہے کہ پیر کی توجہ مرید پر زیادہ ہوجاتی ہے اور مرید کو پیر کا کہنا ماننے کا زیادہ خیال ہوجاتا ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ایک ہی پیر کرے اور اپنے پیر کو اس زمانہ کے سب بزرگوں سے اچھا سمجھے، اسکی مصلحت فقط یہ ہی ہے کہ اس صورت میں دونوں طرف سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔ رہا ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا جبکہ وہ پاس ہو، یہ بزرگوں کی ایک نیک رسم ہے اس قرار کی مضبوطی کے واسطے جو کہ پیر اور مرید میں ہوتا ہے۔ باقی یہ اقرار دونوں طرف سے بدون اس کے بھی ہوسکتا ہے۔ اس وجہ سے جو شخص دور سے مرید ہونا چاہے اس کو بدوں ہاتھ پر ہاتھ رکھے مرید کر لیتے ہیں۔ اور حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا

ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کا طریقہ اچھا ہے۔ چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت فرماتے تھے تو مریدوں کا ہاتھ اپنے دست مبارک سے پکڑ کر بیعت فرماتے تھے۔ اور کپڑے وغیرہ کو پکڑا دینا یہ بجائے ہاتھ پکڑنے کے ہے۔

چھٹی ہدایت۔ مرید کے لیے دستور العمل

جب کہ مرید موافق چوتھی ہدایت کے اپنی نیت درست کرے تو اُس کو چاہیے کہ اگر مرید ہونے کے بعد فرصت ملے تو چند دن اپنے پیر کے پاس رہے اور اگر اس کی نوبت نہ آوے تو دور ہی سے اس کی تعلیم پر عمل کرے۔ بلکہ اگر مرید ہونے کیلئے بھی پیر کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو جہاں ہو وہیں سے بذریعہ خط کے یا کسی معتبر آدمی کے واسطے سے مرید ہو سکتا ہے، حاضر ہونیکی ضرورت نہیں۔ اور طریقہ تعلیم ہر پیر کا جدا ہے۔ ان سب طریقوں کو اس کتاب میں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، ایک چھوٹا سا دستور العمل لکھے دیتا ہوں جو بوجہ اس کے کہ انتہا درجہ کا اس میں نفع ہے اس قابل ہے کہ اس کو عطر تصوف کہا جاوے اور یہ طریقہ بہت خاک چھان کر ہاتھ لگا ہے اور اصلی سبب اس کتاب کے لکھنے کا اسی طریقہ کو بیان کرنا ہے۔

یہ دستور العمل سب راہ درویشی کے چلنے والوں کیلئے بھی ہے جبتک وہ اپنے پیر تک نہ پہنچیں اور جو میرے دوست ہیں اُن کے لیے ہمیشہ کے عمل کرنے کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ سے قوی امید رکھتا ہو کہ اس دستور العمل کے موافق عمل کرنیوالا محروم نہ رہے گا۔ پھر اگر کوئی شخص اس دستور العمل پر عمل کرے اور اس کا پیر اسی دستور العمل کو پسند کرے اور اجازت دیدے تب تو قصہ آسان ہوا اور اگر اس کے وظیفوں میں اور جو ذکر و شغل اس میں لکھے ہیں اُن میں کچھ کمی بیشی کرے یا اس کے علاوہ اور کچھ بتلادے تو جیسا وہ کہے ویسا کرے۔ البتہ اس دستور العمل میں جو ضروری باتیں شروع میں لکھی ہیں ان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی

ہے وہ ویسی ہی رہیں گی۔ اب سمجھنا چاہیے کہ خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ اس راہ کا چلنے والا یا عامی ہے یعنی عالم نہیں۔ یا عالم ہے اور ہر ایک میں سے یا کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق کے ادا کرنے سے بے فکر ہوگا یا بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے اور کمانے کی فکر میں لگا ہوگا۔ یہ کل چار قسمیں درویشی کی راہ چلنے والوں کی ہیں ایک وہ عامی جو کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے سے بے فکر ہے۔ دوسرا وہ عامی جو کہ کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہے تیسرا وہ عالم جو دنیا کے کاموں سے خالی ہے۔ چوتھا وہ عالم جو روزگار کے کام میں لگا ہوا ہے ہر ایک کے لیے ایک ایک دستور العمل ہے۔

دستور العمل اس شخص کا جو عالم نہیں اور دنیا کے کام سے بے فکر نہیں ہے۔

یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کرے اور ضروری ضروری مسئلے سیکھے اور بہت اہتمام سے ان مسئلوں کی پابندی کرے اور جو کسی نئے مسئلے کی ضرورت پڑے کسی عالم سے پوچھ لے اور اگر پیر اس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے۔ جو کچھ ضرورت ہو اس سے پوچھ لے۔ اور اگر ہو سکے تو تہجد اخیر رات میں پڑھے۔ ورنہ عشا کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں تہجد کی جگہ پڑھ لیا کرے اور بعد پانچوں نمازوں کے، اور پانچوں نمازوں کے بعد چھٹی نہ ہو۔ تو جن نمازوں کے بعد چھٹی ہو، سبحان اللہ سو بار اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سو بار اور اللہ اکبر سو بار اور سوتے وقت اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ سو بار پڑھا کرے اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے اس میں وضو اور کسی گنتی کی ضرورت نہیں ہے۔ وضو اور بے وضو ہر حال میں درود شریف پڑھا کرے۔ لیکن تسبیح[1] ہر وقت میں لیے نہ پھرے اور اگر قرآن شریف پڑھا ہوا ہو تو روزانہ کسی قدر

[1] یعنی بلا ضرورت لیکن اگر تسبیح ہاتھ ذکر کرنا یاد نہ رہے تو تسبیح لینے کا مضائقہ نہیں۔ ۱۲ منہ

قرآن شریف کی تلاوت بھی کر لیا کرے اور اس کتاب کے اخیر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں اُن کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے اور ان پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی ایسے بزرگ اگر موجود ہوں جو پرہیز گار ہوں اور عقیدے ان کے اچھے ہوں ان کے پاس جا بیٹھا کرے۔ لیکن پیر کے پاس جانے میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لیکر ہی جانا چاہیے یہ تکلف سچی محبت کے خلاف ہے۔ اور باقی جو وقت بچے، بال بچوں کیلئے حلال روزی تلاش کرنے میں لگا رہے کہ بال بچوں کے لیے کمانا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو جو وقت بچے اس میں گھر کا کاروبار خاصکر اپنے شوہر کی خدمت کرنا اس کیلئے عبادت ہے۔ اس کام میں لگی رہے۔ مگر عورت بدون اپنے شوہر کی اجازت کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور جن دنوں میں حیض آوے ان دنوں میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے۔ سوائے قرآن مجید کے، کہ اس کا پڑھنا اس حالت میں درست نہیں۔

دستور العمل اس شخص کا جو عالم نہ ہو اور دنیا کے کام سے بیفکر ہو

اس شخص کا دستور العمل وہی ہے جو پہلے شخص کے لیے بیان کیا گیا مگر اتنی باتیں اور زیادہ ہیں وہ یہ کہ اگر ہو سکے تو پیر کے پاس جا پڑے۔ لیکن اپنے کھانے پینے کی فکر ایسے طریقہ سے کرے کہ کسی دوسرے پر اسکا بوجھ نہ پڑے اور اگر کوئی سامان ظاہری کھانے پینے کا نہ ہو تو اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ دوسرے کے بھروسہ پر نہ رہے یا تو کچھ مزدوری کرے اور اگر ہمت نہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کرے۔ مل جاوے تو کھالے نہ ملے، صبر کرے۔ اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن میں رہے۔ خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں۔ مگر جہاں تک ہو سکے آدمیوں سے الگ رہے۔ کسی کے پاس زیادہ آوے جاوے نہیں جبتک کوئی دنیا یا دین کا کام نہ ہو میل جول نہ کرے۔ اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے۔ کوئی بات ایسی جو شرع میں منع ہو جیسے کسی کو پیٹھ پیچھے بُرا کہنا یا اور کوئی

بات ایسی ہی منہ سے نہ نکلنے پائے۔ لیکن نماز جماعت کیساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو وقت ضروری کام اور راحت و آرام سے بچے اس میں قرآن شریف کی تلاوت کرے اور مناجات مقبول پڑھے یا نفلیں یا درود شریف یا استغفار رہے اور اگر کچھ پڑھا ہو تو تھوڑے وقت میں دین کی کتابیں بھی جو اردو زبان میں ہیں کسی عالم کو دکھلا کر دیکھا کرے۔ لیکن جہاں سمجھ میں نہ آوے اپنی عقل سے اس کا مطلب نہ بنالے۔ کسی عالم سے پوچھ لے اور اگر اس بستی میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنیوالے موجود ہوں تو ان کی خدمت کرنے میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے۔ اس سے دل میں نور بھی پیدا ہوتا ہے اور اپنی بڑائی بھی دل میں نہیں آتی اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے۔ باقی دونوں قسم کے آدمیوں کو جو عالم نہ ہوں کوئی شغل نہ بتلانا چاہیے کیونکہ اسمیں بہت باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ اُن سے خرابی کا ڈر ہے اور ان کی سہار عالم کے سوا کوئی دوسرا آدمی نہیں کر سکتا ہے۔ البتہ اگر اس میں شوق دیکھے اور قابل اس کے سمجھے تو ذکر اللہ اللہ کا تین ہزار سے چھ ہزار مرتبہ تک تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کو بتلا دے مگر آواز اور ضرب کیساتھ نہ ہو چپکے چپکے پڑھے، اس سے زیادہ مناسب نہیں۔ باقی دوسرے وظیفے اور نفلیں جسقدر جی چاہے، پڑھے۔ البتہ اگر وہ شخص جو عالم نہیں ہے عالموں کی صحبت میں رہنے سے مثل عالموں کے سمجھدار ہو گیا ہو وہ عالم کی مثل ہے۔ اسکو شغل بتلانے میں حرج نہیں۔

دستور العمل اس عالم کا جو دینی یا دنیوی کام میں لگا ہو!

یہ ہے کہ جو وقت فرصت کا ہو اور دل فکر سے خالی ہو۔ اور پیٹ نہ بھرا ہو بھوک لگی ہو۔ ایسے وقت کو مقرر کر کے اسمیں بارہ ہزار سے لیکر چوبیس ہزار مرتبہ جتنا ہو سکے تنہائی میں بیٹھ کر اللہ اللہ وضو کیساتھ ہلکی آواز ہلکی ہلکی ضرب کیساتھ دل کو ذکر کی طرف لگا کر پڑھا کریں اور تہجد کی پابندی کریں اور کسی وقت قرآن شریف

کی تلاوت اور مناجات مقبول عربی یعنی قربات عند اللہ وصلوٰۃ الرسول کی ایک منزل روزانہ ہمیشہ پڑھا کریں۔ اور اگر مدرس ہیں تو بہتر ورنہ تھوڑا وقت علم دین پڑھنے والوں کے پڑھانے میں ضرور صرف کیا کریں اور کبھی کبھی جب ضرورت دیکھیں یا سننے والے شوق ظاہر کریں ضروری مسئلوں کا وعظ بیان کر دیا کریں۔ مگر وعظ میں جو باتیں ضروری نہ ہوں اُن کو بیان نہ کریں اور جو ضروری بات ہو اور عام لوگ اُس سے بھڑکتے ہوں۔ اس کو نہ تو گول گول کہیں اور نہ سختی سے کہیں بلکہ صاف کہیں لیکن نرمی کے ساتھ۔ اور وعظ کا عوض نہ لیں۔ نہ عام لوگوں کے زیادہ پیچھے پڑیں نہ ان کو سخت کہیں کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور احیاء العلوم اور جو ایسی کتاب ہو دیکھا کریں۔ لیکن اپنے پیر سے دور رہ کر شغل نہ کریں۔ البتہ اگر تھوڑے دن پیر کے پاس رہ کر یہ کام کیا ہو اور وہ اب بھی اسکو کرنے کو کہے تو حرج کچھ نہیں۔

دستور العمل خاص اس عالم کا جو کام میں لگا ہوا نہ ہو۔

اگرچہ یہ فرصت چند ہی دنوں کی ہو جس کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے یہ ہے کہ تھوڑے دن اپنے پیر کے پاس رہ کر ذکر کریں اور ان کے لیے فقط اتنا ذکر کافی ہے کہ بعد تہجد کے بارہ تسبیح یعنی لا الٰہ الا اللہ دو سو بار اور الا اللہ چار سو بار اور اللہ اللہ اسطرح کہ پہلے لفظ اللہ میں پیش ہو اور دوسرے لفظ اللہ میں جزم چھ سو بار اور فقط اللہ سو بار۔ یہ تیرہ تسبیحیں ہوئیں۔ مگر نام ان کا بارہ تسبیح ہے ان کو تھوڑی آواز اور ہلکی ضرب سے کریں لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ زور سے ذکر کرنا اور ضرب لگانا خود کوئی ثواب کی بات نہیں ہے۔ ایسا اعتقاد کرنا بدعت ہے۔ اور حدیث میں جو آیا ہے اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا "یعنی نرم کرو تم اپنی جانوں پر کیونکہ نہ تم بہرے کو پکار رہے ہو اور نہ اُس شخص کو جو دور ہے"۔ یہ ممانعت میرے نزدیک

اسی صورت میں ہے جب ذکر زور سے اُسی اعتقاد سے کرے۔ اور بعض عالموں نے اس حدیث کا مطلب یہ کہا ہے کہ اتنا چلّا کر ذکر نہ کرے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ مثلاً سونیوالے پریشان ہوں۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے جو زور سے ذکر کرنے کو منع فرمایا ہے اس کی بھی یہی وجہیں ہیں جو بیان ہوئیں۔ ورنہ زور سے ذکر کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز ختم ہونیکی یہ علامت تھی کہ لوگ زور زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے تھے۔ اور حدیث کی کتابوں میں وتر کے بعد سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْس کہتے وقت آواز بلند کرنیکی حدیث موجود ہے۔ اور فائدہ زور سے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ اس سے وسوسے اور خیالات کم آتے ہیں۔ کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہے دل آسانی سے اُدھر متوجہ رہسکتا ہے۔ سو یہ فائدہ تھوڑی آواز سے ذکر کرنے میں بھی حاصل ہے۔ اسی طرح ضرب لگانے میں بھی ثواب نہیں ہے۔ اس میں بھی طب کے قاعدے سے ایک فائدہ ہے۔ وہ یہ کہ ایک سخت جھٹکا سے دل میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور گرمی سے دل نرم ہوجاتا ہے اور دل کی نرمی سے ذکر کا اثر ہوتا ہے اور ذکر کے اثر سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا خیال اور اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں دین میں مقصود ہیں۔ پس ضرب خود دین میں مقصود نہیں بلکہ جو باتیں مقصود ہیں جیسے محبّت وہ ان کے حاصل ہونیکا ذریعہ ہے اور اُن کا ذریعہ بن جانے سے ذریعہ کے درجہ میں ضرب بھی مقصود ہوگئی۔ لیکن بہت زور سے ضرب لگانے میں خفقان ہوجانیکا ڈر ہے اسلیے اوسط درجہ کی ضرب لگادے اور اس سے زیادہ نہ بڑھائے۔ اور ایک بات قابل سمجھنے کے ہے وہ یہ کہ تصوف کی کتابوں میں ذکر کرنے وقت گردن دائیں اور بائیں طرف لیجانے کو لکھا ہے۔ سو جان لینا چاہیے کہ پہلے زمانہ میں لوگ طاقتور تھے اور دماغ ان کے مضبوط تھے اسکی سہار کر لیتے تھے۔ بلکہ بوجہ طاقتور ہونے کے بدون اس کے انمیں ذکر کا اثر ہی نہیں ہوتا تھا۔

اسلیے ان کو اس کی ضرورت تھی کہ گردن کو دائیں طرف لیجا کر ضرب دیں تاکہ زور سے ضرب لگے۔ اور اب لوگ کمزور ہیں ہلکی ضرب سے بھی دل میں اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلیے اب ایسا نہ کیا جاوے ورنہ دماغ کے خراب ہو جانیکا ڈر ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے لا الٰہ کیساتھ سارے بدن کو آہستہ آہستہ دائیں طرف ذرا جھکا دیں اور اِلّا اللہ کیساتھ بائیں طرف لے آویں۔ اور اتنی حرکت بھی اسلیے ہے کہ بدن کو ایک حالت پر رکھ کر جی تنگ ہونے لگتا ہے بدن کو اس طرح ہلانیسے ذرا آسانی ہوتی ہے۔ ورنہ ضرورت اس کی بھی نہیں ہے۔ اور پھر ضرب لگانے کے وقت گردن کو جھٹکا دینے کی بھی ضرورت نہیں۔ بس اتنا کافی ہے کہ ضرب لگانے کیوقت جہاں اِلّا کا ہمزہ یعنی الف نکلتا ہے اُسپر ذرا آواز کا زور ڈالدیا جاوے، چونکہ سینہ اس آواز کے نکلنے کی جگہ سے یعنی حلق سے قریب ہے اس پر زور ڈالنے سے سینہ تک اثر پہنچ جاویگا۔ اسی طرح باقی ذکروں میں بھی ضرب تو اسی طرح لگاوے اور بدن کو حرکت دینا اس سے بھی کم کافی ہے۔ یہ سارا بیان بارہ تسبیح کا ہوا۔ پھر ذکر بارہ تسبیح کے کرنیکے بعد اگر نیند کا زور ہو تو ذرا سو رہے اور اگر نیند نہ آوے تو اس کو اختیار ہے چاہے ان بارہ تسبیح کے ذکروں میں سے کسی ذکر کو اور زیادہ کرے یا کچھ نہ کرے خالی رہے۔ پھر بعد نماز صبح کے قرآن شریف کی تلاوت کرے اور منزل مناجات مقبول پڑھے۔ اس کے بعد بارہ ہزار سے لیکر چوبیس ہزار بار تک جسقدر ہو سکے اَللہ اللہ کا ذکر تھوڑی آواز وسط درجہ کی ضرب سے تنہائی میں بیٹھ کر کرے اور دوپہر کو ذرا سو رہے۔ بعد ظہر کے اسی طرح اللہ اللہ کا ذکر کرے بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جتنا آسانی سے عصر کی نماز تک ہو سکے اور عصر کی نماز کے بعد اگر پیر کو کچھ کام نہ ہو تو پیر کے پاس بیٹھا رہے اور اگر پیر کسی کام میں لگا ہو یا وہاں موجود نہو یا اس کے دل میں زیادہ شوق پیر کے پاس بیٹھنے کا نہ ہو تو جنگل باغ نہر ندی وغیرہ کی سیر کو چلا جاوے اور اگر پیر موجود

لے یہ دو مرتبہ ہوا اور آخریں دونوں جگہ پر جو ترجمہ ہے اور زیادہ ترجو اللہ اللہ جو دو مرتبہ لکھا جاتا ہے اور ایک بار گنا جاتا ہے۔ ۱۲

ہو تو اس سے پوچھ کر جاوے اور اس وقت جب سیر کے لیے جاوے تو عام مسلمانوں کی قبروں اور اولیاء اللہ کے مزاروں کی زیارت بھی کر لیا کرے۔ پھر بعد مغرب کے گھنٹہ آدھ گھنٹہ جب تک جی لگے موت کا اور موت کے بعد جو کچھ حساب کتاب ہونیوالا ہے اسکا مراقبہ کرے۔

مراقبۂ موت

اور مراقبہ موت کا یہ ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچے کہ مرنیکے بعد باتیں ہونگی۔ بلکہ ان باتوں کو یہ خیال کرے کہ گویا اسی وقت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنیسے اللہ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیا سے نفرت پیدا ہوگی یہی محبت اور نفرت اسکا کام بنا دینے کیلئے انشاء اللہ کافی ہونگی اور باقی جو وقت بچے اسمیں چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے یا اور جس ذکر میں جی لگتا ہو وہ ذکر کیا جاوے پاس انفاس جو مشہور ہے اسکا مطلب یہی ہے کہ کوئی دم اللہ کی یاد سے خالی نہ جاوے۔ جونسا ذکر ہو اور جو طریقہ اس کا مشہور ہے، خاص اسی طریقہ سے کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریقہ ہے اس کے طریقوں میں سے پھر اگر اس ذکر کرنیکے وقت دیکھے کہ یکسوئی پیدا ہوتی ہے اور دن بدن بڑھتی جاوے اور خیالات کم آویں اور جی ذکر میں لگا کرے۔ جب تو میرے نزدیک شغل[1] کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیشہ پرہیزگاری کا خیال رکھنا اور مراقبہ جس کا بیان ہوا ہمیشہ کرتے رہنا کافی ہے عمر بھر اسی کو کرتا رہے آخرت میں تو اس کا پھل یقیناً ملیگا۔ اور اصل وعدہ پھل ملنے کا آخرت ہی میں ہے۔ لیکن دنیا میں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اس کے دل میں عجیب عجیب طرح کے علم اور معرفت کی باتیں پیدا ہونگی اور نئی نئی کیفیتیں پیدا ہوں گی۔ کبھی ذوق و شوق سے، کبھی محبت وانس کی کیفیت سے کبھی ہیبت سے، اور احکام شرعی کی حکمتیں ظاہر ہونگی اور اسکا برتاؤ اللہ تعالیٰ کیساتھ اور اللہ تعالیٰ کا برتاؤ اس کیساتھ درست ہو جاویگا اور جو بات اس سے

---

[1] شغل صوفیاء کی اصطلاح میں ایسی تدبیروں کو کہا جاتا ہے جن سے عادتہً وطبعی اور یکسوئی پیدا ہوتی ہے

[2] یکسوئی کا پیدا ہونا کچھ نہیں یہ نسبت کا مقدمہ قریب ہے اور نسبت کی نسبت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

ایسی واقع ہوگی کہ اس پر ہوشیار کرنیکی ضرورت ہے اس پر ہوشیار کر دیا جاویگا اور معلوم ہو جایا کریگا کہ یہ بات مجھ سے اچھی طرح واقع نہیں ہوئی۔ ان باتوں میں ہولذت ہے اس کے سامنے سارے جہان کی بادشاہت بھی مٹی کے برابر ہے اور ان باتوں کو حالات کہتے ہیں۔ چونکہ اول تو ہر شخص کو نئے حالات پیدا ہوتے ہیں ان سب کو لکھنا ممکن نہیں ہے۔ ایسے وقت پیر کے پاس آنا ضروری ہے وہی ان حالات کی حقیقت بیان کرتا ہے اور اگر حاجت ہوئی تو جو کچھ ذکر و شغل مرید کر رہا ہے اس میں جو اسکو مناسب ہوتا ہے تبدیلی کرتا ہے۔ اور پیر کے پاس رہنے میں جو فائدے ہیں اس ہدایت کے آخر میں بیان ہونگے ان باتوں کے جاننے کو کشف الٰہی کہتے ہیں۔ باقی کشف کونی (یعنی پوشیدہ چیزوں کا حال معلوم ہو جانا یا جو بات آگے چل کر ہونیوالی ہے اس کا ظاہر ہو جانا) کشف الٰہی کی برابر نہ اسمیں لذت ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہونے میں اسکی برابر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کشف الٰہی میں زیادہ تھے اور خضرؑ کشف کونی میں۔ پھر ظاہر ہے کہ کس کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے رہی یہ بات کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بڑھا ہوا تھا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے پاس جانیکا کیوں حکم فرمایا سو حضرت خضرؑ کے پاس بھیجنے سے اس بات کا سکھلانا منظور تھا کہ بات کرنے میں بے دھڑک منہ سے کوئی بات نہ نکال دیا کریں سوچ سمجھ کر بات کہا کریں۔ کیونکہ ان سے کسی نے پوچھا تھا کہ اسوقت سب سے بڑا عالم دین کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا اَنَا اَعْلَمُ کہ سب سے بڑا عالم میں ہوں۔ یہ آپکا فرمانا اس اعتبار سے صحیح تھا کہ جو علم ضروری ہیں ان کو سب سے زیادہ میں جانتا ہوں۔ لیکن بات آپ نے ایسی کہی تھی جس سے سننے والے کو دھوکہ ہو سکتا تھا کہ کہ ہر قسم کے علموں کے جاننے کا دعویٰ ہے اسلیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دکھلا دی کہ دیکھو کشف کونی میں خضر علیہ السلام تم سے زاید ہیں اگرچہ یہ کشف درجہ میں کشف الٰہی کے برابر نہ ہو۔ مگر پھر بھی بلا قید یہ کہنا تو غلط ٹھہرا کہ میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ اسلیے بات کہنے میں یہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ کشف کونی میں سب سے

زیادہ نہیں ہوں اور جسکو کشف الٰہی ہوتا ہو اگر اس کے متعلق پیری مریدی کی خدمت اور مخلوق کے باطن کی اصلاح و درستی بھی ہو جاوے تو وہ قطب التکوین کہلاتا ہے

جو وقت بچے اسمیں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے دل کی توجہ کیساتھ کرتا رہے خواہ درود شریف پڑھا کرے۔ اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے۔ خواہ استغفار پڑھے خواہ کلمہ طیبہ خواہ اور کچھ جس میں دل لگے اور ان اوقات میں دل سے ذکر کرنے پر بس نہ کرے کیونکہ اکثر اس میں یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ آدمی کو یہ خیال نہیں رہتا کہ اس وقت دل میں اللہ کی یاد نہیں رہی اور اس سے بڑھ کر کبھی یہ دھوکا ہوتا ہے کہ اللہ کی بھول کو آدمی یوں سمجھ بیٹھتا ہے کہ میں اللہ کی یاد میں بالکل غرق ہو گیا ہوں۔ اور دو چیزوں سے بچنے کا خیال ہر وقت رکھے، ایک یہ کہ کسی دم اللہ کی یاد دل سے دور نہ ہونے پائے۔ جس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر وقت ذکر کرتا رہے، دوسرے گناہ سے بہت بچے خواہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا۔ دل سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھ کان سے اللہ کی یاد نہ رہنے سے دل کا نور جاتا رہتا ہے اور گناہ سے بھی دل کا نور جاتا رہتا ہے اور اللہ سے دوری بھی ہو جاتی ہے۔ اور یہ بڑا نقصان ہے اور اگر اتفاقاً کبھی خیال نہ رہنے کی وجہ سے یا نفس کی شرارت سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً نہایت شرمندگی اور عاجزی کیساتھ توبہ کرے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے۔ خاصکر بعض گناہوں سے تو اس راہ میں بہت ہی نقصان ہوتا ہے، ایک ریا یعنی لوگوں کے دکھانیکی نیت سے کوئی عمل کرنا۔ دوسرے تکبر یعنی اپنے کو بڑا سمجھنا۔ جب آدمی میں تکبر ہوتا ہے تو اس سے کبھی کوئی آدمی فخر کرنے لگتا ہے اور کبھی بڑائی کا گمان ہو جاتا ہے خواہ دنیوی کمال میں ہو یا دینی کمال میں۔ تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت کرنا یا کسی پر طعن یا اعتراض کرنا، بلکہ اکثر بیکار اور بے ضرورت باتیں کرنیسے بھی دل کی نورانیت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس راہ میں قدم رکھنے والے کو لوگوں سے بیضرورت میل جول نہ رکھنا چاہیے۔ چوتھے کسی نامحرم عورت یا لڑکے کی طرف شہوت سے نظر کرنا

یا اُس کا خیال دل میں لانا۔ پانچویں بیجا اور حد سے زیادہ غصہ کرنا یا بد خلقی اور سختی کیساتھ کسی سے بات کرنا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں نہ رہنے کی بھی بعض قسم خاص طور پر زیادہ نقصان کی چیز ہے۔ یہ قسم وہ ہے جو دنیا کے تعلقات کے سبب ہو۔ یہ قسم ذکر کرنے سے بھی دور نہیں ہوتی۔ جب ذکر میں مشغول ہوگا یا وبال اس کی طرف کھینچے گا اور اس دستور العمل میں ایک بات ضروری یہ ہے کہ جبتک اس شخص کو جسکا ذکر ہو رہا ہے کسی قدر مضبوطی کیساتھ نسبت باطنی حاصل نہ ہو جاوے (جس کا مطلب ابھی آگے آتا ہے) اس وقت تک لوگوں کو نفع پہنچانے میں مشغول نہ ہو نہ ظاہری نفع پہنچانے میں مشغول ہو نہ باطنی نفع پہنچانے میں یعنی نہ طالب علموں کو پڑھاوے نہ عام لوگوں کو وعظ سناوے نہ بیماروں کا علاج کرے نہ تعویذ گنڈے لکھے نہ پیری مریدی کرے بالکل ایک کونہ میں مجبور پڑا رہے۔ ہاں اگر ان باتوں میں سے کسی بات کے کرنے میں بالکل مجبور ہو جاوے تو اور بات ہے۔

نسبتِ باطنی

اور علامت نسبت باطنی کے حاصل ہونے کی دو ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کی یاد دل میں ایسی جم جاوے کہ کسی دم دل سے دور نہ ہو اور اللہ کیطرف زیادہ کوشش اور فکر رکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کیطرف چاہے وہ احکام ایسے ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے طریقے بتلائے ہیں۔ اور چاہے وہ احکام ہوں جن میں بندوں کو آپس میں معاملہ کرنیکے طریقے بتلائے ہیں اور چاہے وہ احکام ہوں جنمیں اچھی عادتوں کا حکم فرمایا ہے اور چاہے وہ احکام ہوں جن میں بات چیت کرنیکا طریقہ بتلایا ہے اور چاہے وہ احکام ہوں جنمیں نشست و برخاست اور تمام کاموں کا طریقہ بتلایا ہے۔ ان سب حکموں کی طرف ایسی رغبت ہو جاوے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اُنسے ایسی نفرت ہو جاوے جیسی کہ ان چیزوں کیطرف رغبت ہوتی ہے جو اپنے جی کو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور جیسی کہ ان چیزوں سے نفرت

ہوتی ہے جو اپنے جی کو بُری معلوم ہوتی ہیں اور حرص دنیا کی دل سے نکل جاوے اور اسکی سب عادتیں مطابق قرآن شریف کے ہوجاویں۔ البتہ اگر طبعی سستی کسی حکم کے بجالانے میں واقع ہو یا کوئی بُرا وسوسہ دل میں آوے اور اس پر عمل نہ کرے تو اسکو یہ نہ سمجھا جاویگا کہ شریعت کے حکموں کی رغبت اور شریعت میں جو باتیں منع ہیں ان سے نفرت پیدا نہیں ہوتی اور یہی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور فرمانبرداری حاصل ہو جانیکا ہے جس کو ہم نے علامت نسبتِ باطنی کے حاصل ہوجانیکی تبلایا ہے۔ محبت الٰہی کہلاتا ہے۔ اور اگر نسبتِ باطنی حاصل ہوجانیکے ساتھ غیب سے بعض علم کی باتیں اور بھید کی باتیں بھی اس کے دل میں آنے لگیں تو یہ شخص عارف کہلاویگا۔

اب بعد حاصل ہونے نسبت باطنی کے، پڑھانے، وعظ کہنے، کتابیں تصنیف کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ بلکہ علم دین کی خدمت کرنا سب عبادتوں سے بڑھکر ہے۔ اور اگر پیر اسکو مرید کرنے اور ذکر شغل تبلانیکی اجازت بھی دیدے تو اللہ کے بندوں کو اس فائدہ کے پہنچانے میں بخیلی نہ کرے لیکن اپنے کو بڑا نہ سمجھے بلکہ خلق کا خدمت گذار اپنے کو سمجھے۔ اور اگر پیر اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ اپنی طرف سے اجازت مانگے۔ کیونکہ یہ ہوس ہے بڑائی کی اور اگر پیر اجازت مانگنے سے بھی اجازت دے تو رعایتی اجازت کام کی نہیں۔ بلکہ بڑا بننے سے چھوٹا رہنا بہت اچھا ہے۔ البتہ پیر کا حکم ہوجانے کے بعد حکم نہ ماننا بھی مناسب نہیں۔ اگر سب ایسا ہی کرتے تو سلسلہ ہی درویشی کا بند ہوجاتا۔ لیکن مریدوں سے امید وار مال کا نہ رہے بلکہ اگر وہ کچھ نذرانہ بھی دیں تو مرید ہونیکے وقت تو بالکل قبول نہ کرے کہ یہ صورت بدلہ لینے کی سی ہے اور دوسرے وقت اگر خوشی سے اور حلال آمدنی سے موافق اپنی آمدنی کے اتنا دیں جس کے دینے سے اس کو پریشانی نہ ہو تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کرلینا سنت ہے۔ اور انکار کرنے میں مسلمان کی دل شکنی ہے اور اللہ کی ناشکری ہے اگرچہ وہ ہدیہ تھوڑا ہی ہو، اور اگرچہ لوگوں کے سامنے دے۔ جب بھی لینے میں عار نہ کرے کہ اس کا سبب بھی تکبر ہے۔ یہاں تک دستور العمل مذکور

تمام ہوا اور اس دستور العمل کی عبارت اس وجہ سے ذرا لمبی ہوگئی کہ اسمیں گفتگو ذرا علم والوں ہی سے ہے ان کی تسلی بدون تفصیلی بیان کے نہ ہوتی اور نہ ان کو مزہ آتا ورنہ حاصل مطلب تھوڑا ہی ہے جسکو اب پھر دوبارہ اسلیے لکھے دیتا ہوں کہ اصلی مطلب کے ٹکڑے اس لمبے مضمون میں بکھر گئے ہیں اسکی فہرست یہ ہے۔ تہجد کے بعد بارہ تسبیح، بعد نماز فجر تلاوت قرآن شریف اور ایک منزل مناجات مقبول کے بعد ذکر اللہ اللہ کا بارہ ہزار سے لیکر چوبیس ہزار تک، بعد عصر پیر کے پاس حاضر رہنا یا جنگل وغیرہ کی سیر کرنا اور اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کرنا، بعد مغرب مراقبۂ موت، باقی جو وقت بچے اس میں درود شریف پڑھنا بلا تعداد۔ اگر ضرورت ہو تو شغل انحد کرنا، پرہیزگاری کا خیال رکھنا، ذکر پابندی سے کرنا۔ گناہوں سے اور اللہ کی یاد نہ رہنے سے بچنا۔ اور ان گناہوں سے خاصکر بچنا، یعنی لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کوئی عمل کرنا، اپنے کو بڑا سمجھنا، فخر کرنا، اپنے جی ہی جی میں اپنے کمالات پر خوش ہونا اور نفس کا پھولنا، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا، بیکار باتیں کرنا اور لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا۔ شہوت سے نامحرم عورت اور لڑکے کو دیکھنا یا اسکا خیال دلمیں شہوت کیساتھ لانا۔ بہت غصہ کرنا۔ کج خلقی سے رہنا۔ دنیوی تعلقات بڑھانا اور جو باتیں اس قسم کی ہوں انسے بچنا۔ اور بقیہ فہرست یہ ہے، نسبت باطنی حاصل ہونے تک وعظ اور پڑھانے وغیرہ کو ترک کرنا۔ بدون اجازت پیر کے پیری مریدی نہ کرنا اور ذکر و شغل کی تعلیم نہ کرنا۔ اور میزان کل ان سب باتوں کا دو چیزیں ہیں ایک اللہ اور رسول کے حکموں پر چلنا دوسرے ذکر کی پابندی کرنا گناہ سے اللہ اور رسولؐ کی تابعداری میں فرق آجاتا ہے اور یادِ الٰہی نہ رہنے سے ذکر میں نقصان پیدا ہوجاتا ہے۔ اسلیے چاہیے کہ اپنا اصلی کام ہمیشہ تابعداری اور ذکر کی پابندی کو اور گناہ سے بچنے اور اللہ کی یاد بھلانے سے بچنے کو سمجھے اگر ایک مدت تک اس کی پابندی رہے گی تو انشاءاللہ محروم نہ رہیگا۔ اور یوں تو اول ہی سے فائدہ ہونا شروع ہوجاتا ہے لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک وقت ایسا آویگا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا۔ لیکن نہ گھبراوے نہ جلدی کرے

نہ سُستی کرے۔ کیونکہ فائدے کیلئے نہ کوئی مدت مقرر ہے نہ کوئی اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے البتہ اسقدر امید کر سکتے ہیں ؎

اندریں راہ می خراش و می تراش، تا دمِ آخر دمے فارغ مباش

تا دمِ آخر دمے آخر بود ٭ کہ عنایت با تو صاحب سر بود

یعنی اس راہ میں جو قدم رکھے اسکو چاہیے کہ اس ادھیڑبن میں لگا رہے۔ مرتے دم تک ایک گھڑی بیکر نہ بیٹھے، آخر دم تک کوئی نہ کوئی وقت ایسا ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوگی اور بیڑا پار ہو جاویگا۔ اور اگران سب باتوں کے ساتھ ابتدا میں ذرا زیادہ اور اس کے بعد کبھی کبھی پیر کی خدمت میں رہنے کا بھی اتفاق ہو جاوے تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ اس کے پاس رہنے میں جو فائدے ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کو دیکھ کر اسکی عادتیں اختیار کریگا، ذکر میں عبادت میں روح کو تازگی ہوگی ہمت بڑھیگی، جو نیا حال ہوگا اسکے بارے میں پوری تسلی ہو جاویگی اور اس کے علاوہ اور بہت سے فائدے ہیں جو پاس رہنے سے خود ہی وارد ہوتے ہیں۔ موٹی بات ہے کہ مریض کا حکیم کے پاس ہونا اور دور رہنا دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

مقام امن و مے بےغش و رفیق شفیق ٭ گرت مدام میسر شود زہے توفیق

یعنی اگر اطمینان کی جگہ اور شرابِ خالص محبتِ الٰہی کی اور شفقت رکھنے والے پیر کی صحبت ہمیشہ کیلئے میسر ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ یعنی اللہ تعالیٰ سچی بات کا کہنے والا اور راہِ راست کا دکھلانیوالا ہے۔

ساتویں ہدایت۔ دلجمعی کے بیان میں

ذکر کرنیوالے کو چاہیے کہ جو باتیں دل کو پریشان کرنیوالی ہیں اُنسے بچے۔ کیونکہ اطمینان دل کا بڑی دولت ہے اور یہ باتیں بہت سی ہیں۔ ایک اپنی بے احتیاطی سے صحت خراب کر لینا اس لیے صحت کی بہت حفاظت کرے۔ دماغ کو تر و تازہ رکھنے

کی اور دل کو قوت پہنچانیکی فکر رکھے، دوا سے بھی اور غذا سے بھی۔ غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف اور خشکی ہوجاوے نہ اتنی زیادتی کرے کہ ہضم نہ ہو۔ کہ اس سے بھی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ صحبت کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضاء رئیسہ خاصکر دل و دماغ کمزور ہوجاتے ہیں۔ جبتک بھی بھوک لگے کھانا کھاوے اور ایک آدھ لقمہ کی خواہش باقی رہنے پر کھانا چھوڑ دے اور جبتک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو صحبت نہ کرے۔ اسی طرح سونے میں اوسط درجہ کا خیال رکھے۔ نہ بہت زیادہ سووے کہ سستی ہوجاوے نہ کمی بہت کرے کہ خشکی ہوجاوے۔ دوسری بات دل کو پریشان کرنیوالی بلاضرورت عمدہ غذاؤں کی فکر میں لگا رہنا ہے۔ تیسری بات ہر وقت اپنے بدن کی آرائش میں لگا رہنا ہے کہ اسی بارے میں کہا گیا ہے ؎

عاقبت سازد ترا از دین بری   این تن آرائی و این تن پروری

یعنی انجام اس بدن کی آرائش اور پیٹ کے پالنے ہی میں رہنے کا یہ ہوگا کہ دین رخصت ہوجاویگا۔ مطلب یہ کہ پورا دین نہ رہے گا۔ البتہ بالکل میلا کچیلا رہنا بھی برا ہے کہ اس سے بھی دل میلا ہوتا ہے۔ سادہ اور صاف رہے البتہ اگر بدون فکر کے اچھا لباس اور عمدہ غذا میسر ہو اور نفس میں کسی برائی کے پیدا ہونیکا ڈر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، کام میں لاوے اور شکر بجا لاوے۔ چوتھی بات مال کی حرص اور اس کے جمع ہونیکی فکر میں لگا رہنا یا یہ کہ جو مال پاس ہے اسکو بیکار خرچ کر کے اڑا ڈالنا کہ دونوں کا نتیجہ دل کا پریشان ہونا ہے۔ حریص آدمی تو ہر وقت اسی دھن میں لگا رہیگا اور فضول خرچ مال ختم ہونیکے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہوگا یا پرائے مال پر نظر دوڑائیگا۔ پانچویں بات کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا دوست اس کو گھیر کر اس کا وقت ضائع کریں گے اور دشمن اس کو ایذا پہنچا کر پریشانی میں ڈالیں گے۔ اسی طرح اور جو باتیں پریشانی کا سبب ہوں اور خود ضروری نہ ہوں ان سب سے جہاں تک ہوسکے بہت بچنا ہے۔ البتہ اگر کوئی پریشانی اس طرح پیش آجاوے کہ اس نے کام پریشانی کا نہیں کیا تھا یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کیا تھا پھر اسمیں کوئی پریشانی آگئی ہے مثلاً کسی سود خوار نے کوئی چیز

اسکو دی اس نے لینے سے انکار کر دیا وہ اس کا دشمن ہو گیا تو ایسی پریشانی سے باطنی کا نقصان نہ ہوگا۔ اگر ایسی پریشانی میں مبتلا ہو جاوے تو بے چین نہ ہو حق تعالیٰ پر نظر اور بھروسہ رکھے مدد فرمادیگا۔ اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے تو اس میں حکمتِ الٰہی سمجھ کر اس پر راضی رہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور رضامندی اور زیادہ حاصل ہوگی۔

آٹھویں ہدایت۔ اختیاری اور غیر اختیاری اعمال کے متعلق

جو باتیں اختیاری ہیں ان میں تو کمی نہ کرے اور جو باتیں اختیاری نہیں اگر وہ اچھی ہیں تو ان کے پیچھے نہ پڑے اور اگر ناگوار ہونیوالی ہیں تو انکے دور کرنے کی فکر میں نہ پڑے۔ مثلاً نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر کے اندر یہ تو اختیار میں ہے کہ اپنے دل کو اگرچہ زور لگا کر ہو متوجہ رکھے۔ جس کے کئی طریقہ ہیں مثلاً ایک طریقہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات کا خیال باندھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظوں کے معنی و مطلب کیطرف دھیان رکھے یا فقط لفظوں کیطرف خیال رکھے اسطرح کہ ہر ہر لفظ سوچکر زبان سے نکالے۔ پس اسمیں تو کمی نہ کرے باقی نماز میں یا تلاوت قرآن کے وقت جی نہ لگنا یا مزہ نہ آنا یا وسوسوں اور خطروں کا کثرت سے آنا خواہ وہ کتنے ہی برے ہوں یہ بات اختیار سے باہر ہے اسکی فکر نہ کرے اپنا اختیاری کام کیے جاوے اسکی خاصیت یہ ہے کہ وہ خیالات خود ہی کم ہو جاتے ہیں خاصکر وسوسوں کیطرف تو ذرا بھی توجہ نہ کرے نہ وسوسہ کے آنیسے رنج و غم کرے کہ اس سے وسوسوں کی دونی ترقی زیادہ ہوتی ہے پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اس کا عمدہ علاج یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف اپنی توجہ کو پھر تازہ کر لیا کرے اور اس وسوسہ سے بالکل بے پروائی اختیار کر لے اس سے وہ آپ ہی آپ جاتا رہے گا اور مثلاً اللہ کی فرمانبرداری اختیاری ہے اس میں سستی نہ کرے اور یہ باتیں اختیار سے باہر ہیں اچھا خواب دیکھنا دعا قبول ہونا، ذکر کے اثر سے تڑپنے لگنا، بے اختیار رونا آنا وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں کے ہونے کی فکر نہ کرے۔ یا مثلاً گناہ اختیاری ہے اس کے پاس نہ جاوے اور یہ چیزیں اختیاری نہیں، برا خواب، طبیعت میں تازگی نہ ہونا، رزق میں کمی ہونا، ذکر میں کسی چیز کا نظر

نہ آنا یا کوئی اثر معلوم نہ ہونا، بیمار ہو جانا وغیرہ ان سے پریشان نہ ہو یا مثلاً کسی سے بے ارادہ عشق ہو جانا اختیاری نہیں اس میں کوئی گناہ اور نقصان نہیں اگرچہ تکلیف ہے۔ لیکن یہ باتیں اختیاری ہیں اسکو دیکھنا اس سے باتیں کرنا اسکی آواز سننا، اس کے پاس آنا جانا، اس کا خیال دل میں لانا، اس کو سوچ کر دل سے لذت لینا ان سے بچنا ضروری ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی کم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسمیں کوتاہی کریگا گنہگار ہوگا اور دل سیاہ ہو جاویگا یا مثلاً کسی گناہ کیطرف مائل غیر اختیاری ہے اسکے دور کرنیکی فکر میں نہ پڑے۔ البتہ گناہ اختیاری ہے اس سے بچے، اس خواہش پر عمل نہ کرے۔ جو شخص غیر اختیاری چیزوں کے حاصل کرنے یا دور کرنیکی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اسکی پریشانی میں گذرتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے انہی وجہوں سے اپنے کو مردود سمجھ لیا پھر بعض نے تو خودکشی کرلی ہے اور بعض ذکر و عبادت چھوڑ کر گناہ بیدھڑک کرنے لگے۔ غرضیکہ ان لوگوں نے ایمان کا نقصان کیا یا ایمان کے ساتھ جان کا بھی نقصان کیا۔ کیونکہ خودکشی کرنے میں جان بھی گئی اور گنہگار بھی ہوئے۔ یہ تو ایمان اور جان کا نقصان ہے اور ذکر و عبادت چھوڑنے اور گناہ کرنے میں ثواب سے محروم رہے اور گنہگار ہوئے۔ یہ ایمان کا نقصان ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو باتیں غیر اختیاری ہیں انمیں جو باتیں ایسی ہیں کہ ان کے ہونے کو جی چاہتا ہے انکا ہونا کبھی درویشی کی راہ چلنے والے کیلئے خرابی کا سبب بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً اپنے کو کامل سمجھنے لگا اور اس سے اپنے اوروں سے اچھا سمجھنے لگا یا کمال کا دعویٰ کرنے لگا یا اسکی وجہ سے بزرگ مشہور ہو گیا اور اس سے نقصان ہوا۔ اسی طرح ان چیزوں کا حاصل نہ ہونا اس کے نفع کا سبب ہو جاتا ہے۔ مثلاً اپنے کو ناکارہ حقیر سمجھنے لگا۔ اور باتیں غیر اختیاری ایسی ہیں کہ ان کا ہونا آدمی کو ناگوار ہوتا ہے انکا ہونا کبھی مفید ہو جاتا ہے۔ مثلاً اس کے برداشت کرنے میں مشقت ہوتی ہے جو ایک طرح کا مجاہدہ ہے اور تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ ایسی جگہوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا

شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کا ہونا تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو اور واقع میں اس کا ہونا تمہارے حق میں بہتر ہوتا ہے اور بسا اوقات تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو حقیقت میں وہ تمہارے حق میں بُری ہوتی ہے۔ البتہ اگر پسندیدہ باتیں از خود حاصل ہو جائیں تو نعمتِ الٰہی سمجھ کر شکر کرے۔ جیسا کہ ان چیزوں کے نہ حاصل ہونے کو بھی ایک اعتبار سے جس کا ابھی بیان ہوا ہے نعمت سمجھ کر شکر کرے خوب سمجھ لو۔

نویں ہدایت۔ در رسومِ مشائخ

آج کل اکثر درویشوں میں بعض رسمیں رائج ہو گئی ہیں۔ سو بعض رسمیں تو محض خلافِ شرع ہیں۔ جیسے قبر کے گرد گھومنا یا قبر کو بوسہ دینا یا اس پر غلاف ڈالنا یا بزرگوں کی منت، ماننا یا اُن سے کچھ مانگنا اور بعض رسمیں خود جائز تھیں مگر اُن کے ساتھ ناجائز باتیں مِل کر ناجائز ہو گئی ہیں جیسے عُرس یا گانا سننا یا قُل پنج آیت یا مجلس مولود شریف کی کہ عام لوگ اُن باتوں کے منع کرنے یا خود نہ کرنے کو درویشی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان رسموں میں جو خرابیاں ہیں ان کو پورے طور سے احقر نے اصلاح الرسوم وحق السماع وتعلیم الدین کے حصہ پنجم وحفظ الایمان میں لکھ دیا ہے۔ اور بعض اس میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو داخل بزرگی سمجھا جاوے اور یہ سمجھا جاوے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو یہ نہایت بڑی بدعت ہے۔ اور اگر اعتقاد میں کوئی خرابی نہ ہو تب بھی محض دنیا ہے جیسے عمل پڑھنا اور حلال جانوروں کا گوشت چھوڑ دینا اور بعض رسمیں اچھی ہیں اگر ان میں عقیدے کی خرابی نہ ہو۔ مثلاً شجرہ پڑھنا کہ اس میں مقبول بندوں کے ناموں کو واسطہ دعا میں قرار دیا جاتا ہے جس کا جواز حدیثوں سے ثابت ہے لیکن اگر شجرہ پڑھنے میں یہ سمجھا جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ ہمارے حال پر متوجہ رہیں گے تو بالکل غلط اور بے سند عقیدہ ہے جس کی ممانعت اس آیت سے ثابت ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ یعنی جو بات تجھ کو معلوم نہ ہو اس پر عملدر آمد نہ کر۔ اور مثلاً درویشی

کی کتابوں کا دیکھنا۔ ہاں اگر کوئی ایسا عالم ہو کہ علم معقول یعنی منطق وغیرہ اور علم منقول یعنی تفسیر حدیث فقہ یہ سب اچھی طرح جانتا ہو اور ایسے بزرگوں کا صحبت یافتہ ہو جو علم درویشی کو خوب جانتے ہوں وہ اگر کتابیں دیکھے تو حرج نہیں ورنہ انکا دیکھنا دین و ایمان کو برباد کرنیوالا ہے۔ اسلئے اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جاویں۔ جیسے مثنوی مولانا روم، دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے ملفوظ یعنی جو باتیں انہوں نے بیان کیں اور مریدوں نے ان کو جمع کر کے کتاب بنالی جبکہ ان مکتوبات اور ملفوظات میں درویشی کے بھید یا جو کیفیتیں ان بزرگوں میں پیدا ہوئی تھیں ان کا بیان ہو۔ بلکہ جن کتابوں میں ان بزرگوں کی حکایتیں ہوں ان کو بھی نہ دیکھے۔ یہ سب کتابیں عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ چونکہ بعض آدمی مرد ہوں یا عورت مرید ہو کر بھی اپنی حالت اور عادت درست نہیں کرتے اس لیے اس کے بارے میں بھی کچھ ضروری باتیں لکھے دیتا ہوں۔ باقی پورے طور سے مسئلوں کا بیان دین کی کتابوں میں ہے۔

ہدایت دہم۔ عام مردوں کو نصیحت یعنی جو عالم نہیں

عالموں سے بہت ملتے رہو اُن سے مسئلے پوچھتے رہو۔ اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور بہشتی گوہر یا اسکی جگہ صفائی معاملات اور مفتاح الجنۃ کو دیکھتے رہو اور اس پر عمل کرتے رہو۔ لباس خلاف شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا جیسے کوٹ پتلون یا ریشمی یا زردوزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی سچی لیس وار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا سچا کامدار جوتا، داڑھی مت کٹاؤ اور نہ اس کو منڈواؤ البتہ ایک مٹھی سے جتنی زاید ہو اس کا اختیار ہے چاہے کٹا ڈالو چاہے رہنے دو۔ جتنی رسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے طریقہ کے خلاف پھیلی ہوئی ہیں، سب کو چھوڑ دو رسمیں خواہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے مولود، فاتحہ، عرس اور شادی میں ساچق اور برات اور مہمانداری یا نام کے لیے کھانا پکانا اور کھلانا یا نام کے لیے دینا دلانا، عقیقہ اور ختنہ اور بسم اللہ کے مکتب میں لوگوں کا جمع ہونا یہ سب ترک کر دو۔ نہ اپنے گھر کرو نہ دوسروں کے یہاں شریک ہو یا غمی میں تیجا،

دسواں، چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوہ یا محرم کو تیوہار منانا۔ نہ خود کرو اور نہ دوسروں کے یہاں جاکر ان کاموں میں شریک ہو۔ میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی بیہودہ باتوں کے لیے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا (یعنی پتنگ) آتشبازی۔ تصویر دار کھلونے وغیرہ۔ زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ۔ جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو۔ کسی عورت یا لڑکے کی طرف بُری نگاہ سے مت دیکھو۔ گانا بجانا مت سنو۔ پیر سے ہر کام کے لیے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو بلکہ ان سے دین کی باتیں سیکھو البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں۔ ایسا مت سمجھو کہ نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں۔ یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے ان سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ درویشی کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو۔ تقدیر کے مسئلے میں مت بحث کرو۔ پیر نے جو بتلا دیا وہ کیے جاؤ۔ رشوت اور سود مت لو۔ رہن کی آمدنی بھی سود ہے اس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو۔ خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں لگا ہو تو اس کے کام میں حرج مت ڈالو۔ ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کا دل تم کو دیکھ دیکھ کر بٹ جاوے۔ کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ جب وہ کام سے چھٹی پاوے اس وقت سامنے جاؤ۔ تعلیم المطالب منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے اوّل کے دیکھ لو اور جزاء الاعمال بھی دیکھ لو۔

عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لیے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلواؤ۔ فاتحہ نیاز دیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی مَنّت مانو۔ شب برات، مُحرم، عرفہ، تبرک کی روٹی، تیرہ تیزی کی گھونگھنیاں کچھ مت کرو۔ جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور، جیٹھ، خالہ کا یا پھوپی کا یا ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا

بھائی یا منہ بولا باپ ان سب سے خوب پردہ کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں دار پائجامہ۔ یا ایسا کرتا کہ جس میں پیٹ، پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو۔ لمبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دو۔ ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ یا حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔ کسی کو جھانک تاک مت دیکھو۔ بیاہ شادی، مونڈن، چلہ، چھٹی، منگنی، چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ، کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔ کوسنے اور طعنے دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔ پانچوں وقت نماز اول وقت پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔ ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نہ جائے۔ اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو۔ بہشتی زیور ایک کتاب ہے اسکو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اس پر چلا کرو۔ خاوند کی تابعداری کرو۔ اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گانا کبھی مت سنو۔ اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو۔ جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لیے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح اور معتبر بتلادیں تو خرید و ورنہ مت لو۔ جہاں رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ۔ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

خاص ذکر و شغل کرنے والوں کو نصیحت

اوپر کی نصیحتیں دیکھ لو۔ ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو جلدی سے کینہ سننے مت لگو خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو۔ کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو جو بات زبان سے

کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو. جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اس میں دین یا دنیا کی ضرورت یا فائدہ ہے اسوقت زبان سے نکالو. کسی بُرے آدمی کی بھی بُرائی مت کرو نہ سنو. کسی ایسے درویش پر جس پر کوئی حال درویشی کا غالب ہو اور وہ کوئی بات تمہارے خیال میں دین کے خلاف کرتا ہو اس پر طعن مت کرو. کسی مسلمان کو اگرچہ وہ چھوٹے درجہ کا ہو حقیر مت سمجھو. مال و عزت کی طمع و حرص مت کرو. تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عام لوگ گھیرتے ہیں. جہاں تک ہو سکے ذکر کرنیوالوں کے ساتھ رہو اس سے دل میں نور اور ہمت و شوق بڑھتا ہے. دنیا کا کام بہت مت بڑھاؤ اور بے ضرورت اور بے فائدہ لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو تو خوش خلقی سے ملو اور جب کام ہو جاوے تو ان سے الگ ہو جاؤ. خاصکر جان پہچان والوں سے بہت بچو. یا تو اللہ والوں کی صحبت ڈھونڈھو یا ایسے معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے. اگر تمہارے دلمیں کوئی کیفیت پیدا ہو یا کوئی علم عجیب آوے تو اپنے پیر کو اطلاع کرو. پیر سے کبھی خاص شغل کی درخواست مت کرو. ذکر میں جو اثر پیدا ہو سوائے اپنے پیر کے کسی سے مت کہو. اگر درویشی کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ پنجم اور کلید مثنوی دیکھو بشرطیکہ تم علم معقول و منقول دونوں خوب جانتے ہو. بات کو بنایا مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جاوے فوراً اقرار کر لو ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کیا کرو. والسلام فقط.

تمام شد خلاصہ قصد السبیل

بندہ محمد شفیع. جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ

ے اس کے کہ وہ سب باتیں دین کے موافق کرتا ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ؕ

زادُ السّعید

فِی الصَّلوٰۃ

عَلَی النَّبِیِّ الوَحِیْد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مع

نیل الشّفا بنعلِ المُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

واضافاتِ جدیدہ

تمام المقال فی بعض احکام التّمثال

از افاضات قطب عالم حکیم الامّت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب

محمّد شبّیر علی تھانوی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا مُّتَوَافِرًا ؕ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ سَلَامًا مُّتَکَاثِرًا وَّ الرِّضْوَانُ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مُتَوَاتِرًا

اَمَّا بَعْدُ۔ احقر کو ایک بار سفر قصبہ کیرانہ کا اتفاق ہوا توجامع الاخلاق والبرکات حافظ سعید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بروقتِ ملاقات یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اگر کوئی رسالہ درباب فضائل درود شریف کے لکھدیا جاوے تو خوب ہے احقر نے دوسرے مؤلفین کے رسائل کے کافی ہونے کا عُذر کیا مگر چونکہ ہر ایک کا مذاق جدا ہوتا ہے اس لئے جو طرزِ خاص اُن کے ذہن میں تھا اُس کے لئے پھر اصرار فرمایا۔ میں نے یہ سوچ کر کہ ایک بزرگ کی فرمائش پوری ہوتی ہے اگر مرتبۂ ضرورت میں بھی نہ ہو تاہم استحسان میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ ناظرین کو نفع بھی ضرور ہی ہوگا اسلئے بنام خدائے تعالیٰ اس کو شروع کیا اور چونکہ درود شریف طالبِ سعادت کا توشۂ آخرت ہے اس معنی کا لحاظ اور حافظ صاحب کے نام کی رعایت کرکے زَادُ السَّعِیْد اس کا نام رکھا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرماکر میرے لئے بھی اس کو زادِ سعادت بنادیں۔ اور اس رسالہ میں ایک مقدمہ اور دس فصلیں اور ایک خاتمہ ہے۔ مقدمہ میں کتب منقول عنہا کے رموز کی شرح ہے۔ فصلوں میں مختلف مقاصد ہیں۔ خاتمہ میں ایک درود شریف منظوم ہے جو موجب ازدیادِ شوق ہے۔

مقدمہ شرح رُموزِ کتب منقُول عنہا میں

(د) ابوداؤد (س) نسائی (ق) ابن ماجہ (حب) ابن حبان (ص) ابویعلی موصلی (طس) معجم اوسط طبرانی (ی) عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی (ی) مسند امام احمد (ت) ترمذی (مس) صحیح المستدرک للحاکم (فض) فضائل درود وسلام (ط) معجم کبیر طبرانی (سع) سعایہ (مو) حدیثِ موقوف (خ) صحیح البخاری (نز) نزل الابرار (طا) مؤطا (م) صحیح مسلم (عہ) سنن اربعہ ابوداؤد. ترمذی. نسائی. ابن ماجہ (مص) مصنف ابن ابی شیبہ (حص) حصن حصین. اور باقی کتابوں کے پورے نام لکھدئے ہیں۔

فصلِ اوّل اِس بیان میں کہ درود شریف پڑھنے کا امر و حکم وارد ہوا ہے

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے. اے لوگو جو ایمان لائے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھو.

(۲) حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کہ مجھ پر درود پیش ہوتا ہے د س ق حب.

(۳) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھپر درود کثرت سے پڑھا کرو کہ وہ تمہارے لئے موجبِ پاکی ہے. ص.

(۴) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سامنے میرا ذکر آوے اُس کو چاہئے کہ مجھپر درود پڑھے س طس ص ی.

(۵) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرا ذکر

کرے تو اُس کو چاہیئے کہ مجھپر درود بھیجے ص۔

(۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود پڑھا کرو مجھپر تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو روایت کیا اس کو نسائی نے۔ گلشن رحمت

فصلِ دوم اِس بیان میں کہ تارکِ درود پر زجر و وعید وارد ہے

(۱) حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو قیامت کے روز وہ مجلس اُن لوگوں کے حق میں باعثِ حسرت ہوگی گو ثواب کے لئے جنت ہی میں داخل ہوجاویں حب دت س مت

(۲) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا بخیل وہ شخص ہے کہ اُس کے روبرو میرا ذکر آوے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے ت حب مس۔

(۳) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملیا میٹ ہوجاوے وہ شخص کہ اس کے روبرو میرا ذکر ہو اور وہ مجھپر درود نہ پڑھے ترمذی۔

(۴) ابن ماجہ نے بسندِ حسن اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بھول گیا مجھ پر درود بھیجنا بہک گیا وہ راہِ جنّت سے (فض)

فصلِ سوم فضائلِ درود شریف کے بیان میں

(۱) سب سے بڑھ کر تو فضیلت اُس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود صلوٰۃ کی نسبت اپنی اور اپنے ملائکہ کی طرف فرمائی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؏

(۲) حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے روز جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے مس

(۳) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس کر دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دے لیتا ہوں۔

(۴) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ قیامت کے روز میرے ساتھ اس کو قرب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا ت حب۔

(۵) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے بہت سے فرشتے اسی کام کے ہیں کہ سیاحی کرتے رہتے ہیں اور جو شخص میری اُمت میں سلام بھیجتا ہے اُس کو میرے پاس پہنچاتے ہیں س حب مس۔

(۶) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملا انہوں نے مجھ کو خوشخبری سُنائی کہ پروردگار عالم فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اُس پر رحمت بھیجونگا اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا میں اُس پر سلامتی نازل کروں گا میں نے

؏ تحقیق اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر۔

یہ سنکر سجدۂ شکرادا کیا مس۔

(۷) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ پر صلوٰۃ کی کثرت کیا کرتا ہوں تو کس قدر صلوٰۃ اپنا معمول رکھوں فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے میں نے کہا کہ ایک ربع (یعنی تین ربع اور وظائف رہیں) فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے اور اگر بڑھا دو تو تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے میں نے عرض کیا نصف فرمایا جس قدر چاہو اور اگر زیادہ کر دو تو اور بہتر ہے میں نے کہا تو پھر سب درود ہی درود رکھوں گا فرمایا تو اب تمہارے سب فکروں کی بھی کفایت ہو جاوے گی اور تمہارا گناہ بھی معاف ہو جائے گا ت۔ مس۔

(۸) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماویں اور اس کے دس گناہ معاف ہوں اور اس کے دس درجے بڑھیں اور دس نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاویں س ط۔

(۹) اور ایک روایت میں ہے کہ درود پڑھنے والے پر اللہ تعالےٰ ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور ملائکہ اُس کے لئے ستر بار دعا کرتے ہیں

(۱۰) کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم چاہتے ہو کہ قیامت کے روز تم کو پیاس نہ لگے عرض کیا ہاں ارشاد ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کیا کرو روایت کیا اس کو اصبہانی نے (حاشیۃ الحزب)

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر درود کی کثرت کرے گا وہ عرش کے

سایہ میں ہوگا روایت کیا اس کو دیلمی نے (حاشیۃ الحزب)

(۱۲) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اُس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے یعنی بذریعہ ملائکہ کے روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

(۱۳) درمختار میں اصبہانی سے نقل کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر درود پڑھے اور وہ قبول ہو جاوے تو اسّی سال کے گناہ اُس کے محو ہو جاتے ہیں۔

(۱۴) شفا میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے فرشتہ اُس درود کو لے کر مجھ تک پہنچاتا ہے اور نام لیکر کہتا ہے کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے یعنی اس طرح درود بھیجتا ہے فض۔

(۱۵) ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کثرت کرو مجھ پر درود بھیجنے کی تحقیق وہ پاکیزگی ہے واسطے تمہارے یعنی بسبب درود کے گناہوں سے پاکی اور ہر طرح کی ظاہری و باطنی جانی و مالی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے فض

(۱۶) امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آدمی مجھ پر درود بھیجتا ہے فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں یعنی اُس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اب اختیار ہے خواہ کم درود بھیجو مجھ پر یا زیادہ مقصود یہ ہے کہ درود بکثرت پڑھنا چاہیئے فض۔

(۱۷) طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص درود بھیجے مجھ پر کسی کتاب میں ہمیشہ فرشتے اُس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اُس کتاب میں رہیگا فض۔

(۱۸) امام مستغفری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ہر روز سو بار درود پڑھے اُس کی سو حاجتیں پوری کی جاویں تیس[۳۰] دنیا کی باقی آخرت کی فض۔

(۱۹) طبرانی نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص صبح کو مجھ پر دس[۱۰] بار درود بھیجے اور شام کو دس[۱۰] بار قیامت کے روز اُس کے لئے میری شفاعت ہوگی فض۔

(۲۰) ابو حفص ابن شاہین رح نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ہزار[۱۰۰۰] مرتبہ درود پڑھے نہ مریگا جب تک کہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے گا سع۔

(۲۱) دیلمی رح نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے ہول اور خطرات سے وہ شخص زیادہ نجات پاویگا جو دنیا میں مجھ پر درود زیادہ بھیجتا ہوگا سع

فصل چہارم درود شریف کے خواص کے بیان میں

(۱) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ تمام دعائیں رُکی رہتی ہیں جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود نہ پڑھو طس۔

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان

وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوپر نہیں جاتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو ت۔

(۳) حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کا کان بولنے لگے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے اور آپ پر درود پڑھے اور یوں کہے کہ جس نے مجھ کو یاد کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو خیر و رحمت سے یاد فرماویں ط ی۔

(۴) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو منظور ہو کہ میرا مال بڑھ جاوے وہ یوں کہا کرے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا اس کا پاؤں سو گیا آپ نے فرمایا جو شخص تجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اُس کا نام لے اُس نے کہا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسی وقت سُن اُتر گئی موی

(۶) ایک بار حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا آپ نے یہی عمل کیا اُسی وقت سُن اُتر گئی۔ (حاشیہ حصن از مائۃ الفوائد)

(۷) حدیثوں میں نمازِ حاجت تمام حوائج پوری ہونے کے لئے آئی ہے اُس میں بھی بعد نماز کے درود شریف پڑھا جاتا ہے تو درود شریف کو کامیابی حوائج میں دخل ٹھہرا۔

(۸) حفظ قرآن مجید کی دعا حدیث شریف میں آئی ہے اُس دعا کے ساتھ بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے پس درود شریف کو حفظِ قرآنِ مجید میں بھی دخل ہوا ادر۔

(۹) ابوموسیٰ مدینی نے بسندِ ضعیف روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ مجھ پر درود

بھیجو وہ چیز یاد آجائے گی انشاء اللہ تعالیٰ فض۔

(۱۰) سب سے لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ زیارت میسر ہوئی ہے۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نمازِ نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پاویں گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

(دیگر) نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولتِ زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

(دیگر) نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولتِ زیارت نصیب ہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

(دیگر) اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لئے شیخ نے لکھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامُ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے فض۔

فصل پنجم حکایات و اخبار متعلقہ درود شریف کے بیان میں

(۱) مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جاویں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سر انگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھدیں گے۔ جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جاویگا وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جاویں آپ کون ہیں آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ فرماوینگے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تونے مجھ پر پڑھا تھا۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا حاشیۂ حصن

(۲) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کہ جلیل القدر تابعی اور خلیفۂ راشد ہیں شام سے مدینۂ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ اُن کی طرف سے روضۂ شریف پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے (حاشیۂ حصن از فتح القدیر)

(۳) روضۃ الاحباب میں امام اسمٰعیل بن ابراہیم مزنی سے جو امام شافعی رحمہ اللہ کے بڑے شاگردوں میں ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا وہ بولے مجھے بخشدیا اور حکم دیا کہ مجھ کو

تعظیم و احترام کے ساتھ بہشت میں لے جاویں اور یہ سب برکت ایک درود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا میں نے پوچھا وہ کون درود ہے فرمایا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ (حاشیہ حصن)

(۴) مناہج الحسنات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰؒ ضریر (نابینا) تھے انہوں نے اپنا گذرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اُس میں موجود تھا اُس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی اُس حالت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی اور بعد الممات کے اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. بھی اس میں معمول ہے اور خوب ہے وہ درود یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اور شیخ مجد الدین صاحب قاموس نے بھی اس حکایت کو بسندِ خود ذکر کیا ہے فض۔

(۵) بعض رسائل میں عبید اللہ بن عمر قواریر سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا وہ مرگیا میں نے اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا

لہ اس درود شریف کا بکثرت پڑھنا اور مکان میں لکھ کر چسپاں کرنا تمام امراض وبائیہ ہیضہ و طاعون وغیرہ سے حفاظت کے لئے مفید اور مجرب ہے اور قلب کو عجیب و غریب اطمینان بخشتا ہے اور ترفعنا بہا کے بعد بعض لوگ لفظ عِنْدَكَ بھی پڑھتے ہیں حضرت مولانا مدظلہ نے ایک والا نامہ میں احقر کو اسی طرح تحریر فرمایا تھا۔ حررہ محمد انعام اللہ غفر اللہ ۱۲

کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا مجھے بخش دیا میں نے سبب پوچھا کہا میری عادت تھی جب نامِ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑھاتا خدائے تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی دل پر گذرا۔ (گلشن جنّت)

(۶) دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لئے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسّی کے نہ ہونے سے پریشان تھے ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنوئیں کے اندر تھوک دیا پانی کنارے تک اُبل آیا مؤلف نے حیران ہو کر اُس کی وجہ پوچھی اُس نے کہا یہ برکت درود شریف کی ہے جس کے بعد انہوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔

(۷) شیخ زروق رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مؤلفِ دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک وعنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔

(۸) ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنؤ کی حکایت بیان کی کہ اُن کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اوّل ایک بار درود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اسکے بعد کام شروع کرتے جب اُن کے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ فکرِ آخرت سے خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھئے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے ایک مجذوب آنکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اُس پر صاد بن رہے ہیں۔

(۹) مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری مرحوم کے داماد نے مجھ سے

بیان کیا کہ جس مکان میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا وہاں ایک مہینے تک خوشبو عطر کی آتی رہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو بیان کیا ارشاد فرمایا یہ برکت درود شریف کی ہے. مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر شب جمعہ کو بیدار رہ کر درود شریف کا شغل فرماتے۔

(۱۰) ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اُس سے سبب حصول اس درجے کا پوچھا اُس نے کہا میں نے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں جب نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا میں درود لکھتا تھا اس سبب سے مجھے یہ درجہ ملا فض۔

(۱۱) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور حکایت ہے کہ ان کو بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا اور مغفرت کی وجہ پوچھی انہوں نے فرمایا یہ پانچ درود شب جمعہ کو میں پڑھا کرتا تھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَمَرْتَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ اس درود کو درودِ خمسہ کہتے ہیں فض۔

(۱۲) شیخ ابنِ حجر مکیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح کو کسی نے خواب میں دیکھا اُس سے حال پوچھا اُس نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخشدیا اور جنت میں داخل کیا سبب پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود کو شمار کیا سو شمار درود کا زیادہ نکلا حق تعالیٰ نے فرمایا اتنا بس ہے اس کا حساب مت کرو اور اس کو بہشت میں لے جاؤ فض۔

(۱۳) شیخ ابنِ حجر مکیؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرد صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت درود بعد دمعین پڑھا کرتا تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس تشریف لائے اور تمام گھر اُس کا روشن ہوگیا آپ نے فرمایا وہ مُنہ لاؤ جو درود بہت پڑھتا ہے کہ بوسہ دوں اُس شخص نے شرم کی وجہ سے رخسارہ سامنے کر دیا آپ نے اُس کے رخسارے پر بوسہ دیا بعد اس کے وہ بیدار ہوگیا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو باقی رہی فض۔

(۱۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں حضرت آدم علیہ السلام نے اُن پر ہاتھ بڑھانا چاہا ملائکہ نے کہا صبر کرو جب تک نکاح نہ ہو جائے اور مہر ادا نہ کردو اُنہوں نے پوچھا مہر کیا ہے فرشتوں نے کہا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود پڑھنا اور ایک روایت میں بیس بار آیا ہے۔

فصل ششم مسائل متعلقہ درود شریف کے بیان میں

(مسئلہ ۱) عمر بھر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے بوجہ حکم صلّوا کے جو شعبان ۲ھ میں نازل ہوا۔

(۲) اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ کا نام پاک ذکر کیا جاوے طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے مگر مفتی بہ یہ ہے کہ ایک بار واجب ہے پھر مستحب ہے۔

(۳) نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود پڑھنا

مکروہ ہے (درمختار)

(۴) جب خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے یا خطیب یہ آیت پڑھے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ اپنے دل میں بلاجنبش زبان کے صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے (درمختار)

(۵) بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے اور با وضو نورٌ علیٰ نور ہے۔

(۶) بجز حضراتِ انبیا و حضراتِ ملائکہ علی جمیعہم السلام کے کسی اور پر استقلالاً درود شریف نہ پڑھے البتہ تبعاً مضائقہ نہیں مثلاً یوں نہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ بلکہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ (درمختار)

(۷) درمختار میں ہے کہ اسبابِ تجارت کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر یعنی جہاں درود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کا اس کو ذریعہ بنایا جاوے درود شریف پڑھنا ممنوع ہے۔

(۹) درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضا کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں قابلِ ترک ہے۔

فصل ہفتم مواقع درود شریف کے بیان میں

(۱) جب نام مبارک زبان پر یا کان میں آوے جیسا کہ مسائل میں گذرا۔

(۲) جب کسی مجلس میں بیٹھے تو اٹھنے سے پہلے درود شریف پڑھے جیسا کہ زجر میں گذرا۔

(۳) دعا کے اوّل و آخر میں پڑھے جیسا خواص میں گذرا۔

(۴) مسجد میں جانے اور اُس سے باہر آنے کے وقت حدیث شریف میں یہ پڑھنا آیا ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فض

(۵) بعد اذان کے۔ مسلم اور ترمذی میں ہے کہ درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مانگے آپ کے لئے وسیلہ اللہ تعالیٰ سے فض۔

(۶) بوقت وضو کے۔ ابن ماجہ میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں وضو ہوتا اُس شخص کا جو صلوٰۃ نہ بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فض یعنی پورا ثواب نہیں ملتا۔

(۷) بوقت زیارت قبر شریف کے۔ بیہقی نے روایت کیا ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجتا ہے میں سن لیتا ہوں فض۔

(۸) ابتدائے رسائل و کتب میں بعد بسم اللہ اور حمد کے۔ ابنِ حجر مکی رح نے لکھا ہے کہ یہ رسم اوّل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جاری ہوئی خود انہوں نے اپنے خطوط میں اسی طرح لکھا فض۔

(۹) بوقت جاگنے کے رات میں واسطے تہجد کے۔ نسائی نے سنن کبیر میں ایک حدیثِ طویل میں نقل کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے ایسے آدمی کو جو رات کے بیچ میں اُٹھے اور کسی کو خبر نہ ہو پھر وضو کرے پھر حمدِ الٰہی کرے اور درود پڑھے پھر قرآنِ مجید پڑھنا شروع کرے (فض)

(۱۰) واسطے دفع بلیات مثلِ وبا و زلزلہ وغیرہ کے۔ جلال الدین سیوطی نے اور دوسرے محدثین نے احادیث سے اس کو استنباط کیا ہے (فض)

فصل ہشتم آداب متفرقہ متعلقہ درود شریف کے بیان میں

(۱) جب اسم مبارک لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف صؐ یا صلعم پر اکتفا نہ کرے (فض)

(۲) ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل کاغذ کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض آکلہ عارض ہوا یعنی ہاتھ اُس کا گل گیا۔

(۳) شیخ ابن حجر مکیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ پر اکتفا کرتا تھا وسلم نہ لکھتا تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو خواب میں ارشاد فرمایا تو اپنے کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے یعنی وسلم میں چار حرف ہیں ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب لہذا وسلم میں چالیس نیکیاں ہوئیں (فض)

(۴) درود شریف پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ بدن اور کپڑا پاک وصاف رکھے۔

(۵) آپ کے نام مبارک سے پہلے سیّدِنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے (درمختار)

فصل نہم بعض نکات متعلقہ درود شریف کے بیان میں

نکتہ۔ ایک سوال مشہور ہے کہ کَمَا صَلَّیْتَ میں آپ کے صلوٰۃ کو صلوٰۃ ابراہیمیہ سے تشبیہ دی گئی اور مشبہ بہ مشبہ سے اکمل ہوتا ہے اس سے صلوٰۃ محمدیہ کا نقصان لازم آتا ہے سب سے مختصر اور سہل جواب یہ ہے کہ یہ ضرور نہیں کہ مشبہ بہ اکمل ہو البتہ اوضح اور اشہر

ہونا ضروری ہے سو صلوٰۃ ابراہیمیہ چونکہ تمام اُمم و ملل اہل کتاب ومشرکین میں مشہور ومسلّم تھی اسی لئے اس کو مشبہ بہ قرار دیا گیا۔

(۲) باوجودیکہ صلوٰۃ وسلام سب انبیا پر نازل ومتوجہ رہا ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی کیا تخصیص ہے اس کی چند وجہ ہیں اوّل یہ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی شریعت کا طرز بہت ملتا ہوا ہے اور انبیا علیہم السّلام کے ساتھ تو صرف اصول ہی میں توافق ہے اور آپ کے ساتھ بہت فروع میں بھی اسی بناء پر ارشاد ہے اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شبِ معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ اپنی اُمّت کو ہمارا سلام کہیئے گا۔ اس لئے اس اُمّت کو حکم ہوا کہ صلوٰۃ ابراہیمی کو نماز میں داخل کریں اور خارج نماز بھی پڑھا کریں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اس اُمّت کے حال پر نہایت شفقت فرمائی تھی کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے لئے دعا فرمائی تھی اس آیت میں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا الآیۃ اور آپ نے اس اُمّت کا لقب اُمّۃ مسلمۃ اس آیت میں وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ رکھا تھا اسی لئے ارشاد ہوا ہے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ

(۳) اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم کو یہ حکم ہوا تھا کہ تم صلوٰۃ

عہ بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ایمان والے ۱۲

عہ اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے ۱۲

بھیجو اس آیت میں صَلُّوْا عَلَیْہِ تو ہماری طرف سے بظاہر نُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ مناسب ہوتا مگر پھر بھی ہم کو اَللّٰھُمَّ صَلِّ سکھلایا گیا جس میں اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست ہے کہ آپ صلوٰۃ بھیج دیجئے۔

حکمت اس میں یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل پاک اور ہم ناپاک ہماری صلوٰۃ آپ کی شایاں نہ ہوتی اس لئے گویا بزبانِ حال یہ کہا جاتا ہے کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری صلوٰۃ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عالی کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے آپ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنی صلوٰۃ بھیج دیجئے تاکہ نبی طاہر پر ربِ طاہر کی طرف سے صلوٰۃ ہو۔

(۴) شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا سے پہلے اور پیچھے درود شریف پڑھ لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں طرف کے درودوں کو تو ضرور ہی قبول فرماویں گے اور یہ اُن کے کرم سے بعید ہے کہ درمیان کی چیز کو رد کر دیں۔

(۵) جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار درود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح قرآن مجید کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے (نعوذ باللہ منہا) اس شخص پر منجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بسزائے استہزا یہ دس کلمات ارشاد فرمائے حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۢ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّۭ زَنِيْمٍ مُّكَذِّبٍ

عہ بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت ہو۔ طعنے دینے والا ہو۔ چغلیاں لگاتا پھرتا ہو۔ نیک کام سے روکنے والا ہو۔ حد سے گذرنے والا ہو۔ گناہوں کا کرنے والا ہو۔ سخت مزاج ہو۔ حرامزادہ ہو۔ آیتوں کا جھٹلانے والا ہو۔

لِلْاٰیَاتِ بدلالت قولہ تعالیٰ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیَاتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝

فصل دہم درود شریف کے صیغوں کے بیان میں

یوں تو مشائخ کرام نے صدہا صیغے اس کے منقول ہیں دلائل الخیرات اس کا ایک نمونہ ہے مگر اس مقام پر صرف جو صیغے صلوٰۃ وسلام کے احادیث مرفوعہ حقیقیہ یا حکمیہ میں وارد ہیں اُن میں سے چالیس ۴۰ صیغے مرقوم ہوتے ہیں جن میں (۲۵) صلوٰۃ اور (۱۵) سلام کے ہیں گویا یہ مجموعہ درود شریف کی چہل حدیث ہے جس کے باب میں بشارت آئی ہے کہ جو شخص امر دین کے متعلق چالیس حدیثیں میری اُمت کو پہنچاوے اُس کو اللہ تعالیٰ زمرۂ علماء میں محشور فرمائیں گے اور میں اس کا شفیع ہوں گا۔ درود شریف کا امر دین سے ہونا بوجہ اس کے مامور بہ ہونے کے ظاہر ہے تو ان احادیث شریف کے جمع کرنے سے مضاعف ثواب (اجرِ درود و اجرِ تبلیغ چہل حدیث) کی توقع ہے ان احادیث سے قبل دو صیغے قرآنِ مجید سے تبرکاً لکھے جاتے ہیں جو اپنے عموم لفظی سے صلوٰۃ نبویہ کو بھی شامل ہیں اور ان احادیث کے بعد تین صیغے دو صحابی سے ایک تابعی سے مرقوم ہوں گے اب یہ سب مل کر (۴۵) صیغے ہیں اگر کوئی شخص ان سب صیغوں کو روزانہ پڑھ لیا کرے تو تمام فضائل و برکات جو جدا جدا ہر صیغے کے متعلق ہیں بتمامہا اُس شخص کو حاصل ہو جاویں اور ان احادیث و آثار کے بعد نمبر وار ہر ایک کی سند یکجا ذکر کر دی جاوے گی۔

صیغۂ قرآنی

(۱) سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (۲) سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۔

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صیغ صلوٰۃ

(حدیث اوّل) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ۔

(۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَآئِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

(۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

عہ پارہ ۱۹ سورہ نمل رکوع ۱۲۔ عہ پارہ ۲۳ سورۃ صافات کے ختم پر

(۶) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۷) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۹) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۱۰) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۱۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(۱۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۱۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(۱۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۱۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۱۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ

وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۲۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ

الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۲۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَیْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

(۲۴) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَکَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۲۵) وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

صِیَغُ السَّلَامِ

(۲۶) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(۲۷) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(۲۸) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(۲۹) اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(۳۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔

(۳۱) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِیَاتُ لِلّٰهِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(۳۲) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاهْدِنِیْ۔

(۳۳) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(۳۴) بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

(۳۵) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

(۳۶) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

(۳۷) اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

(۳۸) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(۳۹) اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (۴۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

آثار موقوفہ

(۱) اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَبَارِئَ الْمَسْمُوكَاتِ وَ

اے اللہ زمینوں کا فرش بچھانے والے اور بلند آسمانوں کے پیدا کرنے والے۔ اور

جَبَّارَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَسَعِيْدِهَا

شقی اور نیک دلوں کو اُن کی فطرت کے موافق جوڑنے والے

اِجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ

کر دیجئے اپنی بزرگ ترین رحمتیں۔ اور بڑھنے والی برکتیں

وَرَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ

اور اپنی مہربانیاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو آپ کے بندہ اور آپ کے رسول ہیں

الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ

جو اپنے سے پہلے کو ختم کرنے والے۔ اور سربند چیزوں کو کھولنے والے ہیں۔ اور حق کو حق طریقہ سے ظاہر کرنے

بِالْحَقِّ وَالدَّامِغِ لِجَيْشَاتِ الْأَبَاطِيْلِ كَمَا حُمِّلَ

والے ہیں۔ اور باطل کے لشکروں کا سر توڑنے والے ہیں۔ وہ مستعد ہو گئے جس طرح

فَاضْطَلَعَ بِأَمْرِكَ بِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا فِيْ

اُن پر ذمہ داری ڈالی گئی۔ آپ کے حکم سے آپ کی فرمانبرداری کے لئے جلدی کرتے ہوئے

مَرْضَاتِكَ بِغَيْرِ نُكُلٍ عَنْ قَدَمٍ وَّلَا وَهْنٍ فِيْ

آپ کی مرضیات میں۔ بغیر قدم پیچھے ہٹانے کے۔ اور بغیر کسی سستی کے

عَزْمٍ وَّاعِيًا لِّوَحْيِكَ حَافِظًا لِّعَهْدِكَ مَاضِيًا

ارادہ میں آپ کی وحی کی نگہداشت کرنے والے۔ اور آپ کے عہد کی حفاظت کرنے والے آپ کے

عَلٰى نَفَاذِ أَمْرِكَ حَتّٰى أَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ

حکم کو نافذ کرنے میں عزم پر قائم رہنے والے۔ یہاں تک کہ دیدیا شعلہ نور کا روشنی لینے والے کے لئے

آلَاءُ اللّٰهِ تَصِلُ بِأَهْلِهٖ أَسْبَابَهٗ بِهٖ هُدِيَتِ الْقُلُوْبُ

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اللہ والوں کے ساتھ اسباب کو ملا دیتی ہیں۔ آپ ہی کے ذریعہ قلوب کو ہدایت کیگئی

بعد خوضات الفتن والاثم وابهج موضحات

بعد اُن کے فتنوں اور گناہوں میں ڈوب جانیکے۔ اور زینت دی آپ نے چمکتے ہوئے

الاعلام ومنيرات الاسلام ونائرات

نشانوں کو۔ اور اسلام کو روشن کرنے والی چیزوں کو۔ اور روشن

الاحكام فهو امينك المامون وخازن علمك

احکام کو پس وہ آپ کے امین معتمد ہیں۔ اور آپ کے پوشیدہ علم کے

المخزون وشهيدك يوم الدين وبعيثك

محافظ ہیں اور آپ کے گواہ ہیں قیامت کے دن۔ اور آپ کی بھیجی ہوئی

نعمة ورسولك بالحق رحمة اللهم افسح له مفسحا

نعمت ہیں۔ اور آپ کے رسول برحق ہیں۔ جو سراپا رحمت ہیں۔ اے اللہ کشادہ کردے انکے لئے جگہ

في عدنك واجزه مضاعفات الخير من

اپنی بہشت میں۔ اور جزا دے اُن کو نیکیوں کی چند در چند اپنے

فضلك مهنات له غير مكدرات من فوز

فضل سے جو خوشگوار ہوں اُن کے لئے۔ اور بے کدورت ہوں (یعنی) آپ کا

ثوابك المضنون وجزيل عطائك المخزون

عظیم ثواب جو محفوظ ہے اور بڑی عطا جو جمع کی گئی ہے

اللهم اعل على بناء البانين بناءه واكرم مثواه

اے اللہ بلند کر دوسرے منزل والوں کی منزل سے انکی منزل کو۔ اور مکرم فرما انکی آرام گاہ

لديك ونزله واتمم له نوره واجزه من

اور ان کی مہمانی کو اپنے پاس۔ اور پورا فرمادے اُن کے نور کو ان کے واسطے اور جزا دے

ابتعاثك له مقبول الشهادة ومرضي المقالة

ان کو دین کے لئے کھڑے ہوجانے کی اس طرح کہ آپ مقبول الشہادت اور پسندیدہ گفتگو ہیں

ذا منطق عدل وخطة فصل وحجة وبرهان

آپ کا کلام انصاف اور عادت فیصلہ کن اور حجت اور برہان

عَظِیْمٌ.

عظیم ہیں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَ

اے اللہ نازل کر درود اپنا اور رحمت اپنی اور

بَرَكَاتِكَ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ

برکتیں اپنی رسولوں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام

وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ

اور نبیوں کے ختم کرنیوالے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو آپ کے بندہ اور آپکے رسول ہیں

وَاِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ

اور بھلائی کے امام اور خیر کے قائد ہیں۔ اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ

ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ

مبعوث فرما اُن کو مقام محمود پر ــــ کو رشک کریں اس پر پہلے

وَالْاٰخِرُوْنَ.

اور پچھلے۔

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِهٖ وَ

اے اللہ درود بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اُن کی آل اور

اَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَ

اُن کے اصحاب اور اُن کی اولاد اور اُن کی ازواج اور اُن کی ذریت اور

اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ

اُن کے اہل بیت اور اُنکی سسرال والوں اور ان کے مدد دینے والوں اور اُنکی پیروی کرنیوالوں اور

وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَاۤ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

انکے محبت کرنیوالوں اور ان کی امت پر اور اُن سب کے ساتھ ہم پر اے ارحم الراحمین۔

اسانید چہل حدیث صلوٰۃ وسلام بالترتیب

(۱)[۵] روایت کیا اس کو بزار و طبرانی رح نے صغیر اور اوسط میں ویفع سے مرفوعاً کہ جو اس کو پڑھے اُس کے لئے میری شفاعت واجب اور ضروری ہے سع (۲) روایت کیا اس کو مسند احمد میں حصن۔ (۳) روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری سے مرفوعاً کہ جس شخص کے پاس خیرات کرنے کو مال نہ ہو تو اپنی دعا میں یہ درود پڑھے وہ اس کے لئے باعث تزکیہ ہوگی سع۔ (۴) روایت کیا اس کو بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے مرفوعاً کہ تشہد کے بعد یہ درود پڑھا کرو سع (۵) روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے کعب بن عجرہ رضؓ سے مرفوعاً۔ سع (۶) روایت کیا اس کو مسلم رحؒ نے سع۔ (۷) روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے سع۔ (۸) روایت کیا اس کو نسائی نے سع۔ (۹) روایت کیا اس کو ابوداؤد رحؒ نے سع (۱۰) روایت کیا اس کو ابوداؤد رحؒ نے سع۔ (۱۱) روایت کیا اس کو ترمذی اور ابوداؤد اور مسلم رحؒ نے حدیث ابومسعود انصاری رضؓ سے (۱۲) روایت کیا اس کو نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوحمید ساعدی رضؓ سے سع۔ (۱۳) روایت کیا اس کو مسلم رحؒ نے سع۔ (۱۴) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے حدیث ابوہریرہؓ سے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھر والوں پر درود پڑھتے وقت ثواب کا پورا پیمانہ لے تو یہ دُرود پڑھے سع (۱۵) روایت کیا اس کو طبری نے اپنی تہذیب میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً کہ جو شخص یہ درود پڑھے قیامت کے دن اُس کے لئے گواہی دوں گا، ور شفاعت کروں گا سع۔

---

[۵] چونکہ یہاں سے صرف کتابوں کے حوالے تھے۔ کوئی مضمون مقصود نہیں تھا۔ اس لئے اس مرتبہ یہاں سے ص۴۳ تک خط خفی کر دیا گیا۔ ۱۲ شبیر علی۔

(۱۶) روایت کیا اس کو خیروبری نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت علی رضؓ سے۔ مرفوعاً سع (۱۷) روایت کیا اس کو مجدالائمہ ترجانی نے حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے مرفوعاً سع (۱۸) روایت کیا اس کو اصحاب صحاح ستہ نے اور یہ سب صیغوں سے بڑھ کر صحیح ہے حرزثمین۔ (۱۹) ح س ق حصن (۲۰) س حص (۲۱) بخاری نے القول البدیع میں بروایت ابنِ ابی عاصم مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو کوئی سات جمعے تک ہر جمعے کو سات بار اس درود کو پڑھے واجب ہو اُس کے لئے شفاعت میری حاشیہ دلائل (۲۲) روایت کیا اس کو احمد نے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابن مسعود سے نقل کیا سنز (۲۳) روایت کیا اس کو دارقطنی نے اپنی سنن میں ابن مسعود سے مرفوعاً سنز (۲۴) روایت کیا اس کو احمد نے بریدہؓ سے سنز (۲۵) س حصن (۲۶) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت عبداللہ بن سعود سے (۲۷) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت ابوموسےٰ اشعری سے (۲۸) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت ابوموسےٰ اشعری سے (۲۹) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے (۳۰) روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت جابرؓ سے (۳۱) موموس طاحصن (۳۲) طس حصن (۳۳) دحص یہ روایت صرف الملک للہ تک مذکور ہے مگر غالباً راوی نے اختصار کیا ہے اس لئے صیغۂ سلام بھی تتمیماً میں نے لکھ دیا (۳۴) روایت کیا اس کو امام مالک نے موطا میں کہ ابنِ عمر پڑھتے تھے نسع ہر چند کہ اس کے مرفوع ہونے کی تصریح نہیں ہے مگر چونکہ تعلیم تشہد سے قبل صحابہؓ جو اپنی رائے سے پڑھا کرتے تھے اسکا متروک ہونا مصرح ہے اس لئے مظنون یہ ہے کہ یہ اور اسکی امثال مرفوع ہیں نیز رائے سے کسی ذکر کا داخل صلوٰۃ کرنا بھی مستبعد ہے لہذا مرفوع میں ذکر کیا گیا (۳۵) روایت کیا اس کو امام مالک نے کہ حضرت عائشہؓ اس کو پڑھا کرتی تھیں سع (۳۶) روایت کیا

اسکو مالک نے نیز حضرت عائشہؓ سے سع (۳۷) روایت کیا طحاویؒ نے حضرت ابو موسےٰ اشعری سے سع (۳۸) روایت کیا اس کو ابو داوٗد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سع (۳۹) م عد حب حص (۴۰) مص حص (آثار) نمبر (۱) سلامۃ الکندی سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ یہ لوگوں کو سکھلاتے حاشیۂ دلائل از شفائے قاضی عیاضؒ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے باسناد حسن موقوفاً حضرت ابی مسعودؓ سے سع ۲ حسن بصری سے منقول ہے کہ جو حوض کوثر کا بھرا پیالہ چاہے وہ یہ درود پڑھے حاشیہ دلائل از شفاء:

خاتمہ درود منظوم میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(۱) صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى رَأْسِ فَرِيْقِ النَّاسِ
مِنْهُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَأْسِ

(۲) صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى مَنْ هُوَ فِيْ حَرٍّ غَدٍ
كُلَّ مَنْ يَّظْمَأُ يُسْقِيْهِ رَحِيْقَ الْكَاْسِ

(۳) صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى مَنْ بِرِجَاءِ الْكَرَمِ
خَصَّ مَنْ جَآءَ اِلَيْهِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ

(۴) صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى مُؤْنِسِ كُلِّ الْبَشَرِ
مُبْدِلِ الْوَحْشَةِ فِي الْقَبْرِ بِاِسْتِيْنَاسِ

(۵) صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى رُوْحِ رَئِيْسِ الرُّسُلِ
نَقْتَدِيْ نَحْنُ عَلَى الْاَرْجُلِهٖ بِالرَّاْسِ

(۶) صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى ذِيْ نِعَمٍ دَآئِمَةٍ
اَنْعَمَ الْيَوْمَ عَلَى الْخَيْرِ بِلَا مِقْيَاسِ

(۷) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی صَاحِبِ شَرْعٍ حَسَنٍ
فَرَّقَ النَّاسَ مَتٰی جَآءَ مِنَ النَّسْنَاسِ

(۸) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی ذِیْ کَرَمٍ اُمَّتُهٗ
تَدْخُلُ الْجَنَّةَ فِی الْحَشْرِ بِلَا وَسْوَاسِ

(۹) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ لَوْلَاهُ لَمَا
یَشْمَلُ النَّامِیَةَ الْکَوْنَ مَعَ الْحَسَّاسِ

(۱۰) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ مِنْ عِصْمَتِهٖ
یَعْصِمُ الْحَقَّ مُحِبِّیْهِ مِنَ الْخَنَّاسِ

(۱۱) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ مَنْ عَاذَ بِهٖ
لَمْ تَصِلْ قَطُّ اِلَیْهِ یَدَیِ الْوَسْوَاسِ

(۱۲) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ مِنْ بَارِقَةِ
السَّیْفِ قَدْ اَذْهَبَ قَطْعًا بَصَرَ الشَّمَّاسِ

(۱۳) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی صَاحِبِ نَوْعِ الشَّرَفِ
مَیَّزَ النَّاسُ بِهِ الْفَصْلَ مِنَ الْاَجْنَاسِ

(۱۴) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ لِنَخِیْلِ الْکَرَمِ
فِیْ رِیَاضِ الْاُمَمِ الْیَوْمَ لَنَا الْغَرَّاسِ

(۱۵) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ بِغِنَآءِ الْکَرَمِ
مِنْ بُیُوْتِ الْفُقَرَآءِ یَذْهَبُ بِالْاِفْلَاسِ

(۱۶) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی عِتْرَتِهِ الطَّاهِرَةِ
وَعَلَی الصَّحْبِ مَعَ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ

(۱۷) صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ لَّا وَبِیْ مِّنْہُ
طَہَرَ الْقَالِبُ وَالْقَلْبُ مِنَ الْاَدْنَاسِ

تمت

جَمَعَ هٰذِہِ الْاَوْرَاقَ اَشْرَفُ عَلِی فِی
شُهُوْرِ سَنَۃِ ۱۳۳۲ مِنَ الْهِجْرَۃِ

نیل الشفا بنعل المصطفیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ ناچیز اشرف علی عرض کرتا ہے کہ ان دنوں ہم لوگوں کے کثرتِ معاصی سے جو کچھ ہجومِ بلیات صوریہ ومعنویہ ہے ظاہر ہے اس کا علاج بجز اصلاحِ اعمال وتوبہ واستغفار کے کچھ نہیں ہے مگر ہم لوگوں کے قلب وزبان کی جو کیفیت ہے معلوم ہے البتہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اُس کی برکت سے حضور قلب بھی میسر ہو سکتا ہے اور امیدِ قبول بھی قریب ہے منجملہ اُن وسائل کے تجربہ بزرگانِ دین نقشہ نعل مقدس حضورِ سرورِ عالم فخرِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قوی البرکت سریع الاثر پایا گیا ہے اس لئے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیر النعال صلی اللہ علی صاحبہ فوق عدد الرمال حسبِ روایت امام زین الدین عراقی محدث مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات حاصل کریں اور اس کے توسل سے اپنے حاجات ومعروضات جنابِ باری تعالیٰ میں قبول کرائیں۔ اس نقشہ شریف کے آثار وخواص وفضائل کو کون شمار میں لا سکتا ہے مگر اس مقام پر نہایت اختصار کے ساتھ کتب معتبرۂ علمائے محدثین ومحققین سے چند برکات اور کچھ ابیات مشتمل بر ذوق وشوق نقل کئے جاتے ہیں کہ جن کے پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعشق اور محبت پیدا ہو اور بوجہ غلبۂ محبت بلا تکلف آپ کا اتباع نصیب ہو جو حاصل مقصود اور سرمایۂ نجاتِ دینوی واخروی ہے۔

طریق توسل۔ بہتر ہے کہ آخر شب میں اُٹھکر وضو کر کے تہجد جس قدر ہوسکے پڑھے اس کے بعد گیارہ بار درود شریف گیارہ بار کلمۂ طیبہ گیارہ بار استغفار پڑھکر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور تبضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی میں جس مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشۂ نعل شریف کو سر پر لئے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں الٰہی اس نسبتِ غلامی پر نظر فرماکر برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمائیے مگر خلافِ شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے پھر سر پر سے اس کو اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بمحبت بوسہ دے اشعارِ ذوق وشوق بغرض ازدیاد عشقِ محمدی پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔

بعض آثار وخواص نقشہ نعل شریف

علامۂ محدث حافظ تلمسانی کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ شریف کے منافع ایسے کھلم کھلا ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں منجملہ اُن کے ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کیلئے یہ نقشہ بنوادیا تھا وہ میرے پاس ایک روز آکر کہنے لگا کہ میں نے شب گذشتہ میں اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کے اتفاقاً ایسا سخت درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگئی میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھکر عرض کیا کہ یا الٰہی مجھ کو صاحب نعل شریف کی برکت دکھلائیے اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عنایت فرمائی قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے

پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبے سے شیطانِ سرکش سے حاسد کی نظرِ بد سے امن واماں میں رہے اور اگر حاملہ عورت دردِزہ کی شدت کے وقت اس کو اپنے دلہنے ہاتھ میں رکھے بفضلہ تعالیٰ اسکی مشکل آسان ہو شیخ ابن حبیب النبی روایت فرماتے ہیں کہ اُن کے ایک دُمل نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا نہایت سخت درد ہوا کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی انہوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ رکھ لیا معاً ایسا سکون ہوگیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا ایک اثر خود میرا (یعنی صاحبِ فتح المتعال کا) مشاہدہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار سفرِ دریائے شور کا اتفاق ہوا ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہوگئے کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی میں نے یہ نقشہ ناخدا کے پاس بھیج دیا کہ اس سے توسل کرے اسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت عطا فرمائی اور محمد ابن الجزری ؒ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف) کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو اور یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اُس کو شکست نہ ہو اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے جس اسباب میں ہو چوروں کا اُس پر قابو نہ چلے جس کشتی میں ہو غرق سے بچے اور جس حاجت میں اس سے توسل کریں وہ پوری ہو یہ تمام مضامین کتاب القول السدید فی ثبوت استبراك نعل سید الاحرار والعبید سے نقل کئے گئے ہیں اور کتاب المرتجی بالقبول فی خدمۃ قدم الرسول میں علمائے محققین وصلحائے معتبرین سے بہت آثار وخواص وحکایات نقل کئے ہیں جس کو شوق ہو دیکھ لے اب

چند اشعار شوقیہ مع ترجمے کے لکھے جاتے ہیں کہ اُن کو پڑھ کر سمجھ کر
اپنے شوق و محبت کو بڑھاویں۔

قَالَ الْاِمَامُ اَبُوالْخَیْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَزَرِی علیہ الرحمۃ

یَا طَالِبًا تِمْثَالَ نَعْلِ نَبِیِّہٖ

اے طلب کرنے والے نقش نعل شریف اپنے نبی کے

ھَا قَدْ وَجَدْتَّ اِلَی اللِّقَاءِ سَبِیْلًا

آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اُس کے ملنے کا راستہ

فَاجْعَلْہُ فَوْقَ الرَّأْسِ وَاخْضَعَنْ لَہٗ

پس رکھ اس کو سر پر اور خضوع کر اس کے لئے

وَتَغَالَ فِیْہِ وَاَوْلِہِ التَّقْبِیْلَا

اور مبالغہ کر خضوع میں اور پیاپے اس کو بوسے دے

مَنْ یَّدَّعِی الْحُبَّ الصَّحِیْحَ فَاِنَّہٗ

جو شخص دعوے کرے سچی محبت کا پس بے شک وہ

یُثْبِتُ عَلٰی مَا یَدَّعِیْہِ دَلِیْلًا

قائم کرتا ہے اپنے دعوے پر دلیل کو

عن السید محمد الجمازی الحسینی المالکی

(۱) لَمَّا رَأَیْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفٰی

جب دیکھا میں نے نقشہ نعل شریف حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

اَلْمُسْنَدِ الْوَضْعِ الصَّحِیْحِ مُعَرَّفًا

جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے

(۲) فَمَسَحْتُ وَجْھِیْ بِالْمِثَالِ تَبَرُّکًا

تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اس نقشے کو واسطے برکت کے

فَشُفِیْتُ مِنْ وَّقْتِیْ وَکُنْتُ عَلَی الشَّفَا

سو مجھ کو اسی وقت شفا ہوگئی حالانکہ میں قریب بہ ہلاکت ہوگیا تھا

(۳) وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوْبِ مِنْ بَرَکَاتِہٖ

اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کی برکتوں سے

وَوَجَدْتُّ فِیْہِ مَا اُرِیْدُ مِنَ الصَّفَا

اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے

قال فی التحفۃ الرسولیۃ

ہر کہ بقرطاس مثالش کشد
تاج وش آں رابسرِ خود نہد

فتح و ظفر یابد و گردد عزیز
نورِ دل افزاید و عقل و تمیز

آتشِ سوزندہ نسوزد ورا | سوزنِ سیلاب ندوزد ورا
از ہمہ آفات سلامت بود | روزِ قیامت بکرامت بود
وانکہ بخانہ نہدش با ادب | غم رود از خانۂ وآید طرب
ہرکہ بہ بیند بدلش برنہد | شجرۂ امید ورا بر دہد
میکشم ایں جا بہ تبرک مثال | تا شود ایں نسخہ گرامی مقال

ضروری عرض

اس نقشۂ شریف کو ادب و احتیاط سے رکھیں مگر ایسا غلو نہ کریں کہ خلافِ شرع کوئی بات ہو جائے اور اس کو وسیلہ برکت و محبت سمجھیں یہ نہیں کہ تمام احکامِ دین و اعمالِ خیر کو رخصت کر کے اس پر کفایت کریں والسّلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ۔

ضروری توضیح و تنبیہ متعلقہ رسالہ نیل الشفا بنعل المصطفیٰ

بعد الحمد والصلوٰۃ رسالہ نیل الشفاء میں سے نقشہ نعل مبارک و طریق توسل کو بعض حضرات نے مستقل شائع کرنا چاہا اور حضرت مصنف دامت برکاتہم سے اس کی اجازت چاہی تو حضرتِ والا نے اس سے منع فرمایا یہ خط اور جواب مکتوباتِ خبرت حصہ سوم ص ۱۵ بابت ۱۳۳۳ھ سے بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

سوال۔ خاکسار کا قصد ہے کہ محض نقشہ نعل شریف جو زادالسّعید میں شامل ہے علیٰحدہ طبع کرا کے افادۂ عام کی غرض سے صاحبانِ ضرورت کو تقسیم کردوں۔

الجواب۔ تجربہ و تامل سے اس کا انجام عوام کے لئے اچھا معلوم نہیں ہوتا بہت جلد غلو و بدعت میں مبتلا ہو جاتینگے۔ مجھ کو زادالسّعید میں شائع ہونا بھی مصلحت معلوم نہیں ہوا مگر خیر وہ ایک کتاب ہے اس میں عبارت بھی

موجود ہے اس سے انسداد مفسدہ کا ممکن ہے اور صرف نقشہ کی اشاعت میں غلو کا احتمال زیادہ ہے۔ فقط

پھر رنگون کے بعض دولتمند مسلمانوں نے نیل الشفا میں یہ نقشہ اور اس کے فضائل اور خواص اور طریقِ توسل دیکھ کر نعل مبارک کے نقشے کو علیحدہ کاغذ پر بہت خوبصورت اور خوش وضع چھپوایا اور نقشۂ نعلِ مبارک پر کچھ عبارتیں اور کلماتِ متبرکہ بھی چھپوا دئے اس پر بعض اہلِ علم اور دردمندانِ شریعت کو کچھ شبہات پیش آئے اور اہلِ افراط و تفریط کی جانب سے نامناسب لہجہ میں خدشات کا اظہار کیا گیا۔

کسی بزرگ نے ان شبہات و خدشات کو بصورتِ سوال لکھ کر حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہٗ کی خدمت بابرکت میں بھیجدیا۔ حضرت مولانا نے ۱۳۴۱ھ میں اس سوال کا جو جواب ارشاد فرمایا تھا وہ النّورُ نمبر ۹ جلد سوم بابت محرم ۱۳۴۲ھ کے صفحہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کے متعلق مفصل خط و کتابت اور مکرر سوال و جواب کی تفصیل رسالۂ اتمام المقال فی بعض احکام التمثال میں مستقلاً شائع کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ اور نتیجہ حضرت ہی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔

یہ تو طالبعلمانہ کلام ہے جس میں جانبین کو بہت وسعت ہے۔ ہر جواب پر شبہ اور ہر شبہ کا جواب ہو سکتا ہے لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد یاد آتا ہے ؎

ندانی کہ مارا سرِ جنگ نیست		وگرنہ مجالِ سخن تنگ نیست

اس لئے مناظرانہ کلام کو بند کر کے ناظرانہ عرض کرتا ہوں کہ گو احتیاطی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا۔ چنانچہ مکتوباتِ خیرت کے حصہ سوم بابت ۱۳۴۳ھ کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون ہے۔ مگر مسئلہ میں تردد نہ ہوا تھا لیکن اب مجھ کو خواص کے اس اختلافِ آراء سے نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو گیا۔ پھر اس کے

ساتھ عوام کے اختلاقِ اہوائے جس سے میرا ذہن خالی تھا مصالح دینیہ اسی کو مقتضی ہیں کہ بحکم دع ما یریبک الی ما لا یریبک الحدیث اپنے رسالہ نیل الشفاء سے رجوع کرتا ہوں۔ اور کوئی درجہ تسبب للضرر کا اگر واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار اور کسی عاشقِ صادق کے اس فیصلہ کا استحضار او تکرار کرتا ہوں

اَرَاکَ انّی راض بان احمل الھوٰی واخلص منہ لا علیّ ولا لیا

والسلام

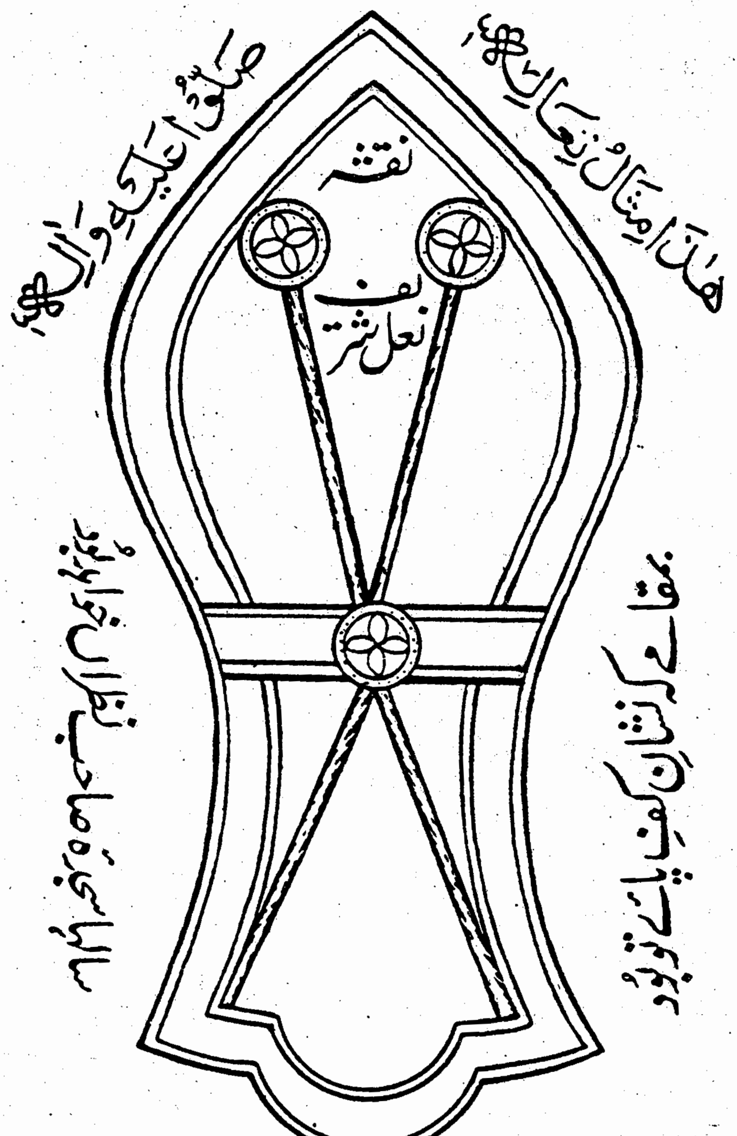
نوٹ۔ اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو مکملاً یا ملخصاً جلدی شائع فرما دیں پھر خواہ مستقلاً وخواہ دلّی یا اخبار میں۔ اشرف علی ۴ جمادی الاولی ۱۳۵۶ھ

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ نیل الشفاء سے اس اعلان رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیل الشفاء سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشہ نعل شریف سے استبراک وتوسل کی مسلمانوں کو تلقین وترغیب اور نقشہ کی تشہیر و اشاعت کی تحریص مقصود ہے۔ اب حضرت مولانا دام فیضہم نے عوام کے تجاوز عن الحد اور غلو کو مدنظر رکھ کر استبراک و توسل کی ترغیب اور تشہیر و اشاعت کی تلقین سے رجوع فرمالیا ہے رہا کسی عاشقِ صادق اور مجذوبِ محبت کا والہانہ طرزِ عمل تو وہ بجائے خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے۔ اسی طرح نفسِ مسئلہ میں تردد پیدا ہو جانے کا جو ذکر ہے اس کا حاصل بھی بجائے جزم جواز سابق کے عدم جزم جواز ہے نہ کہ جزم عدم جواز۔ پس عشاق پر طعن نہ کیا جائے۔

حضرت مولانا کے اعلان رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ اس نظریہ سے یہ ضروری توضیح کر دی گئی اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ



هذا مثال نعال النبي ﷺ
صلوات الله عليه وآله وسلم
نقشہ نعل شریف